فرشتوں کے عجیب حالات

امام جلال الدین سیوطی کی نادر تالیف

الحبائک فی اخبار الملائک

اردو ترجمہ و تشریح و تخریج احادیث

مولانا امداد اللہ انور

دار المعارف

عنایت پور، تحصیل جلالپور پیروالا، ملتان

فرشتوں کے عجیب حالات

امام جلال الدین سیوطی کی نادر تالیف

الحبائک فی اخبار الملائک

اردو ترجمہ و تشریح و تخریج احادیث

مولانا امداد اللہ انور
استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان
سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف
عنایت پور، جلالپور پیروالا، ملتان
رابطہ نمبر: 0300-6351350=0333-6196631

نام کتاب : فرشتوں کے عجیب حالات (الحبائک فی اخبار الملائک)

تالیف : امام جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر:

ناشر : مولانا امداد اللہ انور دار المعارف ملتان

تاریخ اشاعت : ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰۰۷ء

صفحات : جدید کمپوزنگ 496

ہدیہ : RS 200

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم گلگشت ملتان

رابطہ نمبر: 0300-6351350=0333-6196631

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ گلشن اقبال کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
فیروز سنز لاہور۔ کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	عتیق اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	بیکن بکس اردو بازار گلگشت ملتان
فضلی سنز اردو بازار کراچی	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ علمیہ سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے بہت سے چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

آئینہ کتاب

کلمات تبریک

سیدی ومرشدی حضرت مولانا سید محمد انور حسین نفیس رقم دامت الطافہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

محبّ گرامی قدر جناب مولانا امداداللہ انور زید مجدہم کی تازہ تالیف ''فرشتوں کے عجیب حالات،، پر مشتمل ہے۔ اس سے پیش تر ان کی دو کتابیں ''فضائل حفظ قرآن،، اور ''جہنم کے خوفناک مناظر،، اہل علم وفضل سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں پیش نظر کتاب بھی ان شاء اللہ مقبول عام ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا ممدوح کی عمر شریف میں برکت دے اور علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ ان کی جملہ تالیفات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مسلمانوں کو ان سے مستفیض فرمائے۔ آمین!

احقر نفیس الحسینی — ۱۴۱۶ھ

کریم پارک، لاہور — ۱۵رجب المرجب

تقریظ

مناظر اسلام محقق جلیل حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ! اما بعد مسلمانوں کے ایمان کا تعلق مغیبات سے ہے اسلام میں فرشتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے، تمام ادیان کا اس پر اتفاق ہے کہ اس عالم ناسوت کے علاوہ ایک عالم ملکوت بھی ہے جو ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے چنانچہ بائبل، ویدوں وغیرہ میں بھی کئی جگہ فرشتوں کا ذکر ہے ہاں ان ادیان کے مقابلہ میں اسلام کامل اور محفوظ دین ہے اس لئے اسلام میں فرشتوں کے بارہ میں جو تفصیلات ہیں ان کا دوسرے ادیان کی کتابوں میں تلاش کرنا ناممکن ہے انسان کو اللہ نے خاک سے پیدا فرمایا، اور جنات کو آگ سے، اسی طرح فرشتوں کو نور سے۔ یہ سب کا مسلمہ اور مشاہد اصول ہے کہ عنصر جتنا لطیف ہوتا ہے اتنا ہی قوی ہوتا ہے، دیکھئے خاک سے ہوا لطیف ہے تو کیسے درختوں کو اکھاڑ پھینکتی ہے بڑی بڑی عمارتوں کو تہ و بالا کر دیتی ہے، اسی طرح آگ خاک سے لطیف ہے تو آگ سے جو مخلوق پیدا ہوتی یعنی جنات وہ بھی نہایت قوی ہیں اور نور تو لطیف تر ہے اس لئے فرشتے نہایت قوی ترین مخلوق ہیں اس لئے کتابوں میں ان کی قوت کے عجیب و غریب واقعات آتے ہیں، جس طرح یہ قوی ترین مخلوق ہے کہ عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اس طرح یہ کثیر ترین مخلوق بھی ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی گنتی کوئی نہیں جانتا، ان میں سے چار فرشتے نہایت معظم اور مقرب ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت عزرائیل علیہ السلام، اس عالم میں بناؤ کے بعد بگاڑ بھی ہے، بناؤ کے اعتبار

سے روحانی علوم کے امین حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں تو حسی ارزاق کے امین حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں، بگاڑ میں جزوی اموات پر موکل اگر عزرائیل علیہ السلام ہیں تو کلی فنا صور قیامت پھونکنے پر حضرت اسرافیل علیہ السلام مامور ہیں۔

فرشتوں کے بارے میں اگرچہ اور حضرات نے بھی کتابیں تحریر فرمائیں مگر علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ کی تالیف **اَلْحَبَائِکُ فِیْ اَخْبَارِ الْمَلَائِکُ** ایک نہایت جامع اور معلومات افزا کتاب ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے اس لئے اردو دان حضرات اس سے مستفید نہیں ہو سکتے تھے اس لئے حضرت مولانا امداد اللہ انور صاحب نے اس کتاب کا نہایت عام فہم اور سلیس ترجمہ کر کے اردو دان حضرات پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے مولانا کو اللہ تعالیٰ نے جوانی ہی میں تراجم کا عجیب ملکہ عطا فرمایا عربی جیسی وسیع زبان کو اردو میں منتقل کرنا کوئی بازیچہ اطفال نہیں لیکن مولانا موصوف نے پوری محنت کاوش اور دیدہ ریزی سے ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے آپ گویا عالم ملکوت کے جغرافیہ سے مکمل واقفیت حاصل کریں گے، آپ کو پتہ چلے گا کہ عرش سے لے کر فرش تک اور جنت سے لے کر جہنم تک کوئی جگہ بھی فرشتوں کے وجود سے خالی نہیں ماں کے رحم سے لے کر قبر کے عالم اور حشر تک ان کی ڈیوٹیاں ہیں، اور وہ ایسی مخلوق ہے کہ اپنی ڈیوٹی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتی جس طرح ہمارے پورے جسم میں چھوٹے بڑے پٹھوں کا نظام ہے پاؤں پر چیونٹی بھی رینگے تو پٹھے فوراً دماغ کو اطلاع دیتے ہیں دماغ دل کو بتاتا ہے اور دل ہاتھ کو حکم دیتا ہے کہ فوراً اس کو پاؤں پر سے پکڑ کر دور پھینک دے یہ سارا کام آناً فاناً ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح ملائکہ پوری کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور مدبرات امر کی حیثیت سے کائنات کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں الغرض اس کتاب میں آپ کو فرشتوں کے عجیب وغریب واقعات ملیں گے جس سے فرشتوں کے حالات سے

واقفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں پر ایمان مزید قوی ہوگا، مولف نے اس کتاب میں جہاں آیات قرآنیہ پیش فرمائی ہیں وہاں احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ کا ذکر بھی کیا ہے اور بعض واقعات اسرائیلیات سے بھی نقل کئے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے "حَدِّثُوا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ" بنی اسرائیل سے واقعات بیان کروان میں کوئی حرج نہیں، اسرائیلیات کو ہم تین ہی قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) وہ جن کی تصدیق کتاب وسنت میں موجود ہے "مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیْهِ" وہ بالاتفاق مقبول ہیں

(۲) وہ جن کی تردید صراحۃً کتاب وسنت میں موجود ہے مثلاً حضرت عیسیٰؑ! خدا کے بیٹے نہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کوئی کفر نہیں کیا ایسی اسرائیلیات واجب الرد ہیں۔

(۳) وہ اسرائیلیات جن کی نہ تائید کتاب وسنت میں ہے اور نہ ہی تردید ہے ایسی روایات کو اسی درجہ میں تسلیم کر لیا جائے گا۔

الحاصل کتاب بہت معلومات افزاء اور عجائبات کا خزانہ ہے اس کا پورا لطف اس کے مطالعہ سے ہی آئے گا اللہ تعالیٰ مولانا امداد اللہ انور صاحب کی اس محنت کو قبول فرمائیں اور مزید دینی کاموں کی ہمت اور استقامت عطاء فرمائیں۔

محمد امین صفدر
مشرف الدعوۃ والارشاد
جامعہ خیر المدارس ملتان

امام جلال الدین سیوطیؒ

اسم مبارک

ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال ابوبکر بن محمد سیوطی شافعی رحمہ اللہ۔

ولادت

بعد نماز مغرب شب اتوار یکم رجب ۸۴۹ھ میں مصر کے مشہور شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے (التحدث بنعمۃ اللہ ص۱۲ سیوطی)

جس گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی وہ علم وعرفان کا اپنے وقت میں مخزن اعلیٰ تھا آپ کے برادران حفاظ قرآن اور عالم تھے آپ کے والد جید شافعی عالم، فقیہ وقت، کئی کتب کے مصنف اور قاضی تھے اپنے گھر میں روزانہ ایک قرآن پاک تلاوت فرماتے تھے۔

والد کی وفات کے بعد علامہ ابنِ ہمام کی کفالت میں

جب آپ پانچ برس سات ماہ کے تھے اور قرآن پاک کو سورۂ تحریم تک حفظ کرلیا تھا تو ان کے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا ان کے اس یتیمی کے زمانہ میں مشہور حنفی عالم امام کمال بن ہمام صاحب فتح القدیر شرح ہدایہ نے کفالت فرمائی (بغیۃ الوعاۃ علامہ سیوطی)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی دعا

علامہ سیوطیؒ کو ان کے والد گرامی نے بچپن میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس میں بٹھلایا اور حافظ ابن حجرؒ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

تحصیل علم

آٹھ سال کی عمر میں آپؒ نے حفظ قرآن پاک کے ساتھ صرف، نحو لغت، فقہ اور عقائد کی کتب کے متون یاد کر لئے تھے پھر آپ نے حصول علم کے لئے شام، حجاز، یمن، ہندوستان، دمیاط وغیرہ ممالک اور شہروں کا سفر کیا۔

آپ نے دوران طالب علمی حج کے موقعہ پر آب زمزم جن مقاصد کے لئے نوش فرمایا ان میں سے دو یہ تھے۔ (۱) علم فقہ میں اپنے استاد حضرت سراج الدین بلقینی حنفیؒ کے مرتبہ پر (۲) اور علم حدیث میں حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤں۔

اساتذہ کرام

آپؒ نے نو سو سے زائد اساتذہ کرام سے علم حاصل کیا جن میں اس زمانہ کے مذاہب اربعہ کے ائمہ کبار بلا امتیاز شامل ہیں مثلاً امام سراج الدین بلقینی حنفی، شرف الدین مناوی شافعی جد علامہ عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر، تقی الدین شمنی حنفی ۸۷۲ھ، محی الدین محمد بن سلیمان روحی حنفی، سیف الدین حنفی، علامہ جلال الدین محلی شافعی ۸۶۴ھ، العز احمد بن ابراہیم حنبلی۔

تلامذہ کرام

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ امام ابن طولون، محمد بن علی حنفی ۹۵۳ھ وغیرہ۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں جتنے فقہاء، محدثین اور علمائے عربیت وغیرہ تیار فرمائے ہیں ان سے کہیں زیادہ اپنی کتب کے ذریعہ سے اپنے تلامذہ پیدا کئے ہیں۔

علوم سیوطی

حضرت علامہ نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ،، میں اپنے متعلق جن علوم وفنون کی معرفت اور نسبت بیان فرمائی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

تفسیر، متعلقات تفسیر، قراءات، حدیث، متعلقات حدیث، دعوات واذکار، فقہ، علوم متعلقہ فقہ، فن اصول، علم تصوف، فن عربیت، فن متعلقات عربیت، فن تاریخ وادب، علم نحو، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم جدل، علم صرف، علم انشاء، علم ترسیل، علم فرائض و میراث۔ (حسن المحاضرہ ۱/ ۳۳۸)

کثرت تالیفات وتصنیفات

علم کتب کی مشہور کتاب (ہدیۃ العارفین) میں حضرت علامہ سیوطیؒ کی کتب کی تعداد ایک قول میں چھ سو اور ایک میں سات سو بیان فرمائی ہے اور چھ سو کتب کے ناموں کی مکمل فہرست بھی دے دی ہے۔

آپ نے تقریباً ہر اسلامی موضوع اور مسئلہ پر اپنی تحقیقات اور تصنیفات پیش فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی اکسٹھ سالہ زندگی میں کثرت عبادت، تعلیم، قضائے حوائج اور کثرت مطالعہ کے ساتھ کثرت تالیفات وتصنیفات کی بہت بڑی نعمت عطاء فرمائی تھی اگر ان کی تالیفات عام ہو جائیں تو آج علماء کرام کو بہت سے مسائل پر لکھنے کی ضرورت نہ پڑے الحمد للہ آج حضرت علامہ کی کتب وافر تعداد میں عرب ممالک سے شائع ہو رہی ہیں احقر مترجم کے پاس بھی حضرت علامہ کی بہت سی کتب کا ذخیرہ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے حافظ سیوطی کی عمر اور وقت دونوں میں بہت برکت رکھی تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک فن میں کئی کئی مختلف طرز کی یادگار اور سرمایہ افتخار کتب لکھنے کی توفیق عطاء فرمائی تھی۔ حضرت علامہ کی کتب میں تکرار بھی ہے تاہم وہ اپنی اپنی جگہ پر ضروری اور مفید معلوم ہوتا ہے اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علامہ نے اپنے علم کو آج کے جدید طریقہ کے مطابق اپنے دور میں (کمپیوٹرائزڈ) تقسیم فرما کر آج کی ضرورت کو بھی صدیوں پہلے پورا کیا اور مختلف علوم و فنون میں استعمال فرمایا۔ یہ بات ہر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت علامہ نے علوم اسلام کو مختلف شکلوں میں سہل الوصول بنایا اور رہتی دنیا تک ان کی کتب سے ہر طبقہ کے علماء محققین مستفید ہوتے رہیں گے۔

پہلی تصنیف

سترہ سال کی عمر میں ۸۶۶ھ میں آپ نے سب سے پہلی کتاب ریاض الطالبین تحریر فرمائی جس میں آپ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے متعلق علوم جمع فرمائے تصنیف کے ابتدائی زمانہ میں آپ نے مختلف علوم کی کتب کے خلاصے اور اضافے

فرمائے بعد میں مستقل تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا حضرت علامہ کی بہت سی کتب کئی کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں اور بہت سی مختصر رسالوں پر، بہرحال جتنی کتب بھی تحریر فرمائیں سب علماء میں عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

اعتراض وجواب

بعض لوگ حضرت علامہ سیوطی کو حاطب لیل کا خطاب دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اپنی کتب میں رطب و یابس جمع کر دیتے ہیں اور کمزور باتیں تحریر فرماتے ہیں حالانکہ یہ بات نہیں حضرت علامہ نے ہر کتاب کو اپنے خاص مقصد کو سامنے رکھ کر تالیف کیا ہے اور قارئین کی مطلوبہ ضروریات کو اپنے انداز کے مطابق دوسری کتب میں تحریر کر دیا ہے اس لئے کسی تصنیف یا تحقیق کے متعلق ان کی دیگر تصنیفات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ دیا جائے مثلاً انہوں نے ایک کتاب الجامع الکبیر تالیف فرمائی جس میں ہر قسم کی روایات درج ہیں اس میں صحیح ضعیف وغیرہ میں امتیاز نہیں کیا بادی النظر میں یہ اعتراض ہوسکتا ہے لیکن جب ان کی کتاب ''اللآلی المصنوعہ،، اور ''الجامع الصغیر،، اور ''زوائد علی الجامع الصغیر،، اور ''الدرالمنتثرۃ،، وغیرہ کو دیکھا جائے تو یہ اعتراض قائم نہیں رہتا کیونکہ حضرت علامہ نے اس ضرورت کے حل کے لئے ایک ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ ابن جوزی جیسے کثیر التصنیف عالم نے کہا ہے۔ ان کی کتابوں سے اس وجہ سے علماء فائدہ اٹھا سکتے جن کو کتب حدیث کے حالات معلوم ہوں اور ایسا ہی فیصلہ دوسری کتب حدیث کا ہے چاہے اس کی وجہ کوئی اور ہو۔

علمی مقام ومرتبہ

آپ کا علمی مقام ان کے اساتذہ اور تلامذہ کے ساتھ ساتھ ان کی کتب سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے جو ان کے علم کی غایت درجہ بلندی پر واضح دلالت کرتی ہیں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ دو لاکھ احادیث کے حافظ تھے (مقدمہ تدریب الراوی) حضرت علامہ سیوطی نے اپنے تفصیلی حالات **حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر و القاھرہ** میں اور **التحدث بنعمۃ اللہ** وغیرہ میں تحریر فرمائے ہیں ان میں حضرت علامہ نے اپنی بہت سی کتب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

آخر عمر میں آپ نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ میں تمام علوم اجتہاد جمع فرما دیئے ہیں اس پر اس زمانہ کے علماء نے ان سے اختلاف بھی فرمایا لیکن حضرت علامہ سیوطی نے ان کے جواب میں کئی کتب تالیف فرمائیں اور ان کے تفصیلی جوابات لکھے اور ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام "الرد علی من اخلد الی الارض،، رکھا (مطبوعہ ہے) اس میں فرماتے ہیں (اس وقت) مشرق سے مغرب تک پوری روئے زمین پر کوئی آدمی علم حدیث اور عربی دانی میں مجھ سے آگے نہیں ہے سوائے حضرت خضر یا قطب یا ولی اللہ کے
تفصیل کے لئے فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/ ۱۱۔۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

مسند تدریس

آپ عمر کے سترہویں سال ۸۶۶ھ سے لغت اور علم فقہ کی مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے اور حدیث کے املاء کے لئے ۸۷۲ھ میں مسند نشین ہوئے جس کے لئے ان کے استاذ مکرم شیخ تقی الدین شمنی حنفی نے تصدیق فرمائی۔

وفات

وفات سے سات روز قبل داہنے بازو میں ورم اٹھا جو وفات کا سبب بنا، شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ میں وفات پائی اور اپنی عمر کے ۶۱ سال دس ماہ اٹھارہ یوم پورے کئے۔

دو جنازے

ان کا پہلا جنازہ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد احمد اباریقی میں پڑھا جس میں خلق کثیر شریک ہوئی ان کا دوسرا جنازہ جامع مسجد جدید مصر میں پڑھا گیا آپ کا مزار مبارک حضرات اہل علم وعوام کی زیارت گاہ ہے۔

اولاد

آپ نے اپنی جسمانی اولاد نہیں چھوڑی

رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَاَنَارَ ضَرِيْحَهٗ وَاَفَاضَ عَلَيْهِ مِنْ رِضْوَانِهٖ كُلَّمَا اسْتَنَارَتْ بِمُؤَلَّفَاتِهِ الْقُلُوْبُ وَلَمَعَتْ بِاَنْوَارِ هَا الْغُيُوْبُ.

امداد اللہ انور غفرلہ

حرفِ آغاز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

تَفَكَّرُوْا فِيْمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ (تفسیر کشاف حدیث نمبر ۱۱۹۳)

(ترجمہ) اللہ عزوجل نے جو فرشتے پیدا فرمائے ہیں ان میں غور وفکر کرو (اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا علم حاصل کرو)

چنانچہ محدث عظیم عالم یگانہ روزگار حضرت امام جلال الدین سیوطی نے امت مسلمہ کو اس فکر و تدبر کی دعوت دیتے ہوئے مختلف کتب حدیث وتفسیر اور علم کلام و کتب فقہاء سے ایسے ایسے لؤ لوئے آبدار جمع فرمائے ہیں جن کا کسی ایک جگہ جمع کرنا کارے دارد اور شاید و باید کا مصداق ہے یہ فرشتوں سے متعلق مضامین پر بہت جامع، مفصل اور مفید ترین کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین اس کتاب کے ملاحظہ کرنے کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔

احقر مترجم غفرلہ نے ایک کتب خانہ میں اس کا نسخہ دیکھا اور پہلی نظر میں یہی خیال آیا کہ اس کا ترجمہ کرنا ضروری ہے ایک تو اردو دان حضرات کو استفادہ کرنا آسان ہوگا دوسرے اس کے ملاحظہ کرنے سے عظمت خداوندی کا علم حاصل ہوگا تیسرے فرشتوں کے حالات اور ان کی ذمہ داریوں کا تفصیلی علم حاصل ہوگا اور انسان کے اپنے اور دین کے متعلق بہت سے مسائل سے واقفیت ہوگی چنانچہ اس کا ترجمہ بھی اللہ جل شانہ نے اس کمترین کے حصہ میں رکھا تھا اور اسی کے فضل و کرم سے ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے کما حقہ فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کتاب کے ترجمہ میں جن امور کا خاص اہتمام کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ترجمہ سلیس اور آسان اردو میں کیا گیا ہے۔

۲۔ اصل کتاب میں مذکور آیات اور مرفوع احادیث کو جوں کا توں نقل کیا گیا ہے۔

۳۔ مندرجہ عربی عبارات پر اعراب بھی لگادیئے گئے ہیں۔

۴۔ ہر حدیث اور روایت پر عنوانات لگادیئے گئے ہیں۔

۵۔ جہاں کہیں ترجمہ میں اپنی طرف سے کسی بات کا اضافہ مناسب معلوم ہوا تو بریکٹوں کے درمیان اس کا اضافہ کردیا گیا ہے۔

۶۔ فائدہ کے عنوان میں حدیث یا روایت کے متعلق مفید معلومات اور ضروری گزارشات کو عرض کیا گیا ہے، اگر تشریح کی ضرورت تھی تو وہ کی گئی اگر کسی سوال کا جواب دینا ضروری تھا تو سوال ذکر کئے بغیر اکثر جگہ صرف اس کا جواب لکھ دیا گیا اگر احادیث سے کچھ خاص فوائد معلوم ہوتے تھے جو صرف ترجمہ سے عام طور پر سمجھ میں نہ آسکتے تھے ان کو بھی واضح کردیا گیا۔

۷۔ جہاں بریکٹوں کے درمیان کی عبارت ہے سب مترجم غفرلہ کی طرف سے ہے۔

۸۔ تین مقامات پر ترجمہ نہیں ہوا ان مقامات پر اصل عبارتیں ذکر کردی گئی ہیں۔

۹۔ احادیث وروایات وغیرہ کے تمام حوالوں کو حاشیہ میں الگ کردیا گیا ہے۔

۱۰۔ علامہ سیوطی کے دیئے ہوئے حوالہ جات کو (منہ) سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

۱۱۔ جہاں کہیں (منہ) سے پہلے حوالوں کے درمیان بریکٹوں میں نمبرات ہیں سب مترجم کی طرف سے ہیں۔

۱۲۔ (منہ) کے بعد کے تمام حوالے اور تخریج روایات احقر مترجم کی طرف سے ہیں۔

۱۳۔ جہاں کتاب کا نام ذکر کرنے کے بعد صرف نمبرات لکھے گئے یہ اس کتاب کی حدیث کا سلسلہ نمبر ہے جس سے اصل کتاب میں آسانی سے حدیث تلاش کی جاسکتی ہے۔

۱۴۔ جہاں مثلاً ۳/ ۵۵۵ کا حوالہ ذکر کیا گیا ہے ایسے مقامات میں پہلا ہندسہ جلد نمبر کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور دوسرا صفحات کے لئے، ان حوالہ جات کی مدد سے اہل تحقیق کو اصل مصادر اور تائیدات' شواہدات اور متابعات کا علم بھی آسانی سے ہوسکے گا تخریج میں جن مصادر کے حوالے دیئے گئے ہیں ان سب کی آخر کتاب میں فہرست ذکر کردی گئی ہے۔

۱۵۔ فہرست میں مشہور وغیر مشہور سب فرشتوں کے احوال کے عنوانات نہیں ذکر کئے گئے ورنہ فہرست بہت طویل ہو جاتی لہذا چھوٹے عنوانات کو کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۶۔ کتاب کے شروع میں اکابر علماء کی تقاریظ اور کلمات تبریک ذکر کئے گئے ہیں۔

(تنبیہ) اس کتاب میں کثرت سے موقوف روایات بھی موجود ہیں ان میں سے کچھ تو وہ ہوں گی جو مرفوع احادیث کے حکم میں ہوں گی اور یہ وہ ارشادات ہیں جو مدرک بالقیاس نہ ہوں۔ یا وہ ہوں گی جو مدرک بالقیاس ہوں گی لیکن اسرائیلی روایات نہیں ہوں گی۔ یا وہ آثار ہوں گے جو اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہوں گے ان اسرائیلی روایات کا حکم کتاب کے شروع میں حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی دامت برکاتہم کی تقریظ میں ملاحظہ فرمائیں، اور دوسرے قسم کی روایات کا حکم کتب اصول اور حدیث و رجال میں کیونکہ حدیث اور روایت کے مختلف درجات اور تفصیلات ہیں جن کا مجموعی حکم یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا جس درجہ کی روایت اور سند ہوگی اس کا اپنا حکم ہوگا اور یہ حکم گویا علم حدیث رکھنے والے حضرات اہل علم ہی معلوم کر سکتے ہیں ان کی ضرورت کے لئے احقر مترجم نے تقریباً ہر روایت اور حدیث کے کئی کئی حوالہ جات حاشیہ میں عرض کر دئے ہیں جن کی مدد سے اس کتاب میں درج روایات کا درجہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔

والسلام

احقر امداد اللہ انور غفرلہ ولوالدیہ

۵ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

ادارہ تحقیقات اسلامیہ

عنایت پور تحصیل جلال پور پیروالہ (ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ جاعل الملائکة رسلاً اولي اجنحة مثنی وثلاث ورباع والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد والآل والصحب والاتباع.

فرشتوں پر ایمان لانا واجب ہے

(اللہ عزوجل نے بہت سے جہان پیدا فرمائے ہیں جن میں سے عالم ملائکہ ایسا جہان ہے جس پر ہر مسلمان کے لئے ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے) جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

(اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ)

(ترجمہ) اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز (کے حق ہونے) کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن)، اور (دوسرے) مؤمنین بھی (اس کا اعتقاد رکھتے ہیں) سب کے سب (رسول بھی اور دوسرے مؤمنین بھی) عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ (کہ وہ موجود ہے اور واحد ہے اور ذات وصفات میں کامل ہے) اور اس کے فرشتوں کے ساتھ (کہ وہ پیغمبر ہیں اور سچے ہیں)

(فائدہ) امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔

فرشتوں پر ایمان لانا کئی معانی کو مشتمل ہے۔

۱۔ ان کے وجود کی تصدیق کرنا

۲۔ ان کو ان کے مرتبہ اور شان کے مطابق ماننا اور یہ کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اللہ

نے ان کو انسان اور جنات کی طرح پیدا فرمایا ہے یہ اللہ کے احکام کے پابند ہیں ان کو کسی چیز پر قدرت نہیں سوائے اس کے کہ جس پر اللہ نے ان کو قدرت عطاء فرمائی ہو ان پر موت کا واقع ہونا درست ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ہی لمبی عمر بخشی ہے اس لئے ان کو وفات نہیں دی حتی کہ یہ اُس مدت کو جا پہنچیں ان کو ایسی کسی صفت سے متصف نہیں کیا جا سکتا جو ان کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والی ہو اور نہ ہی انہیں خدا مانا جا سکتا ہے جس طرح کہ پہلی قوموں نے انہیں خدا مانا ہے۔

۳۔ اس بات کا اعتراف کرنا کہ ان میں رسول بھی ہیں جن کو اللہ نے جس آدمی کی طرف چاہا رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ بھی درست ہے کہ بعض فرشتوں کو انکے بعض کی طرف رسول بنایا گیا ہے۔ اس اعتراف کے بعد یہ اعتراف بھی لازمی ہے کہ ان میں سے کچھ فرشتے عرش خداوندی کو اٹھانے والے ہیں تو کچھ صف باندھے اللہ کے سامنے حاضر ہیں، کچھ جنت کے منتظم ہیں تو کچھ دوزخ کے داروغے ہیں، کچھ اعمالنامے لکھنے والے ہیں تو کچھ بادلوں کو چلانے والے ہیں۔ ان سب کا یا اکثر کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہوا ہے۔

اور ہمیں حضرت ابن عمرؓ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپؐ سے ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

''اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ''۔ [1]

(ترجمہ) تو اللہ تعالیٰ پر اُس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آئے۔

---

[1] شعب الایمان امام بیہقی (منہ) الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۲۵، طبرانی، اتحاف السادۃ المتقین ج ۲ ص ۲۳۶، ج ۱۰ ص ۹۴، الجامع الکبیر ج ۱ ص ۱۰۸۴، ج ۱ ص ۱۲۱۰ بحوالہ مسلم، ابوداود ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد

فرشتے کس چیز سے پیدا کئے گئے؟

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ''.[1]

(ترجمہ) فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا، جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا گیا اور آدمؑ کو اس شئے سے پیدا کیا گیا جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)۔

مشہور تابعی محدث مفسر حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو ''نورِ عزت'' سے پیدا کیا گیا۔[2]

حضرت یزید بن رومان (مشہور تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ ان کو اس کی اطلاع ملی ہے کہ فرشتے اللہ کے حکم سے پیدا کئے گئے ہیں۔[3]

(فائدہ) پہلی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے جبکہ دوسری حدیث میں بتایا گیا ہے کہ انہیں ''نورِ عزت'' سے پیدا کیا گیا ہے اور تیسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ انہیں اللہ کی روح سے پیدا کیا گیا ہے۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ فرشتوں کو نور ہی سے پیدا فرمایا گیا ہے اور وہ نور ''نورِ عزت'' ہے اور اسی نورِ عزت کو تیسری حدیث میں ''روح اللہ'' یعنی ''اللہ کے حکم'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

---

1. رواہ مسلم (منہ) مسلم کتاب الزہد ب ۱۰ حدیث نمبر ۶۰، مسند احمد ۶/۱۵۳، مجمع الزوائد ۸/۱۳۴، درمنثور ۶/۱۴۳، بیہقی ۹/۳، تفسیر قرطبی ۱۰/۲۴، تفسیر ابن کثیر ۳/۳۸۸، ۱۶۳۔ ۷/۴۶۷۔
2. ابوالشیخ کتاب العظمۃ (منہ) حدیث نمبر ۳۱۱، السنہ عبداللہ بن احمد ص ۱۵۱، درمنثور ۳/۷۲۔
3. ابوالشیخ کتاب العظمۃ (منہ) (حدیث نمبر ۳۱۰)

فرشتوں کی کثرت

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ﴾ [1]

(ترجمہ) تمہارے رب کے لشکروں (فرشتوں) کو تیرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(فائدہ) اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے لشکر اتنے زیادہ ہیں جن کی تعداد کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں ہے حضرت ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا فرمایا اور اس (نور) میں روح ڈالی پھر فرمایا اب تم بیس لاکھ ہو جاؤ۔ پس فرشتے پیدائش کے اعتبار سے مکھی سے بھی چھوٹے ہیں اور ان کی تعداد سے زیادہ تعداد بھی کسی کی نہیں۔[2]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آسمانوں میں کہیں بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پر کسی فرشتہ کی پیشانی یا اس کے قدم نہ ہوں پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وانّا لنحنُ الصّافونَ.

(ترجمہ) اور ہم (فرشتے) خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت (ادب سے) صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔[3]

حضرت سعید بن جبیرؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں آسمان میں کوئی جگہ نہیں ہے مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ میں گرا ہوا ہے یا قیام میں موجود ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔[4]

(حدیث) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سورت المدثر: آیت ۳۱

[2] (مسند بزار، کتاب العظمۃ ابوالشیخ، کتاب الرد علی الجہمیہ امام ابن مندہ (منہ)

[3] شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

[4] ابوالشیخ (منہ) درمنثور ۵/۲۹۲ تفسیر الماوردی ۳/۴۳۰ تفسیر ابن کثیر ۴/۲۳، ابوالشیخ ۵۰۶۔

(اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقٌّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا مِنْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ) [1]

(ترجمہ) آسمان چرچراتا ہے اور اسے حق ہے کہ چرچرائے اس میں چار انگل کی جگہ بھی ایسی نہیں مگر اس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے موجود ہے (یعنی سجدہ میں ہے)۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَافِي السَّمَاءِ مَوْضِعُ قَدَمٍ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْقَائِمٌ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ﴾. [2]

(ترجمہ) آسمانِ (دنیا) میں قدم برابر بھی جگہ نہیں ہے مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ میں ہے یا قیام میں ہے، اور یہ تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان کی کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے اور ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔

(حدیث) حضرت حکیم بن حزامؓ فرماتے ہیں ہم جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابہ کی معیت میں بیٹھے تھے کہ آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔ تو آپؐ نے فرمایا میں تو آسمان کی چرچراہٹ سن رہا ہوں اور اسے حق ہے کہ وہ چرچرائے (کیونکہ) اس میں ایک قدم کی جگہ نہیں مگر اس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ

---

[1] (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم (منہ) کتاب الصلوۃ محمد بن نصر، ترمذی کتاب الزہد ب ۹، ابن ماجہ زہد ب ۱۹ حدیث نمبر ۴۱۹۰، مسند احمد ۵/۱۷۳، حاکم ۲/۵۱۰، ۴/۵۷۹، بیہقی ۷/۵۲، اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۲۱۷، درمنثور ۵/۲۹۲۔

[2] (سورۃ صافات آیت ۱۶۴۔۱۶۵)

[3] ابوالشیخ (منہ) محمد بن نصر کتاب الصلوۃ ق ۴۴/۱، معجم کبیر ۹/۲۴۲، تفسیر ابن کثیر ۸/۲۹۶، ابن جریر ۲۳/۱۱۲، تفسیر قرطبی ۱۵/۳۱۷، درمنثور ۵/۲۹۲، ۲۹۳ بحوالہ کتاب الصلوۃ محمد بن نصر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ ابن مردویہ، اللآلی المصنوعہ ۲/۱۲۳، شعب الایمان ۱/۱/۴۸، مجمع الزوائد، ابوالشیخ ۵۰۸۔

سجدہ میں ہے یا قیام میں ہے۔ا

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

مَا فِي السَّمٰوَاتِ السَّبۡعِ مَوۡضِعُ قَدَمٍ وَلَا شِبۡرٍ وَلَا كَفٍّ اِلَّا وَفِيۡهِ مَلَكٌ قَائِمٌ اَوۡمَلَكٌ سَاجِدٌ فَاِذَا كَانَ يَوۡمُ الۡقِيَامَةِ قَالُوۡا جَمِيۡعًا سُبۡحَانَكَ مَا عَبَدۡنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اِلَّا اِنَّا لَمۡ نُشۡرِكۡ بِكَ شَيۡئًا۔ ۲

(ترجمہ) ساتوں آسمانوں میں ایک قدم برابر بھی جگہ نہیں ہے اور نہ ایک بالشت برابر جگہ ہے اور نہ ایک ہتھیلی کے برابر جگہ ہے مگر اس میں کوئی فرشتہ قیام میں ہے یا سجدہ میں ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ سب مل کر عرض کریں گے (اے اللہ) آپ کی ذات پاک ہے ہم نے آپ کی عبادت اُس طرح سے نہیں کی جس طرح کہ آپ کی عبادت کرنے کا حق ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم نے آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔

حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں فرشتوں سے زیادہ کوئی مخلوق نہیں ۔ اولاد آدم میں کوئی فرد ایسا نہیں لیکن اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں ایک اُس کے ساتھ چلتا ہے اور دوسرا اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ پس یہ تو انسانوں کے دوگنے ہوئے پھر اس کے بعد کئی آسمان اور زمینیں ہیں جو فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور پھر آسمانوں سے اوپر بھی بہت فرشتے ہیں اور عرش کے اردگرد تو آسمانوں کے فرشتوں سے بھی بہت زیادہ فرشتے ہیں۔۳

فرشتوں کی کثرتِ تخلیق

(حدیث) حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ا ابن ابی حاتم، طبرانی، ضیاء فی المختارہ، ابوالشیخ (منہ) کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۸۶۵، ۲۹۸۶۶ بحوالہ حسن بن سفیان و ابو نعیم، جامع کبیر ۳۷۲/۲، ۵۸۶، ابن کثیر ۱۶۴/۴، ۳۲۹/۵، درمنثور ۲۹۳/۵ بحوالہ ابن مردویہ، مشکل الآثار ۴۳/۲۔

۲ طبرانی (منہ) تفسیر ابن کثیر ۲۹۵/۸۔

۳ الدینوری فی المجالسۃ (منہ)

(اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَنَهْرًا مَا يَدْخُلُهُ جِبْرِيْلُ مِنْ دَخْلَةٍ فَيَخْرُجُ فَيَنْتَفِضُ اِلَّا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ قَطْرَةٍ تَقْطُرُ مِنْهُ مَلَكًا). [1]

(ترجمہ) جنت میں ایک نہر ہے حضرت جبرائیلؑ جس مرتبہ بھی اس میں سے داخل ہو کر کے نکلتے ہیں اور اپنے بدن کو جھاڑتے ہیں تو اس کے ہر گرنے والے قطرہ سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ فضاء میں ایک نہر ہے جس کا پھیلاؤ تمام زمینوں کا سات گنا ہے اس نہر میں ایک فرشتہ آسمان سے اترتا ہے جو اسے پُر کر دیتا ہے اور اس کے اطراف کو بھی بھر دیتا ہے پھر اس میں غسل کرتا ہے جب اس سے غسل کر کے باہر نکلتا ہے تو اس سے نور کے قطرات گرتے ہیں پس اس کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ ظاہر ہوتا ہے جو تمام مخلوقات کی تسبیحات کے برابر تسبیح پڑھتا ہے۔[2]

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار آپ کے ساتھ آسمان میں کون ہے؟ فرمایا میرے فرشتے ہیں۔ عرض کیا اے میرے پروردگار ان کی تعداد کتنی ہے؟ فرمایا بارہ قبیلے ہیں۔ عرض کیا ہر قبیلے کے کتنے افراد ہیں؟ فرمایا زمین کے ذرات کے برابر۔[3]

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کسی فرشتہ کی آنکھ کوئی آنسو نہیں بہاتی مگر اس سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو اللہ کے خوف سے اُڑنے لگ جاتا ہے۔[4]

العلاء بن ہارونؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ ہر دن نہر کوثر میں ایک غوطہ لگاتے ہیں۔ پھر کانپتے ہیں جس کے ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔[5]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) جمع الجوامع ۱/ ۲۴۹ بحوالہ ابن عساکر، فیض القدیر ۲/ ۴۷۰ بحوالہ حاکم، ضعفاء عقیلی ۱/ ۲۴، کنز العمال ۳۹۲۳۲، اتحاف السادۃ ۱۰/ ۵۳۳، تفسیر ابن کثیر ۴/ ۲۳۹ بحوالہ تفسیر ابن ابی حاتم، ابوالشیخ حدیث نمبر ۳۱۷

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۱۸

[3] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۳۲۳، قرطبی ۱۹/ ۸۳

[4] ابوالشیخ (منہ)

[5] درمنثور ۱/ ۹۳، ابوالشیخ ۲۲، لآلی مصنوعہ ۱/ ۹۲

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

لَیْسَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ اَکْثَرُ مِنَ الْمَلَائِکَةِ مَا مِنْ شَیْءٍ یَنْبُتُ اِلاَّ وَمَلَکٌ مُؤَکَّلٌ بِهٖ. [1]

(ترجمہ) اللہ کی مخلوق میں فرشتوں سے زیادہ کوئی مخلوق نہیں۔ کوئی چیز بھی (زمین سے) نہیں اگتی مگر اس کے ساتھ ایک مؤکل فرشتہ ہوتا ہے۔

حضرت حکم (بن عتیبہ) فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بارش کے ساتھ اولاد آدم اور اولاد ابلیس سے زیادہ فرشتے اترتے ہیں جو ہر قطرہ کو شمار کرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہاں پڑتا ہے اور اس پھل سے کسے رزق دیا جائے گا۔[2]

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ ساتوں آسمان فرشتوں سے بھرے ہوئے ہیں اگر ایک بال برابر خالی جگہ تلاش کی جائے تو وہ بھی نہ ملے۔ ان میں سے کوئی بے حرکت ہے، کوئی رکوع میں ہے، اور کوئی سجدہ میں ہے ان کے گوشت کے لوتھڑے اللہ کے خوف سے اچھلتے اور پرحرکت میں رہتے ہیں جبکہ انہوں نے پل بھر بھی اُس کی نافرمانی نہیں کی۔ اور عرش کو اٹھانے والے فرشتون میں سے ایک کے ٹخنے سے لیکر اس کے گودے تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔[3]

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''اَلْمَلَائِکَةُ عَشْرَةُ اَجْزَاءٍ تِسْعَةُ اَجْزَاءِ الْکَرُوْبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ وَجُزْءٌ قَدْ وُکِّلُوْا بِخَزَانَةِ کُلِّ شَیْءٍ وَمَا مِنَ السَّمَاءِ مَوْضِعٌ اِلَّا فِیْهِ مَلَکٌ سَاجِدٌ اَوْمَلَکٌ رَاکِعٌ وَاَنَّ الْحَرَمَ بِحِیَالِ الْعَرْشِ وَاَنَّ الْبَیْتَ الْمَعْمُوْرَ لَبِحِیَالِ الْکَعْبَةِ لَوْسَقَطَ لَسَقَطَ عَلَیْهَا یُصَلِّیْ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ''. [4]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) مجمع الزوائد ۸/ ۱۳۵، ابن عدی ۳/ ۱۹۲، بزار، ابوالشیخ ۳۲۷

[2] ابوالشیخ (منہ) (۴۹۳) تفسیر طبری ۱۴/ ۱۹ مطولاً، در منثور ۴/ ۹۵ مطولاً بحوالہ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم

[3] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۸۸

[4] ابن المنذر فی تفسیرہ (منہ)

(ترجمہ) فرشتوں کے دس حصے ہیں نو حصے کروبیون ہیں جو رات دن تسبیح کہتے ہیں کسی وقت وقفہ نہیں کرتے۔ اور ایک حصہ وہ ہیں جو ہر چیز کے خزانہ کے نگران ہیں۔ آسمان میں کوئی جگہ نہیں مگر وہاں کوئی فرشتہ سجدہ میں ہے یا رکوع میں ہے اور حرم مکہ عرش معلیٰ کے بالمقابل ہے اور بیت المعمور کعبہ کے بالمقابل ہے۔ اگر یہ (بیت المعمور) گرے تو سیدھا کعبہ پر آ رہے۔ اس (بیت المعمور) میں ہر روز ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے نماز ادا کرتے ہیں ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔

(ابو) عمرو (نوف) البکالی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دس حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ان میں سے نو حصے تو ''کروبیون،، ہیں اور یہ وہ فرشتے ہیں جو عرش کو اٹھانے والے ہیں اور وہ بھی ہیں جو رات دن بلا وقفہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور جو باقی فرشتے بچتے ہیں وہ امور خداوندی اور اللہ (کے احکام) کی پیغام رسانی کرتے ہیں۔[1]

(فائدہ) کروبیون وہ فرشتے ہیں جو باقی فرشتوں کے سردار ہیں اور اللہ کے مقرب ترین ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سلمانؒ فرماتے ہیں انسانوں اور جنات کے دس حصے ہیں پھر انسان جنات کا دسواں حصہ ہیں اور جنات نو حصہ (زیادہ) ہیں۔ پھر جنات اور ملائکہ (فرشتے) دس حصہ ہیں پس جنات ایک حصہ ہیں اور فرشتے نو حصے (زیادہ) ہیں۔ اور ملائکہ اور روح دس حصے ہیں پس ملائکہ ایک حصہ ہیں اور روح نو حصے (زیادہ) ہیں۔ پھر روح اور کروبیون دس حصے ہیں پس روح ایک حصہ ہے اور کروبیون نو حصے (زیادہ) ہیں۔[2]

(حدیث) عدی بن ارطاتؒ ایک صحابیؓ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِلّٰہِ مَلَائِکَۃٌ تَرْعَدُ فَرَائِصُھُمْ مِنْ مَخَافَتِہٖ مَا مِنْھُمْ مَلَکٌ تَقْطُرُ مِنْ عَیْنَیْہِ دَمْعَۃٌ اِلَّا وَقَعَتْ مَلَکاً قَائِمًا یُسَبِّحُ ، وَمَلَائِکَۃٌ سُجُوْداً مُنْذُ خَلَقَ

[1] ابن المنذر (منہ)

[2] ابن ابی حاتم (منہ)

اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ لَمْ يَرْفَعُوْا رُؤُسَهُمْ وَلَا يَرْفَعُوْنَهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَلَائِكَةٌ رُكُوْعًا لَمْ يَرْفَعُوْا رُؤُوسَهُمْ وَلَا يَرْفَعُوْنَهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَصُفُوْفًا لَمْ يَنْصَرِفُوْا عَنْ مَصَافِّهِمْ وَلَا يَنْصَرِفُوْنَ عَنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تَجَلّٰى لَهُمْ رَبُّهُمْ عَزَّوَجَلَّ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ وَقَالُوْا سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ كَمَا يَنْبَغِيْ لَكَ. ؎1

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے کندھے کے گوشت خوف کے مارے کانپتے ہیں ان میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں کہ اس کی آنکھوں سے کوئی آنسو نکلے مگر وہ حالت قیام میں تسبیح پڑھنے والے فرشتے پر جا گرتا ہے۔ اور کچھ فرشتے ایسے ہیں جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے تب سے سجدہ میں ہیں انہوں نے کبھی سر نہیں اٹھایا اور نہ قیامت تک سر اٹھائیں گے۔ اور کچھ فرشتے رکوع میں ہیں انہوں نے بھی کبھی سر نہیں اٹھایا اور نہ کبھی قیامت تک سر اٹھائیں گے۔ اور کچھ فرشتے صف بستہ ہیں جو اپنی صفوں سے کبھی نہیں ہٹے اور نہ قیامت تک ہٹیں گے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزّ وجلّ ان کے سامنے تجلّی فرمائیں گے تو یہ اللہ کی زیارت کریں گے اور عرض کریں گے آپ کی ذات پاک ہے جس طرح لائق تھا ہم نے اس طرح سے آپ کی عبادت نہیں کی۔

حضرت ربیع بن انسؒ وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپ (یعنی حضرت آدمؑ) کو فرشتوں کے نام سکھلائے گئے تھے۔؎2

(خلاصہ) اس عنوان کی تمام احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ملائکہ باقی تمام مخلوقات سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں (امداد اللہ)

؎1 ابو الشیخ، شعب الایمان بیہقی، خطیب بغدادی، ابن عساکر (منہ) جمع الجوامع ۲۹۴۵، تفسیر ابن کثیر ۸/۲۹۷، تاریخ بغداد ۱۲/۳۰۷، اتحاف السادۃ ۹/۱۲۶، ۱۰/۲۱۷، حاوی للفتاوی ۲/۳۵۰، کنز العمال ۲۹۸۳۶، الفقیہ والمتفقہ ص ۱۰۔

؎2 ابن جریر (منہ)

مدبرین امور دنیا
فرشتوں کے سردار چار فرشتے

(عبدالرحمٰن) ابن سابط (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ معاملات دنیا کا انتظام کرنے والے چار فرشتے ہیں (۱) حضرت جبرائیلؑ (۲) حضرت میکائیلؑ (۳) حضرت ملک الموتؑ (۴) حضرت اسرافیلؑ ہیں، پس جبرائیل ہواؤں اور لشکروں کے سرکردہ ہیں۔ اور میکائیل بارش اور نباتات کے سرکردہ ہیں۔ اور ملک الموت ارواح قبض کرنے پر مقرر ہیں۔ اور اسرافیل مذکورہ (تینوں فرشتوں) کو ان کے امور اور انتظامات کی اطلاع فرماتے ہیں۔[1]

حضرت ابن سابطؒ فرماتے ہیں کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب ''اُمّ الکتاب،، میں موجود ہے۔ تین فرشتوں کو مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اس کی نگرانی کریں پس حضرت جبرائیل کو کتاب سپرد کی گئی ہے کہ وہ اسے رسولوں تک لے جائیں اور ان کو خدا کے عذاب کے معاملات بھی سپرد کئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل کو (اپنے دشمنوں کے خلاف) جنگ میں مدد پر مقرر کردیتے ہیں اور حفاظت، بارش اور زمین کے نباتات حضرت میکائیل کے سپرد ہیں۔ ملک الموت کے سپرد ارواح قبض کرنا ہے، پس جب دنیا ختم ہوگی تو لوگوں کے اعمال ناموں کو جمع کیا جائے گا اور ''اُمّ الکتاب،، کے ساتھ تقابل کیا جائے گا تو یہ مدبرین دنیا ان اعمال ناموں کو ام الکتاب کے موافق پائیں گے۔[2]

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کے ساتھ حضرت جبرائیل سرگوشی فرمار ہے تھے کہ اچانک

---

[1] ابن ابی حاتم، کتاب العظمۃ ابوالشیخ، شعب الایمان امام بیہقی (منہ)، ابوالشیخ ۳/۸۰۸، شعب الایمان ۱/۱/۴۸، درمنثور ۶/۳۱۱ بحوالہ عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم۔

[2] ابوالشیخ کتاب العظمۃ (حدیث نمبر ۲۹۶) ابن ابی شیبہ (منہ) درمنثور ۶/۱۳ بحوالہ عبد بن حمید، ابن منذر، زاد المسیر ۹/۱۷۔

آسمان کا افق پھٹا تو جبرائیل سکڑ گئے اور ان کا بعض (جسم) بعض میں داخل ہونے لگ گیا اور وہ زمین کے ساتھ مل گئے پس اچانک ایک فرشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنمودار ہوا اور عرض کیا اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے اور اختیار دیتا ہے کہ آپ صاحب حکومت نبی بنیں یا عبادت گزار بندہ بنیں ــــ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ حضرت جبرائیلؑ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا کہ پستی اختیار کی جائے پس میں نے پہچانا کہ یہ مجھے نصیحت کر رہے ہیں پس میں نے کہا ''عبادت گزار نبی بننا چاہتا ہوں،، پس وہ فرشتہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ پھر میں نے کہا اے جبرائیل میں تم سے اس کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا لیکن جب میں نے تیرا حال دیکھا تو سوال سے رک گیا۔ اے جبرائیل! یہ کون تھا؟ عرض کیا یہ اسرافیل تھے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا تب سے یہ خدا کے حضور صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے سامنے کبھی نظر نہیں اٹھائی۔ (اس کے) اور رب تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں کوئی نور بھی ایسا نہیں مگر جب (یہ) اس کے قریب جائے تو جل جائے۔ لوح محفوظ اس کے سامنے ہے جب اللہ تعالیٰ آسمان میں یا زمین میں کسی شے کا حکم دیتے ہیں تو لوح محفوظ بلند ہو جاتی ہے پس یہ اپنی پیشانی کو حرکت دیتا اور اس میں نظر کرتا ہے اگر تو وہ حکم میرے متعلق ہو تو یہ مجھے حکم دیتا ہے اور میکائیل کے متعلق ہو تو اسے حکم دیتا ہے اور اگر ملک الموت کے متعلق ہو تو اسے حکم دیتا ہے۔ میں نے کہا اے جبرائیل تو کس کام پر مقرر ہے؟ عرض کیا ہواؤں اور لشکروں پر ۔ میں نے کہا میکائیل کس کام پر مامور ہے؟ عرض کیا نباتات اور بارش پر، میں نے کہا ملک الموت کس کام پر مقرر ہے؟ عرض کیا روحوں کے قبض کرنے پر۔ اور نہیں گمان کیا میں نے اس (اسرافیل) کے اترنے کے متعلق مگر قیامت کے قائم ہونے کا۔ اور آپ نے جو میرا حال دیکھا ہے یہ قیامت کے قائم ہونے کے خوف سے تھا کہ شاید حضرت اسرافیل آپؐ کے پاس قیامت قائم ہونے کی اطلاع دینے کیلئے نازل ہوئے ہیں۔[1]

---

[1] بیہقی ۔طبرانی ،ابوالشیخ (منہ) شعب الایمان ۱/۱/۴۷، کتاب العرش ابو جعفر ابن ابی شیبہ (ق ۱۱۲/۱۔۱۱۷/۱) ،طبرانی کبیر ۱۱/۳۷۹، ابوالشیخ حدیث نمبر ۲۹۱۔

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ اَقْرَبَ الْخَلْقِ مِنَ اللّٰهِ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاِسْرَافِيْلُ وَاَنَّهُمْ مِنَ اللّٰهِ لِمَسِيْرَةِ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ جِبْرَائِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمِيْكَائِيْلُ عَنِ الْاُخْرٰى وَاِسْرَافِيْلُ بَيْنَهُمَا ۔ [1]

(ترجمہ) مخلوق میں اللہ کے سب سے زیادہ قریب جبرائیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کے فاصلہ پر ہیں جبرائیل اللہ کی دائیں طرف میکائیلؑ بائیں طرف اور اسرافیلؑ ان دونوں کے درمیان ہیں۔

(فائدہ) یہ پچاس ہزار سال اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہوں گے نہ کہ دنیا کے پچاس ہزار سال مراد ہوں گے۔ (واللہ اعلم)

حضرت وہب (بن مُنبِّہ) فرماتے ہیں کہ چار فرشتے جبرائیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور ملک الموت وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا اور ساری مخلوقات کے بعد موت دے گا اور ان کو سب سے پہلے زندہ فرمائے گا۔ یہ وہ فرشتے ہیں جو معاملات کے مدبر اور ان کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ [2]

خالد بن عمرانؒ فرماتے ہیں حضرت جبرائیل خدا کے رسولوں کی طرف خدا کے امین ہیں۔ حضرت میکائیل ان کے اعمالناموں کو وصول کرتے ہیں جو لوگوں کے اعمال سے (آسمان کی طرف) بلند ہوتے ہیں اور حضرت اسرافیل (اللہ تعالیٰ کے سامنے) بطور دربان کے ہیں۔ [3]

(حدیث) حضرت عکرمہ بن خالدؒ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز کون سے فرشتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے علم نہیں ہے۔ پس آپ کے پاس حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اے جبرائیلؑ! کون سی مخلوق اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے؟ انہوں نے

---

[1] ابوالشیخ فی العظمۃ (منہ) درمنثور ۱/۹۴، ابوالشیخ ۲۷۵، اللآلی المصنوعۃ ۱/۱۰، العلوم للعلی الغفار امام ذہبی ص ۲۷۔

[2] ابوالشیخ (منہ)

[3] (ابوالشیخ) (منہ) (حدیث ۲۹۲۔۲۷۹)، درمنثور ۱/۹۴، حاوی للفتاوی ۲/۱۶۴

عرض کیا مجھے بھی علم نہیں ہے۔ پھر حضرت جبرائیلؑ آسمان کی طرف چڑھ گئے پھر اتر آئے اور کہا جبرائیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ اور ملک الموتؑ (زیادہ عظمت والے) ہیں۔ پس جبرائیلؑ جنگوں اور رسولوں کے وزیر ہیں، میکائیلؑ ہر گرنے والے بارش کے قطرہ اور اگنے اور گرنے والے پتے کے نگران ہیں، ملک الموتؑ دریاؤں اور خشکی میں رہنے والے ہر بندے کی روح کو قبض کرنے کے نگران ہیں اور اسرافیلؑ خدا اور ان (تینوں مذکورہ فرشتوں) کے مابین اللہ کے ''امین،، ہیں۔[1]

(حدیث) حضرت ابوالملیحؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی دو رکعت نماز پڑھی، اور نماز بھی حضورؐ کے قریب پڑھی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی ہلکی پڑھیں۔ میں نے آپ کو تین مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا۔

''اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ وَمُحَمَّدٍ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ،،۔[2]

(ترجمہ) اے اللہ جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور محمد کے پروردگار! میں آپ کے ساتھ دوزخ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ آپ نے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی۔

(فائدہ) چونکہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے خطرناک شے دوزخ سے پناہ عظیم ہستیوں فرشتوں اور اپنے وسیلہ سے طلب فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ پورے عالم کے مدبرین یہ چار شخصیات ہیں اس حدیث میں ملک الموت کا ذکر نہیں ہے لیکن گزشتہ احادیث سے ان کا مدبرین میں شامل ہونا ثابت ہے۔

---

[1] (ابوالشیخ)(منہ)(حدیث نمبر ۳۸۰)، درمنثور ۱/۹۳، حاوی ۲/۱۶۴

[2] مستدرک حاکم، طبرانی (منہ) مجمع الزوائد ۲/ ۲۱۹، ۱۰/۱۰۴، ۱۱۰، ابویعلی، کنز العمال ۳۵۷۴، ۳۶۲۱، ۳۶۶۸، ۳۷۶۵، ۴۲۹۵۴، ۴۲۹۵۵، مسلم صلوۃ المسافرین ۲۰۰، نسائی ۳/۲۱۳، ۸/۲۷۸، ترمذی ۳۴۴۲، ۳۴۲۰، ابوداود استفتاح الصلوۃ ب ۶، ابن ماجہ ۱۳۵۷، مسند احمد ۶/۶۱، ۱۵۶، حاکم ۳/۶۲۲، بیہقی ۳/۵، کشف الخفاء ۱/۲۹، مطالب العالیہ ۳۴۰۲، اخلاق النبوۃ۔ ۱۸۰، ابن کثیر ۱/۳۶۶، ۷/۹۴، اتحاف ۵/۱۶۶، الکلم الطیب ۸۳، ابن خزیمہ ۱۱۵۳، مشکوۃ ۱۲۱۲، الاسماء والصفات ۸۳، درمنثور ۱/۹۴، ۵،۲۶۵/۳۳۰، بدایہ والنہایہ ۱/۴۶، ابن سنی ۱۰۱، طبرانی کبیر ۱/۱۶۳، الاذکار ۴۰، جمع الجوامع ۹۶۷۹، شرح السنہ ۴/۱۷۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور آپ کا سر مبارک ان کی گود میں تھا پس یہ آپ کے چہرہ اقدس پر ہاتھ پھیرنے لگیں اور شفاء کے لئے دعا کرتی رہیں۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا نہیں (یہ دعا نہ کر) بلکہ اللہ تعالیٰ سے جبرائیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ بہترین رفاقت کی دعا کر۔[۱]

(فائدہ) اس کی عنوان سے مناسبت گزشتہ حدیث کے فائدہ میں گزر چکی ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے حالات

حضرت جبرائیل کا نام

حضرت علی بن حسین فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ کا نام عبداللہ ہے، میکائیل علیہ السلام کا نام عبیداللہ ہے اور اسرافیل کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ ہر شے جو ''ایل،، کے ساتھ منسلک ہو وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے والا ہے۔[۲]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جبرائیل (کا نام) عبداللہ ہے اور میکائیل (کا نام) عبیداللہ ہے۔ ہر وہ اسم جس میں ''ایل،، ہو وہ اللہ کا عبادت گزار ہے۔[۳]

(فائدہ نمبر۱) ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل کا نام (اور معنی) عبداللہ ہے۔

(فائدہ نمبر۲) اسرافیلؑ کو اس کے پروں کی کثرت کی وجہ سے (بھی) اسرافیل کہا جاتا ہے اور حضرت میکائیل چونکہ بارش اور نباتات کے نگران ہیں ان کو ناپتے اور وزن کرتے ہیں اس لئے ان کو میکائیل کہتے ہیں۔[۴]

---

۱ کتاب الزہد امام احمد (منہ)

۲ ابن جریر، ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۸۲، ابن جریر ۱/ ۴۳۷، تفسیر ابن ابی حاتم قلمی ۱/ ۶۵، فتح الباری ۸/ ۱۶۵۔

۳ ابن جریر (منہ)

۴ شرح رسالہ قیروانی مالکی للجزولی (منہ)

فرشتوں میں حضرت جبرائیلؑ کا نام

عبدالعزیز بن عُمیرؒ فرماتے ہیں کہ ملائکہ میں حضرت جبرائیلؑ کا نام ''خَادِمُ رَبِّ عَزَّوَجَلَّ،، ہے۔[1]

(فائدہ) ''خَادِمُ رَبِّ عَزَّوَجَلَّ،، کا ترجمہ ہے ''اپنے پروردگار عزوجل کا خدمتگار،، چونکہ یہ امور واحکام خداوندی کے خادم ہیں اس لئے ان کا یہ لقب فرشتوں میں مشہور ہے۔

جبرائیلؑ آسمان والوں کے پیشوا ہیں

موسیٰ بن ابی عائشہؒ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جبرائیلؑ اہل آسمان کے پیشوا ہیں۔[2]

حضرت جبرائیلؑ سب فرشتوں سے افضل ہیں

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلا اُخبِرُکُم بِاَفضَلِ المَلائِکَۃِ جِبرِیلُ ۔[3]

(ترجمہ) کیا میں آپ کو نہ بتلاؤں کہ سب فرشتوں سے افضل حضرت جبرائیلؑ ہیں۔

حضورؐ نے حضرت جبرائیلؑ کو کِس کِس حالت میں دیکھا

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو سبز لباس میں دیکھا کہ انہوں نے آسمان اور زمین کے درمیان (کے حصہ) کو پر کر رکھا تھا۔[4]

(حدیث) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۵۱، تفسیر ابن ابی حاتم قلمی ۱/۶۶/۱، درمنثور ۱/۹۲، حاوی للفتاوی ۲/۱۶۴۔

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۵۹، درمنثور ۱/۹۲

[3] طبرانی (منہ) مجمع الزوائد ۳/۱۴۰۔ ۸/ ۱۹۸، درمنثور ۱/۹۲، کنز العمال ۳۵۳۴۳

[4] مسلم (منہ) قال العبد امداد اللہ ورواہ ابن جریر باسناد جید تحت الآیت ماکذب الفواد ما رآی بلفظ

رَاَیْتُ جِبْرِیْلَ مُنْهَبِطاً قَدْ مَلَأَ مَا بَیْنَ الْخَافِقَیْنِ عَلَیْهِ ثِیَابُ سُنْدُسٍ مُعَلَّقٌ بِهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ۔ [1]

(ترجمہ) میں نے جبرائیل کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا ہے اس نے آسمان کے دونوں کناروں کو بھرا ہوا تھا اس پر نہایت نفیس اور باریک کپڑے تھے جس کے ساتھ لؤلؤ اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں تمہاری اصل صورت میں دیکھوں۔ انہوں نے عرض کیا آپ اس کو پسند فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، تو انہوں نے عرض کیا فلاں تاریخ فلاں رات کے وقت (مقام) بقیع غرقد میں (مجھ سے ملاقات فرمائیں) پس آپؐ ان کو حسب وعدہ ملنے گئے۔ تو انہوں نے اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلایا تو اس نے آسمان کا افق بھر دیا یہاں تک کہ آسمان کی کوئی شے نظر نہ آتی تھی۔ [2]

(حدیث) فرمان باری تعالیٰ ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی﴾
کی تفسیر میں حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو پاؤں لٹکائے ہوئے دیکھا ان پر ایک بڑا موتی تھا جیسے سبزے پر بارش کا قطرہ ہوتا ہے۔ [3]

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ورقہ انصاریؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے محمد! جو آپؐ کے پاس (جبرائیل وحی لیکر) آتا ہے (وہ کس صورت میں) آتا ہے؟ فرمایا وہ میرے پاس آسمان سے آتا ہے اس کے دونوں پر موتی کے ہیں اس کے پاؤں کے تلوے سبز ہیں۔ [4]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) احمد ۶/ ۱۲۰، کنز العمال ۱۵۱۶۷، ۱۵۱۶۸، درمنثور ۱/ ۹۲، مجمع الزوائد ۸/ ۲۵۷، ابوالشیخ ۳۴۳ ف، طبقات المحدثین باصفہان ۱۰۰۔۱۰۱۔

[2] ابوالشیخ (منہ)

[3] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۴۸، اخبار اصبہان ابونعیم ۱/ ۹۸، درمنثور ۶/ ۱۲۵ بحوالہ ابن مردویہ

[4] طبرانی (منہ)

حضرت جبرائیل اور خدا کے درمیان ستر پردے ہیں

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ سے ارشاد فرمایا۔

هَلْ تَرٰى رَبَّكَ ؟ قَالَ : اِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَسَبْعِيْنَ حِجَاباً مِنْ نَارٍ وَنُوْرٍ لَوْرَأَيْتُ اَدْنَاهَالَا حْتَرَقْتُ . [1]

(ترجمہ) کیا آپ نے اپنے پروردگار کی زیارت کی ہے؟ عرض کیا کہ میرے اوراس کے درمیان آگ اورنور کے ستر پردے ہیں اگر میں ان (پردوں میں) سے اپنے نزدیک والے پردہ کوبھی دیکھوں تو جل جاؤں۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان آگ اور نور کے ستر پردے ہیں۔

(حدیث) حضرت شریح بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ آسمان کی طرف (معراج کے موقع پر) تشریف لے گئے تو حضرت جبرائیلؑ کو اپنی اصل صورت میں دیکھا جس کے پر زبرجد، بڑے موتی اور یاقوت (کے قیمتی موتیوں) سے جڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کی آنکھوں کے درمیانی حصہ نے افق آسمان کو پر کر رکھا ہے۔ اوراس سے قبل میں نے اسے مختلف صورتوں میں دیکھا تھا۔ جبکہ میں نے اسے اکثر طور پر دِحیہ کلبیؓ (مشہور صحابیؓ) کی شکل میں دیکھا ہے اور کبھی کبھی میں نے اسے اس طرح دیکھا ہے جس طرح کوئی آدمی اپنے دوست کو چھلنی کے پیچھے دیکھتا ہے۔ [2]

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ کو اسکی اصل صورت میں دو دفعہ کے علاوہ کبھی نہیں دیکھا پہلی مرتبہ تو اس وقت دیکھا جب آپؐ نے اس سے خود کو دکھلانے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے اپنے آپ کو دکھلایا کہ افق کو پر کئے ہوئے تھا اور دوسری دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس معراج کی رات میں دیکھا۔ [3]

---

[1] ابوالشیخ، ابن مردویہ (منہ) اتحاف السادہ ۵/ ۱۳۷، درمنثور ۱/ ۹۳، لآلی مصنوعہ ۱/ ۹۔

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۳۵۶، دلائل النبوۃ ابونعیم ۱/ ۱۷۷، درمنثور ۶/ ۱۲۴

[3] احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) (حدیث نمبر ۳۶۴)، مسند احمد ۱/ ۴۰۷، ابن کثیر ۴/ ۲۴۷، طبرانی کبیر ۱۰/ ۲۷۷، درمنثور ۶/ ۱۲۲، فتح القدیر شوکانی ۵/ ۱۱۰۔

جبرائیل کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مَابَيْنَ مَنْكَبَيْ جِبْرِيْلَ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ لِلطَّائِرِ السَّرِيْعِ الطَّيْرَانِ ۔ [1]

(ترجمہ) حضرت جبرائیلؑ کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار پرندہ کے پانچ سو سال کے سفر کے برابر ہے۔

پروں کی تعداد

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جِبْرِيْلُ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ قَدْ نَشَرَهَا مِثْلَ رِيْشِ الطَّوَاوِيْسِ ۔ [2]

(ترجمہ) حضرت جبرائیلؑ کے لؤلؤ (موتی) کے چھ سو پر ہیں جن کو اس نے پھیلایا تھا جیسے مور اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں۔

(فائدہ) اس سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جبرائیل علیہ السلام کے لؤلؤ موتی کے چھ سو پر ہیں، دوسرے یہ کہ اس نے اپنے پر اس طرح سے پھیلائے جس طرح مور اپنے پر پھیلاتا ہے۔ لؤلؤ ایک قیمتی قسم کا پتھر ہے لیکن حضرت جبرائیل کے یہ پر عالم بالا کے قیمتی لؤلؤ کے ہیں جن کی دنیا میں کوئی مثال نہیں۔

شکل وصورت

حضرت حذیفہؓ، حضرت ابن جریجؒ اور حضرت قتادہؒ سے مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے دو (بڑے بڑے) پر ہیں اور اس پر موتیوں سے پروئی ہوئی ایک پٹی ہے اگلے دانت چمکدار ہیں، پیشانی منور ہے، سر کے بال گھنگریالے ہیں اور سر مرجان کی طرح ہے اور مرجان برف کی طرح سفید موتی ہے اور اس کے دونوں قدم سبزی مائل ہیں۔ [3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) درمنثور ۱/۹۲، ابوالشیخ حدیث ۳۷۵

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۷۴

[3] ابن جریر (منہ)

دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ

حضرت وہب بن مُنَبِّہ سے جبرائیلؑ کی صورت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے ذکر کیا کہ ان کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار پرندے کے سات سو سال کے سفر کے برابر ہے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث میں حضرت جبرائیلؑ کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ سات سو سال کا سفر بتلایا ہے اور ایک گذشتہ حدیث میں پانچ سو سال کا سفر بتلایا ہے، اس کا حل یہ ہے کہ یہ مختلف رفتار کے پرندوں پر منحصر ہے یا پانچ سو سال اور سات سو سال کے زمانہ میں اُخروی زمانہ کا حساب ہے یا حضرت جبرائیلؑ کے پر ایک مرتبہ تو اتنے بڑے دکھائی دیئے کہ تیز پرندہ کے پانچ سو سالہ سفر کے برابر معلوم ہوئے اور کبھی سات سو سالہ سفر کے برابر معلوم ہوئے یا یہ کہ پروں کی طوالت تو ایک ہی ہے مگر بیان کرنے والوں کے بیان میں انداز ے کا اختلاف ہے واللہ اعلم (امداد اللہ)

حضرت حمزہؓ نے جبرائیلؑ کی زیارت کی

(حدیث) عمار بن ابی عمارؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے جبرائیلؑ کی اصلی صورت میں زیارت کرا دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے اندر اس کی طاقت نہیں ہے کہ تو اسے دیکھ سکے۔ عرض کیا ہاں۔ آپ مجھے اس کی زیارت کرا ہی دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ پس (جب) جبرائیل کعبہ میں موجود ایک لکڑی پر بیٹھ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نظر اٹھاؤ اور دیکھو پس انہوں نے نظر اٹھائی اور اس کے قدموں کو دیکھا جو گہرے سبز زبرجد کی مانند تھے اور اس کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر گئے۔[2]

حضورؐ جبرائیلؑ کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے

(حدیث) ابن شہاب (زہریؒ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۷۳، در منثور ۱/۹۲۔
[2] ابن سعد، دلائل النبوۃ بیہقی (منہ)

جبرائیلؑ سے مطالبہ فرمایا کہ آپ اپنی اصل صورت دکھلائیں۔ تو جبرائیلؑ نے عرض کیا آپ میں دیکھنے کی تاب نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا میری خواہش ہے کہ آپ ایسا کریں۔ پس ایک چاندنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جائے نماز کی طرف تشریف لائے تو جبرائیلؑ بھی اپنی اصلی صورت میں آ گئے۔ جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو بے ہوش ہو گئے پھر جب آپ کو ہوش آیا تو جبرائیل نے آپؐ کو سہارا دیا ہوا تھا اور اپنا ایک ہاتھ آپؐ کے سینہ مبارک پر رکھا ہوا تھا اور دوسرا آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مخلوق میں سے کسی چیز کو اس طرح نہیں دیکھا تو جبرائیل نے عرض کیا آپؐ اسرافیل (فرشتہ) کو دیکھ لیں تو آپ کی کیا حالت ہوگی اس کے تو بارہ پر ہیں ان میں سے ایک پر مشرق میں ہے تو دوسرا مغرب میں۔ (اللہ کا) عرش اس کے کندھے پر ہے۔ یہ اللہ کی عظمت کے سبب کسی کسی وقت اتنا دبلا ہو جاتا ہے کہ مولہ (چڑیا سے چھوٹے جانور) کی طرح ہو جاتا ہے۔ یہ اپنے عظیم الجثہ ہونے کی وجہ سے عرش خداوندی کو اٹھائے ہوئے ہے۔[1]

جبرائیلؑ حضورؐ کے پاس کس شکل میں آتے تھے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ جِبْرِیْلَ لَیَاْتِیْنِیْ کَمَا یَاْتِی الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ فِیْ ثِیَابٍ بِیْضٍ مَکْفُوْفَةٍ بِاللُّؤْلُؤِ وَالْیَاقُوْتِ رَاْسُهٗ کَالْجَبَلِ وَشَعْرُهٗ کَالْمَرْجَانِ وَلَوْنُهٗ کَالثَّلْجِ اَجْلَی الْجَبِیْنِ بَرَّاقُ الثَّنَایَا عَلَیْهِ وِشَاحَانِ مِنْ دُرٍّ مَنْظُوْمٍ وَجَنَاحَاهُ اَخْضَرَانِ وَرِجْلَاهُ مَغْمُوْسَتَانِ فِی الْخُضْرَةِ وَصُوْرَتُهُ الَّتِیْ صُوِّرَ عَلَیْهَا تَمْلَأُ مَا بَیْنَ الْاُفُقَیْنِ وَقَدْ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَشْتَهِیْ اَنْ اَرَاکَ فِیْ صُوْرَتِکَ یَا رُوْحَ اللّٰهِ فَتَحَوَّلَ لَهٗ فَسَدَّ مَا بَیْنَ الْاُفُقَیْنِ ۔[2]

(ترجمہ) جبرائیلؑ میرے پاس اس طرح آتے ہیں جس طرح کوئی آدمی اپنے دوست

---

[1] کتاب الزہد امام ابن المبارک (منہ)

[2] ابن مردویہ (منہ) درمنثور ۱/۹۳

کے پاس آتا ہے موتیوں اور یاقوت سے پرویا ہوا سفید لباس پہنا ہوتا ہے ان کا سر بٹی ہوئی رسی کی مانند ہے ان کے بال مرجان کی طرح ہیں، ان کا رنگ برف کی طرح (سفید) ہے، پیشانی چمکدار ہے۔ اگلے دانت چمکیلے ہیں۔ اس پر دو لڑیاں موتیوں سے پروئی ہوئی ہیں اس کے دونوں پر سبز ہیں اور پاؤں سبزہ میں ڈوبے ہوئے ہیں (یعنی گہرے سبز ہیں) اور اس کی اصل صورت جس میں وہ پیدا کیا گیا ہے وہ (آسمان کے) دونوں افق کو بھر دیتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) جبرائیلؑ سے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا کہ اے روح اللہ میں تمہیں تمہاری اصل شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں تو انہوں نے اپنی شکل تبدیل کی تو دونوں (آسمانوں کے) اُفقوں کا درمیانی فاصلہ بھر دیا۔[1]

جبرائیلؑ کی کھوپڑی

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَلَقَ اللّٰهُ جُمْجُمَةَ جِبْرِيْلَ عَلٰى قَدْرِ الْغُوْطَةِ .[2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جبرائیلؑ کی کھوپڑی کو غُوطہ کے برابر (بڑا) بنایا ہے۔

(فائدہ) غُوطہ غین کے پیش کے ساتھ ہے اور یہ ایک شہر کا نام ہے جو دمشق کے قریب واقع ہے۔ یہاں حضرت جبرائیلؑ کا سر اتنا چھوٹا بیان کیا گیا ہے جس کا ثبوت دوسری روایات کی وجہ سے ضعیف معلوم ہوتا ہے اور چونکہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی ضعیف ہے اس لئے یہ حضرت جبرائیل کے سر کے اتنے چھوٹے ہونے پر قوی دلیل نہیں ہے۔

جبرائیلؑ کا حسن کلام

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

---

[1] ابن مردویہ (منہ)

[2] ابن عساکر بضعف (منہ) کنز العمال ۱۵۱۶۶، میزان الاعتدال

انصاری آدمی کی بیمار پرسی فرمائی جب آپؐ اس کے گھر کے قریب پہنچے تو اسے اندر سے گفتگو کرتے سنا جب اس سے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی اور اندر داخل ہوئے تو کسی کو نہ پایا تو آپؐ نے اسے فرمایا میں نے تجھے کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک ایسا آدمی آیا ہے کہ آپؐ کے بعد میں نے کسی آدمی کو اِتنا اچھی مجلس والا نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے زیادہ بہترین بات کرنے والا دیکھا ہے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ جبرائیلؑ تھے۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر اس انصاری کی عظمت بیان کرنے کے لئے فرمایا) تم میں سے تو ایسے آدمی بھی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ پر (کسی کام کے ہونے نہ ہونے کے متعلق) قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کی قسم سے بری کر دے (یعنی ان کی قسم پوری کر دے) (طبرانی (منہ) بیہقی)۔

حضرت جبرائیلؑ کا کام

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا مجھے میرا پروردگار کسی کام کے لئے روانہ فرماتا ہے تاکہ میں اسے سرانجام دوں۔ لیکن اللہ کے حکم کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس کی ادائیگی میں مجھ سے سبقت لے جاتا ہے۔[1]

جُنبی کے پاس حضرت جبرائیلؑ نہیں آتے

(حدیث) حضرت میمونہ بنت سعدؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا جنبی آدمی (جس پر غسل فرض ہو) سو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ وضو (ضرور) کر لے۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس کی موت آئے اور جبرائیلؑ (جنابت کی وجہ سے) اس کے پاس نہ جائیں۔[2]

(فائدہ) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ ہر مؤمن کے پاس اس کی موت کے وقت یا موت کے بعد تشریف لاتے ہیں۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء ابو نعیم (منہ) ۳

[2] طبرانی (منہ) حاوی للفتاوی ۲/۲۹۴

حضرت جبرائیلؑ خدا کے زیادہ قریب ہیں

(حدیث) حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ مقرب ترین فرشتوں میں حضرت جبرائیلؑ ہیں پھر میکائیلؑ ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا اس کے نیک عمل کی وجہ سے ذکر کرتے ہیں تو فرماتے ہیں فلاں بن فلاں نے میری فرمانبرداری میں ایسا ایسا عمل کیا ہے اس پر میری رحمتیں ہوں۔ پھر میکائیلؑ جبرائیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ فلاں ولد فلاں اپنے نیک عمل کی وجہ سے یاد کیا گیا ہے۔ پھر اس پر اپنی رحمتیں بھیجی ہیں اللہ کی اس پر رحمتیں ہوں۔ پھر آسمان والوں میں سے جو میکائیلؑ کو دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ فلاں بن فلاں اپنے نیک عمل کی وجہ سے یاد کیا گیا ہے۔ پھر اس پر رحمتیں بھیجی گئی ہیں۔ اللہ کی اس پر رحمتیں ہوں۔ پس یہ بات بدستور ایک آسمان سے دوسرے (نچلے) آسمان تک اترتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ زمین تک آ پہنچتی ہے۔

اور جب کوئی بندہ اپنے برے عمل کی وجہ سے یاد کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے فلاں ولد فلاں نے میری نافرمانی میں ایسا عمل کیا ہے اس پر میری لعنت ہو۔ پھر میکائیلؑ جبرائیلؑ سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ فلاں ولد فلاں اپنے برے عمل کی وجہ سے یاد کیا گیا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر بدستور یہ بات ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اترتی رہتی ہے یہاں تک کہ زمین پر آ جاتی ہے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث میں نیک عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمتوں کی نوید اور بدکاروں کے لئے لعنت اور نفرت کی وعید بھی ہے (امداد اللہ)

حضرت جبرائیلؑ لوگوں کی دعاؤں کے نگران ہیں

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۱۶۴۔ ۲۸۷ درمنثور ۱/۹۴

اِنَّ جِبْرِيْلَ مُوَكَّلٌ بِحَاجَاتِ الْعِبَادِ فَإِذَا دَعَا الْمُؤْمِنُ قَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيْلُ احْبِسْ حَاجَةَ عَبْدِيْ فَإِنِّيْ اُحِبُّهُ وَاُحِبُّ صَوْتَهُ وَاِذَا دَعَا الْكَافِرُ قَالَ اللّٰهُ يَا جِبْرِيْلُ اِقْضِ حَاجَةَ عَبْدِيْ فَإِنِّيْ اُبْغِضُهُ وَاُبْغِضُ صَوْتَهُ. ؎۱

(ترجمہ) جبرائیل بندوں کی ضروریات کے کفیل ہیں جب کوئی مؤمن دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل! میرے بندے کی ضرورت کو روک لے کیونکہ میں اسے بھی پسند کرتا ہوں اور اس کی آواز کو بھی پسند کرتا ہوں۔ اور جب کوئی کافر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل میرے بندے کی ضرورت پوری کر دے کیونکہ میں اس سے بھی نفرت کرتا ہوں اور اس کی آواز سے بھی نفرت کرتا ہوں۔

(فائدہ) جن مؤمنوں کی دعائیں بار بار کرنے سے بھی پوری نہیں ہوتیں وہ اس حدیث سے اپنے دل کو مطمئن فرمائیں کیونکہ مؤمن کی دعا کا دیر میں قبول ہونا اس مؤمن کی قبولیت کی دلیل ہے اور مؤمن کا دربار خداوندی میں قبول ہو جانا ہی بڑی کامیابی ہے، کافر کی ضرورت اللہ تعالیٰ اس لئے بھی جلدی پوری کر دیتے ہیں کہ اسے آخرت میں سب نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ (امداد اللہ)

حضرت ثابتؒ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کو لوگوں کی ضروریات پر مقرر فرمایا ہے پس جب کوئی مؤمن دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل! اس کی ضرورت کو روک لے کیونکہ میں اس کی پکار کو پسند کرتا ہوں۔ اور جب کافر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے جبرائیل! اس کی ضرورت پوری کر دے کیونکہ میں اس کی پکار کو پسند نہیں کرتا۔ ؎۲

(فائدہ) امام بیہقی کا اس روایت کو محفوظ قرار دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ روایت بھی موقوف ہی ہے مرفوع نہیں۔ یہ حدیث اسی معنی میں ابن ابی شیبہ میں بھی مروی ہے (امداد اللہ)

؎۱ (الصابونی فی المائتین والبیهقی فی شعب الایمان (منہ) درمنثور ۱/۹۲

؎۲ بیہقی وقال ہذا ہو المحفوظ وابن ابی شیبہ بہذا المعنی (منہ)

مؤمن پر مصیبت کیوں آتی ہے مؤمن کی مصیبت کی فضیلت

حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے جبرائیل میرا بندہ مجھ سے جو مٹھاس محسوس کرتا ہے اس کو اس کے دل سے مٹادے۔ پس مومن بندہ اپنے نفس میں جس کا طلب گار تھا اس کے لئے مزید محنت اور طلب کرتا ہے۔ اس پر ایسی مصیبت ٹوٹتی ہے کہ اس جیسی کبھی نہیں آئی ہوتی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اس حال میں دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں اے جبرائیل! تو نے جو مٹا دیا ہے وہ میرے بندے کے دل میں لوٹا دے میں نے اس کا امتحان کرلیا اور اسے سچا پایا اور میں اس کے لئے اپنی طرف سے (انعامات کے) ڈھیر لگادونگا۔[1]

جبرائیلؑ جنوبی ہوا میں ہیں

عمرو بن مُرہؒ فرماتے ہیں کہ جبرائیل (علیہ السلام) جنوبی ہوا میں ہیں۔[2]

دعائے جبرائیلؑ

(حدیث) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا شِئْتُ اَنْ اَرٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُتَعَلِّقاً بِاَسْتَارِ الْکَعْبَةِ وَهُوَ یَقُوْلُ یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تَزَلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ اِلَّا رَاَیْتُهٗ.[3]

(ترجمہ) میں نے جب چاہا ــــــ کہ جبرائیلؑ کو دیکھوں تو میں نے اسے کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا ہے ''یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تَزَلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ''، (اے واجد اے ماجد (مراد اللہ تعالیٰ ہیں) آپ نے جو نعمت مجھے عطاء فرمائی ہے اسے مجھ پر ہمیشہ قائم رکھ) ــــــ تو اسے (یعنی جبرائیل کو) دیکھ لیا۔

---

[1] الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۸۶۵

[3] ابن عساکر (منہ) کنز العمال حدیث نمبر ۵۰۶۳، ۶۴۳۳

خوف خداوندی

حضرت عبدالعزیز بن ابی رُ وادؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں تو فرمایا تمہیں کیا چیز رلاتی ہے حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں بے انصافی نہیں کرتا۔ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہم آپ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے تم اسی حالت میں قائم رہو کیونکہ میرے عذاب سے کوئی بے خوف نہیں ہوتا مگر ہر نقصان اٹھانے والا۔[1]

دوزخ سے خوف

ابوعمران جونیؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جبرائیلؑ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں فرمایا آپ کو کونسی چیز رلاتی ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں میں کیوں نہ روؤں؟ قسم بخدا جب سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا ہے میری آنکھ اس خوف سے خشک نہیں ہوئی کہ میں اس کی نافرمانی نہ کر بیٹھوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اس میں داخل کر دیں۔[2]

جبرائیل خوبصورت شکل میں

(حدیث) حضرت قتادہ بن نعمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَنزَلَ اللّٰهُ جِبرِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ فِي اَحسَنِ مَاکَانَ يَاتِينِي فِي صُورَةٍ فقال اِنَّ اللّٰهَ يُقرِئُکَ السَّلَامَ يَامُحَمَّدُ وَيَقُولُ لَکَ اِنِّي قَدْ اَوحَيتُ اِلَى الدُّنيَا اَن تَمَرَّرِي وَتَکَدَّرِي وَتَضَيَّقِي وَتَشَدَّدِي عَلىٰ اَولِيَائِي کَي يُحِبُّوا لِقَائِي وَتَسَهَّلِي وَتَوَسَّعِي وَتَطَيَّبِي لِاَعدَائِي حَتّٰى يَکرَهُوا لِقَائِي فَاِنِّي قَدْ خَلَقتُهَا سِجنًا لِاَولِيَائِي وَجَنَّةً لِاَعدَائِي .[3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۸۳، درمنثور ۱/۹۳

[2] کتاب الزہد امام احمد (منہ)

[3] **قال البیهقی لم نکتبه الابهذا لاسنادوفیه مجاهیل . شعب الایمان** (منہ) جمع الجوامع ۴۵۲۱، کنز العمال ۶۱۱۰ نحوہ

(ترجمہ) جس صورت میں جبرائیلؑ میرے پاس آیا کرتے تھے اس سے بھی حسین صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے پاس نازل فرمایا۔ پس جبرائیلؑ نے بتایا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پیش فرماتے ہیں۔ اور آپ کے لئے یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا کی طرف وحی کی ہے کہ تو میرے دوستوں کے لئے کڑوی، بدمزہ، تنگ اور سخت ہو جا تا کہ وہ میری ملاقات کو پسند کریں۔ اور میرے دشمنوں کے لئے آسان، کشادہ دل پسند ہو جا تا کہ وہ میری ملاقات کو ناپسند کریں۔ میں نے اسے اپنے اولیاء کے لئے جیل اور دشمنوں کے لئے راحت بنایا ہے۔

روز قیامت کون سا صحابی حضرت جبرائیلؑ کی شکل میں ہوگا؟

عجیب واقعہ

(حدیث) حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ یمن کا ایک گنجا، بھینگا، کوتاہ گردن، ٹیڑھے پاؤں والا، چھوٹے کانوں والا، بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا، دبلا پتلا، قدم کے اگلے حصہ کا قریب والا اور ایڑیوں کی دوری والا آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، مجھے بتلائیں اللہ نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے؟ جب آپ نے بتلایا تو کہا میں اللہ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ اس کے فریضہ میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ (یعنی صرف فرض ہی ادا کروں گا خدا کے لئے محبت کے کام نفلیں وغیرہ ادا نہیں کروں گا) آپ نے فرمایا کیوں؟ (تو نفل عبادت کیوں نہیں کرے گا؟) اس نے عرض کیا اس لئے کہ اس نے مجھے پیدا کیا اور میری شکل کو بگاڑ دیا، یہ بات کہنے کے بعد وہ جانے لگا تو آپ کے پاس حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! وہ ناراضگی کا اظہار کرنے والا آدمی کہاں ہے؟ جس نے اپنے مہربان پروردگار پر ناراضگی دکھلائی ہے؟ اللہ نے اس کی اس ناز بھری ناراضگی کو قبول کیا ہے پھر آپ سے مخاطب ہو کر (جبرائیلؑ نے) عرض کیا کہ آپ اس سے فرمائیں کہ وہ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ روز قیامت جبرائیلؑ کی صورت میں زندہ فرمائے۔ پس آپ نے اس آدمی سے یہ بات فرمائی تو وہ کہنے لگا ہاں اے رسول اللہ (میں راضی ہوں) بس اب تو میں اللہ سے

معاہدہ کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم پر اپنی خوشنودی سے جو جو حکم بھی فرمائے گا میں پیروی کروں گا۔[1]

وحی لاتے وقت حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ چار فرشتے ہوتے تھے

فرمان باری تعالی

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُکُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا.

کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ جب بھی کوئی وحی لیکر نازل ہوئے تو ان کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوا کرتے تھے۔[2]

(ترجمہ آیت مذکورہ) وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو تو اس (وحی لانے والے فرشتہ حضرت جبرائیل وغیرہ) کے آگے پیچھے محافظ فرشتے بھیج دیتا ہے۔

(فائدہ) یہ روایت تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں بھی مروی ہے۔

حضرت جبرائیلؑ کے امور سخت ہیں

(حدیث) حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فِي السَّمَاءِ مَلَکَیْنِ اَحَدُهُمَا یَاْمُرُ بِالشِّدَةِ وَالْآخَرُ یَاْمُرُ بِاللِّیْنِ وَکُلٌّ مُصِیْبٌ جِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ، وَنَبِیَّانِ اَحَدُهُمَا یَاْمُرُ بِاللِّیْنِ وَالْآخَرُ یَاْمُرُ بِالشِّدَّةِ وَکُلٌّ مُصِیْبٌ وَذَکَرَ اِبْرَاهِیْمَ وَنُوْحًا وَلِيْ صَاحِبَانِ اَحَدُهُمَا یَاْمُرُ بِاللِّیْنِ وَالْآخَرُ بِالشِّدَّةِ وَکُلٌّ مُصِیْبٌ وَذَکَرَ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ.[3]

(ترجمہ) آسمان میں دو فرشتے ہیں جن میں سے ایک سختی کا معاملہ کرتا ہے دوسرا نرمی کا اور دونوں حق پر ہیں (ایک) جبرائیل ہیں (دوسرے) میکائیل۔ اور دو نبی ہیں جن میں سے ایک نرمی کا معاملہ فرماتے ہیں دوسرے سختی کا اور دونوں حق پر ہیں پھر

---

[1] ابن عساکر (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ) (حدیث ۳۵۷۔ طبری ۲۹/۱۲۳، درمنثور ۶/۲۷۵، بحوالہ عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم۔ تفسیر ابن کثیر ۴/۴۳۳

[3] الطبرانی بسند رواۃ ثقات (منہ) مجمع الزوائد ۹/۵۱ درمنثور ۱/۹۴ نحوہ

آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت نوح (علیہما السلام) کا ذکر فرمایا۔ اور میرے بھی دو دوست ہیں ان میں سے ایک نرمی کا معاملہ کرتا ہے اور دوسرا سختی کا اور یہ دونوں بھی حق پر ہیں پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لیا۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سپرد سختی کے امور ہیں اور حضرت میکائیلؑ کے سپرد نرمی کے امور ہیں۔

حضرت جبرائیل خدا سے کتنا دور ہیں؟

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرائیلؑ حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے جبرائیل! مجھے یقین ہے کہ تمہارے نزدیک میری بڑی شان ہے، عرض کیا بے شک مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنے تئیں آپ سے زیادہ محبوب کسی نبی کی طرف کبھی نہیں بھیجا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تمہارے بس میں ہے تو تم وہاں (اللہ کے ہاں) کی میری شان بتلاؤ اس نے عرض کیا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنے پروردگار کے ایک دفعہ اتنا قریب ہوا ہوں کہ اس طرح سے کبھی قریب نہیں ہوا میرے (اس) قریب ہونے کا اندازہ پانچ صدیوں کے سفر کے برابر ہے۔ ساری مخلوق میں اللہ کے سب سے زیادہ قریب حضرت اسرافیل ہیں اور ان کے قریب کا اندازہ ستر سال ہے اور ان کے درمیان بھی ستر نور ہیں اور ان میں سب سے قریبی نور آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے۔ تو مجھے اس کے بعد والے حالات کا علم کیسے ہو سکتا ہے بس میرے سامنے تو ایک لوح کر دی جاتی ہے اور ہمیں بلایا اور مبعوث کیا جاتا ہے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے حضرت جبرائیلؑ کے نزدیک حضورؐ اللہ تعالیٰ کو باقی انبیاء سے زیادہ محبوب ہیں اور حضورؐ مرتبہ کے اعتبار سے اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ کے مقرب ترین فرشتہ ہونے کے باوجود حضورؐ کا مقام معلوم کرنے تک رسائی نہیں ہے۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ اور جبرائیل و اسرافیل کے درمیان

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۰۵

پانچ صدیوں یا ستر سالوں کا فاصلہ بیان کیا گیا ہے یہ صرف اندازہ کے طور پر ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے درمیان کا یہ فاصلہ کس اعتبار سے ہے کیا کسی دنیاوی پیمانہ سے یا فرشتوں کے پیمانہ کے اعتبار سے یا الٰہی علم کے اعتبار سے ہے۔

جب سے دوزخ پیدا کی گئی جبرائیلؑ کبھی نہیں ہنسے

(حدیث) حضرت رباحؒ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے فرمایا تو جب بھی میرے پاس آیا ہے تیری آنکھیں جھکی ہوئی ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے میں کبھی نہیں ہنسا۔[1]

حضرت جبرائیلؑ کی موت کیسے اور کب ہوگی؟

(حدیث) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ﴾

تلاوت فرمائی تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ کون حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں صور کے اثر سے مستثنیٰ فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا جبرائیل، میکائیل، ملک الموت، اسرافیل، اور عرش کو اٹھانے والے (فرشتے) ہیں، جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی روحیں قبض فرمائیں گے تو ملک الموت سے فرمائیں گے کون باقی بچے ہیں تو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار آپ پاک ہیں بلند ہیں ذوالجلال والاکرام ہیں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت زندہ ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسرافیل کی جان قبض کرلے تو وہ اسرافیل کی جان قبض کرلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے (اب) کون بچے ہیں؟ تو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار آپ کی ذات پاک اور بابرکت ہے آپ بلند ہیں ذوالجلال والاکرام ہیں (اب) جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اور ملک الموت باقی ہیں تب

[1] کتاب الزہد امام احمد (منہ)

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میکائیل کی روح بھی قبض کر لے تو وہ میکائیل کی روح بھی قبض کرلیں گے اور وہ بلند ٹیلہ کی طرح گر پڑیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائیں گے (اب) کون باقی ہے تو وہ عرض کریں گے کہ جبرائیل اور موت کا فرشتہ، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے موت کے فرشتے تو بھی مرجا تو وہ بھی مرجائیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے جبرائیل باقی کون بچا ہے تو وہ عرض کریں گے آپ کی ہمیشہ رہنے والی ذات باقی ہے اور جبرائیل فانی اور مرنے والا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس کی موت بھی ضروری ہے تو جبرائیل بھی سجدہ میں گر جائیں گے جس سے وہ اپنے پروں سمیت بے دم ہو جائیں گے ـــــــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ کو میکائیل پر اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے ٹیلہ کو ہوتی ہے۔[1]

(فائدہ) مذکورہ حدیث کی ابتداء میں جو آیت مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے اور (روز قیامت) صور میں پھونک ماری جائے گی جس سے تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے (پھر زندہ تو مرجائیں گے اور مُردوں کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی) مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس بے ہوشی اور موت سے محفوظ رہے گا)۔

(حدیث) حضرت انسؓ سے مروی ہے وہ آیت نُفِخَ فِی الصُّوْرِ کی تفسیر میں آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرمایا ہے یہ تین ہوں گے حضرت جبرائیلؑ، حضرت میکائیلؑ اور موت کا فرشتہ، پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبکہ اس کی ذات بڑی عالِم ہے اے موت کے فرشتہ باقی کون بچا ہے؟ تو یہ عرض کرے گا آپ کی باقی رہنے والی کریم ذات بچی ہے اور آپ کا بندہ جبرائیل اور میکائیل اور موت کا فرشتہ۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میکائیل کی روح نکال لے اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبکہ وہ سب زیادہ جاننے والا ہے اے ملک الموت کون باقی رہا ہے تو وہ عرض کریں گے آپ کی ذات باقی ہے اور آپ کا بندہ جبرائیل بھی اور

---

[1] الفریابی، ابن مردویہ (منہ)

ملک الموت بھی۔ تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ جبرائیل کی روح بھی نکال لے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبکہ وہ سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں اے ملک الموت کون باقی بچ گیا ہے تو وہ عرض کریں گے آپ کی باقی رہنے والی کریم ذات باقی ہے اور آپ کا بندہ ملک الموت بھی جب کہ یہ بھی مرنے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی مرجا اس کے بعد اللہ تعالیٰ منادی فرمائیں گے میں نے خلق کی ابتداء کی تھی پھر میں ہی اس کو (دوبارہ) لوٹاؤں گا۔[1]

سب سے پہلے حساب کتاب جبرائیلؑ سے لیا جائے گا

حضرت عطاء بن السائبؒ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت جبرائیلؑ کا حساب کتاب ہوگا کیونکہ وہ خدا کے انبیاء اور رسولوں پر خدا کے امانتدار تھے۔[2]

جبرائیلؑ روزِ قیامت ترازوئے حساب کے نگران ہوں گے

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا روزِ قیامت ترازوئے حساب کے نگران حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔[3]

---

[1] ابن مردویہ والبیہقی فی البعث (منہ) یہ روایت علامہ سیوطی نے اپنی کتاب التحبیر فی علم التفسیر صفحہ ۴۴۵ میں بھی بیہقی کی کتاب البعث والنشور کے حوالہ سے نقل فرمائی ہے۔

[2] ابن ابی حاتم (منہ)

[3] ابن جریر (منہ)

حضرت میکائیل علیہ السلام

حضرت میکائیلؑ کا نام

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ کا نام عبداللہ ہے اور حضرت میکائیلؑ کا نام عبیداللہ ہے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میکائیلؑ کا نام عبیداللہ ہے۔

حضرت میکائیلؑ کبھی نہیں ہنسے

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے فرمایا:

مَالِي لَمْ اَرَ مِيْكَائِيْلَ ضَاحِكاً قَطُّ ، قَالَ مَا ضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ .[2]

(ترجمہ) کیا بات ہے میں نے میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے عرض کیا جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے میکائیلؑ کبھی نہیں ہنسے۔

حضرت میکائیلؑ جبرائیلؑ سے بڑے ہیں

(حدیث) حضرت زید بن رفیع (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؐ مسواک فرما رہے تھے تو آپؐ

---

[1] ابن المنذر (منہ)

[2] احمد، ابوالشیخ (منہ) مسند احمد ۳/۲۲۴، الشریعۃ امام آجری ص ۳۳۵، کتاب الزہد امام احمد ص ۶۹، بدایہ والنہایہ ۱/۴۶، ابوالشیخ حدیث نمبر ۳۸۴، فتح الباری ۶/۳۰۷ بحوالہ طبرانی۔ تخریج احیاء العلوم امام عراقی ۴/۱۵۷ (بحوالہ احمد وکتاب الخائفین امام ابن ابی الدنیا ولسنہ لابن شاہین)، جامع صغیر ۲/۱۴۶، فیض القدیر ۵/۴۵۲، مجمع الزوائد ۹/۳۸۵۔

حضرت جبرائیل کو مسواک دینے لگے تو حضرت جبرائیل نے ارشاد فرمایا بڑے کو دیں۔[1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت میکائیل عمر میں حضرت جبرائیل سے بڑے ہیں۔

حضرت میکائیلؑ اور جبرائیلؑ حضورؐ کے آسمانی وزیر ہیں

(حدیث) حضرت ابو سعید (خدریؓ) فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَمِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ.[2]

(ترجمہ) آسمان والوں میں میرے دو وزیر حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اَيَّدَنِيْ بِاَرْبَعَةِ وُزَرَاءَ اثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِلَ وَاثْنَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ.

(ترجمہ) اللہ نے چار وزراء سے میری تائید اور مدد فرمائی ہے۔ دو آسمان والوں سے ہیں (یعنی) جبرائیل اور میکائیل۔ اور دو زمین والوں میں سے ہیں (یعنی) ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما۔[3]

(فائدہ) ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل کے ساتھ حضرت میکائیل بھی حضور کے آسمانی وزیر ہیں۔

---

[1] (نوادر الاصول حکیم ترمذی) (منہ)

[2] حاکم (منہ) درمنثور ۱/۹۴، کنز العمال ۳۲۶۷۹، ۳۶۱۴۸، جامع کبیر ۲/۲۸۶، ۴۷۴، مستدرک حاکم ۲/۲۶۵

[3] بزار، طبرانی، حلیۃ الاولیاء (منہ) جمع الجوامع ۴۷۲۳، کنز العمال ۳۲۶۵۸، ۲۶۱۱۹، تاریخ بغداد ۳/ ۲۹۸، مجمع الزوائد ۹/ ۵۱، درمنثور ۱/ ۹۴، حاوی للفتاوی ۲/ ۲۹۲، حلیۃ الاولیاء ۸/ ۱۶۰، طبرانی ۱۱/ ۱۷۹، عقیلی ۴/ ۱۴۱

حضرت میکائیلؑ بیت المعمور میں فرشتوں کے امام ہیں

(حدیث) حضرت علیؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

مُؤَذِّنُ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ جِبْرِيْلُ وَاِمَامُهُمْ مِيْكَائِيْلُ يَؤُمُّ بِهِمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ فَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ فَيَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَتُصَلِّيْ وَتَسْتَغْفِرُ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ ثَوَابَهُمْ وَاسْتِغْفَارَهُمْ وَتَسْبِيْحَهُمْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ ۔[1]

(ترجمہ) اہل آسمان کے مؤذن حضرت جبرائیلؑ ہیں اور ان کے امام میکائیلؑ ہیں جو انہیں بیت المعمور کے نزدیک امامت کراتے ہیں پس آسمانوں کے فرشتے جمع ہوتے اور بیت المعمور کا طواف کرتے، نماز پڑھتے اور استغفار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا ثواب، استغفار اور تسبیح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عطا فرماتے ہیں۔

(فائدہ) فرشتے چونکہ ثواب کے ضرورت مند نہیں وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے عبادات سرانجام دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کی عبادات کا ثواب اور انعام (بطور اکرام) امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرماتے ہیں۔

حضرت میکائیلؑ کی روایت سے شراب نوشی کی وعید

(حدیث) حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ مجھے میکائیلؑ نے حدیث بیان کی اور کہا کہ میں (بھی) اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے اسرافیلؑ نے لوح محفوظ سے یہ بات نقل کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''شرابی بت پرست کی طرح ہے،،

(فائدہ) ابن نجار نے جن راویوں کے واسطہ سے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں

---

[1] مسند الفردوس دیلمی (منہ) تذکرۃ الموضوعات پٹنوی ص ۱۱، تنزیہ الشریعۃ ابن عراق ۱/ ۱۴۷

[2] ابن نجار (منہ) جامع کبیر ۲/ ۱۸۰، جمع الجوامع ۳۳۰۶، ۳۳۰۹، کنز العمال ۳۱۶۰، ۱۳۶۹۸، حلیۃ الاولیاء ۳/ ۲۰۴، لسان المیزان ۱/ ۶۴۶۔

نے خدا تعالیٰ کو گواہ بنا بنا کر اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیز ان میں ابن نجار کی سند کے ساتھ ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے لیکن ابو نعیم کی علی بن موسیٰ کے بعد کی سند کے راوی حسن عسکری تک ایسے ہیں جن کا حال معلوم نہیں اور یہ بھی کہ اس میں صرف حضرت جبرائیل کا ذکر ہے کہ انہوں نے فرمایا اے محمد! شراب کا رسیا بُت پرست کی طرح ہے۔اس حدیث کا متن ابن حبان نے حضرت ابن عباسؓ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔(منہ)

(اس حدیث کا متن حضرت ابن عباسؓ سے مسند احمد میں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اور ابن عمرؓ سے مستدرک حاکم میں بھی مروی ہے۔اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بسند صحیح مروی ہے کہ میں کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ شراب پی لوں یا (خدا کے علاوہ) اس ستون کی پرستش کرلوں۔ بہر حال مذکورہ حدیث میں شرابی کے لئے سخت وعید سنائی گئی ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے (امداد اللہ)

حضرت اسرافیل علیہ السلام

حضرت اسرافیل کی پیدائش اور ذمہ داری

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صور کو شیشہ کی طرح صاف سفید موتی سے پیدا فرمایا اور عرش کو حکم فرمایا کہ صور لے لے تو اس نے لے لیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کُن،، (ہو جا) تو اسرافیلؑ وجود میں آ گئے تب اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا کہ وہ صور اٹھا لے تو اس نے اٹھا لیا اس میں ہر پیدا شدہ روح اور ہر سانس لینے والے نفس کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں۔ دو روحیں (اس کے) ایک سوراخ سے نہیں نکل سکتیں۔ صور کے درمیان میں آسمان اور زمین کی گولائی کے برابر سوراخ ہے اور اسرافیل نے اس سوراخ پر اپنا منہ رکھا ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ میں نے تجھے صور کے سپرد کیا ہے پس تو پھونکنے اور چیخنے پر مقرر ہے۔ تب اسرافیلؑ عرش کے سامنے داخل ہوئے اور اپنا داہنا پاؤں عرش کے نیچے رکھا اور بایاں پاؤں آگے کیا اور جب سے اللہ نے اسے پیدا فرمایا تب سے اس نے پلک بھی نہیں جھپکائی کیونکہ وہ اس کی انتظار میں ہے جس کا اسے حکم فرمایا گیا ہے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس صور کے سوراخ پر حضرت اسرافیل کا منہ مبارک ہے وہ سوراخ آسمان اور زمین کی گولائی کے برابر ہے اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خود حضرت اسرافیل کا اپنا جسم کتنا بڑا ہوگا۔

حضرت اسرافیل صور پھونکنے پر تیار کھڑے ہیں

(حدیث) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

كَيْفَ اَنْعَمُ وَصَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَحَقَّ جَبْهَتَهُ وَاَصْغٰى

[1] (ابو الشیخ) حدیث ۳۸۹، فتح الباری ۱۱/ ۳۶۷

سَمْعَهُ يَنْتَظِرُ مَتٰى يُؤْمَرُ بِهٖ فَيَنْفُخُ قَالُوْا فَمَا نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ قُوْلُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا. ؁

(ترجمہ) میں کس طرح آسودہ حال ہو جاؤں جبکہ صور والے نے سینگ کو منہ میں لیا ہوا ہے اپنے ماتھے پر بل ڈال دیا ہے اور اپنے کان متوجہ کر دیئے ہیں اور انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے تا کہ وہ پھونک مارے۔ تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اے رسول اللہ تو پھر ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا تم کہو،
ہمیں اللہ کافی ہے وہی بہتر کارساز ہے۔ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔

حضرت اسرافیل کی دونوں آنکھیں چمکدار ستاروں کی طرح ہیں

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ طَرْفَ صَاحِبِ الصُّوْرِ مُذْوُكِّلَ بِهٖ مُسْتَعِدٌّ يَنْظُرُ حَوْلَ الْعَرْشِ مَخَافَةَ اَنْ يُؤْمَرَ بِالصَّيْحَةِ قَبْلَ اَنْ يَرْتَدَّ اِلَيْهِ طَرْفُهٗ كَاَنَّ عَيْنَيْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّيَّانِ. ؂

(ترجمہ) بلاشبہ حضرت اسرافیل جب سے صور پھونکنے پر مقرر ہوئے ہیں تب سے تیار ہیں۔ عرش کے اردگرد اس خوف سے نظر کر رہے ہیں کہ انہیں نظر جھپکنے سے قبل چیخ مارنے کا حکم نہ دیا جائے۔ اس کی دونوں آنکھیں گویا کہ چمکدار ستارے ہیں۔

---

۱ ترمذی وحسنہ، الحاکم، بیہقی فی البعث (منہ) حلیۃ الاولیاء ۵/ ۱۰۵، ۷/ ۱۳۰، تاریخ بغداد ۳/ ۳۶۳، حاکم ۴/ ۵۵۹، ترمذی ۲۴۳۱ - ۳۲۴۳، مسند احمد ۱/ ۳۲۶، ۴/ ۳۷۴، مجمع الزوائد ۷/ ۱۳۱، ۱۰/ ۳۳۰، کنز العمال ۳۹۷۴۳، طبرانی ۵/ ۱۲،۲۲۲/ ۱۲۸، شرح السنہ ۱۵/ ۱۰۳، معجم صغیر ۱/ ۲۴، ابن ابی شیبہ ۱۰/ ۳۵۲، کتاب الزہد ابن مبارک ص ۵۵۷، موارد الظمان ۲۵۶۹، طبرانی صغیر ۱/ ۲۴، نہایہ ابن کثیر ۱/ ۱۷۱، کتاب العظمۃ ۳/ ۸۵۱ - ۸۵۵، المغنی عن حمل الاسفار ۴/ ۴۹۶، بدایہ والنہایہ ۱/ ۴۵، ابن عدی ۳/ ۸۹۱، ابن ماجہ ۳/ ۴۲۷، مسند حمیدی ۷۵۴، الروض الدانی ۴۵، حاکم ۴/ ۵۵۹، الکنیٰ دولابی ۲/ ۵۰، ابویعلی ۲/ ۳۴۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ۲/ ۹۵۔

۲ حاکم وصححہ، ابوالشیخ ابن مردویہ (منہ) حاکم ۴/ ۵۵۹، درمنثور ۳/ ۲۲، جمع الجوامع ۶۶۴۲، کنز العمال ۳۸۹۰۹

صور پھونکنے والے فرشتے دو ہیں

(حدیث) حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَازَال صاحبا الصُّور ممسكين بالصُّورِ يَنْتَظِر انِ مَتٰى يُؤْمَرَان . [1]

(ترجمہ) صور پھونکنے والے دونوں فرشتے صور کو تھامے انتظار میں ہیں کہ انہیں (صور پھونکنے کا) حکم کب ملے گا۔

(فائدہ) یہ حدیث مشہور احادیث کے خلاف ہے اور ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

اسرافیلؑ کا نام

(حدیث) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِسْمُ جِبْرِيْلَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاسْمُ مِيْكَائِيْلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَاسْمُ اِسْرَافِيْلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ. [2]

(ترجمہ) حضرت جبرائیلؑ کا نام عبداللہ ہے، حضرت میکائیلؑ کا نام عبیداللہ ہے اور حضرت اسرافیلؑ کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

اسرافیلؑ خدا کے زیادہ قریب ہیں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے کہا اے رسول اللہ مجھے اس فرشتہ کے متعلق بتلائیں جو خدا کے زیادہ قریب ہے آپؐ نے فرمایا جو فرشتہ اس کے قریب ہے وہ اسرافیلؑ ہے پھر جبرائیلؑ ہے پھر میکائیلؑ ہے پھر موت کا فرشتہؑ ہے۔ [3]

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

[2] بیہقی (منہ) درمنثور ۱/۹۱ بحوالہ ابن جریر و کتاب العظمۃ ابوالشیخ۔ مسند احمد ۵/۵ ابلفظہ

[3] (طبرانی، حلیۃ ابونعیم، ابن مردویہ)

جبرائیلؑ اسرافیلؑ کے دائیں میں ہیں اور میکائیلؑ بائیں میں

(حدیث) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِسْرَافِيْلُ صَاحِبُ الصُّوْرِ وَجَبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِهٖ۔ [1]

(ترجمہ) اسرافیلؑ ہی صور پھونکنے والے ہیں ان کے داہنے میں جبرائیلؑ ہیں اور بائیں میں میکائیلؑ ہیں۔

اسرافیل کا وجود کتنا بڑا ہے؟

حضرت ابو بکر ہذلیؒ فرماتے ہیں حضرت اسرافیلؑ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب کوئی شئے نہیں ہے ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سات پردے ہیں، ان کا ایک پر مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں تیسرا ساتویں زمین میں اور ایک پر ان کے سر کے پاس ہے انہوں نے اپنا سر اپنے پروں کے درمیان جھکایا ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی حکم فرماتے ہیں تو جن لوحوں پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے حضرت اسرافیل کے قریب آ جاتی ہیں تو اسرافیلؑ اس کو ملاحظہ فرمالیتے ہیں پھر حضرت جبرائیلؑ کو پکارتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں، پس جو فرشتہ حضرت اسرافیلؑ کی آواز سنتا ہے تو (امرِ وقوعِ قیامت یا عظمتِ خداوندی کی وجہ سے) اس کی چیخ نکل جاتی ہے جب ان کو ہوش آتا ہے تو وہ عرض کرتے ہیں آپ کے رب نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو حضرت جبرائیل اور اسرافیل فرماتے ہیں اللہ نے حق فرمایا ہے اور وہ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے اور صور کا فرشتہ جو صور پھونکنے کے متعلق مقرر ہے اس کے دو قدموں میں سے ایک قدم ساتویں زمین میں ہے اور اس نے اپنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں بلکہ اپنی نگاہ کا تار حضرت اسرافیل سے باندھا ہوا ہے جب سے اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے کبھی پلک نہیں جھپکائی وہ دیکھ رہا ہے کہ کب اللہ اس کو اشارہ دے اور وہ صور پھونک دے۔ [2]

---

[1] احمد، حاکم (منہ) درمنثور ۱/۹۴ بحوالہ سعید بن منصور، احمد، مصاحف ابن ابی داود، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ، کتاب البعث بیہقی۔

[2] ابو الشیخ

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صور پھونکنے والا فرشتہ اور ہے اور حضرت اسرافیل اور ہے اس اعتبار سے یہ روایت درست معلوم نہیں ہوتی۔ روایت کا باقی مضمون صحیح ہے۔ واللہ اعلم

اسرافیلؑ کے پر اور لباس جبرائیلؑ کی وحی کی کیفیت

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب حضرت اسرافیلؑ ہیں جس کے چار پر ہیں۔ ایک پر مشرق میں ہے ایک مغرب میں اور تیسرے سے اس نے اپنے آپ کو ڈھانپا ہوا ہے چوتھا اس کے اور لوح محفوظ کے درمیان ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی حکم کی وحی کا ارادہ فرماتے ہیں تو لوح محفوظ اسرافیلؑ کی پیشانی کو آ ٹکراتی ہے تو وہ اپنا سر اٹھاتا اور دیکھتا ہے تو اس میں حکم لکھا ہوتا ہے پس وہ جبرائیلؑ کو پکارتا ہے تو وہ اپنا سر اٹھاتا اور دیکھتا ہے تو اس میں حکم لکھا ہوتا ہے پس وہ جبرائیلؑ کو پکارتا ہے تو وہ لبیک کہتے ہیں۔ تو وہ بتلاتا ہے کہ آپ کو ایسا ایسا حکم فرمایا گیا ہے پس جبرائیلؑ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر نہیں اترتے مگر وہاں کے فرشتے خوف قیامت سے (کہ شاید قیامت آنے کا حکم دیا گیا ہے) گھبرا جاتے ہیں یہاں تک کہ جبرائیلؑ بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق نازل ہوا ہے اس کے بعد وہ کسی نبی پر نازل ہو کر وحی پیش کرتے ہیں۔[1]

(فائدہ) اس حدیث میں حضرت اسرافیل کا لباس یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے تیسرے پر کو بطور لباس استعمال فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ اسرافیل کی پیشانی پر اور عرش اس کے کندھے پر ہے

(حدیث) عبداللہ بن حارثؒ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھا تھا اور ان کے پاس حضرت کعبؒ بھی تشریف فرما تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اے کعب! ہمیں اسرافیلؑ کے متعلق کوئی بات بتلاؤ تو انہوں نے عرض کیا وہ اللہ کا ایسا فرشتہ ہے کہ

---

[1] کتاب السنۃ ابن ابی زمنین (منہ)

[2] ابو الشیخ (منہ) حدیث ۳۹۰ بلفظہ، درمنثور ۵/۳۳۹

اس سے زیادہ اللہ کے قریب کوئی شے نہیں ہے، اس کا ایک پر مشرق میں ہے ایک مغرب میں اور ایک اس کے کندھے پر اور عرش بھی اس کے کندھے پر ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے بھی اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

حضرت کعب نے فرمایا لوحِ محفوظ اس کی پیشانی پر ہے جب اللہ تعالیٰ کسی حکم کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے لوح محفوظ میں گندہ کردیتے ہیں۔[1]

(حدیث) حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث سے مروی ہے کہ حضرت کعب نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ آپ نے حضرت اسرافیلؑ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے سنا ہے؟ فرمایا ہاں میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

لَهُ اَرْبَعَةُ عُبَعَةُ اَجْنِحَةٍ مِنْهَا جَنَا حَانِ اَحَدُهُمَا بِالْمَشْرِقِ وَالْآخَرُ بِالْمَغْرِبِ وَاللَّوْحُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ الْوَحْيَ يَنْقُرُ بَيْنَ جَبْهَتِهٖ۔[2]

(ترجمہ) اس کے چار پر ہیں ان میں سے دو پر ایسے ہیں کہ ایک مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں، لوح محفوظ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ وحی تحریر فرمائیں تو اسے اس کی پیشانی کے درمیان کندہ کردیتے ہیں۔

اسرافیل کے پاؤں ساتویں زمین سے نیچے اور سر ساتویں آسمان سے اوپر ہے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

اِنَّ مَلَكاً مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يُقَالُ لَهُ اِسْرَافِيْلَ زَاوِيَةٌ مِنْ زَوَايَا الْعَرْشِ عَلٰى كَاهِلِهٖ قَدْ مَرِقَتْ قَدَمَاهُ مِنَ الْاَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلٰى وَمَرِقَ رَاْسُهُ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ الْعُلْيَا۔[3]

(ترجمہ) عرش کو اٹھانے والے فرشتوں میں ایک فرشتہ اسرافیل ہے، عرشِ (الٰہی) کے کونوں میں سے ایک کونہ اس کے کندھے پر ہے، اس کے پاؤں ساتویں زمین

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۸۵۔۲۹۰

[3] ابوالشیخ، ابونعیم فی الحلیۃ (منہ) حلیہ ۶/ ۶۶، درمنثور ۵/ ۳۴۷، ابوالشیخ حدیث ۴۷۷۔

سے بھی نیچے چلے گئے ہیں اوراس کا سر اوپر کے ساتویں آسمان سے تجاوز کر گیا ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے حضرت اسرافیل کے قد کی طوالت بھی معلوم ہوتی ہے اور قوت وعظمت بھی کہ وہ عرش خداوندی کے اٹھانے والوں میں سے ہیں۔

اسرافیل کبھی نہیں ہنستے

(حدیث) حضرت مُطَّلِب فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ يَا جِبْرِيْلُ مَالِيْ لَا اَرَى اِسْرَافِيْلَ يَضْحَكُ ؟ وَلَمْ يَاْتِنِيْ اَحَدٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا رَاَيْتُهُ يَضْحَكُ ؟ قَالَ جِبْرِيْلُ مَارَاَيْنَا ذٰلِكَ الْمَلَكَ ضَاحِكاً مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ. [1]

(ترجمہ) میں نے جرائیل سے کہا اے جرائیل میں نے اسرافیل کو ہنستے نہیں دیکھا؟ جبکہ میرے پاس کوئی فرشتہ نہیں آتا لیکن میں اسے ہنستا ہوا (یعنی خوش) دیکھتا ہوں جبرائیل نے کہا ہم نے اس فرشتہ کو تب سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے۔

اسرافیل کے زمین پراترنے کی آواز

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گرنے کی آواز سنی تو فرمایا اے جبرائیل کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں! یہ اسرافیل ہیں جو زمین پراترے ہیں۔ [2]

(حدیث) حضرت عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے ہاں موجود تھا جبکہ ان کے پاس حضرت کعب احبار بھی بیٹھے تھے جب انہوں نے حضرت اسرافیلؑ کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں مجھے اسرافیل کے متعلق بتلاؤ تو کعب نے عرض کیا آپؓ تو جانتی ہیں۔ فرمانے لگیں تم ٹھیک کہتے ہو اس کے باوجود

---

[1] شعب الایمان، للبیہقی (منہ) کنز العمال ۵۸۹۵

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۹۸

ہمیں بتلاؤ تو کعب نے عرض کیا کہ اس کے چار پر ہیں دو ہوا میں ہیں ایک کا اس نے لباس بنایا ہوا ہے اور ایک اس کی پشت پر ہے قلم اس کے کان پر ہے، جب اللہ تعالیٰ وحی نازل کرتے ہیں تو قلم لکھتا ہے اور فرشتے اور اسرافیل اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسرافیل کے نچلے حصہ کی حالت یہ ہے کہ اس نے اپنا ایک گھٹنا ٹکایا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا کیا ہوا ہے۔ صور اس کے منہ میں ہے صور کی کمر نرم ہے اس کا ایک کنارہ اسرافیلؑ کی طرف ہے جب اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں اور اسرافیل ملاحظہ کرتا ہے تو اپنے پروں کو لپیٹ لیتا ہے تاکہ وہ صور پھونک دے (لیکن چونکہ اسے صور پھونکنے کا حکم نہیں ملتا اس لئے صور نہیں پھونک سکتا) پس حضرت عائشہؓ فرمانے لگیں میں نے (بھی) اسی طرح سے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے۔[1]

اسرافیل کی تسبیح سننے کے لئے فرشتے اپنی نمازیں ختم کر دیتے ہیں

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جب حضرت اسرافیل (علیہ السلام) تسبیح کہتے ہیں تو آسمان کا ہر فرشتہ ان کی (خوش الحانی کی وجہ سے) تسبیح سننے کے لئے اپنی نماز روک دیتا ہے۔[2]

امام اوزاعی فرماتے ہیں اللہ کی مخلوق میں حضرت اسرافیل سے زیادہ خوش آواز کوئی نہیں ہے جب وہ تسبیح شروع کرتا ہے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے اپنی نمازیں اور تسبیحات روک دیتے ہیں۔[3]

اسرافیلؑ مؤذنِ ملائکہ

حضرت سعید (بن جبیرؒ) سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اسرافیل آسمان والوں کے مؤذن ہیں یہ بارہ گھڑی دن میں اور بارہ گھڑی رات میں اذان دیتے ہیں ہر گھڑی میں دو اذانیں ہوتی ہیں اس کی اذان کو سات آسمانوں اور سات

---

1. عبد بن حمید، الطبرانی فی المعجم الاوسط وابوالشیخ (منہ)
2. ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۳۹۹
3. ابوالشیخ حدیث نمبر ۴۰۰

زمینوں والے سنتے ہیں مگر جنات اور انسان نہیں سنتے، پھر ان میں سے ایک بڑا فرشتہ آگے بڑھ کر ان کی امامت کرتا ہے۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ حضرت میکائیل بیت المعمور میں فرشتوں کی امامت کرتے ہیں [1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت اسرافیل فرشتوں میں مؤذن ہیں اور حضرت میکائیل (بیت المعمور میں) ان کے امام ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤذن کو خوش الحان ہونا چاہئے۔

روز قیامت سب سے پہلے اسرافیلؑ کو پکارا جائے گا اور حضرت جبرائیلؑ و اسرافیلؑ کا حساب و کتاب.

(حدیث) ابن ابی جبلہؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے روز قیامت حضرت اسرافیلؑ کو پکارا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے میرا عہد (پیغام) پہنچایا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں، میرے پروردگار میں نے اسے جبرائیل تک پہنچا دیا تھا۔ پھر جبرائیل کو پکارا جائے گا اور کہا جائے گا کیا تجھے میرا عہد اسرافیل نے پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا جی ہاں میرے پروردگار، تو اسرافیل کو آزاد کر دیا جائے گا۔ پھر جبرائیلؑ سے فرمائیں گے اے جبرائیل تو نے میرے عہد کے ساتھ کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں نے (اسے) آپ کے رسولوں تک پہنچا دیا تھا، پھر رسولوں کو بلایا اور فرمایا جائے گا کیا جبرائیل نے آپ تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا تو وہ عرض کریں گے جی ہاں تو جبرائیل کو بھی آزاد کر دیا جائے گا [2]

لوح محفوظ کے حق میں حضرت اسرافیلؑ کی شہادت

حضرت ابو سنانؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب لوح ہے جو عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی شے کا ارادہ فرماتے ہیں تو لوح

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۰۱

[2] کتاب الزہد امام ابن مبارک (منہ)

میں لکھ دیتے ہیں تو یہ لوح اسرافیلؑ کے ماتھے کو آکر ٹکراتی ہے جبکہ اسرافیل نے عظمت خداوندی سے اپنا سر اپنے پر سے چھپایا ہوتا ہے اور اپنی نظر نہیں اٹھاتا، پس یہ اس میں نظر کرتا ہے اگر تو یہ حکم آسمان والوں سے متعلق ہوتا ہے تو اسے میکائیلؑ کے سپرد کرتا ہے اور اگر زمین والوں سے متعلق ہوتا ہے تو حضرت جرائیل کے سپرد کرتا ہے۔ پس سب سے پہلے روز قیامت جس کا حساب ہوگا وہ لوح ہوگی۔ جب اسے بلایا جائے گا تو اس کے سب جوڑ کانپتے ہوں گے، اسے کہا جائے گا کیا تو نے (میرے احکام) پہنچا دیئے تھے؟ وہ عرض کرے گی جی ہاں تو کہا جائے گا تیرے حق میں کون گواہی دیگا تو وہ عرض کرے گی اسرافیل۔ تو اسرافیل کو بلایا جائے گا اس کے بھی سب جوڑ کانپتے ہوں گے اسے بھی کہا جائے گا کیا تجھے لوح نے (میرے احکام) پہنچا دیئے تھے؟ جب وہ عرض کریں گے جی ہاں تو لوح اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَجَانِیْ مِنْ سُوْءِ الْعَذَابِ

(سب تعریفات اس اللہ کی ہیں جس نے مجھے برے عذاب سے نجات عطاء فرمائی)۔ پڑھے گی پھر اسی طرح سے سوال ہوتا چلا آئے گا۔[1]

(فائدہ) اس حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے لوح کو پیش کیا جائے گا اور پچھلی میں آیا ہے کہ سب سے پہلے اسرافیلؑ کو پیش کیا جائے گا ان دونوں میں موافقت یہ ہے کہ باقی مخلوقات سے پہلے ان سے سوال ہوگا پھر ان دونوں میں سب سے پہلے لوح سے سوال ہوگا۔ اور لوح سے مراد لوح محفوظ نہیں ہوگی کیونکہ اس حدیث میں یہ آیا ہے کہ جس حکم کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں وہ حکم اس لوح میں لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر وہی لوح محفوظ مراد لی جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ جس حکم کے اظہار کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اسے اسرافیلؑ کے سامنے لوح محفوظ کے ذریعے ظاہر کر دیتے ہیں جبکہ لوح محفوظ میں موجود باقی احکام مخفی رکھے جاتے ہیں۔ (امداد اللہ)

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

آدمؑ کو سب سے پہلے اسرافیلؑ نے سجدہ کیا تھا قرآن اسرافیل کی پیشانی پر تحریر کیا گیا

حضرت ضمرہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت آدمؑ کو سب سے پہلے حضرت اسرافیلؑ نے سجدہ کیا تھا، اسی کے انعام میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ان کی پیشانی پر تحریر کرایا۔[1]

جبرائیل و میکائیل کے درمیان اسرافیلؑ بطور فیصل

(حدیث) حضرت ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں کچھ جماعتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے رسول اللہ! ابوبکرؓ کا خیال ہے کہ نیکیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور برائیاں بندوں کی طرف سے، اور عمرؓ فرماتے ہیں نیکیاں اور برائیاں (سب) اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں، ایک جماعت ان کی پیروی کر رہی ہے اور ایک جماعت ان کی۔ تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہارے درمیان جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کے درمیان اسرافیلؑ جیسے فیصلہ کی طرح فیصلہ کروں گا وہ یہ کہ میکائیل نے ابوبکرؓ جیسی بات کہی تھی اور جبرائیل نے عمرؓ جیسی پس جبرائیلؑ نے میکائیلؑ سے فرمایا ہم تو ایسے ہیں کہ جب آسمان والوں میں اختلاف ہوتا ہے تو زمین والوں میں اختلاف ہوتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اسرافیل کے پاس فیصلہ لے جائیں تو وہ اپنا فیصلہ ان کے پاس لے گئے تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ حقیقت میں تقدیر اچھی ہو یا بری، میٹھی ہو یا کڑوی سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے کہ نافرمانی نہ ہو تو ابلیس کو پیدا نہ فرماتے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔[2]

---

[1] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ حدیث نمبر ۱۰۳۰، درمنثور ۱/۵۰، البدایۃ والنہایۃ ۱/۸۰ بحوالہ ابن عساکر

[2] طبرانی فی الاوسط، بیہقی فی الاسماء والصفات، بزار (منہ)

حضرت عزرائیلؑ (فرشتہ موت) کے حالات

سخت دلی

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل نے ارادہ کیا کہ آدمؑ کو پیدا کریں تو حاملین عرش میں سے ایک فرشتہ کو زمین سے خاک لینے کے لئے بھیجا، جب وہ (خاک) اٹھانے کے لئے جھکا تو زمین نے کہا میں تجھ سے اس ذات کے وسیلہ سے سوال کرتی ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے تو آج مجھ سے کچھ خاک نہ اٹھا جو کل کو اس سے دوزخ کا حصہ بنے تو اس (فرشتہ) نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر جب وہ اپنے رب کے پاس پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے متعلق میں نے تجھے حکم دیا تھا اس کے لانے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے؟ عرض کیا اس نے مجھے آپ کا واسطہ دیا تو میں اس سے ڈر گیا جس نے آپ کے وسیلہ سے سوال کیا ہے میں اسے مایوس کردوں؟ آپ کسی اور کو روانہ کریں۔ تو زمین نے ان سے بھی یہی کہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سب (حاملین عرش) کو (باری باری) روانہ کیا (ان کے بعد) اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے اسے بھی ویسا ہی کہا، تو اس نے جواب دیا جس نے مجھے بھیجا ہے وہ پیروی کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق ہے، تو اس نے پشت زمین سے پاکیزہ اور پلید ہر قسم کی خاک اٹھائی اور اسے رب تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس (پاکیزہ) خاک پر جنت کا پانی ڈالا تو وہ سڑے ہوئے گارے سے بجتی ہوئی مٹی بن گئی اسی سے حضرت آدمؑ (کے ڈھانچہ) کو پیدا کیا گیا۔[1]

(حدیث) حضرت ابو مالکؒ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف اس کی خاک لانے کیلئے حضرت جبرائیل

[1] سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم (منہ)

کو حکم دیا تو زمین نے کہا میں آپ سے اللہ کی پناہ لیتی ہوں کہ تو مجھ سے لیکر کم کرے، تو وہ لوٹ گئے اور کچھ نہ لیا اور کہا اے میرے پروردگار اس نے آپ کے ساتھ پناہ مانگی تو میں نے اسے پناہ دیدی۔ پھر اسی طرح میکائیل کو بھیجا، پھر ملک الموت کو بھیجا تو اس نے اس سے بھی پناہ مانگی تو انہوں نے کہا میں بھی اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں (خالی) لوٹ جاؤں اور اس کا حکم پورا نہ کروں تو انہوں نے زمین سے (مٹی) اٹھالی۔ [1]

(فائدہ) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ فرشتوں میں حضرت عزرائیل علیہ السلام بہت سخت دل ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ارواح قبض کرنے پر مقرر فرمایا ہے۔

ملک الموت روزانہ موت کی منادیاں کرتا ہے

(حدیث) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ رَاَیْتُمُ الْاَجَلَ وَمَسِیْرَہٗ لَاَبْغَضْتُمُ الْاَمَلَ وَغُرُوْرَہٗ وَمَا مِنْ اَھْلِ بَیْتٍ اِلَّا وَمَلَکُ الْمَوْتِ یَتَعَاھَدُھُمْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ فَمَنْ وَجَدَہٗ قَدِ انْقَضٰی اَجَلُہٗ فَقَبَضَ رُوْحَہٗ فَاِذَا بَکٰی اَھْلُہٗ وَجَزَعُوْا قَالَ لِمَ تَبْکُوْنَ وَلِمَ تَجْزَعُوْنَ فَوَاللّٰہِ مَا نَقَصْتُ لَکُمْ عُمْراً وَّلَا حَبَسْتُ لَکُمْ رِزْقاً مَا لِیْ ذَنْبٌ وَاِنَّ لِیْ فِیْکُمْ لَعَوْدَۃً ثُمَّ عَوْدَۃً ثُمَّ عَوْدَۃً حَتّٰی لَا اُبْقِیْ مِنْکُمْ اَحَداً۔ [2]

(ترجمہ) اگر تم موت اور اس کا فیصلہ جان لو تو امید اور اس کے دھوکہ سے نفرت کرو، کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں مگر ہر روز ملک الموت ان کو تنبیہ کرتا ہے جب کسی کی عمر پوری ہوتا دیکھتا ہے تو اس کی روح قبض کر لیتا ہے، پھر جب اس کے رشتہ دار روتے پیٹتے ہیں تو وہ کہتا ہے تم کیوں روتے پیٹتے ہو قسم بخدا نہ تو میں نے تمہاری عمر سے کچھ کم کیا ہے نہ تمہارے رزق سے۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے میں نے تم میں لوٹنا ہے پھر لوٹنا ہے پھر لوٹنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

---

[1] ابن جریر، الاسماء والصفات امام بیہقی، ابن عساکر (منہ)

[2] دیلمی (منہ) کنز العمال ۴۲۱۳۴۔

ملک الموت ہر گھر میں روزانہ دو دفعہ چکر لگاتا ہے

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں زمین کی پشت پر کوئی گھر بالوں اور مٹی (وغیرہ) کا ایسا نہیں مگر ملک الموت روزانہ دو دفعہ چکر لگاتا ہے۔[1]

ملک الموت سب گھر والوں سے روزانہ دو دفعہ مصافحہ کرتا ہے

حضرت عبدالاعلی التیمیؒ فرماتے ہیں کوئی گھر والے ایسے نہیں مگر ملک الموت روزانہ دو مرتبہ ان سے مصافحہ کرتا ہے۔[2]

اگر لوگ ملک الموت کی نصیحت سن لیں تو میت کا غم بھول جائیں

حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں مگر ملک الموت ہر گھر میں تین مرتبہ جھانکتا ہے ان میں سے جس کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنا رزق ختم کر چکا اور اپنی عمر پوری کر چکا ہے اس کی روح قبض کر لیتا ہے جب اس کے عزیز و اقارب رونا دھونا شروع کرتے ہیں تو ملک الموت چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر کہتا ہے میں نے تمہارا کوئی قصور نہیں کیا میں تو اس پر مقرر ہوں۔ قسم بخدا میں نے تمہارا رزق نہیں کھایا، تمہاری عمر ختم نہیں کی اور نہ ہی تمہاری موت میں وقت آنے سے پہلے پہل کی ہے میں نے تو تم میں لوٹنا ہے پھر لوٹنا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑوں گا۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں قسم بخدا اگر یہ (رونے والے) اس کے مقام کو دیکھ لیں اور اس کی بات سن لیں تو اپنی میت کو بھول جائیں اور اپنے آپ پر رونا شروع کر دیں۔[3]

---

[1] مصنف عبدالرزاق، کتاب الزہد امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) (حدیث نمبر ۴۶۷)، تفسیر عبدالرزاق قلمی ۳۵/ب، طبری ۷/ ۲۱۸، درمنثور ۳/ ۱۶

[2] (ابن ابی شیبہ، زوائد زہد امام عبداللہ ابن امام احمد (منہ) ابوالشیخ حدیث ۴۶۷ من قول مجاہد نحوہ، تفسیر عبدالرزاق قلمی ۳۵/ ب۔ طبری ۷/ ۲۱۸، درمنثور ۳/ ۱۶

[3] ذکر الموت ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۴۱، التذکرۃ فی احوال الموتی ۱/ ۹۱ نحوہ

ملک الموت روزانہ ہر انسان کے منہ پر دیکھتا ہے

حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت روزانہ پانچ مرتبہ گھروں میں آتا اور ہر انسان کے چہرہ پر بیک نظر توجہ کرتا ہے، یہ جو لوگوں کو اچانک خوف کی حالت پیش آتی ہے اسی وجہ سے آتی ہے۔ اچانک خوف سے مراد جسم کی کپکپی ہے (جو انسان پر بے اختیار ظاہر ہوتی ہے)۔[1]

(فائدہ) اس حدیث میں ملک الموت کا گھروں میں پانچ مرتبہ جھانکنے کا ذکر آیا ہے اور پہلی حدیثوں میں دو اور تین مرتبہ کا آیا ہے اس میں اتفاق کی صورت یہ ہوگی کہ ہر گھر کی اپنی کیفیت ہے جیسا اس کے مطابق ہو اسی طرح ملک الموت کرتا ہے۔ مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ ایک گھر میں کم افراد رہائش پذیر ہیں دوسرے میں زیادہ تیسرے میں بہت زیادہ تو جس میں کم افراد ہیں اس میں دو مرتبہ جس میں زیادہ ہیں اس میں تین مرتبہ جس میں بہت زیادہ ہیں اس میں پانچ مرتبہ جھانکتے ہیں۔ دو، تین اور پانچ مرتبہ جھانکنے سے جھانکنے کی کثرت بھی مراد ہوسکتی ہے۔ نیز آئندہ فائدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (امداد اللہ)

ملک الموت ہر گھر میں روزانہ سات مرتبہ جھانکتا ہے

(حدیث) حضرت کعب فرماتے ہیں کہ کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں کوئی رہائش پذیر ہو لیکن ملک الموت اس کے دروازہ پر روزانہ سات مرتبہ دیکھتا ہے کہ اس میں کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے موت کا حکم فرمایا ہو۔[3]

(فائدہ) اس حدیث میں سات مرتبہ جھانکنے کا بیان آیا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس بات کو کہنے والے کعب احبار ہیں جو اسرائیلیات کی روایت کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بات کمزور بھی ہوسکتی ہے دوسرے یہ کہ ملک الموت کا اپنے فریضہ کی ادائیگی میں چست ہونا بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے کام کو پوری دلچسپی کے ساتھ نبھاتا ہے

---

[1] ابن ابی الدنیا۔ ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۴۵

[2] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۳۰، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۵۲/۳، درمنثور ۱۵/۳

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

تیسرے یہ کہ ملک الموت کا ہر گھر میں آنا مقصود نہ ہو بلکہ سدرۃ المنتہیٰ پر ہر گھر کے باشندگان کی زندگی اور موت پر نگاہ رہتی ہو اور وہیں پر ہر گھر کے باسی پر ایسی نظر رکھتا ہو واللہ اعلم نیز مذکورہ فائدہ کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (امداد اللہ)

ملک الموت ہر آدمی سے روزانہ پانچ بار مصافحہ کرتا ہے

(حدیث) حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کوئی بھی گھر والے ایسے نہیں مگر ان سے ملک الموت روزانہ پانچ بار مصافحہ کرتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس (کی روح) کے قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔[1]

(فائدہ) اس حدیث کے متعلق بھی وہی وضاحت ہوگی جو سابقہ دونوں فوائد میں ذکر ہوئی ہے۔

(حدیث) حضرت ثابت البنانیؒ فرماتے ہیں رات اور دن کی چوبیس گھڑیاں ہیں ان میں سے کسی جاندار پر کوئی گھڑی نہیں آتی مگر ملک الموت اس پر متوجہ ہوتا ہے اگر تو اس (کی روح) کے قبض کرنے کا حکم ملتا ہے تو قبض کر لیتا ہے ورنہ چھوڑ دیتا ہے۔[2]

ملک الموت بندوں کو ستر بار دیکھتا ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ لَيَنْظُرُ فِيْ وُجُوْهِ الْعِبَادِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ نَظْرَةً فَاِذَا ضَحِکَ الْعَبْدُ الَّذِيْ بُعِثَ اِلَيْهِ يَقُوْلُ يَا عَجَباً بُعِثْتُ اِلَيْهِ لِاَقْبِضَ رُوْحَهٗ وَهُوَ يَضْحَکُ.[3]

(ترجمہ) ملک الموت انسانوں کے چہروں پر روزانہ ستر دفعہ دیکھتا ہے۔ جب وہ آدمی ہنستا ہے جس کی طرف ملک الموت بھیجا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے تعجب ہے میں تو اس کی طرف اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اس کی روح قبض کروں اور وہ ہنسنے میں لگا ہے۔

---

[1] سعید بن منصور، الزہد امام احمد (منہ)

[2] ابو نعیم (منہ)

[3] تاریخ ابن نجار (منہ) کنز العمال ۴۲۱۸۵، تنزیہ الشریعہ ۲/ ۳۷۵، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۴

(فائدہ) واقعی تعجب کی بات ہے کہ جو آدمی ہر وقت ملک الموت کی نظر میں ہوا سے ہنسنے سے کیا کام، اسے تو ہر وقت موت کی تیاری اور آخرت کی فکر میں رہنا چاہیے۔ نیز مذکورہ تینوں فائدے ملاحظہ فرمائیں۔

ملک الموت ہر مؤمن پر نرمی کا برتاؤ کرتا ہے، نمازی کے لئے کلمہ کی تلقین کرتا اور شیطان کو بھگاتا ہے

(حدیث) حضرت حارث بن خزرجؓ (کے باپ ابوالخزرجؓ) فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اس وقت) فرماتے ہوئے سنا جب آپؐ نے ملک الموت کو ایک انصاری نوجوان کے سر کے پاس (بیٹھے ہوئے) دیکھا کہ اے ملک الموت میرے صحابی پر نرمی کرنا کیونکہ یہ مؤمن ہے۔ تو ملک الموت نے عرض کیا آپ اپنے نفس کو خوش اور آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیں کیونکہ میں ہر مؤمن پر نرم ہوں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جان لیں میں جب کسی انسان کی روح قبض کرتا ہوں اور کوئی رونے والا دھاڑیں مارتا ہے تو میں گھر میں رک جاتا ہوں اور میرے ساتھ مردہ کی روح (بھی) ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں اے رونے والے یہ کیا ہے؟ قسم بخدا ہم نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا اور نہ ہی پہلے موت دی ہے اور نہ ہی اس کے مقدر میں سبقت کی ہے۔ اس کی روح قبض کرنے میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تو تم اللہ کے کیئے پر راضی ہو جاؤ تو اجر پاؤ اور اگر غصہ کا اظہار کرو تو گناہگار ٹھہرو اور تکلیف اٹھاؤ۔ ہم نے تمہارے پاس آنا ہے بار بار آنا ہے تم اپنی فکر کرو۔ کوئی بھی بالوں کے گھر والے اور مٹی کے گھر والے ایسے نہیں اور نہ ہی چھوٹے گناہگار اور بڑے گناہگار ایسے ہیں مگر میں تو ان سب سے رات دن ملاقات کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے اور بڑے کو بھی ان کے اپنے آپ کو زیادہ پہچانتا ہوں۔ قسم بخدا اگر میں کسی مچھر کی روح بھی قبض کرنے کا ارادہ کروں تو مجھے اس پر بھی قدرت نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے قبض کرنے کی مجھے اجازت فرمائیں۔

حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت لوگوں سے نماز کے اوقات میں مصافحہ کرتا ہے پھر جب بوقت موت حاضر ہوتا ہے تو اگر وہ محافظینِ نماز میں سے تھا تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان کو بھگا دیتا ہے اور اس کے لئے یہ فرشتہ (ایسی) خطرناک حالت میں **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی تلقین کرتا ہے۔[1]

ملک الموت حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں

(حدیث) حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف فرما تھے اچانک ایک خوبصورت آدمی آ داخل ہوا تو (حضرت ابراہیمؑ نے) فرمایا اے اللہ کے بندے تجھے میرے گھر میں کس نے داخل کیا؟ تو اس نے عرض کیا مجھے اس میں اس کے پروردگار نے داخل کیا، تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اس کا پروردگار تو اس کا بڑا حقدار ہے پر تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا (میں) موت کا فرشتہ ہوں تو آپؑ نے فرمایا تو نے مجھے اپنی بہت سی خصوصیات کا ذکر کیا ہوا ہے جو میں نے (کبھی) نہیں دیکھیں۔ تو اس نے عرض کیا آپ اپنا رخ مبارک ادھر کریں تو انہوں نے اپنا رخ مبارک ادھر کیا۔ پھر تو اس کی کچھ آنکھیں آگے میں تھیں اور کچھ پیچھے میں اور اس کا ایک ایک بال گویا کہ اٹھے ہوئے انسان کی مانند تھا، تو حضرت ابراہیمؑ نے اس (صورت) سے پناہ مانگی اور فرمایا اپنی پہلی صورت میں لوٹ آ۔ ملک الموت نے فرمایا اے ابراہیم! جب اللہ تعالیٰ مجھے ایسے آدمی کی طرف بھیجتے ہیں جن کی ملاقات ان کو پسند ہو تو مجھے اسی صورت میں بھیجتے ہیں جسے آپ نے پہلے دیکھا ہے۔[2]

---

[1] طبرانی کبیر، ابونعیم وابن مندہ کلاھمافی المعرفۃ (منہ) طبرانی کبیر ۴/۲۶۱، تفسیر ابن کثیر ۶/۳۶۳، مجمع الزوائد ۲/۳۲۶، جامع کبیر ۲/۳۸۵، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۸۱۰، درمنثور ۵/۱۷۳، حاشیہ غماری بحوالہ ابن شاہین، الصحابہ ابن قانع، ابن ابی حاتم، بزار۔

[2] ذکر الموت امام ابن ابی الدنیا (منہ)۔

حضرت ابراہیمؑ ملک الموت کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے

(حدیث) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر میں ایک آدمی کو دیکھا تو کہا کون ہو؟ اس نے کہا ملک الموت۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اس کی نشانی دکھاؤ تو جانوں کہ تم ملک الموت ہو۔ تو ملک الموت نے فرمایا اپنا چہرہ ہٹائیں جب (اپنا چہرہ) ہٹایا۔ پھر (ملک الموت کی طرف) نظر کی تو اسے اس صورت میں دیکھا جس میں مومنین کی روحیں قبض کرتا ہے تو اس میں ایسا نور اور تابنا کی دیکھی کہ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کے بعد (ملک الموتؑ نے) کہا اپنا چہرہ ہٹایئے تو انہوں نے چہرہ ہٹایا پھر دیکھا تو ایسی صورت نظر آئی جس میں کافروں اور گناہگاروں کی ارواح قبض کرتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پر ایسا رعب چھایا کہ ان کا جوڑ جوڑ کانپ اٹھا اور پیٹ زمین سے جا لگا قریب تھا کہ روح نکل جاتی۔[1]

عزرائیلؑ مؤمنوں اور کافروں کی روحیں کس کس شکل میں قبض کرتا ہے

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (دوست) بنایا تو حضرت ملک الموتؑ نے رب تعالیٰ سے درخواست کی کہ اسے اجازت ہو تو وہ حضرت ابراہیم کو اس کی خوشخبری سنائے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دی تو وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس حاضر ہوئے اور اس کی بشارت سنائی تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا الحمد للہ، پھر فرمایا اے ملک الموت! مجھے دکھا تو کفار کی روحیں کس حالت میں قبض کرتا ہے تو انہوں نے عرض کیا اے ابراہیم آپ اس کی ہمت نہیں رکھتے۔ فرمایا نہیں۔ عرض کیا تو پھر چہرہ اُدھر کریں تو انہوں نے اپنا چہرہ ہٹا دیا پھر جب دیکھا تو وہ ایک سیاہ فام آدمی کی شکل میں تھے ان کا سر آسمان سے باتیں کر رہا تھا ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے، (اور) ان کے جسم کا کوئی بال نہیں تھا مگر وہ بھی ایک ایسے آدمی کی شکل میں تھا کہ اس کے منہ

---

1. ابن ابی الدنیا (منہ)

سے اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے، (یہ شکل دیکھ کر) حضرت ابراہیمؑ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو ملک الموت پہلی صورت میں آ چکے تھے (حضرت ابراہیم نے) فرمایا اے ملک الموت کسی بھی کافر کو کوئی مصیبت اور غم نہ پہنچے بس تیری صورت ہی نظر آ جائے تو (اس کے گناہوں کی سزا کیلئے) یہی کافی ہے۔ اب تو مجھے (یہ) دکھا کہ تو مؤمنین کی روحیں کس حالت میں قبض کرتا ہے؟ عرض کیا کہ اپنا چہرہ ہٹائیں تو انہوں نے چہرہ ہٹایا پھر جو دیکھا تو وہ ایک نوجوان آدمی کی شکل میں تھے جو سفید لباس میں انسانوں میں خوبصورت ترین اور پاکیزہ خوشبو کا مالک ہو۔ تو فرمایا اے ملک الموت اگر کوئی مؤمن اپنی موت کے وقت کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک اور عزت نہ دیکھے بس تیری یہ صورت ہی دیکھ لے تو اس کی اطاعت شعاری کے انعام میں یہی کافی ہے۔[1]

مشرق اور مغرب میں موجود آدمیوں کی روحیں بیک وقت کیسے قبض کرتا ہے

(حدیث) اشعث بن اسلم (الکوفی) فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموتؑ کو طلب کیا جن کا اسم گرامی عزرائیل ہے دو آنکھیں اس کے چہرہ میں ہیں اور دو گدی میں۔ اور فرمایا اے ملک الموت! جب ایک آدمی مشرق میں ہوتا ہے اور ایک مغرب میں یا کسی زمین میں وباء پھیل جاتی ہے یا جنگ واقع ہو جاتی ہے تو تو کیا کرتا ہے؟ عرض کیا کہ میں اللہ کے حکم سے اپنی دونوں انگلیوں کے درمیان ارواح کو طلب کر لیتا ہوں۔

(اشعث بن اسلم) فرماتے ہیں کہ اس کے لئے زمین کو کشادہ کر کے تھال کی مانند کر دیا جاتا ہے، یہ (فرشتہ موت) جہاں سے چاہتا ہے روح نکال لیتا ہے۔[2]

(فائدہ) یہ اشعث بن اسلم نہیں بلکہ اشعث بن سلیم ہیں (محشی الحبائک)۔

لیکن محشی کتاب العظمۃ نے اس کو کتاب الجرح والتعدیل (۲/۲۶۸) کے حوالہ

---

[1] ابن ابی الدنیا فی ذکر الموت (منہ)۔

[2] ابن ابی الدنیا، کتاب العظمۃ ابی الشیخ (منہ) ۴۴۳، در منثور ۵/۱۷۳۔

سے اشعث بن اسلم عجلی بصری ثم ربعی ذکر کر کے ابن معین سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔[1]

(حدیث) حضرت حکمؒ سے مروی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ملک الموت! کوئی بھی سانس لینے والا نفس ایسا نہیں مگر تم اس کی روح قبض کرتے ہو؟ عرض کیا ہاں (قبض کرتا ہوں)۔ فرمایا کس طرح جبکہ تم میرے پاس یہاں بیٹھے ہو اور روحیں زمین کے اطراف میں ہیں؟ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے تابع کر دیا ہے۔ اور یہ میرے لئے ایک طَست (تھال) کی مانند ہے جو (مثلاً) تم (انسانوں) میں سے کسی ایک کے سامنے رکھ دیا جائے اور وہ اس کے اطراف میں جہاں سے چاہے تناول کر لے۔ تو دنیا میرے لئے اسی طرح ہے۔[2]

(حدیث) حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے لئے زمین ایک طَست کی مانند بنادی گئی ہے وہ جہاں سے چاہے تناول کرے (روح نکال لے اور اللہ نے) اس کے معاون مقرر کئے ہیں جو نفوس کو موت دیتے ہیں پھر یہ (ملک الموت) ان سے مردہ روحوں کو وصول کر لیتا ہے۔[3]

ارواح قبض کرنے میں ملک الموتؑ کے معاونین ہیں

(حدیث) حضرت ربیع بن انسؒ سے مروی ہے کہ ان سے ملک الموت کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا وہ اکیلے ارواح کو قبض کرنے والے ہیں؟ (یا ان کے ساتھ اس کام میں معاونین بھی شامل ہیں) فرمایا یہ (ملک الموت) تو قبض ارواح کا ذمہ دار ہے اور اس کام پر اس کے معاونین (بھی) ہیں یہ اور بات ہے کہ ملک الموت ان کا سربراہ ہے اور اس کا ہر قدم مشرق سے مغرب میں پڑتا ہے۔[4]

---

۱ کتاب العظمۃ ۳/ ۹۰۹

۲ ابن ابی الدنیا (منہ)

۳ عبدالرزاق، الزہد امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ کتاب العظمۃ ابونعیم حلیہ (منہ) ابو الشیخ ۴۳۴، طبری ۷/ ۲۱۷

۴ ابن جریر، ابوالشیخ (منہ) طبری ۷/ ۲۱۷۔ ۲۱۸، ابوالشیخ ۴۳۱، درمنثور ۳/ ۱۶

اللہ تعالیٰ کے فرمان (تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں (یہ) ملک الموت کے معاون ہیں فرشتوں میں سے (جو موت واقع کرتے ہیں)۔[1]

فرمان باری تعالیٰ (تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا) کی تفسیر میں حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ (اس سے مراد) وہ فرشتے ہیں جو ارواح قبض کرتے ہیں اس کے بعد ان سے ملک الموت ان روحوں کو وصول کر لیتا ہے۔[2]

فرمان باری تعالیٰ (تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا) کی تفسیر میں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے کچھ فرستادہ (فرشتے) ہیں جو ارواح قبض کرنے پر مامور ہیں (یہ ارواح قبض کرنے کے بعد) ان کو ملک الموت کے سپرد کر دیتے ہیں۔[3]

(فائدہ) گذشتہ تینوں تفسیریں مذکورہ آیت کی تفسیر میں تقریباً ایک جیسی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قبض ارواح کا کام ان معاونین فرشتوں کے سپرد ہے جو ارواح قبض کرنے کے بعد ان کو اپنے سربراہ ملک الموت کے سپرد کر دیتے ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یہی ان کو موت (بھی) دیتے ہیں اور ان کی زندگیاں (بھی) لکھتے ہیں پس جب کسی نفس پر موت واقع کرتے ہیں تو اسے ملک الموت کے سپرد کر دیتے ہیں یہ (ملک الموت) عاقب یعنی (ارواح) وصول کرنے والا ہے جسے اس کے ماتحت (اپنے محصولات کی) ادائیگی کرتے ہیں۔[4]

ملک الموت کو انسان کی موت کی خبر کیسے ہوتی ہے؟

(حدیث) حضرت شہر بن حوشبؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت بیٹھا ہوا ہے اور (پوری) دنیا اس کے گھٹنوں کے درمیان ہے اور وہ لوح جس میں اولاد (آدمؑ کی موت) کے

---

[1] ابن ابی شیبہ، ابن جریر (۷/۲۱۶)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (۴۵۶) (منہ)

[2] عبد بن حمید، ابن جریر (۷/۲۱۷) ابن المنذر، ابن ابی حاتم (۳/۱۵۴) ابوالشیخ (۴۵۴) (منہ)، درمنثور ۳/۱۶۔

[3] عبدالرزاق (قلمی ۳۵/ب)، ابن جریر (۷/۲۱۷)، ابوالشیخ فی العظمۃ (۴۵۳) (منہ)

[4] کتاب العظمۃ ابوالشیخ (منہ) ۴۶۸ تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۱۸۷، درمنثور ۳/۳۲۳

اوقات لکھے ہوئے ہیں اس کے ہاتھوں میں ہے اس کے سامنے (موت کے) فرشتے (حالتِ) قیام میں ہیں اور یہ (موت کی) لوح دیکھتا ہے اور پلک تک نہیں جھپکاتا، پس جب کسی بندے کی موت (آنے) پر (مرنے والے کے پاس) پہنچتا ہے تو ان (فرشتوں کو) کہتا ہے اس کی روح کو قبض کرلو۔[1]

(فائدہ) کسی کی روح قبض کرنے میں جتنے فرشتے درکار ہوتے ہیں اتنے ہی اس کے پاس جاتے ہیں باقی ملک الموت کے سامنے ہوتے ہوں گے تاکہ کسی دوسرے کی روح قبض کرنے کے لئے کچھ اور فرشتے بھیجے جائیں۔

قبض ارواح پر ملک الموت کی قدرت

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ وہ دو نفس جن کی موت ایک لحظہ میں آنا متفق ہو اور ان میں ایک مشرق میں ہو تو دوسرا مغرب میں، تو ملک الموت ان دونوں پر (روح قبض کرنے کی) قدرت کیسے رکھتا ہے؟ فرمایا اہل مشرق و مغرب اور اندھیرے و فضا اور سمندروں اور وادیوں پر ملک الموت کی قدرت نہیں مگر اس آدمی کی طرح جس کے سامنے دسترخوان رکھا ہو اور وہ ان میں سے جہاں سے چاہے تناول کرے۔[2]

(حدیث) حضرت زہیر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! ملک الموت تو ایک ہے اور دو لشکر (بڑے بڑے) مشرق اور مغرب کے درمیان جنگ لڑتے ہیں (اور ان میں بہت سے مارے جاتے ہیں) اور اسی (وقت) میں ناقص بچے اور ہلاک ہونے والے (بھی روئے زمین پر بہت ہوتے) ہیں (تو یہ اکیلا ملک الموت سب کی جان قبض کرنے کی قدرت کیسے رکھتا ہے؟) تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ملک الموت کو اتنی قوت بخشی ہے کہ زمین کو ایک پلیٹ کی مانند کردیا ہے جو (مثلاً) تم میں سے کسی ایک کے سامنے ہو تو کیا اس سے کوئی چیز (دیکھنے، استعمال کرنے یا تصرف کرنے سے) چوک جائے گی؟ (یعنی نہیں چوک سکتی تو اسی طرح ملک الموت پوری زمین والوں پر قدرت رکھتا ہے)۔[3]

---

[1] ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ (۴۴۴)، حلیہ ابونعیم (۶/۶۱) (منہ)

[2] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) ۴۳۲، درمنثور ۵/۱۷۲، ابن ابی الدنیا کتاب ذکر الموت

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

قبضِ روح کے وقت رحمت یا عذاب کے فرشتے ملک الموت کے ساتھ ہوتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملک الموت جو تمام زندوں کو موت دیتا ہے وہ سب زمین والوں پر اس طرح مسلط ہے جس طرح تم میں سے ہر ایک اپنی ہتھیلی پر مسلط (غالب) ہوتا ہے۔ اس (ملک الموت) کے ساتھ رحمت کے فرشتوں میں سے کچھ فرشتے ہوتے ہیں یا عذاب کے فرشتوں میں سے کچھ فرشتے ہوتے ہیں۔ جب کسی پاکیزہ نفس کو وفات دیتا ہے تو اس کی طرف رحمت کے فرشتے بھیجتا ہے، اور جب کسی پلید نفس کو وفات دیتا ہے تو (اس کی روح نکالنے کے لئے) عذاب کے فرشتے بھیجتا ہے[1]

جنگ میں مقتولین کی روحیں خود بخود ملک الموت کی طرف دوڑ جاتی ہیں

(حدیث) حضرت ابو المثنی حمصیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا کی سخت و نرم (ہر مخلوق) مَلکُ الموتؑ کی رانوں کے درمیان ہے اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے (موجود) ہوتے ہیں تو یہ ارواح کو قبض کر لیتا ہے اور (نیک روحیں) ان (رحمت کے فرشتوں) کو دے دیتا ہے اور (بدکار خبیث روحیں) ان (عذاب کے فرشتوں) کو دے دیتا ہے، عرض کیا گیا جب گھمسان کی جنگ ہوتی ہے اور تلوار بجلی کی طرح (تیزی سے کشت و خون کر رہی) ہوتی ہے (تو یہ ملک الموت اتنی تیزی کے ساتھ کس طرح ارواح قبض کرتا ہے؟) فرمایا کہ وہ ان کو پکارتا ہے تو (مرنے والوں کی) سب روحیں اس کے پاس آتی (رہتی) ہیں۔[2]

---

[1] جویبر (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا، ابو الشیخ (منہ) ۴۷۰

ملک الموت کے قبضِ ارواح کی ایک شکل

حضرت ابو القیس الازدیؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت سے پوچھا گیا آپ روحیں کس طرح قبض کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں ان کو بلاتا ہوں تو وہ (خود بخود یا میرے ماتحت روحیں قبض کرنے والے فرشتوں کے روح قبض کرنے سے) میرے پاس آجاتی ہیں۔[1]

صرف حکم شدہ لوگوں کی ارواح قبض کرتا ہے

(حدیث) حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ملک الموتؑ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ان کے دوست بھی تھے تو حضرت سلیمانؑ نے انہیں فرمایا تمہیں کیا ہے کہ تم ایک گھرانہ پر آتے ہو اور ان کی روحیں نکال لیتے ہو جبکہ ان کے پہلو میں (کچھ) گھر والوں کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی کی روح قبض نہیں کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا مجھے کوئی علم نہیں ان میں سے میں جن (کی ارواح) کو قبض کرتا ہوں یہ تو (اس حکم کے تابع ہے کہ) میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں بس مجھے ایک پروانہ عطاء کیا جاتا ہے جس میں (مرنے والوں کے) نام ہوتے ہیں۔[2]

موت کے حکم سے پہلے کسی انسان کی موت کا علم ملک الموت کو نہیں ہوتا

حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ نے ملک الموت سے فرمایا جب تو ارادہ کرے گا کہ میری روح قبض کرے تو مجھے اس (حالت) کی پہچان تو کرا دے۔ انہوں نے عرض کیا میں اس کے متعلق آپ سے زیادہ علم نہیں رکھتا یہ تو پروانے ہیں جو میری طرف بھیجے جاتے ہیں جن میں مرنے والوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔[3]

حضرت معمرؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموتؑ کو اس کا علم نہیں

---

1. مجالستہ امام دینوری (منہ)
2. ابن ابی شیبہ (منہ)
3. ابن عساکر (منہ)

ہوتا کہ فلاں انسان کا اجل کب آئے گا یہاں تک کہ اسے اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جائے۔[1]

مرنے والے کی موت کا مکمل وقت مقرر کر دیا جاتا ہے

حضرت ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت کو حکم دیا جاتا ہے کہ فلاں روح فلاں وقت اور فلاں دن میں قبض کرلے۔[2]

ملک الموت کو مرنے والوں کی اطلاع اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

فرمان خداوندی وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ

(وہ ذات جو تمہیں رات کو موت دیتی ہے)۔

کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ جانداروں کو ان کی نیند کے وقت موت دیدی جاتی ہے۔ کوئی رات (نیند) بھی ایسی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس میں سب روحوں کو موت دیدیتے ہیں پھر ہر نفس سے اس کے مالک سے دن (یعنی بیداری کے اعمال) کے متعلق سوال فرماتے ہیں۔ پھر ملک الموت کو بلاتے اور فرماتے ہیں اس (کی روح) کو قبض کرلے، اس (کی روح) کو قبض کرلے۔[3]

ملک الموت کو صحیفہء اموات پندرھویں شب شعبان میں ملتا ہے

حضرت عطاء بن یسارؒ فرماتے ہیں کہ جب (ماہ) شعبان کی درمیانی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کی طرف ایک صحیفہ بھیجا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ اس صحیفہ میں جو (لوگ درج) ہیں ان کو (اس سال میں ان کے اپنے اپنے موت کے وقت پر) موت دیدے۔ لیکن آدمی راحت کے سامان تیار کرتا ہے بیویوں سے نکاح کرتا ہے محل (و

---

[1] کتاب الزہد امام احمد، ابن ابی الدنیا (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا (منہ)

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

مکان) تیار کرتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔[1]

(حدیث) حضرت غفرہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمرؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے مرنا ہوتا ہے ان کے نام ملک الموت کے لئے ایک شب قدر سے دوسری شب قدر تک کے لکھ کر دیدئے جاتے ہیں (اس پروانہ موت کے ملتے وقت ملک الموتؑ) اس آدمی کو عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے اور پودے لگانے میں (مصروف) پاتا ہے جبکہ اس کا نام مُردوں میں (لکھا جا چکا) ہوتا ہے۔[2]

(حدیث) حضرت راشد بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يُوْحِي اللّٰهُ اِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ بِقَبْضِ كُلِّ نَفْسٍ يُرِيْدُ قَبْضَهَا فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ.[3]

(ترجمہ) نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ ملک الموت کی طرف ہر اس نفس کی موت کی وحی فرماتے ہیں جن کے قبض کرنے کا اس سال میں ارادہ فرماتے ہیں۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ انہیں رمضان المبارک سے جا ملاتے تھے کسی بھی مہینے میں پورے (تیس روز) روزے نہیں رکھا کرتے تھے سوائے شعبان کے۔ تو میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! شعبان آپ کے نزدیک روزہ رکھنے میں زیادہ پسندیدہ ہے، آپؐ نے فرمایا ہاں اے عائشہ کیونکہ اس میں ملک الموت کے لئے ان لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں جن پر موت نے وارد ہونا ہوتا ہے تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا نام نہ لکھا جائے مگر اس حالت میں کہ میں روزہ دار ہوں۔[4]

---

[1] ابن ابی الدنیا (منہ)

[2] ابن جریر (منہ)

[3] الدینوری فی المجالسۃ (منہ) کنز العمال ٦/٣٥١٧٦، اتحاف السادۃ ١٠/٢٨٢، درمنثور ٦/٢٦

[4] خطیب، ابن نجار (منہ)

ملک الموت کب سے چھپ کر روح قبض کرنے لگے حضرت موسیٰؑ اور ملک الموتؑ

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ مَلَکَ الْمَوْتِ کَانَ یَاتِي النَّاسَ عَیَاناً فَاتٰی مُوْسٰی فَلَطَمَهُ فَفَقَا عَیْنَهُ فَاتٰی رَبَّهُ فَقَالَ یَا رَبِّ عَبْدُکَ مُوْسٰی فَفَقَا عَیْنِي وَلَوْلَا کَرَامَتُهُ عَلَیْکَ لَشَقَقْتُ عَلَیْهِ قَالَ لَهُ اِذْهَبْ اِلٰی عَبْدِي فَقُلْ لَهُ فَلْیَضَعْ یَدَهُ عَلٰی جِلْدِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِکُلِّ شَعْرَةٍ وَارَتْ یَدُهُ سَنَةٌ فَاتَاهُ فَقَالَ مَا بَعْدَ هٰذَا؟ قَالَ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ فَشَمَّهُ شَمَّةً فَقَبَضَ رُوْحَهُ وَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهُ فَکَانَ بَعْدُ یَاتِي النَّاسَ فِي خُفْیَةٍ ۔[1]

(ترجمہ) حضرت ملک الموت لوگوں کے سامنے (روح قبض کرنے) آجاتے تھے (اسی طرح) وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آگئے تو حضرت موسیٰؑ نے انہیں تھپڑ رسید کر دیا جس سے ان کی آنکھ پھوٹ گئی تو وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے پروردگار! آپ کے بندے موسیٰ نے میری آنکھ پھوڑ دی اگر وہ آپ کے نزدیک صاحبِ اکرام نہ ہوتے تو میں بھی بدلہ چکا دیتا۔ (اللہ تعالیٰ نے) اسے حکم فرمایا تو میرے بندے کے پاس جا اور اسے کہہ کہ وہ اپنا ہاتھ ایک بیل کے چمڑے پر رکھ دے جتنے بالوں کو اس کا ہاتھ چھپا لے گا اتنے سال اس کو موت نہیں آئے گی تو وہ آیا (اور وہ سب کچھ عرض کر دیا)، تو انہوں نے فرمایا اس کے بعد کیا ہوگا؟ عرض کیا موت ہوگی۔ فرمایا پھر تو ابھی قبض کر لو۔ تو اس نے ایک دم ان کو سونگھا اور ان کی روح قبض کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ بھی درست کر دی بس اس کے بعد سے وہ لوگوں کے پاس چھپ کر آتا ہے۔

(فائدہ) یہ حدیث بخاری اور مسلم میں بھی مروی ہے مگر مذکورہ روایت میں چند باتوں

---

[1] احمد، بزار، حاکم وصححہ (منہ) حاکم ۲/ ۵۷۸، جمع الجوامع ۱۰۲۰۷، کنز العمال ۲۲۳۸۳، اتحافات سنیہ ص ۱۷۸ تاریخ کبیر بخاری ۱/ ۴۳۴

کا اضافہ ہے اس لئے علامہ سیوطی نے اس کو نقل فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو اس لئے تھپڑ مارا تھا کہ انسان کی شکل میں حضرت موسیٰ کے گھر میں داخل ہوئے تھے حضرت موسیٰ یہ تو نہ جانتے تھے کہ یہ انسان نہیں فرشتہ ہیں، انہوں نے بھی اسے انسان سمجھا جس طرح حضرت ابراہیمؑ اپنے مہمان بننے والے فرشتوں کو انسان سمجھ کر بچھڑا بھون لائے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کو انسان سمجھ کر اپنی قوم سے ان کے بارے میں خوف کر رہے تھے اگر وہ ان کو پہچان لیتے تو کبھی خوف نہ کھاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمان کے گھر میں بلا اجازت جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنے کو مباح فرمایا ہے تو اس صورت میں ملک الموت کی آنکھ پھوڑنے پر حضرت موسیٰ پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔ اور اگر شریعت موسوی میں یہ حکم نہ ہو تو بھی اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کا قصاص اس لئے نہ لیا کہ ملک الموت نے ان سے اپنا حق قصاص (بدلہ) طلب نہیں کیا اس لئے قصاص نہیں لیا گیا یا یہ کہ جو آنکھ پھوٹی تھی وہ صورت انسانی کی آنکھ تھی جس میں ملک الموت تشریف لائے تھے اس میں صورت مَلکی کو کوئی گزند نہیں پہنچا تھا جس پر قصاص واجب ہوتا یا یہ کہ موسیٰ نے اپنے گھر اور اہل خانہ سے مدافعت کے طور پر مارا تھا اور وہ بھی ان کو آدمی جان کر، اسی لئے ملک الموت نے کوئی مقابلہ نہ کیا۔ اور اس لئے بھی کہ قصاص میں برابری واجب ہے جو یہاں موجود نہیں کیونکہ ملک الموت کی جو آنکھ پھوڑی گئی تھی وہ صورت مثالیہ کی تھی اگر اس کا قصاص ہوتا تو اس میں حضرت موسیٰ کی حقیقی آنکھ جاتی جو جائز نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ ملک الموت نے حضرت موسیٰ سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کیوں نہ مانگی؟ تو جواب یہ ہے کہ اس شکل میں حضرت موسیٰ کا امتحان مقصود تھا یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ملک الموتؑ حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے جلدی نہ کی بلکہ حقیقت معلوم کی کیونکہ حضرت ابراہیمؑ بردبار تھے اور موسیٰ علیہ السلام نے مارنے میں جلدی کی کیونکہ ان میں تیزی تھی۔ اس لئے بھی ملک الموتؑ نے اجازت نہ طلب کی کیونکہ اجازت آدمیوں کے ساتھ

مخصوص ہے اس لئے کہ ان میں آپس میں پردہ اور راز کے احوال ہوتے ہیں جن کو وہ ایک دوسرے سے پوشیدہ رکھتے ہیں تو ان کے لئے تو اجازت طلب کرنا مشروع ہوا تا کہ کوئی اپنے بھائی کی کسی ناپسندیدہ حالت پر مطلع نہ ہو جبکہ فرشتوں سے انسانوں کی کوئی شے مخفی نہیں ہوتی بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو ہمارے ساتھ ہر وقت یا بعض وقت موجود رہتے ہیں جیسے محافظین، قرآن سننے والے اور مجلس ذکر میں شریک ہونے والے بلکہ ملک الموت بھی جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور اس کے ساتھ حضرت جبرائیلؑ بھی تھے تو انہوں نے عرض کیا اے رسول اللہ ملک الموت نے آپ کے علاوہ کسی سے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب نہیں کی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ موسیٰؑ کے پاس جاؤ تو انہیں بھی حضرت موسیٰؑ سے اجازت طلب کرنے کی حاجت نہ رہی تھی۔ (امداد اللہ)

ملک الموت کے چھپ کر روح قبض کرنے کی ایک اور وجہ

امام اعمشؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت لوگوں کے سامنے آجاتے تھے تو وہ ایک بار ایک آدمی کے پاس آئے اور فرمایا اپنی ضرورت پوری کرلے میں تیری روح قبض کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو اس نے بددعا دی تب سے اللہ تعالیٰ نے بیماری نازل فرمائی اور موت کو خفیہ رکھا گیا۔[1]

حضرت جابر بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت بغیر تکلیف کے ارواح کو قبض کرتے تھے تو لوگوں نے انہیں لعنت ملامت شروع کر دی تو انہوں نے رب تعالیٰ کے سامنے شکایت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے بیماریاں مقرر کر دیں اور لوگ ملک الموتؑ کو بھول گئے (اور یہ) کہا جانے لگا کہ فلاں فلاں (مرض) سے وفات پا گیا۔[2]

---

[1] ابونعیم (منہ)

[2] المروزی فی الجنائز، ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ (منہ) ۴۳۷، درمنثور ۵/۱۷۲

ملک الموت نے حضرت ادریسؑ کی روح کہاں قبض کی؟

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ اسے حضرت ادریسؑ کے پاس اتار دے (اللہ تعالیٰ نے اتار دیا) تو وہ ان کے پاس آیا اور ان سے سلام کیا تو حضرت ادریسؑ نے اسے فرمایا تیرے اور ملک الموت کے درمیان کوئی تعلق ہے؟ اس نے عرض کیا وہ فرشتوں میں میرا بھائی ہے فرمایا کیا تو اس کی قوت رکھتا ہے کہ اس کے پاس سے کسی چیز کا فائدہ پہنچائے اس نے عرض کیا اگر یہ مراد ہو کہ وہ کسی شئے (موت) کو مقدم یا مؤخر کردے تو ایسی بات تو نہیں لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ آپ کے ساتھ موت کے وقت نرمی اختیار کرے۔ (پھر اس نے) کہا آپ میرے پروں کے درمیان سوار ہو جایئے تو حضرت ادریسؑ سوار ہو گئے تو وہ سب سے اوپر والے آسمان تک پرواز کر گیا جب وہ ملک الموت سے ملا تو حضرت ادریس اس کے پروں میں (سوار) تھے تو ان سے ملک الموت نے عرض کیا مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے فرمایا میں تیری ضرورت کو جانتا ہوں تم میرے ساتھ ادریسؑ کے متعلق گفتگو کرو ان کا نام مٹ چکا ہے اور زندگی ختم ہو چکی ہے بس آدھی پلک جھپکنے کے بقدر باقی ہے تو حضرت ادریس فرشتہ کے پروں کے درمیان وفات پا گئے [1]

حضرت ابراہیمؑ کی وفات اور ملک الموت

حضرت محمد بن منکدرؒ سے مروی ہے کہ ملک الموت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا آپ کے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ کی روح کو سب سے آسان حالت میں قبض کروں جس میں میں نے کسی مؤمن کی روح کو قبض کیا ہو۔ فرمایا میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تمہیں بھیجا ہے تم اس کے پاس میری وجہ سے واپس لوٹ جاؤ۔ (تو وہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے) عرض کیا آپ کا دوست سوال کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے آپ کے پاس لوٹ آؤں تو اللہ تعالیٰ نے

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

فرمایا ان کے پاس جا اور کہہ تیرا رب فرماتا ہے کہ دوست اپنے دوست سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو وہ ان کے پاس آیا (اور یہ بات بتلائی) تو انہوں نے فرمایا جس کا تمہیں حکم ہے اسے کر گزر۔ اس نے عرض کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے فرمایا نہیں تو انہوں نے ان کے منہ کی خوشبو سونگھی اور اسی حالت میں ان کی روح قبض کر لی۔[۱]

حضرت داؤدؑ کی موت کا واقعہ

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

كَانَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهِ غَيْرَةٌ شَدِيدَةٌ فَكَانَ إِذَا خَرَجَ أُغْلِقَتِ الْأَبْوَابُ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَى أَهْلِهِ أَحَدٌ حَتَّى يَرْجِعَ فَخَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَرَجَعَ فَإِذَا فِي الدَّارِ رَجُلٌ قَائِمٌ فَقَالَ لَهُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا الَّذِي لَا أَهَابُ الْمُلُوكَ وَلَا يَمْنَعُ مِنِّي الْحِجَابُ قَالَ دَاوُدُ أَنْتَ إِذاً وَاللّٰهِ مَلَكُ الْمَوْتِ مَرْحَباً بِأَمْرِ اللّٰهِ فَزَمَّلَ دَاوُدُ مَكَانَهُ فَقُبِضَتْ نَفْسُهُ۔[۲]

(ترجمہ) حضرت داؤد علیہ السلام میں بہت زیادہ غیرت تھی یہ جب گھر سے باہر نکلتے تو دروازے بند کر دیئے جاتے تھے پھر کوئی بھی ان کے لوٹنے تک گھر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ پس وہ ایک روز گئے اور واپس آئے تو ایک آدمی کو گھر میں کھڑا پایا تو اسے فرمایا تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا میں وہ ہوں کہ بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا اور مجھے پردے بھی نہیں روک سکتے۔ حضرت داؤد نے فرمایا پھر تو اللہ کی قسم تم ملک الموت ہو اللہ کے حکم کے ساتھ خوش آمدید ہو پھر داؤد کمرے میں چلے گئے اور ان کی رح قبض کر لی گئی۔

ملک الموت شہدائے سمندر کے علاوہ کی ارواح قبض کرتا ہے

(حدیث) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

۱ ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۴۸، حلیۃ الاولیاء ۴/ ۲۷۹ نحوہ، طبری ۳/ ۴۸، تذکرۃ القرطبی ۱/ ۸۹

۲ احمد (منہ) مجمع الزوائد ۸/ ۲۰۶، کنز العمال ۳۲۲۲۷، تفسیر ابن کثیر ۶/ ۱۹، اتحاف السادہ ۱۰/ ۲۶۴، بدایہ والنہایہ ۲/ ۱۷، مسند احمد ۲/ ۴۱۹

کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَکَّلَ مَلَکَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ اِلَّا شُهَدَاءَ الْبَحْرِ فَاِنَّهٗ يَتَوَلّٰى قَبْضَ اَرْوَاحِهِمْ.[1]

(ترجمہ) اللہ عزوجل نے ملک الموت کو سب ارواح کے قبض کرنے پر مقرر فرمایا ہے سوائے سمندر میں شہید ہونے والوں کے، ان کی ارواح اللہ تعالیٰ خود قبض کرتے ہیں۔

جنات، شیاطین، پرندوں وغیرہ کی روح دوسرے فرشتے قبض کرتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو انسانوں کی روح قبض کرنے کے سپرد کیا گیا ہے یہی ان کی ارواح کو قبض کرتا ہے۔ جنات کے لئے اور فرشتہ مقرر ہے، شیاطین کے لئے اور، پرندوں، درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں کے لئے اور۔ یہ چار فرشتے ہیں۔ سب فرشتے پہلی چیخ (صور پھونکنے) کے وقت فوت ہو جائیں گے ان کی ارواح قبض کرنے والا بھی ملک الموت ہے پھر یہ بھی وفات پائے گا۔ لیکن سمندر میں شہید ہونے والوں کی ارواح کو قبض کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے اسے ان کے اکرام کی وجہ سے ملک الموت کے سپرد نہیں کیا کیونکہ یہ خدا کے راستہ میں حج کے لئے سمندر میں سوار ہوئے تھے۔[2]

ملک الموت کی اپنی موت

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سب سے آخر میں ملک الموت پر موت آئے گی اسے حکم ہوگا اے ملک الموت مر جا تو اس حکم کے بعد وہ ایک ایسی چیخ مارے گا کہ اگر اسے سب آسمانوں اور زمین والے سن لیں تو

---

[1] ابن ماجہ (منہ) حدیث نمبر ۲۷۷۸، در منثور ۵/۱۷۳۔

[2] جویبر فی تفسیرہ (منہ)

گھبراہٹ سے مرجائیں اس کے بعد اس پر موت واقع ہو جائے گی۔[1]

سب مخلوقات سے زیادہ ملک الموت پر موت سخت ہے

حضرت زیاد نمیریؒ فرماتے ہیں میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ باقی مخلوقات سے زیادہ ملک الموت پر موت سخت ہے۔[2]

جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کی موت کس سے واقع ہوتی ہے؟

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

آجَالُ الْبَهَائِمِ وَخِشَاشِ الْاَرْضِ كُلِّهَا فِي التَّسْبِيحِ فَاِذَا انْقَضٰى تَسْبِيْحُهَا قَبَضَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهَا وَلَيْسَ اِلٰى مَلَكِ الْمَوْتِ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.[3]

(ترجمہ) جانوروں اور زمین کے کیڑوں مکوڑوں سب کی عمر تسبیح مین ہوتی ہے جب بھی کسی کی تسبیح پوری ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتے ہیں ملک الموت کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(فائدہ) یہ روایت ولید بن موسیٰ دمشقی کی وجہ سے مُنْكَرٌ جِدًّا ہے۔[4]

مچھروں کی روح بھی ملک الموت قبض کرتا ہے

حضرت سلیمان بن مُعمر الکلابیؒ سے مروی ہے کہ میں امام مالک بن انسؒ کے ہاں حاضر ہوا تو ان سے ایک آدمی نے مچھروں کے متعلق سوال کیا کہ کیا ان کی ارواح بھی ملک الموت قبض کرتے ہیں؟ تو وہ بہت دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا کیا وہ سانس

---

[1] ابن ابی الدنیا (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا (منہ)

[3] ضعفاء عقیلی، کتاب العظمۃ ابوالشیخ، دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۴، ۵،۔ موضوعات ابن جوزی ۲۲۲/۳، لآ لی مصنوعہ ۲/ ۲۲۵، درمنثور ۴/ ۱۸۴، فوائد مجموعہ ص ۲۷۱، لسان المیزان ۶/ ۸۰۷، کنز العمال ۱۹۲۱، عقیلی ۴/ ۳۲۱، حاوی للفتاوی ۲/ ۲۱، ابوالشیخ ۱۲۱۰

[4] لسان المیزان (حاشیۃ الحبائک)

لیتا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو ملک الموت ہی ان کی ارواح قبض کرتا ہے اور ان کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ وفات دیتا ہے۔[1]

قبضِ ارواح کی ایک صورت

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں ملک الموت کے پاس ایک نیزہ ہے جو مشرق سے مغرب کو پہنچتا ہے جب دنیا میں کسی بندے کی عمر پوری ہوتی ہے تو (ملک الموت) اس کے سر پر یہ نیزہ مارتا اور کہتا ہے کہ اب موت کا لشکر تیری ملاقات کرے گا۔[2]

(فائدہ) یہ روایت مُنکَر ہے۔[3]

ملک الموت برچھی کے ساتھ رگِ زندگی کاٹ دیتا ہے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا

اِنَّ لِمَلَکِ الْمَوْتِ حَرْبَةً مَسْمُوْمَةً طَرْفٌ لَهَا بِالْمَشْرِقِ وَطَرْفٌ لَهَا بِالْمَغْرِبِ يَقْطَعُ بِهَا عِرْقَ الْحَيَاةِ .[4]

(ترجمہ) ملک الموت کے پاس ایک زہر آلود برچھی ہے جس کا ایک سرا مشرق میں ہے دوسرا مغرب میں یہ اس کے ساتھ رگِ زندگی کاٹ دیتا ہے (ابن عساکر)۔

(فائدہ) اس روایت کو علامہ سیوطی نے ذیل اللآلی میں بسند ابن عساکر ذکر کر کے لکھا ہے کہ "یہ روایت موضوع ہے"۔[5]

قبضِ ارواح کی ایک اور صورت

حضرت زہیر بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموت آسمان اور زمین کے درمیان

---

[1] خطیب فی رواۃ مالک (منہ)

[2] حلیۃ الاولیاء (منہ)

[3] حاشیۃ الحبائک

[4] ابن عساکر (منہ) اتحاف السادہ ۱۰/۲۸۳، تنزیہ الشریعہ ۲/۳۹۵، فوائد مجموعہ ۲۶۵ تذکرۃ الموضوعات ص ۲۱۴

[5] محشی الحبائک

سیڑھی پر بیٹھے ہوئے ہیں اس کا فرشتوں میں ایک قاصد بھی ہے پس جب سانس ہنسلی کے درمیانی گڑھے میں ہوتا ہے تو ملک الموت اسے اپنی سیڑھی پر سے دیکھ لیتا ہے اور اپنی نظر اس پر مرکوز کرتا ہے تو یہ نظر مرنے والے کی آخری حالت ہوتی ہے۔[1]

اندھا بھی ملک الموت کو دیکھتا ہے

حضرت حکم بن ابانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عِکرمہؒ سے سوال کیا گیا جب ملک الموت اندھے کے پاس اس کی روح قبض کرنے جاتا ہے تو کیا وہ اسے دیکھتا ہے؟ فرمایا ہاں (دیکھتا ہے)۔[2]

ملک الموت کا قاصد ہر مرض میں ساتھ ہوتا ہے

(حدیث) حضرت مجاھدؒ فرماتے ہیں کوئی مرض ایسی نہیں جو کسی بندے کو لاحق ہوتی ہے مگر ملک الموت کا قاصد اس کے پاس ہوتا ہے حتی کہ جب آدمی بیماری میں آخری حالت میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا اور کہتا ہے تیرے پاس قاصد کے بعد (ایک اور) قاصد آیا ہے تو اس سے تھکن محسوس نہ کر اب تو تیرے پاس وہ قاصد آیا ہے جو تیرا تعلق دنیا سے ختم کردے گا۔[3]

ملک الموت کا ولی اور غیر ولی سے سلوک

(حدیث) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِذَا جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی وَلِیِّ اللّٰہِ تَعَالٰی سَلَّمَ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ اَنْ یَقُوْلَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یا وَلِیَّ اللّٰہِ قُمْ فَاخْرُجْ مِنْ دَارِکَ الَّتِیْ خَرِبْتَھَا اِلٰی دَارِکَ الَّتِیْ عَمَّرْتَھَا وَاِذَا لَمْ یَکُنْ وَلِیًّا لِلّٰہِ قَالَ لَہٗ قُمْ

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا (منہ)

[3] حلیۃ الاولیاء ابونعیم (منہ)

فاخرج من دارک التی عمرتها الی دارک التی خربتها ۔ [1]

(ترجمہ) جب ملک الموت کسی اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاس آتا ہے تو اسے سلام کہتا ہے اور اس کا سلام یہ ہوتا ہے ''السلام علیک یا ولی اللہ،، (اے اللہ کے ولی آپ پر سلام ہو) اپنے جس گھر کو آپ نے خراب کیا ہے اس سے اپنے اس گھر (جنت) کی طرف نکلیں جسے آباد کیا ہے اور (جب وہ ایسے آدمی کے پاس جاتا ہے) جو اللہ کا ولی نہیں ہوتا اسے فرماتا ہے اٹھ اپنے اس گھر سے نکل جسے تو نے تعمیر کیا ہے اپنے اس گھر (آخرت) کی طرف جسے تو نے خراب کر دیا ہے۔

ملک الموت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نیک بندے کو سلام فرماتے ہیں

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جب اللہ عزوجل مؤمن کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو حضرت ملک الموت سے فرماتے ہیں اسے میری طرف سے سلام کہو۔ تو جب ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آتا ہے تو کہتا ہے آپ کو آپ کا رب سلام فرماتا ہے۔ [2]

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت مؤمن کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو کہتے ہیں آپ کا رب آپ کو سلام فرماتا ہے۔

نیک آدمی کی روح کیسے قبض کرتا ہے؟

حضرت محمد بن کعب القرظیؒ فرماتے ہیں جب مؤمن آدمی کی روح نکلتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا اور کہتا ہے اے اللہ کے ولی آپ پر سلامتی ہو اللہ آپ پر سلام فرماتا ہے پھر وہ اس آیت

﴿الذین تتوفاهم الملائکة طیبین یقولون سلام علیکم﴾

---

[1] فوائد ابوالحسن بن عریف، فوائد ابوالربیع مسعودی (منہ)

[2] ابوالقاسم ابن مندہ فی کتاب الاہوال والایمان بالسوال (منہ)

[3] الجنائز للمروزی، ابن ابی الدنیا، تفسیر ابوالشیخ (منہ)

کے ساتھ (اس کی روح کو) قبض کرتا ہے۔[1]

امام سلفی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسعید حسن بن واعظ سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر نورانی خط کے ساتھ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کو ظاہر کرتے ہیں پھر اسے حکم کرتے ہیں کہ وہ اپنی ہتھیلی کو اس کی وفات کے وقت کھولے اور اسے یہ کتابت دکھائے، پس جب اسے عارف (ربانی) کی روح دیکھتی ہے تو اس کی طرف پلک جھپکنے سے بھی جلدی پرواز کر جاتی ہے۔[2]

(فائدہ) مذکورہ روایت میں مذکور آیت کا ترجمہ یہ ہے (جن کی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک (صاف) ہوتے ہیں (بلکہ مرتے دم تک توحید پر قائم رہتے ہیں اور) وہ (فرشتے) کہتے جاتے ہیں السلام علیکم۔[3]

ملک الموت حضرت سلیمان کی اتباع میں

حضرت داود بن ابی ہند فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت کو حضرت سلیمان کے تابع کیا گیا اور حکم دیا گیا تھا کہ تم ان کے پاس ہر روز ایک بار حاضری دو اور ان سے ان کی ضرورت معلوم کرو اور ان سے علیحدہ نہ ہو جب تک کہ اس (ضرورت) کو پورا نہ کر دو۔ تو وہ ان کے پاس ایک آدمی کی صورت میں حاضر ہوتے اور سوال کرتے کہ آپ کیسے ہیں پھر عرض کرتے اے اللہ کے رسول! آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ اگر وہ فرماتے ہاں تو وہ اس وقت تک علیحدہ نہ ہوتے جب تک کہ اسے پورا نہ کر دیتے۔ اور اگر وہ فرماتے کوئی ضرورت نہیں تو وہ کل تک کے لئے چلے جاتے۔ ایک روز ان کے پاس حاضر ہوئے جبکہ ان کے ہاں ایک بوڑھا بھی بیٹھا تھا جو اٹھا اور (جاتے ہوئے حضرت سلیمان کو) سلام کیا تو ملک الموت نے عرض کیا اے رسول اللہ! آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ پھر (ملک الموت

---

[1] ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، حاکم وصححہ، شعب الایمان بیہقی (منہ)
[2] المشیخۃ البغدادیۃ للسلفی (منہ)
[3] بیان القرآن (منہ)

نے) بوڑھے کو گھور کر دیکھا تو وہ (بیچارہ خوف سے) کانپ کانپ گیا حضرت ملک الموت تو چلے گئے لیکن وہ کھڑا ہوا اور حضرت سلیمانؑ سے خدا واسطے کا سوال کیا کہ ہوا کو حکم دیں کہ مجھے اٹھا کر ہندوستان کے دور دراز علاقہ میں پہنچا دے تو (حضرت سلیمانؑ نے) اسے حکم دیا اس نے اسے اٹھایا (اور ہندوستان چھوڑ دیا) پھر جب ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے (ملک الموت سے) بوڑھے کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے بیان کیا کل میری طرف اس کا نامۂ موت نازل ہوا تھا کہ میں اس کی روح ارض ہند کے آخری مقامات میں کل طلوع فجر کے وقت قبض کروں لیکن جب میں یہاں اترا تھا تو اسے اپنے وہم وگمان کے خلاف آپ کے ہاں پایا تو میں تعجب کرنے اور اسے دیکھنے لگا کہ عجیب بات ہے میرا خیال درست کیوں نہیں پھر جب میں آج طلوع فجر کے وقت اس پر اترا تو اسے ارض ہند کے آخری مقامات میں کانپتے پایا تو تو میں نے اس کی روح (وہیں پر) قبض کر لی[1]

ملک الموت سے بھاگنے والے کا واقعہ

حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ ملک الموتؑ حضرت سلیمانؑ کے ہاں حاضر ہوئے تو ان کے اہلِ مجلس میں سے ایک آدمی پر اپنی نگاہ ٹکائے رکھی جب وہ چلے گئے تو اس آدمی نے پوچھا یہ کون تھے؟ فرمایا یہ ملک الموت تھے عرض کیا میں نے انہیں ایسے دیکھا ہے کہ جیسے وہ مجھے طلب کرتے ہیں فرمایا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہوا پر سوار کر دیں جو مجھے ہندوستان پہنچا دے تو آپؑ نے ہوا کو طلب فرمایا اور اسے اس پر سوار کیا تو اس نے اسے ہندوستان پہنچا دیا اس کے بعد حضرت ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس آئے تو (حضرت سلیمانؑ نے) فرمایا آپ میرے ہم نشین پر کیوں نظر ٹکائے ہوئے تھے؟ تو انہوں نے بیان کیا کہ میں اس بات پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے تو اس کی روح ہندوستان میں قبض کرنے کا حکم ملا ہے مگر یہ یہاں کیسے بیٹھا ہے[2]

---

[1] ابو الشیخ (منہ) بطولہ ولفظہ حدیث نمبر ۴۴۰

[2] ابن ابی شیبہ (منہ)

(فائدہ) یہ حکایت اس سے قبل کی روایت میں بھی ذکر ہوئی ہے۔

ملک الموت اور انتقال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ ملک الموت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مرض میں حاضر ہوئے جس میں آپ کا انتقال (پرملال) ہوا تھا تو انہوں نے (آنے کی) اجازت طلب کی جبکہ آپ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا تو انہوں نے (آتے ہوئے) کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"، تو حضرت علیؓ نے فرمایا واپس ہو جا ہم تم سے بے توجہ ہیں تو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن! (یہ حضرت علیؓ کی کنیت ہے) تو جانتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ ملک الموت ہیں انہیں احترام سے آنے دو جب وہ تشریف لا چکے تو عرض کیا آپ کا پروردگار آپ کو سلام فرماتا ہے تو آپ نے (ملک الموت سے) فرمایا جبرائیل کہاں ہیں؟ عرض کیا وہ میرے قریب نہیں ہیں ابھی حاضر ہونے کو ہیں پس جب ملک الموت جانے لگے تو حضرت جبرائیل تشریف لائے اور (ملک الموت سے) فرمایا جو ابھی دروازہ میں ہی تھے اے ملک الموت آپ کو کس ضرورت نے باہر کیا؟ فرمایا حضرت محمدؐ آپ کو طلب فرماتے ہیں پھر جب یہ دونوں (ملک الموت اور جبرائیل) بیٹھ گئے تو جبرائیل نے عرض کیا اے ابوالقاسم (یہ حضورؐ کی کنیت ہے) آپ پر سلام ہو یہ آپ کی اور میری جدائی کی گھڑی ہے۔

(ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ) مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ملک الموت نے اس سے پہلے اہل بیت پر کبھی سلام نہیں کہا اور نہ ہی اس کے بعد کسی (عام و خاص بندے) پر سلام کہیں گے۔[1]

(حدیث) حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیل جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز نازل ہوئے اور عرض کیا آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا میں اپنے آپ کو غمزدہ اور رنجیدہ پاتا ہوں پھر ملک الموت نے دروازہ سے (آنے کی) اجازت طلب کی، تو جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! یہ

[1] طبرانی (منہ)

ملک الموت ہیں آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں انہوں نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت طلب کریں گے۔ ارشاد فرمایا انہیں اجازت دیدیں تو انہوں نے اجازت دیدی۔ وہ آگے بڑھے اور آپؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اللہ (تعالیٰ) نے مجھے آپ کے ہاں بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ آپ کی فرمانبرداری کروں، اگر آپ مجھے حکم فرمائیں کہ آپ کی روح قبض کروں تو قبض کروں گا اور اگر آپ ناپسند فرمائیں تو نہیں کروں گا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اے ملک الموت کیا ایسا کرلو گے؟ عرض کیا جی ہاں میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں۔ حضرت جبرائیل نے آپؐ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کا شوق رکھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ملک الموت سے) ارشاد فرمایا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے انجام دے دو۔[1]

عزرائیل کے ذریعہ وحی خداوندی جبرائیل نے میکائیل اور عزرائیل کے واسطہ سے حدیث بیان کی

(حدیث) حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے ساتھ قسم کھاتا اور اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی آپؐ فرماتے ہیں میں اللہ کے ساتھ قسم کھاتا اور اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے حضرت جبرائیل نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں میں اللہ کے ساتھ قسم کھاتا اور اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے میکائیل نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے ساتھ قسم کھاتا اور اللہ کے لئے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے عزرائیل (ملک الموت) نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں میں اللہ کے ساتھ قسم کھاتا اور اللہ کیلئے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] طبرانی (منہ) طبرانی کبیر ۳/۱۳۹، اتحاف السادہ ۱۰/ ۲۹۵، ۲۹۶، جامع کبیر ۲/ ۷/ ۳۴۷، کنز العمال ۱۸۸۲، بدائع المنن حدیث ۱۸۲۰، مجمع الزوائد ۹/ ۳۵

مُدْمِنُ خَمْرٍ كَعَابِدِ وَثْنٍ . [1]

(ترجمہ) شراب کا عادی بت پرست کی طرح ہے۔

(فائدہ) یہ حدیث قسمیہ طریق اور سند کے علاوہ صحیح طرق سے بھی مروی ہے کما قال الحافظ المنذری۔[2]

---

[1] تاریخ ابن نجار بضعف (منہ) حلیۃ الاولیاء ۳/۲۰۴ وقال حدیث صحیح، لسان المیزان ۱/۶۴۶، کنز العمال ۱۳۱۶۰، ۱۳۶۹۸، جامع کبیر ۲/۱۸۰، جمع الجوامع ۳۳۰۶، ۳۳۰۹، اتحاف السادہ ۹/۱۵۲، کامل ابن عدی ۶/۲۲۳۴، ابن ماجہ ۳۳۷۵، ابن ابی شیبہ ۸/۶، نصب الرایہ ۴/ ۲۹۸، مغنی عن حمل الاسفار ۴/۱۳۳، علل متناہیہ ۲/۱۸۲، کشف الخفاء ۲/۲۸۰، تذکرۃ الموضوعات ابن قیرانی ۷۰۷۔

[2] حاشیہ الحبائک

(بارش کا فرشتہ)
ملک القطر علیہ السلام

شہادت حسینؓ کی آپؐ کو خبر دی

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ملک القطر نے اپنے لئے رب تعالیٰ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطاء فرمائی۔ اس روز آپؐ ام سلمہؓ کے ہاں تھے (اور یہ فرشتہ آپ کے پاس موجود تھا) آپؐ نے حضرت ام سلمہؓ سے ارشاد فرمایا۔ دروازہ بند کردو ہمارے پاس کوئی نہ آئے جب یہ دروازہ پر پہنچیں تو حضرت حسینؓ داخل ہوئے اور آپؐ کی گدی مبارک پر بلا دھڑک سوار ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منہ اور چہرہ پر چومنا شروع کر دیا تو فرشتہ (ملک القطر) نے عرض کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تو اس نے عرض کیا آپ کی امت انہیں عنقریب شہید کر دے گی اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو وہ مقام بھی دکھادوں جہاں انہیں شہید کیا جائے گا پھر انہیں وہ جگہ دکھلائی اور ریت اور سرخ مٹی (بھی) لے آئے تو اسے حضرت ام سلمہؓ نے لے لیا اور اپنے کپڑے میں باندھ لیا۔[1]

(حدیث) حضرت ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ ملک القطر نے (اللہ تعالیٰ سے) اجازت طلب فرمائی کہ وہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرے (اجازت ملنے پر جب یہ فرشتہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں آچکا) تو

---

[1] معجم صحابہ امام بغوی۔ طبرانی (منہ) حاشیہ الحبائک بحوالہ مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند بزار، باسانید کلہا علی شرط حسن۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا ہمارے پاس کوئی نہ آئے (اسی دوران) حضرت حسینؓ تشریف لائے اور (آپؐ کے پاس) جانے لگے تو حضرت ام سلمہؓ نے (آپؐ سے) عرض کیا یہ حسینؓ (آئے) ہیں تو آپؐ نے فرمایا آنے دو تو یہ رسول اللہؐ کی گدی پر سوار ہونے اور کھیلنے لگ گئے جسے (یہ) فرشتہ دیکھ رہا تھا تو اس فرشتہ نے عرض کیا اے محمد! آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپؐ کی امت تو انہیں عنقریب شہید کر دے گی اگر آپؐ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں پھر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور مٹی کی ایک مٹھی اٹھالی (اور آپؐ کو دکھائی) اور حضرت ام سلمہؓ نے وہ مٹی لے لی اور اسے اپنی اوڑھنی میں باندھ دیا تو (صحابہ کرام یہ) رائے دیا کرتے تھے کہ کربلا کی خاک ہے۔[1]

(فائدہ) یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے امام احمد نے (مسند احمد میں) بسند صحیح حضرت عائشہؓ یا ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی سے فرمایا۔

لَقَدْ دَخَلَ عَلَی الْبَیْتِ مَلَکٌ لَمْ یَدْخُلْ عَلَیَّ قَبْلَهَا قَالَ : اِنَّ ابْنَکَ هٰذَا حُسَیْناً مَقْتُوْلٌ وَاِنْ شِئْتَ اُرِیْتُکَ مِنْ تُرْبَةِ الْاَرْضِ الَّتِیْ یُقْتَلُ بِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ .[2]

(ترجمہ) میرے پاس اس گھر میں ایک فرشتہ آیا ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا۔ اس نے کہا ہے کہ آپ کا یہ بیٹا حسینؓ شہید ہے اگر آپؐ چاہیں تو میں اس زمین کی خاک بھی دکھلا سکتا ہوں جہاں اس سے جنگ کی جائے گی (اور اسے شہید کیا جائے گا) فرمایا کہ اس کے بعد اس نے سرخ مٹی نکال کر دکھلائی۔

(حدیث) حضرت سعید بن جریر فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کو

---

[1] طبرانی (منہ) موارد الظمآن ۲۲۴۱، مجمع الزوائد ۹/۱۹۰

[2] مجمع الزوائد ۹/۱۸۷، مسند احمد ۶/۲۹۴، امالی الشجری ۱/۱۸۴

آگ میں پھینکا گیا تھا تو ملک المطر نے عرض کیا اے پروردگار آپ کا دوست ابراہیم امید میں ہے کہ فرشتہ بارش کو حکم ہو اور وہ بارش برسائے (اور یہ آگ بجھ جائے) لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم بارش کے آگ کو بجھانے سے بہت جلد پہنچنے اور ٹھنڈا کرنے والا تھا (اس لئے فرشتہ بارش کو اجازت دیئے بغیر خود اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا اور وہ اسی وقت گلزار بن گئی) [1]

وادیِ جرع کی طرف بادل لے جانے کی آپؐ کو اطلاع دی

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ ہم پر) بادل نے سایہ کیا تو ہم نے اس سے (بارش کی) امید کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْمَلَکَ الَّذِيْ يَسُوْقُ السَّحَابَ دَخَلَ آنِفاً فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَذَكَرَ اَنَّهُ يَسُوْقُهَا اِلٰى وَادٍ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ جَرْعٌ . [2]

(ترجمہ) جو فرشتہ بادلوں کو چلاتا ہے وہ ابھی حاضر ہوا تھا اس نے مجھے سلام کیا اور ذکر کیا ہے کہ وہ اسے ایک وادیِ یمن کی طرف لے جا رہا ہے جس کا نام (وادیِ) جرع ہے۔

حکایت عجیب

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ اِذْ سَمِعَ رَعْدًا فِيْ سَحَابٍ فَسَمِعَ فِيْهِ كَلَامًا اَسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ فَجَاءَ تْ ذٰلِكَ السَّحَابُ اِلٰى حَرَّةٍ فَافْرَغَ مَا فِيْهِ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ جَاءَ اِلٰى ذُبَابٍ شَرْجٍ فَانْتَهٰى اِلٰى شَرْجَةٍ فَاسْتَوْعَبَ الْمَاءَ وَمَشَى الرَّجُلُ مَعَ السَّحَابَةِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رَجُلٍ قَائِمٍ فِيْ حَدِيْقَةٍ يُسْقِيْهَا فَقَالَ

---

[1] ابن جریر (منہ)

[2] ابوعوانہ، مختارہ للضیاء (منہ)

يَا عَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُکَ ؟ قَالَ وَلِمَ تَسْأَلُ ؟ قَالَ : اِنِّي سَمِعْتُ فِي سَحَابٍ هٰذَا مَاؤُهُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ بِاسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا اِذَا صَرَمْتَهَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ ذٰلِکَ فَاِنِّي اَجْعَلُهَا عَلٰى ثَلَاثَةِ اَثْلَاثٍ اَجْعَلُ ثُلُثًا لِي وَلِاَهْلِي وَاَرُدُّ ثُلُثًا فِيْهَا وَاَجْعَلُ ثُلُثًا فِي الْمَسَاكِيْنِ وَالسَّائِلِ وَابْنِ السَّبِيْلِ . [1]

(ترجمہ) ایک دفعہ ایک آدمی جنگل میں (جارہا) تھا اس نے بادل سے اچانک ایک گرج سنی جس میں یہ بات بھی تھی کہ "فلاں کے باغ کو پلاؤ"، تو یہ بادل ایک سیاہ پتھریلی زمین کی طرف چلا آیا اور جو کچھ پانی اس میں تھا سب کا سب اس میں پلٹ دیا اور وہ پانی ایک وسیع میدان میں جمع ہوگیا پھر ایک نالے تک جا پہنچا اور چل پڑا یہ آدمی بھی اس بادل کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک آدمی کو اپنے باغ میں موجود پایا جو اسے پانی پلا رہا تھا تو اس نے کہا اے خدا کے بندے آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب میں کہا تم کیوں پوچھتے ہو تو بتایا جس کا یہ پانی ہے اس بادل سے میں نے ایک آواز سنی ہے کہ جس میں آپ کا نام لیکر کہا گیا کہ فلاں کے باغ کو پانی پلا۔ تو جب تو اس کی فصل اٹھاتا ہے تو اس میں کونسا (نیک) عمل کرتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو (سن)۔ میں اس (کی آمدنی) کو تین حصوں پر تقسیم کرتا ہوں۔ ایک تہائی تو اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے مقرر کرتا ہوں اور دوسری تہائی اسی میں شامل کردیتا ہوں اور ایک تہائی محتاجوں، سائلوں اور مسافروں کو دیدیتا ہوں۔

فرشتہ بارش کی حضرت ابراہیمؑ کے لئے دعا

(حدیث) حضرت بکر بن عبداللہ مزنی فرماتے ہیں کہ جب (کفار نے) ارادہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالیں تو سب مخلوقات نے اپنے رب تعالیٰ سے فریاد کی اور عرض کیا اے ہمارے پروردگار آپ کے خلیل (حضرت ابراہیم)

---

[1] الطیالسی، احمد، مسلم (منہ) کنز العمال ۱۶۰۴۹، اتحاف السادہ ۹/ ۱۲۵، مسلم کتاب الزہد والرقائق ۲۹۸۴، ابوداود طیالسی ۲۵۸۷، درمنثور ۴/ ۵۲، حلیۃ الاولیاء ۳/ ۲۷۶، تاریخ اصبہان ۲/ ۱۹۲

آگ میں ڈالے جا رہے ہیں آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم (ان کے دفاع میں) آگ کو بجھا دیں تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا وہ میرا دوست ہے اس کے علاوہ روئے زمین پر میرا کوئی دوست نہیں میں اس کا خدا ہوں میرے سوا اس کا کوئی خدا نہیں۔ اگر وہ تم سے فریاد رسی چاہے تو تم اس کی فریاد رسی کرو ورنہ چھوڑ دو۔ فرمایا کہ فرشتہ بارش بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا اے رب آپ کا دوست آگ میں ڈالا جا رہا ہے آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں تو میں (بارش کے) ایک قطرے سے (ان دشمنان ابراہیم کی) آگ بجھا ڈالوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ میرا دوست ہے روئے زمین پر اس کے سوا میرا کوئی دوست نہیں میں اس کا خدا ہوں میرے سوا اس کا کوئی خدا نہیں پس اگر وہ تم سے فریاد رسی چاہیں تو ان کی فریاد رسی کرو ورنہ چھوڑ دو۔[1]

(فائدہ) گذشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ ان کی فریاد رسی خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی اور نار کو گلزار بھی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلاماً عَلٰى اِبْرَاهِيمَ

(ہم نے حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور پرسکون بن جا)۔

---

[1] الدینوری فی المجالسہ (منہ)

(پردوں کا سربراہ فرشتہ)
میطاطروش علیہ السلام

ساتوں آسمان کس کس چیز کے بنے ہوئے ہیں

حضرت ربیع بن انس فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان جمع شدہ لہر ہے دوسرا اسفیر مرمر کا ہے، تیسرا لوہے کا ہے، چوتھا تانبے کا ہے، پانچواں چاندی کا ہے، چھٹا سونے کا ہے، ساتواں سرخ یاقوت کا ہے، ان کے اوپر نور کے صحرا ہیں، ان کے اوپر کا علم اللہ تعالیٰ اور مؤکل بالحجب (پردوں کا فرشتہ) کے سوا کوئی نہیں جانتا اس فرشتہ کا نام میطاطروش ہے۔[1]

(فائدہ) اس روایت مین خدا تعالیٰ کے ایک مقرب فرشتہ کا ذکر ہے جو ایسے رازوں کا علم رکھتا ہے جو دوسرے فرشتوں کے علم میں نہیں اس فرشتہ کا نام میطاطروش ہے۔

---

[1] مسند اسحاق بن راہویہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، معجم اوسط ۲/قلمی ۴۶/۱، ابوالشیخ (منہ) ۵۶۳، درمنثور ۱/۴۴، الہیئۃ السنیہ حدیث ۵۹ بحوالہ مسند اسحاق راہویہ وترمذی وغیرہ، ابن جریر ۹۹/۲۸

حاملین عرش
(عرش خداوندی اٹھانے والے فرشتے علیہم السلام)

روز قیامت عرش اٹھانے والے

(آیت) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾ ۔ ۱؎

(ترجمہ) اس روز آپ کے رب کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

(حدیث) حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب (آپ کے چچا محترمؓ) مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (یہ) فرشتے پہاڑی دنبوں کی شکل میں ہوں گے۔ ۲؎

جسموں کی طوالت اور چوڑائی

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حاملین عرش کے سینگ ہیں جن کی بلندیاں ایسی ہیں جیسے نیزہ کی بلندی ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک کے پاؤں کے ابھرے ہوئے تلوے سے لیکر ٹخنے تک پانچ سو سال چلنے کا فاصلہ ہے اور اس کے ناک کے سرے سے لیکر ہنسلی کی ہڈی تک پانچ سو سال چلنے کا سفر ہے اور اس کی ہنسلی کی ہڈی سے لیکر پستان تک پانچ سو سال (کا سفر) ہے۔ ۳؎

۱؎ الحاقہ آیت نمبر ۱۷

۲؎ عبد بن حمید، دارمی، ابویعلی، ابن منذر، ابن خزیمہ، ابن مردویہ، حاکم وصححہ فی کتاب الرد علی الجہمیہ (منہ)

۳؎ عثمان بن سعید دارمی (منہ)

(فائدہ) اس حدیث میں جو پانچ سو سال چلنے کی مثال دی گئی ہے۔ یہ دنیاوی پانچ سو سال نہیں ہیں بلکہ آخرت کے پانچ سو سال ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ان میں صرف ایک فرشتہ کے پاؤں ساتویں زمین سے نیچے ہیں اور عرش اس کے کندھے پر ہے۔

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ السَّابِعَةَ وَالْعَرْشُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اَيْنَ كُنْتَ وَاَيْنَ تَكُوْنُ . [1]

(ترجمہ) مجھے اجازت فرمائی گئی ہے کہ میں ایسے فرشتہ کی بات بتلاؤں جس کے پاؤں ساتویں زمین سے بھی گزر گئے ہیں اور عرش (خداوندی) اس کے کندھوں پر ہے وہ یہ کہہ رہا ہے سُبْحَانَكَ اَيْنَ كُنْتَ وَاَيْنَ تَكُوْنُ .

(اے اللہ! آپ کی ذات پاک ہے آپ جہاں تھے اور جہاں ہیں اور رہوں گے)۔

(حدیث) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ رِجْلَاهُ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى وَعَلٰى قَرْنِهِ الْعَرْشُ وَبَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِهِ وَعَاتِقِهِ خَفَقَانُ الطَّيْرِ سبع مِائَةِ عَامٍ يَقُوْلُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ سُبْحَانَكَ حَيْثُ كُنْتَ . [2]

---

[1] دارمی، ابو یعلی بسند صحیح (منہ)

[2] ابو الشیخ (منہ) (۴۷۶) ابو داود ۴۷۲۷، حلیۃ اولیاء ۳/ ۱۵۸، مجمع الزوائد ۱/ ۸۰، ۸/ ۵ مطالب عالیہ ۳۴۴۹، تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۹۵، مشکوۃ ۵۷۲۸، کنز العمال ۱۵۱۵۴، ۱۵۱۵۵، ۱۵۷، ۱۵۱۵۸، اتحاف السادۃ ۱۰/ ۲۶۴، ۲۶۵، ابن کثیر ۸/ ۲۳۹، در منثور ۵/ ۳۴۶، بدایہ والنہایہ ۱/ ۴۳، مشیخۃ ابراہیم بن طہمان ص ۲۷، مجمع البحرین ۱/ ۱۰، المنتقی من الاوسط ۴۷/ ب، فوائد ابن شاہین ۱۱۳/ ب، تاریخ ابن عساکر ۱۲/ ۲/ ۲۳۲/ ۱، امالی ابن عساکر مجلس ۱۳۹، العلوص ۷۸۔

(ترجمہ) مجھے اجازت فرمائی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتہ کے متعلق کچھ بتلاؤں جو عرش کے اٹھانے والوں میں (شامل) ہے، اس کے پاؤں سب سے نچلی زمین میں ہیں، اس کے سینگ پر عرش ہے اور اس کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال تک پرندہ کے اڑنے کے برابر ہے وہ فرشتہ یہ کہہ رہا ہے۔

سُبْحَانَکَ حَیْثُ کُنْتَ.

(آپ کی ذات پاک ہے آپ جہاں بھی ہیں)۔

(فائدہ) سابقہ حدیثوں میں فرشتوں کی تسبیح سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش خداوندی اٹھانے والے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک کہاں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا کسی احساس نہیں ہوسکتا وہ ادراک سے ماوراء ہے اور اپنی شان کے موافق عرش پر مستوی ہے (امداد اللہ)

سابقہ حدیث ابو داود کتاب السنۃ باب الجہمیہ میں مروی ہے ابو داود اور بیہقی دونوں کی اسناد صحیح ہیں۔[1]

گوشہ چشم سے آنکھ کے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ

(حدیث) حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) فرماتے ہیں عرش اٹھانے والے فرشتوں کے گوشہ چشم سے لیکر آنکھوں کے دوسرے کنارہ تک پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔[2]

حاملین عرش کی تعداد

حضرت حسان بن عطیہ فرماتے ہیں حاملین عرش آٹھ ہیں ان کے قدم ساتویں میں پیوست ہیں ان کے سر ساتویں آسمان سے تجاوز کر گئے ہیں ان کے سینگ ان

نیہ الحبائک

بوالشیخ (منہ) ۸۷۴، تفسیر ابن کثیر ۴/۴۱۴، العلوص ۸۶ بحوالہ کتاب الفاروق شیخ الاسلام

،درمنثور ۵/۳۴۶ بحوالہ ابن ابی حاتم۔

کے (قد) برابر طویل ہیں انہیں پر عرش (قائم) ہے۔[1]

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ عرش کے اٹھانے والے سب فرشتوں کے قد ایک برابر ہیں اور یہ تعداد میں آٹھ ہیں۔

نظر بلند نہیں کر سکتے

حضرت زاذان فرماتے ہیں کہ حاملین عرش کے قدم (زمین کی) جڑ میں ہیں ان میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اپنی نگاہیں بلند کر سکیں۔[2]

حاملین عرش کی تسبیح

حضرت ہارون بن رئاب فرماتے ہیں حاملین عرش آٹھ ہیں آپس میں نرم آواز میں گفتگو کرتے ہیں ان میں سے چار تو یہ کہتے ہیں۔ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ. (آپ کے عالم ہونے کے باوجود آپ کی بردباری پر تعریف کے ساتھ ساتھ پاکیزگی ہو) اور چار یہ کہتے ہیں سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ (آپ کے صاحب قدرت ہونے کے باوجود آپ کے معاف کر دینے پر تعریف کے ساتھ ساتھ پاکیزگی ہو)۔[3]

روز قیامت عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہی ہوں گے

حضرت ربیع فرمان باری تعالیٰ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمَانِیَةٌ. (اس روز اپنے اوپر تیرے رب کے عرش کو اٹھانے والے آٹھ ہوں گے)۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ (آٹھ) فرشتے ہوں گے۔[4]

---

[1] دارمی، ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ)، ۴۷۹۔ الرد علی بشر المریسی امام دارمی ص ۹۲، حلیۃ الاولیاء ۴/۵/۷، العلوص ۹۸

[2] ابوالشیخ (منہ) ۴۸۰، کتاب العرش ابوجعفر ابن ابی شیبہ قلمی ۱/۱۱۱

[3] ابوالشیخ (منہ) ۴۸۱، شعب الایمان ۱/۱/۹۱/ب نسخہ حماد انصاری، درمنثور ۵/۳۴۶ بحوالہ ابن منذر۔ ابونعیم حلیہ ۶/۴/۷، العلوص ۵۸، تفسیر عبدالرزاق ۲۸۴/ب، کتاب العرش ابوجعفر بن ابی شیبہ قلمی ۱۱۰/ب، ابن جریر طبری ۱۹/۷

[4] عبد بن حمید (منہ)

عرش اٹھانے والے اب کتنے ہیں اور قیامت میں کتنے ہوں گے

(حدیث) حضرت ابن زید فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَحْمِلُهُ الْيَوْمَ اَرْبَعَةٌ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَمَانِيَةٌ ۔ [1]

(ترجمہ) آج عرش خداوندی کو اٹھانے والے چار (فرشتے) ہیں اور روز قیامت آٹھ ہوں گے۔

(فائدہ) آج سے مراد یہ ہے کہ قیامت سے قبل عرش کو اٹھانے والوں کی تعداد چار ہے روز قیامت آٹھ شاید اس لئے ہوگی کہ عظمت خداوندی اور کبریائی کا خوب اظہار مقصود ہوگا اور اس لئے بھی کہ اس روز اللہ تعالیٰ صفت قہاریت کو خوب ظاہر فرمائیں گے جس کی وجہ سے ان چار فرشتوں میں عرش کو اٹھانے کی ہمت نہ رہے گی ان کی تقویت کے لئے مزید چار فرشتوں کا اضافہ فرمایا جائے گا۔

حضرت حسان بن عطیہ کی گذشتہ حدیث میں قیامت کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی حاملین عرش کی تعداد آٹھ آئی ہے جو حضرت حسان بن عطیہ کے ذاتی قول پر محمول ہوگی شاید انہوں نے اس کا استنباط آیت وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔

سے کیا ہوگا اور اس آٹھ کی تعداد کو دوسرے ایام پر بھی محمول کیا ہوگا ورنہ اس حدیث اور آئندہ کی کئی احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عام ایام میں ان فرشتوں کی تعداد چار ہے صرف روز قیامت میں آٹھ ہوگی (امداد اللہ)

شکل وصورت اور کلام

حضرت وہب فرماتے ہیں حاملین عرش جو عرش کو اٹھانے والے ہیں آٹھ فرشتے ہیں ان میں سے ہر ایک فرشتہ کے چار منہ اور چار پر ہیں دو پر تو ان کے چہرہ پر ہیں جو اسے عرش کی طرف دیکھنے سے روکتے ہیں (اگر وہ اسے دیکھ لے) تو (ہیبت اور جلال عرش

---

[1] ابن جریر (منہ) ابن جریر طبری ۲۹/ ۷۳ بلفظہ، درمنثور ۶/ ۲۶۱، تفسیر قرطبی ۱۸/ ۲۶۶

الٰہی سے) چیخ نکل جائے (اور ہوش اڑ جائیں) اور دو پر ایسے ہیں جن سے خود اڑتا ہے، ان کے قدم آخری زمین میں ہیں عرش ان کے کندھوں پر ہے ان میں سے ہر ایک کا ایک منہ بیل کا ہے ایک شیر کا ایک انسان کا ایک گدھ کا۔ ان کی کوئی گفتگو نہیں ہے بس یہ کہتے ہیں۔

قُدُّوْسٌ اللّٰہُ الْقَوِیُّ مَلَاٌتْ عَظْمَتُہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

(پاکیزہ اور بابرکت ہے، اللہ تعالیٰ صاحب قوت ہے، اس کی عظمت نے آسمانوں اور زمین کو بھر رکھا ہے)۔[1]

(حدیث) حضرت ابو مالکؒ فرماتے ہیں مخلوق کے آخر میں زمین کے نیچے ایک چٹان ہے اس کے کناروں پر چار فرشتے ہیں ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں ایک انسان کا ایک شیر کا ایک گدھ کا ایک بیل کا، یہ اس پر قائم ہیں انہوں نے زمین اور آسمانوں کا احاطہ کر رکھا ہے ان کے سر عرش کے نیچے ہیں۔[2]

ان فرشتوں کی شکل وصورت؟

حضرت وہب فرماتے ہیں حاملین عرش اب چار ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو مزید چار کے ساتھ انہیں قوت بخشی جائے گی ان میں سے ایک فرشتہ انسان کی شکل میں ہے جو اولاد آدم کے لئے ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے اور ایک گدھ کی شکل میں ہے جو پرندوں کے لئے ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے، اور ایک فرشتہ بیل کی شکل میں ہے جو جانوروں کے لئے ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے، اور ایک فرشتہ شیر کی شکل میں ہے جو درندوں کے لئے ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک فرشتہ کے چار چہرے ہیں ایک انسان کا ایک گدھ کا ایک بیل کا ایک شیر کا۔ جب انہوں

---

[1] عبدالرزاق (قلمی ۲۸۴/ب) عبد بن حمید، ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ) ۲۳۹، درمنثور ۲۶۱/۲

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۱۹۵، السنہ عبداللہ بن امام احمد ص ۱۴۲/۷۰، الاسماء والصفات ص ۵۰۹، تفسیر ابن ابی حاتم ۱۹۴/۱/ انسخہ استنبول، تفسیر ابن کثیر ۳۰۹/۱ مختصراً، فتح الباری ۴۱۱/۱۳ مطولاً، درمنثور ۳۲۸/۱ بحوالہ عبد بن حمید وابی الشیخ والبیہقی۔

نے عرش کو اٹھایا تو عظمت خداوندی سے گھٹنوں کے بل گر پڑے، جب انہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی تلقین کی گئی تب جا کر اپنے پاؤں پر سیدھے کھڑے ہوئے۔[1]

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ کی شکل انسان کی، ایک کی گدھ کی، ایک کی بیل کی، ایک کی شیر کی ہے لیکن ہر ایک کے چہرے چاروں طرح کے ہوں گے یعنی انسان گدھ بیل اور شیر کے۔ اللہ تعالیٰ نے شاید ان کو یہ چاروں قسم کے ایک سے چہرے آپس میں انس اور یکجہتی کے لئے دیئے ہوں گے۔

(حدیث) حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ فِيْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ اَرْبَعَةَ اَمْلَاکٍ مَلَکٌ عَلٰى سَيِّدِ الصُّوَرِ وَهُوَ ابْنُ آدَمَ وَ مَلَکٌ عَلٰى صُوْرَةِ سَيِّدِ السِّبَاعِ وَهُوَ الْاَسَدُ وَمَلَکٌ عَلٰى سَيِّدِ صُوْرَةِ الْاَنْعَامِ وَهُوَ الثَّوْرُ فَمَا زَالَ غَضْبَانَ مُنْذُ يَوْمِ عُبِدَ الْعِجْلُ اِلٰى سَاعَتِيْ هٰذِهٖ وَمَلَکٌ عَلٰى صُوْرَةِ سَيِّدِ الطَّيْرِ وَهُوَ النَّسْرُ .[2]

(ترجمہ) حاملین عرش چار فرشتے ہیں ایک فرشتہ اعلیٰ ترین شکل وصورت پر ہے اور یہ (صورت) انسان کی ہے۔ اور ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے اور وہ (سردار) شیر ہے، اور ایک فرشتہ (حلال) جانوروں (کے سردار) کی شکل میں ہے اور یہ (سردار) بیل ہے اور یہ اس دن سے اس وقت تک طیش میں ہے جب سے بچھڑے کی پوجا کی گئی۔ اور ایک فرشتہ پرندوں کے سردار کی صورت میں ہے اور وہ گدھ ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان سب صورتوں میں خوبصورت ترین شکل رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ.

(ہم نے انسان کو خوبصورت ترین شکل پر پیدا فرمایا) اسی طرح شیر درندوں کا سردار اور ان میں خوبصورت ترین ہے اور صاحب شرافت بھی ہے۔ اور بیل سب

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ) ۳۳۸، درمنثور ۵/۳۴۶

حلال جانوروں میں خوبصورت ترین ہے اور گدھ سب پرندوں کا سردار ہے۔[1]

حضرت عروہؒ (ابن زبیرؓ) فرماتے ہیں کہ عرش اٹھانے والوں میں سے کسی کی صورت تو انسان جیسی ہے اور کسی کی گدھ جیسی اور کسی کی بیل جیسی اور کسی کی شیر جیسی۔[2]

حضرت اسرافیلؑ عرش برداروں میں سے ہیں

حضرت ابن زید فرماتے ہیں عرش برداروں میں سے سوائے حضرت اسرافیلؑ کے کسی (اور فرشتہ) کا نام نہیں بتایا گیا (اور ایک روایت اس طرح ہے کہ) انہوں نے یہ فرمایا کہ میکائیل عرش برداروں میں سے نہیں ہیں۔[3]

عظمت اسرافیلؑ

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا جَمَعَكُمْ فَقَالُوْا اجْتَمَعْنَا نَذْكُرُ رَبَّنَا وَنَتَفَكَّرُ فِيْ عَظْمَتِهٖ فَقَالَ لَنْ تُدْرِكُوْا التَّفْكِيْرَ فِيْ عَظْمَتِهٖ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِبَعْضِ عَظْمَةِ رَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ مَلَكاً مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يُقَالُ لَهٗ اِسْرَافِيْلُ زَاوِيَةٌ مِنْ زَوَايَا الْعَرْشِ عَلٰى كَاهِلِهٖ قَدْ مَرَقَتْ قَدَمَاهُ فِي الْاَرْضِ السَّابِعَةِ السُّفْلٰى وَمَرَقَ رَأْسُهٗ مِنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ الْعُلْيَا فِيْ مِثْلِهٖ مِنْ خَلِيْقَةِ رَبِّكُمْ۔[4]

(ترجمہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے صحابہؓ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم کیوں جمع ہو (کر بیٹھے ہو؟) انہوں نے عرض کیا ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اپنے رب کا ذکر کریں اور اس کی عظمت میں فکر کریں۔ آپؐ نے فرمایا تم

---

[2] دارمی، الاسماء والصفات بیہقی (منہ)

[1] حیاۃ الحیوان دمیری ۲/۱۔

[1] حیاۃ الحیوان دمیری ج ۲ ص ۳۵۱ بحوالہ نفحات الازہار امام یافعی

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

[4] ابو الشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۷۷۔۴۸۸، حلیۃ الاولیاء ۶/۶۵، اتحاف السادہ ۱/۳۲۰، در منثور ۵/۳۴۷، کشف الخفاء ۱/۳۷۱۔

خدا کی عظمت میں کسی خاص فکر تک نہیں پہنچ سکتے، کیا میں تمہیں تمہارے رب کی کچھ عظمت نہ بیان کروں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اے رسول اللہ (ضرور بیان فرمائیں) تو فرمایا عرش برداروں میں ایک فرشتہ جس کا نام اسرافیل ہے عرش کے کونوں میں سے ایک کونہ اس کے کندھے پر ہے اس کے پاؤں نچلی ساتویں زمین سے گزر گئے ہیں اور اس کا سر اوپر کے ساتویں آسمان سے گزر گیا ہے۔ تمہارے رب کی تخلیق میں اس طرح کی اور بہت سی مخلوقات ہیں۔

ماہ رمضان میں امت کے لئے استغفار کرتے ہیں

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَمَلَةَ الْعَرْشِ اَنْ يَّكُفُّوْا عَنِ التَّسْبِيْحِ وَيَسْتَغْفِرُوْا لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ وَالْمُؤْمِنِيْنَ." [1]

(ترجمہ) جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ عرش برداروں کو حکم فرماتے ہیں کہ اب تسبیح کرنے سے رک جاؤ اور امت محمدؐ اور مؤمنین کے لئے استغفار کرو۔

سینگوں کے درمیانی فاصلے

ایک فرشتہ کی آنکھوں کی تعداد اور مختلف زبانوں سے حمد خداوندی

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کسی آسمان میں ایک فرشتہ ہے اس کی آنکھیں کنکریوں کی تعداد کے برابر ہیں اس کی کوئی آنکھ بھی ایسی نہیں مگر اس کے نیچے ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں (یہ سب زبانیں) اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایسی زبان میں تعریف کرتی ہیں جس کو اس کے ساتھ والی زبان نہیں سمجھ سکتی۔ اور عرش برداروں کے سینگ ہیں ان کے کناروں اور سروں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، عرش ان کے اوپر ہے۔ [2]

---

1. دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۱۷۶۷، کنز العمال ۲۳۷۱۶

2. الدینوری فی المجالسۃ (منہ)

فرمان خداوندی وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
(خدا کی کرسی آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے)
کی تفسیر میں حضرت ابو مالک فرماتے ہیں جو چٹان ساتویں زمین کے نیچے ہے اس کے کونوں پر چار فرشتے ہیں ہر فرشتے کے چار چہرے ہیں ایک چہرہ انسان کا ہے ایک شیر کا ایک بیل کا ایک گدھ کا یہ سب اس (چٹان) کے اطراف پر قائم ہیں انہوں نے آسمانوں اور زمین کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے۔ ان کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے[1]

ان پر بوقت صبح عرش ثقیل ہوتا ہے

حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں کہ بوقت صبح عرش برداروں پر عرش ثقیل ہو جاتا ہے جب یہ تسبیح شروع کرتے ہیں تب ہلکا ہوتا ہے۔[2]

ایک رونے والے فرشتہ کی حالت

حضرت زیاد بن ابی حیہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عرش برداروں میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اس کی آنکھوں سے رونے کی وجہ سے نہروں کی مانند آنسو بہتے ہیں۔ اس کے بعد بھی جب یہ اپنا سر بلند کرتا ہے تو کہتا ہے سبحانک ماخشیٰ حق خشیتک (آپ کی ذات پاکیزہ ہے ہم آپ سے اس طرح نہیں ڈرتے جس طرح آپ سے ڈرنے کا حق ہے)۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لیکن وہ لوگ جو میرے نام کی قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹے ہیں (میری عظمت اور گرفت کو) نہیں جانتے۔[3]

(فائدہ) چونکہ یہ فرشتہ اپنے وجود کے اعتبار سے اتنا بڑا ہے کہ اس کے آنسو نہروں کی مانند بہ پڑتے ہیں اس لئے رونے سے آنسوؤں کا نہر بن جانا بعید از عقل بات نہیں ہے۔

---

1. الدینوری (منہ)
2. الدینوری (منہ)
3. شعب الایمان بیہقی (منہ)

مرغ کی شکل کا عرش بردار فرشتہ

(حدیث) حضرت ام سعدؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

"اَلْعَرْشُ عَلٰى مَلَكٍ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ عَلٰى صُوْرَةِ دِيْكٍ رِجْلَاهُ فِيْ تُخُوْمِ الْاَرْضِ وَجَنَاحَاهُ فِي الْمَشْرِقِ وَعُنُقُهُ تَحْتَ الْعَرْشِ"۔ [1]

(ترجمہ) عرش موتی کے بنے ہوئے مرغ کی شکل کے فرشتہ پر ہے جس کے پاؤں زمین کی تہ میں اور پر مشرق میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے۔

قدم کے تلوے اور ٹخنے کا فاصلہ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عرش برداروں کے ٹخنے اور قدم کے تلوے کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے اور (ابن عباسؓ نے) یہ بھی ذکر فرمایا کہ ملک الموت کا ایک قدم کا فاصلہ مشرق سے مغرب کے درمیان کے فاصلہ کے برابر ہے۔ [2]

سر جھکے ہوئے ہیں

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ عرش بردار سب مائل ہیں۔ حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ مائل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے (جواب میں) اپنا رخسار تھوڑا سا جھکا دیا۔

اوپر کو نہیں دیکھ سکتے

حضرت میسرہؒ فرماتے ہیں کہ جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں ان میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اپنے سے اوپر کو دیکھ سکیں۔ [4]

---

[1] ابن مردویہ (منہ) درمنثور ۳۴۶/۵

[2] عبد بن حمید، ابن مردویہ، الاسماء والصفات بیہقی (منہ)

[3] عبد بن حمید (منہ)

[4] عبد بن حمید (منہ)

یہ فرشتے باقی فرشتوں سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں

حضرت میسرہ فرماتے ہیں کہ عرش برداروں کے پاؤں سب سے نچلی زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش میں ہیں یہ اسی حالت میں جھکے ہوئے ہیں اپنی نظر نہیں اٹھا سکتے یہ ساتویں آسمان والوں سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں، اور ساتویں آسمان والے اس سے نچلے آسمان والوں سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں، اور جو اس سے نیچے ہیں وہ اپنے سے نیچے والوں سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں۔[1]

یہ فارسی زبان بولتے ہیں

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے جو عرش بردار ہیں فارسی زبان بولتے ہیں۔[2]
(فائدہ) یہ حدیث منکر ہے عرش بردار فرشتوں کے فارسی زبان بولنے کے بارے میں کوئی روایت درست نہیں۔[3]

ان کے پاؤں زمین کی جڑ میں ہیں

فرمان باری تعالیٰ ﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾ (اور اس روز تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا) کی تفسیر میں حضرت میسرہ فرماتے ہیں کہ ان کے قدم زمین کی جڑ میں ہیں اور سر عرش کے پاس ہیں ان میں یہ قوت نہیں کہ نور کی شعاع کی وجہ سے اپنی نظر اٹھا سکیں۔[4]

عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کی آٹھ صفیں ہوں گی

﴿وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾
(اور اس روز تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوگا)
اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ فرشتوں کی آٹھ صفیں

---

1. عبد بن حمید (منہ)
2. مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
3. حاشیہ الحبائک (منہ)
4. عبد بن حمید، ابن المنذر (منہ)

ہوں گی جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔[1]

حضرت ضحاک سے مروی ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ یہ آٹھ صفیں ہیں جن کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے یہ آٹھ فرشتے ہیں جن کے سر ساتویں آسمان کے بعد عرش کے پاس ہیں اور ان کے قدم سب سے نچلی زمین میں ہیں ان کے سینگ ہیں جیسے پہاڑی دنبہ کے ہوتے ہیں ان کے سینگ کی جڑ سے لیکر کنارہ تک پانچ صدیوں کا فاصلہ ہے۔[2]

---

[1] ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم (منہ)

[2] عبد بن حمید (منہ)

روح علیہ السلام

لیلۃ القدر میں نزول

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا﴾ [1]

(ترجمہ) (اس شب قدر میں) فرشتے اور روح القدس نازل ہوتے ہیں۔

(آیت) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ [2]

(ترجمہ) جس روز (مراد قیامت ہے) روح علیہ السلام اور (باقی) فرشتے (خدا کے روبرو) صف بستہ (خشوع وخضوع کے ساتھ) کھڑے ہوں گے۔

(فائدہ) ان دونوں آیات میں روح کا جو ذکر آیا ہے ایک تفسیر میں اس سے مراد یہی فرشتہ ہے اور اسی تفسیر کی بنا پر علامہ سیوطی نے ان دونوں آیات کو اس فرشتہ کے حالات کی ابتداء میں ذکر کیا ہے۔

روح سب فرشتوں سے بڑا ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ روح تخلیق کے اعتبار سے سب فرشتوں سے بڑا ہے۔ [3]

---

[1] سورۃ القدر آیت ۴

[2] سورۃ النبأ آیت ۳۸

[3] ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، کتاب الاسماء والصفات بیہقی (منہ)

خدا کا دربان ہے

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ روح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا دربان ہے یہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ یہ سب فرشتوں سے بڑا ہے۔ اگر اپنا منہ کھولے تو سب فرشتوں سے بھی وسیع ہو جائے۔ ساری (فرشتوں کی) مخلوق اس کی طرف دیکھتی ہے اور اس کے خوف سے اپنی نظر اپنے سے بلند نہیں کرتی۔[1]

۳۴۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ زبانوں میں خدا کی تسبیح پڑھتا ہے

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار منہ ہیں، ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں ہیں یہ ان سب لغات کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتے ہیں جو روز قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا رہے گا۔[2]

(فائدہ) جب ستر ہزار موہنوں کو ستر ہزار زبانوں سے ضرب دیں تو ۴۹۰۰۰۰۰۰۰۰ (چار ارب نوے کروڑ بنتے ہیں جب ان کو ستر ہزار لغتوں کے ساتھ ضرب دیں تو ۳۴۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ (چونتیس پدم تین کھرب) لغتیں بنتی ہیں جن میں حضرت روح فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے۔

پروں، زبانوں، آنکھوں اور ہونٹوں کی تعداد

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے اس کے دس ہزار پر ہیں ان میں سے دو پروں میں مشرق و مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ اس کے ہزار منہ ہیں ہر منہ میں ہزار زبانیں، دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں جو روز قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتے ہیں۔[3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۰۶۔۲۸۵، درمنثور ۶/۳۰۹

[2] ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (۴۰۸)، الاسماء والصفات امام بیہقی بسند ضعیف (منہ) ص ۴۶۲، درمنثور ۴/۲۰۰، کتاب الاضداد ابن الانباری ص ۴۲۳ تفسیر ابن کثیر ۳/۶۱

[3] ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۰۹، درمنثور ۴/۲۰۰

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کے پر پانچ ہزار زمینوں کی مسافت کے برابر فاصلہ رکھتے ہیں (اور پر خود کتنے بڑے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہزار منہ، دس لاکھ زبانیں، بیس لاکھ آنکھیں اور بیس لاکھ ہونٹ ہیں جو قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے رہیں گے۔ (امداد اللہ)

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار پر ہیں اس کے دو پروں کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے اس کے ہزار منہ ہیں (اور) ہر منہ میں ہزار زبانیں اور (دو ہزار) ہونٹ ہیں یہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہیں گے۔[1]

(فائدہ) یہ روایت مذکورہ بالا حدیث کی تائید کرتی ہے۔

مقرب ترین فرشتہ ہے

حضرت مقاتل بن حیانؒ فرماتے ہیں کہ روح سب فرشتوں سے اشرف اور رب کا مقرب ترین ہے اور یہی صاحب الوحی ہے۔[2]

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ روح سے مراد حضرت جبرائیل ہیں کیونکہ عام طور پر یہی وحی لاتے رہے ہیں۔

روز قیامت مکمل صف کی شکل میں حاضر ہوگا

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں روحؑ چوتھے آسمان میں ہے اور یہ آسمانوں، پہاڑوں اور سب فرشتوں سے بڑا ہے ہر روز بارہ ہزار تسبیحات پڑھتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ یہ (فرشتہ) روز قیامت مکمل ایک صف کی شکل میں حاضر ہوگا۔[3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۰۵، درمنثور ۶/ ۳۰۹ بحوالہ المتفق والمفترق للخطیب بغدادی، ابن منذر

[2] ابن منذر، ابوالشیخ (منہ) حدیث ۴۱۶، عثمان بن ابی شیبہ، تفسیر الماوردی ۴/ ۳۹۸، زاد المسیر ۹/ ۱۳، قرطبی ۱۹/ ۱۸۷، تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۶۵، درمنثور ۶/ ۳۰۹ بحوالہ ابن منذر

[3] ابن جریر (منہ)

[4] حاشیۃ الحبائک

(فائدہ) حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر میں) فرماتے ہیں هٰذَا قَوْلٌ غَرِيْبٌ جِدًّا۔

آپ ﷺ کا تسبیح میں روح کا ذکر کرنا

(حدیث) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ.[1]

فرشتوں اور روح کا رب پاکیزہ اور مقدس ہے۔

روح کی صورت

حضرت مجاہد فرماتے ہیں حضرت روح (علیہ السلام) انسان کی شکل پر پیدا کئے گئے ہیں۔[2]

روح فرشتے نہیں

حضرت مجاہد فرماتے ہیں روح (مخلوق خدا کی ایسی قسم ہے جو) کھاتے (پیتے) ہیں ان کے ہاتھ پاؤں اور سر ہیں یہ فرشتے نہیں ہیں۔[3]

(فائدہ) ابو الشیخ میں مذکورہ روایت کے الفاظ تین طرق سے مروی ہیں جن کو حضرت مصنف نے یکجا بیان کیا ہے۔

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روح فرشتوں کے علاوہ کسی اور مخلوق خدا کا نام ہے کیونکہ فرشتے کھانے پینے سے مبرا ہیں۔

---

[1] مسلم، ابوداود، نسائی (منہ) ابوداود استفتاح الصلوۃ ب ۱۵۱ حدیث نمبر ۸۷۱، نسائی الافتاح ب ۹۸۰، حدیث ۱۶۱، بیہقی ۲/ ۸۷، ۱۰۹، ۵/ ۱۳۱، احیاء العلوم ۱/ ۳۲۸، تفسیر قرطبی ۱/ ۲۷۷، ۲ اتحافات سنیہ ۳/ ۷۵، ۵/ ۶۴، ۹۶، ۱۷۱

[2] عبدالرزاق سورۃ نبا میکروفلم نمبر ۲۲۶۳ مدینہ یونیورسٹی، عبد بن حمید، ابن جریر (۳۰/ ۲۲)، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ (حدیث ۴۱۲)، الاسماء والصفات بیہقی ص ۴۶۳ (منہ) درمنثور ۶/ ۳۰۹، زاد المسیر ۹/ ۱۲

[3] عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابو الشیخ (منہ) حدیث ۴۲۱۔۴۲۲۔۴۲۳، طبری ۳۰/ ۶۲، تفسیر عبدالرزاق سورۃ نبا مخطوط نمبر ۲۲۶۳۔

ہر فرشتہ کے ساتھ روح علیہ السلام نازل ہوتا ہے

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں روح فرشتوں سے خلقت میں بڑا ہے اور کوئی فرشتہ (آسمان سے) نازل نہیں ہوتا مگر روحؑ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔[1]

(فائدہ) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روح فرشتوں سے علاوہ ایک مخلوق ہے اور یہ بھی کہ یہ فرشتوں کی طرح تعداد میں بہت ہیں اور ہر اترنے والے فرشتے کے ساتھ ایک روحؑ ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ روحؑ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے جو انسان کی صورت میں ہے اور کوئی فرشتہ نہیں اترتا مگر ایک روح علیہ السلام اس کے ساتھ ہوتا ہے۔[2]

روحؑ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَلرُّوْحُ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِمَلَائِكَةٍ لَهُمْ رُؤُوْسٌ وَاَيْدِيْ وَاَرْجُلٌ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾ قَالَ: هٰؤُلَاءِ جُنْدٌ وَهٰؤُلَاءِ جُنْدٌ .[3]

(ترجمہ) روح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ یہ فرشتے نہیں ہیں۔ ان کے سر بھی ہیں اور ہاتھ بھی اور پاؤں بھی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

"يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا،،

(جس روز روح علیہ السلام اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے)

اور فرمایا یہ (روح السلام) بھی لشکر ہے اور یہ (فرشتے) بھی لشکر ہیں۔

---

[1] عبد بن حمید، ابن المنذر (منہ)

[2] عبد بن حمید، ابو الشیخ (منہ) حدیث ۴۲۴، طبری ۱۴/۷۷، در منثور ۴/۱۱۰ بحوالہ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ۔ تفسیر الماوردی ۲/۳۸۳

[3] ابن ابی حاتم، ابو الشیخ (۴۱۰) ابن مردویہ (منہ) در منثور ۶/۳۰۹، زاد المسیر ۹/۱۲، قرطبی ۱۹/۱۸۷، تفسیر ابن کثیر ۴/۲۶۵

روح علیہ السلام انسانوں کی شکل جیسے ہیں

حضرت ابوصالح فرماتے ہیں کہ روح ایک مخلوق ہے جو انسانوں کے مشابہ ہے لیکن انسان نہیں ہیں ان کے ہاتھ بھی ہیں اور پاؤں بھی ہے[1]

روح علیہ السلام کی کثرت تعداد

حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں جن، انسان، فرشتے اور شیطان (سب مل کر) روح کے دسویں حصہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے ہے[2]

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ایک طرف روحؑ صف بستہ ہوں گے

(آیت) ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا﴾

کی تفسیر میں امام شعبی فرماتے ہیں کہ یہ دونوں (روح اور فرشتے) روز قیامت رب العالمین کے دائیں بائیں ہوں گے ایک طرف روح صف بستہ ہوں گے دوسری طرف فرشتے صف بستہ ہوں گے۔[3]

(فائدہ) اس روایت سے بھی فرشتوں کے ساتھ ساتھ روح علیہم السلام کی کثرت تعداد معلوم ہوتی ہے۔ تبھی تو یہ فرشتوں کے مقابلہ میں دوسری جانب میں موجود ہوں گے۔

سوائے کروبیون فرشتوں کے روحؑ سب مخلوقات سے زیادہ ہیں

حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ انسان اور جنات دس جزء ہیں انسان (جنات کا) ایک جزء ہیں، اور جنات (انسان کے) نو جزء ہیں، ملائکہ اور جنات دس جزء ہیں پھر جنات (فرشتوں کے مقابلہ میں) ایک جزء ہیں اور فرشتے (جنات کے مقابلہ میں) نو جزء ہیں۔ فرشتے اور روح دس جزء ہیں پھر فرشتے (روح کے مقابلہ میں) ایک جزء

---

[1] عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابوالشیخ (۴۱۳)، الاسماء والصفات امام بیہقی (منہ) ص ۴۶۳، طبری ۳۰/۲۳، درمنثور ۶/۳۰۹، تفسیر الماوردی ۴/۳۸۸، قرطبی ۱۹/۱۸۷، تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶۵

[2] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۰۷، درمنثور ۶/۳۰۹

[3] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۱۵، ابن جریر ۳۰/۲۰۴، زادالمسیر ۹/۱۳

ہیں اور روح (فرشتوں کے مقابلہ میں) نو جزء ہیں۔ اور روح اور کروبیون دس جزء ہیں پھر روح کروبیون کے مقابلہ میں) ایک جزء ہیں اور کروبیون (روح کے مقابلہ میں) نو جزء ہیں۔[1]

روح علیہم السلام فرشتوں کے محافظ ہیں

حضرت ابن ابی نجیح فرماتے ہیں روح علیہم السلام فرشتوں کے محافظ ہیں۔[2]

روح علیہم السلام کو فرشتے نہیں دیکھ سکتے

حضرت مجاہد فرماتے ہیں روح ملائکہ میں سے ایک مخلوق ہے ملائکہ ان کو نہیں دیکھتے جس طرح تم (انسان) فرشتوں کو نہیں دیکھتے۔[3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۴۲۰، درمنثور ۴/۳۲۰۰ تاریخ ابن عساکر (۴/۱/ق ۸۴/۱، مختصرا بسندہ) و بحوالہ نسائی۔ تفسیر ابن کثیر ۸/۲۴۰، مستدرک ۴/۴۹۰۔

[2] ابن ابی حاتم (منہ)

[3] کتاب الاضداد ابن الانباری (منہ)

رضوان، مالک، اور دوزخ کے سپاہیوں کے حالات

اہل دوزخ کو مالک فرشتہ کا جواب

(آیت) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مَا كِثُوْنَ﴾ [1]

(ترجمہ) اور (دوزخی دوزخ کے داروغہ مالک نامی فرشتہ کو) پکاریں گے کہ اے مالک (تم ہی دعا کرو کہ) تمہارا پروردگار (ہم کو موت دیکر) ہمارا کام ہی تمام کردے وہ (فرشتہ) جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے (نہ نکلو گے نہ مرو گے)۔[2]

اہل دوزخ کو جہنم کے داروغوں کا جواب

(آیت) اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْماً مِنَ الْعَذَابِ قَالُوْا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ . [3]

(ترجمہ) اور جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے (سب ملکر) جہنم کے مؤکل فرشتوں سے (درخواست کے طور پر) کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے (یعنی عذاب کے بالکل ہٹ جانے یا ہمیشہ کے

---

[1] سورۃ زخرف آیت ۷۷

[2] بیان القرآن

[3] سورۃ مؤمن ۴۹۔۵۰

لئے کم ہو جانے کی امید تو نہیں کم از کم ایک روز کی تو کچھ چھٹی مل جایا کرے) فرشتے کہیں گے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے (اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے تھے؟) دوزخی کہیں گے ہاں آتے تو رہے تھے (مگر ہم نے ان کا کہنا نہ مانا)۔ فرشتے کہیں گے کہ تو پھر (ہم تمہارے لئے دعا نہیں کر سکتے کیونکہ کافروں کے لئے دعا کرنے کی ہم کو اجازت نہیں ہے)۔ تم ہی (اگر جی چاہے تو خود) دعا کرلو اور (تمہاری دعا کا بھی کچھ نتیجہ نہ ہوگا کیونکہ) کافروں کی دعا (آخرت میں) محض بے اثر ہے (کیونکہ آخرت میں کوئی دعا بغیر ایمان کے قبول نہیں ہوسکتی اور ایمان کا موقع دنیا ہی میں تھا وہ تم کھو چکے)۔[1]

دوزخ کے فرشتے نہایت طاقتور تند خو ہیں

(آیت) ارشاد خداوندی ہے۔

عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ.[2]

(ترجمہ) (جہنم) جس پر تند خو (اور) مضبوط قوی فرشتے (متعین) ہیں (کہ نہ وہ کسی پر رحم کریں نہ کوئی ان کا مقابلہ کر کے بچ سکے) جو خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے۔ اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو (فوراً) بجالاتے ہیں (غرض اس دوزخ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو کافروں کو دوزخ میں داخل کر کے چھوڑیں گے)۔[3]

دوزخ کے بڑے فرشتوں کی تعداد اور قوت

(آیت) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

---

[1] بیان القرآن

[2] تحریم:٦

[3] بیان القرآن

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ وَمَا جَعَلْنَا اَصْحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلٰئِكَةً . وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِيْمَاناً وَلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكٰفِرُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلاً كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ . [1]

(ترجمہ) اس (دوزخ) پر انیس فرشتے (مقرر) ہوں گے۔ اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں (جن میں سے ایک ایک فرشتہ میں تمام جن وانس کے برابر قوت ہے) اور ہم نے ان کی تعداد صرف ایسی رکھی ہے جو کافروں کی گمراہی کا ذریعہ ہو (مراد اس سے انیس کا عدد ہے) تو اس لئے کہ اہل کتاب (سننے کے ساتھ) یقین کرلیں اور ایمان والوں کا ایمان اور بڑھ جائے اور اہل کتاب اور مؤمنین شک نہ کریں اور تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں (شک کا) مرض ہے وہ اور کافر لوگ کہنے لگیں کہ اس عجیب مضمون سے اللہ تعالیٰ کا کیا مقصود ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کر دیتا ہے اور (جہنم کے خازن فرشتوں کا عدد انیس ایک خاص حکمت کی بنا پر ہے ورنہ) تمہارے رب کے (ان) لشکروں کو بجز رب کے کوئی نہیں جانتا اور دوزخ صرف آدمیوں کی نصیحت کے لئے ہے۔[2]

(آیت) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ﴾

(ہم بھی دوزخ کے سپاہیوں کو بلالیں گے)

---

[1] ترجمہ از بیان القرآن تھانوی

مالک علیہ السلام کی انگلیوں کی تعداد اور حرارت

(حدیث) حضرت طاؤسؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے (دوزخ کے داروغہ) مالک علیہ السلام کو پیدا کیا تو اہل دوزخ کی تعداد کے برابر اس کی انگلیاں بھی پیدا کیں پس جو کوئی بھی اہل دوزخ میں سے عذاب دیا جاتا ہے اسے مالک علیہ السلام اپنی انگلیوں میں سے ایک انگلی کے ساتھ عذاب دے سکتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر مالک علیہ السلام اپنی انگلیوں میں سے صرف ایک انگلی آسمان پہ رکھدے تو اسے پگھلا ڈالے۔[1]

دوزخ کے فرشتوں کو دوزخ سے ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اور ہر روز ان کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ خُلِقَتْ مَلَائِكَةُ جَهَنَّمَ قَبْلَ اَنْ تُخْلَقَ جَهَنَّمُ بِاَلْفِ عَامٍ فَهُمْ كُلَّ يَوْمٍ يَزْدَادُوْنَ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِهِمْ.[2]

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے دوزخ کے فرشتوں کو دوزخ کے پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا پس یہ روزانہ سابقہ طاقت کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور ہوتے جاتے ہیں۔

جسم کی طوالت اور ضرب کی طاقت

حضرت ابو عمران الجونی فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ دوزخ کے داروغے (محافظ، نگران) انیس ہیں ان میں سے ہر ایک کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک صدی چلنے کا فاصلہ ہے ان کے دلوں میں بالکل رحمت نہیں ہے یہ صرف عذاب (دینے) کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان میں سے کوئی فرشتہ جب کسی دوزخی آدمی

---

[1] عیون الاخبار للقتبی (منہ)

[2] صفۃ النار ضیاء الدین مقدسی (منہ) درمنثور ۲/۱۴۵

کوایک بار مارے گا تو اسے سر سے لیکر قدموں تک میدہ کر چھوڑے گا۔1

داروغہ کا ڈنڈا

حضرت کعب فرماتے ہیں دوزخ کے داروغوں میں سے ہر ایک داروغہ کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کا دوشاخہ ایک ڈنڈا ہے جب وہ اس سے ایک بار کسی کو دھکیلتا ہے تو وہ اس سے سات لاکھ برس تک کے فاصلہ میں نیچے دھنس جاتا ہے۔2

دوزخیوں کو پہاڑ اٹھا کر ماریں گے

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کے داروغوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

”وَكَانَّ اَعْيُنَهُمُ الْبَرْقُ وَكَانَّ اَفْوَاهَهُمُ الصَّيَاصِيُ يَجُرُّوْنَ اَشْعَارَهُمْ، لَهُمْ مِثْلُ قُوَّةِ الثَّقَلَيْنِ يُقْبِلُ اَحَدُهُمْ بِالْاُمَّةِ مِنَ النَّاسِ يَسُوْقُهُمْ عَلٰى رَقَبَتِهٖ جَبَلٌ حَتّٰى يَرْمِيْ بِهِمْ فِي النَّارِ فَيَرْمِيْ بِالْجَبَلِ عَلَيْهِمْ ۔3

(ترجمہ) گویا کہ ان کی آنکھیں بجلی ہیں اور ان کے منہ قلعے ہیں، یہ اپنے (لمبے لمبے) بالوں کو گھسیٹتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے پاس تمام جنوں اور انسانوں کے برابر قوت ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی انسانوں کی کسی بھی بڑی جماعت کے سامنے آجائے تو ان کو ہنکا لے جائے۔ اس کی گردن پر ایک پہاڑ ہے جو دوزخیوں کو آگ میں مارے گا (یعنی) یہ پہاڑ ان پر پھینکے گا۔

علیها تسعة عشر کی تفسیر

(حدیث) بنو تمیم کا ایک آدمی کہتا ہے کہ ہم حضرت ابوالعوام کے ہاں بیٹھے تھے تو

---

1 زوائد زہد امام عبداللہ بن احمد (منہ)

2 ابن جریر (منہ)

3 ابن منذر (منہ)

انہوں نے یہ آیت پڑھی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (المدثر) اور کہا تمہارے نزدیک اس کی کیا تفسیر ہے کیا یہ انیس فرشتے ہیں یا انیس ہزار فرشتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں یہ صرف انیس فرشتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے یہ کہاں سے معلوم کیا؟ میں نے عرض کیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (اور ہم نے ان کی یہ تعداد مقرر نہیں کی مگر کفر کرنے والوں کیلئے امتحان کے طور پر) تو انہوں نے فرمایا تم نے صحیح کہا یہ انیس فرشتے ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں دو شاخہ لوہے کی ایک سلاخ ہے جب ایک بار اس سے ضرب پڑے گی تو ستر ہزار سال تک نیچے دھنس جائے گا ان میں سے ہر ایک فرشتے کے دونوں کندھوں کا اتنا اتنا (بہت زیادہ) فاصلہ ہے۔ علامہ قرطبی (تذکرۃ فی احوال القبور و امور الآخرۃ میں) فرماتے ہیں کہ تسعة عشر سے مراد دوزخ کے داروغوں کے سردار مراد ہیں باقی سب داروغوں کی تعداد اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

(فائدہ) اس روایت کی تفصیل احقر مترجم کی کتاب جہنم کے خوفناک مناظر کے چوبیسویں باب کی ابتداء میں معلوم فرمائیں جو حافظ ابن رجب حنبلی کی کتاب "التخويف من النار والتعريف بحال دار البوار،، کا ترجمہ ہے (امداد اللہ)

دوزخی کی گرفتاری کے لئے ایک ہزار داروغہ لپکے گا

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ (جب) آدمی کو آگ میں جانے کا حکم دیا جائے گا تو اس کی گرفتاری اور جہنم میں داخل کرنے کے لئے ایک ہزار فرشتہ لپکے گا۔[1]

داروغوں کا قد و قامت

حضرت عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ داروغوں کے قدم زمین میں ہیں اور سر آسمان میں ہیں۔[2]

---

1. کتاب الزہد ہناد بن سری (منہ)
2. الفریابی عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم (منہ)

حضورؐ کی طرف رضوان فرشتہ کے ذریعہ پیغام خداوندی

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فاقہ کا طعنہ دیا اور کہا ''یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے،، تو اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے تو آپؐ کے پاس حضرت جبرائیل تشریف لائے اور عرض کیا اے رسول اللہ! رب العزت آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ (کی تسلی) کے لئے فرماتے ہیں۔ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں (سودا سلف' تجارت یا دعوت دین کے لئے) چلا کرتے تھے۔ پس اسی حالت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک جبرائیل پگھل کر بھٹ تیتر کی طرح (چھوٹے سے) ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا بات ہے؟ تم پگھل کر ممولہ کی طرح ہو گئے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا اے محمد آسمان کے دروازوں میں ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اچانک اپنی (سابقہ) حالت پر آ گئے اور عرض کیا اے محمد! آپ خوش ہو جایئے یہ جنت کے داروغہ رضوان علیہ السلام ہیں۔ پھر حضرت رضوان (آپ کی طرف) متوجہ ہوئے سلام کہا اور عرض کیا اے محمد! رب العزت آپ کو سلام کہتے ہیں ان (رضوان علیہ السلام) کے ساتھ نور کی ایک ٹوکری تھی جو جگمگا رہی تھی (انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ) آپ کا رب فرماتا ہے کہ یہ (لیں یہ) خزائن دنیا کی چابیاں ہیں اس کے باوجود جو کچھ آپ کے لئے میرے پاس آخرت میں ہے اس سے مچھر کے پر برابر بھی کم نہ ہوگا۔ (وہ سب بھی آپؐ کو دیا جائے گا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف مشورہ طلب کرنے کی نگاہ سے دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف مارا اور عرض کیا کہ اللہ کے سامنے تواضع فرمائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا اے رضوان دنیا میں میری کوئی حاجت نہیں ہے تو رضوان نے عرض کیا آپ نے درست کیا اللہ آپ کے ساتھ درستی فرمائے۔ اس لئے مفسرین کا یہ نظریہ ہے کہ یہ آیت۔

﴿تَبَارَکَ الَّذِيْ اِنْ شَاءَ جَعَلَ لَکَ خَيْرًا مِنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَکَ قُصُوْرًا﴾ ۔[1]

فرشتہ رضوان علیہ السلام لے کر نازل ہوئے۔

آپ ؐ نے خازن دوزخ مالک فرشتہ کو دیکھا

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ رَجُلًا طَوِيْلًا جَعْدًا كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّاْسِ وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى .."[2]

(ترجمہ) جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس میں میں نے حضرت موسیٰ بن عمران کو نوجوان، طویل، گھنگریالے بالوں میں دیکھا گویا کہ وہ (قبیلہ) شنوءہ کے آدمیوں میں سے ہیں، اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کو دیکھا جو میانہ قد سرخی اور سفیدی کا ملاپ تھے اور سیدھے بالوں والے تھے اور مالک خازن دوزخ اور دجال (لعین) کو ان نشانیوں میں دیکھا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلائیں۔

مالک علیہ السلام کی غضبناکی

(حدیث) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ ؐ نے مالک خازن دوزخ کو دیکھا۔ جو ترش رو حالت میں تھا غضبناکی اس کے چہرہ سے چھلکتی تھی۔[3]

---

[1] الفرقان:۱۰

[2] بخاری، مسلم (منہ) بخاری ۴/۱۴۱، طبرانی کبیر ۱۲/۱۵۷، درمنثور ۵/۱۷۸، دلائل نبوت بیہقی ۲/۳۸۶، منازل الصفا ۲۶، مسند احمد ۱/۲۴۵، ۲۶۹، مشکوٰۃ ۵۷۱۵، کنز العمال ۳۲۲۷۱، البدایہ والنہایہ ۱/۳۱۶۔

[3] ابن مردویہ (منہ)

مالکؑ کا دوزخ کے انگاروں کو الٹنا پلٹنا

(حدیث) حضرت ابوسلمہؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کو بیت المقدس کی مشرقی جانب روتے دیکھا۔ تو ان سے عرض کیا آپ کیوں رو رہے ہیں! تو انہوں نے فرمایا کہ اسی جگہ پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت مالک علیہ السلام کو دیکھا جو (دوزخ کے) انگاروں کو درختوں سے اتارے ہوئے پھلوں کی طرح الٹ پلٹ رہے تھے۔[1]

(فائدہ اول) یہ روایت مختلف طرق سے شہاب الدین احمد بن محمد بن ابراہیم مقدسی نے مثیر الغرام الی زیارت بیت المقدس والشام میں روایت کی۔ اس کی مفصل تخریج کتاب اتحاف الاخصاء فی فضائل المسجد الاقصی میں ہے اس کتاب کو کمال بن ابی شریف نے مرتب فرمایا ہے۔[2]

(فائدہ دوم) دوزخ کے فرشتوں کے مزید تفصیلی حالات کیلئے احقر مترجم کی کتاب ''جہنم کے خوفناک مناظر،، ملاحظہ فرمائیں۔

مؤکل جنت فرشتہ کس مؤمن کی پشت پر ہاتھ پھیرتا ہے

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَعَثَ اِلَیْہِ مَلَکاً مِنْ خُزَّانِ الْجَنَّۃِ فَمَسَحَ ظَھْرَہٗ فَیُسْخِیْ نَفْسَہٗ بِالزَّکَاۃِ،،۔[3]

(ترجمہ) اللہ تعالی جب کسی آدمی سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی طرف جنت کے مؤکلوں میں سے ایک فرشتہ بھیج دیتے ہیں جو اس کی پشت پر ہاتھ پھیرتا ہے

---

[1] فضائل بیت المقدس ابوبکر واسطی (منہ)

[2] حاشیہ الحبائک

[3] دیلمی (منہ) مسند الفردوس دیلمی ۱/۲۴۳، جمع الجوامع ۱۱۱۲، تنزیہ الشریعہ ۲/۱۴۱، کشف الخفاء ۲/۳۰۹، تذکرۃ الموضوعات فتنی ص ۶۳

جس کے نتیجہ میں اس کا نفس زکوٰۃ میں سخاوت شروع کر دیتا ہے۔

ایک داروغہ جنت صرف حضورؐ کے لئے دروازہ جنت کھولنے پر مقرر ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَیَقُوْمُ الْخَازِنُ فَیَقُوْلُ مَنْ اَنْتَ ؟ فَاَقُوْلُ اَنَا مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ اَقُوْمُ فَاَفْتَحُ لَکَ وَلَمْ اَقُمْ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ وَلَا اَقُوْمُ لِاَحَدٍ بَعْدَکَ"۔[1]

(ترجمہ) سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر میں دستک دوں گا (اس پر) جب (فرشتہ) اٹھے گا تو پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا "میں محمد ہوں" (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تو وہ عرض کرے گا میں ابھی آتا اور آپ کے لئے دروازہ کھولتا ہوں میں آپؐ سے پہلے کسی کے لئے نہیں اٹھا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے اٹھوں گا۔

(فائدہ) یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں بھی ہے لیکن وہ مذکورہ روایت سے مختصر ہے۔ جنت کے فرشتوں کے تفصیلی حالات کیلئے احقر مترجم کی کتاب "جنت کے حسین مناظر" ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] الخلیلی فی مشیختہ (منہ)

فرشتہ سجل علیہ السلام

(حدیث) فرمان باری تعالیٰ ﴿کَطَیِّ السِّجِلِّ﴾ کی تفسیر میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت مالک علیہ السلام ہیں۔[1]

حضرت عطیہ فرماتے ہیں کہ "السجل" ایک فرشتہ کا نام ہے۔[2]

سجل استغفار کا فرشتہ ہے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "سجل" ایک فرشتہ ہے جب یہ (آسمان کی طرف) (بندوں کے) استغفار لیکر چڑھتا ہے تو (اللہ تعالیٰ فرشتوں کو) فرماتے ہیں اسے نور کی شکل میں تحریر کرو۔[3]

(فائدہ) کنز العمال باب الاستغفار میں ہے کہ روز قیامت مؤمن کے اعمالنامہ میں کلمات استغفار کے مقامات روشن نظر آئیں گے۔

سجل موت کے بعد اعمال ناموں پر مقرر ہے

(حدیث) حضرت سدی (مفسر) فرماتے ہیں سجل وہ فرشتہ ہے جو اعمال ناموں پر مقرر ہے جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال سجلؑ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو اسے لپیٹتا اور قیامت تک کے لئے داخل دفتر کر دیتا ہے۔[4]

(حدیث) حضرت ابو جعفر باقرؒ فرماتے ہیں "سجل" ایک فرشتہ ہے ہاروت

---

1. عبد بن حمید (منه)
2. عبد بن حمید (منه)
3. ابن جریر، ابن ابی حاتم (منه)
4. ابن جریر، ابن ابی حاتم (منه)

ماروت اس کے معاون تھے یہ روزانہ لوح محفوظ میں تین بار دیکھا کرتا تھا تو ایک بار اس نے ایسی چیز دیکھی جو اس نے کبھی نہ دیکھی تھی اس نے لوح محفوظ میں حضرت آدمؑ کی تخلیق اور اس کے متعلق امور دیکھ لئے تھے اور ان کو ہاروت اور ماروت کے پاس مخفی طریقہ سے پہنچا دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو (ان ہاروت اور ماروت نے) کہا'' کیا آپ اس زمین میں اس کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اس میں فساد برپا کرے گا،، یہ جواب انہوں نے باقی فرشتوں پر (اپنا علمی) فضل جتلانے کے لئے کہا تھا۔

ہاروت ماروت

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"اِنَّ اٰدَمَ لَمَّا اَھْبَطَہُ اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ قَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ اَيْ رَبِّ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ قَالُوْا رَبَّنَا نَحْنُ اَطْوَعُ لَکَ مِنْ بَنِيْ آدَمَ ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی : ھَلُمُّوْا مَلَکَیْنِ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ حَتّٰی نُھْبِطَھُمَا اِلَی الْاَرْضِ فَنَنْظُرَ کَیْفَ یَعْمَلَانِ فَقَالُوْا : رَبَّنَا ھَارُوْتُ وَمَارُوْتُ فَاُھْبِطَا اِلَی الْاَرْضِ فَتَمَثَّلَتْ لَھُمَا الزُّھْرَۃُ اِمْرَاَۃً مِنْ اَحْسَنِ الْبَشَرِ فَجَاءَتْھُمَا فَسَاَلَاھَا نَفْسَھَا فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تَکَلَّمَا بِھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ مِنَ الْاِشْرَاکِ ، قَالَا لَا وَاللّٰہِ لَانُشْرِکُ بِاللّٰہِ اَبَداً فَذَھَبَتْ عَنْھُمَا ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُہٗ ، فَسَاَلَاھَا نَفْسَھَا فَقَالَتْ لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تَقْتُلَا ھٰذَا الصَّبِيَّ ، قَالَا وَاللّٰہِ لَا نَقْتُلُہٗ اَبَداً ، فَذَھَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحٍ مِنْ خَمْرٍ تَحْمِلُہٗ فَسَاَلَاھَا نَفْسَھَا ، فَقَالَتْ لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تَشْرَبَا ھٰذَا الْخَمْرَ فَشَرِبَا فَسَکِرَا فَوَقَعَا عَلَیْھَا وَقَتَلَا الصَّبِيَّ ، فَلَمَّا اَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْاَۃُ وَاللّٰہِ مَا تَرَکْتُمَا شَیْئاً اَبَیْتُمَاہُ عَلَيَّ اِلَّا قَدْ فَعَلْتُمَاہُ حِیْنَ سَکِرْتُمَا ، فَخُیِّرَا عِنْدَ ذٰلِکَ بَیْنَ عَذَابِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْیَا،، ۔ [1]

---

[1] مسند احمد، مسند عبد بن حمید، کتاب العقوبات ابن ابی الدنیا، صحیح ابن حبان، شعب الایمان بیہقی (منہ)
مسند احمد ۲/۱۳۴، بیہقی ۱۰/۵، مجمع الزوائد ۵/ ۶۸۔۶ /۳۱۳، عمل الیوم واللیلۃ ۶۵۱، جمع الجوامع ۱۰۲۴

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم (علیہ السلام) کو زمین پر اتارا تو فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگار! آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو اس میں فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور آپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! ہم تو انسانوں سے زیادہ آپ کے تابع فرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تو پھر) تم فرشتوں میں سے دو فرشتوں کو پیش کرو ہم ان کو زمین پر اتارتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں تو انہوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار (اس آزمائش کے لئے) ہاروت علیہ السلام اور ماروت علیہ السلام (موزوں ہیں کیونکہ یہ بہت پارسا ہیں) تو انہیں زمین پر اتار دیا گیا تو ان کے لئے زہرہ (ستارہ) کو انسانوں سے زیادہ حسین بنا (کر بھیج) دیا گیا جب یہ ان دونوں کے پاس آئی تو انہوں نے اس سے اس کا جسم طلب کیا تو اس نے کہا قسم بخدا بالکل نہیں جب تک کہ تم شرک کا یہ کلمہ نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا! نہیں خدا کی قسم ہم خدا کے ساتھ کبھی شرک نہیں کریں گے تو وہ ان کے ہاں سے چلی گئی پھر ایک بچے کو اٹھا کر (ساتھ) لے آئی۔ تب بھی انہوں نے اس سے اس کا جسم طلب کیا۔ تو اس نے کہا بالکل نہیں قسم بخدا یہاں تک کہ تم اس بچے کو قتل کردو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم اس بچے کو کبھی قتل نہیں کریں گے تب بھی وہ چلی گئی۔ پھر ایک پیالہ شراب کا اٹھا کر لوٹی تو بھی انہوں نے اس سے اس کا جسم طلب کیا۔ تو اس نے کہا بالکل نہیں خدا کی قسم یہاں تک کہ تم اس شراب کو پیو تو انہوں نے شراب پی تو نشہ میں آگئے اور اس پر واقع ہو گئے اور بچے کو بھی قتل کرڈالا پھر جب ہوش میں آئے تو اس عورت نے کہا خدا کی قسم تم نے کچھ نہیں چھوڑا جس کا تم نے میرے سامنے انکار کیا وہ سب تم نے نشہ میں کرڈالا ہے۔

پھر ان دونوں کو (سزا کے لئے) دنیا اور آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے عذاب دنیا کو اختیار کر لیا۔

(فائدہ) اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے جو اس کی استناد کے لئے کافی ہے اس روایت کے آئندہ طرق اور

متعدد تخریجات اور علامہ سیوطی اور حافظ ابن حجر کے فیصلہ سے اس واقعہ کے وقوع کی قطعیت ثابت ہوتی ہے علامہ سیوطی اور حافظ ابن حجر کا فیصلہ اس عنوان کی احادیث کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اَشْرَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى الدُّنْيَا فَرَاَتْ بَنِي آدَمَ يَعْصُوْنَ فَقَالَتْ يَارَبِّ مَا اَجْهَلَ هٰؤُلَاءِ مَا اَقَلَّ مَعْرِفَةِ هٰؤُلَاءِ بِعَظْمَتِكَ !! فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ مَسْلَاخِهِمْ لَعَصَيْتُمُوْنِيْ قَالُوْا كَيْفَ يَكُوْنُ هٰذَا وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ فَاخْتَارُوْا مِنْكُمْ مَلَكَيْنِ فَاخْتَارُوْا هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ، ثُمَّ اُهْبِطَا اِلَى الْاَرْضِ وَرُكِّبَتْ فِيْهِمَاشَهَوَاتُ بَنِيْ آدَمَ وَمُثِّلَتْ لَهُمَا امْرَاَةٌ فَمَا عَصِمَا حَتّٰى وَاقَعَا الْمَعْصِيَةَ فَقَالَ اللّٰهُ اخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَنَظَرَ اَحَدُهُمَا اِلٰى صَاحِبِهٖ قَالَ مَا تَقُوْلُ فَاخْتَرْ قَالَ اَقُوْلُ اِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا يَنْقَطِعُ وَاَنَّ عَذَابَ الْآخِرَةِ لَا يَنْقَطِعُ ، فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا فَهُمَا اللَّذَانِ ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ﴾ الآية . [1]

(ترجمہ) فرشتوں نے دنیا میں جھانکا تو انسانوں کو دیکھا اور عرض کیا اے پروردگار! یہ کتنے بڑے جاہل ہیں ان کو آپ کی عظمت سے کتنا کم واقفیت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم ان کے روپ میں ہوتے تو تم بھی میری نافرمانی کرتے انہوں نے عرض کیا یہ کیسے ہوسکتا ہے ہم تو آپ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور آپ کی تقدیس بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر تم اپنے میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرلو۔ تو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا تو انہیں زمین پر اتارا گیا اور ان میں اولاد آدم کی خواہشات سوار کر دیں اور ان کے لئے ایک عورت کی صورت بنا دی گئی تو وہ اپنی حفاظت نہ کر سکے یہاں تک کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو گئے (اس کی سزا میں) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ دنیا یا آخرت کا عذاب پسند کرلو تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا تو کیا کہتا ہے (جو کہے) اسے پسند کرلے تو اس نے کہا میں کہتا ہوں

[1] شعب الایمان امام البیہقی (منہ) شعب الایمان ۱/۱۱۳، جامع کبیر ۲/۵۰۹، کنز العمال ۴۲۶۹ در منثور ۱/۹۷

کہ دنیا کا عذاب منقطع ہونے والا ہے اور آخرت کا عذاب منقطع ہونے والا نہیں۔ تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو منتخب کرلیا یہ وہی دو (فرشتے) ہیں جن کا ذکر اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ''وَمَا اُنْزِلَ عَلَی الْمَلَکَیْنِ الآیۃ،، میں فرمایا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ (جب سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی تو) میں نے زہرہ کو دیکھا، جب دیکھا تو کہا (تمہیں) مرحبا نہ ہو پھر بتلایا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے ہاروت اور ماروت تھے انہوں نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ انہیں زمین پر اتارا جائے۔ (جب یہ زمین پر اتر گئے) تو لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے جب شام آتی تو یہ کچھ ایسے کلمات پڑھتے جن سے" سماء کی طرف عروج کر جاتے، پھر اللہ تعالی نے ایک انتہائی حسین عورت کو ان کے قابو میں کر دیا اور ان میں شہوت بھڑکا دی اور ان کے دلوں میں اس عورت کو سوار کر دیا بس وہ اس کی محبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ اس عورت نے ان کے ساتھ ایک وقت طے کر دیا جب وہ ان کے پاس وقت پر پہنچی تو کہا مجھے وہ کلمہ سکھلا دو جس کی وجہ سے تم (آسمان پر) عروج کرتے ہو تو انہوں نے وہ کلمہ سکھلا دیا تو جب اس نے وہ کلمہ پڑھا تو آسمان کی طرف چڑھ گئی اور (اس کی شکل) مسخ کر دی گئی اور اسے اس شکل میں کر دیا گیا جسے تم دیکھتے ہو۔ جب انہوں (ہاروت ماروت) نے شام کی اور یہ کلمہ پڑھا تو اوپر کو نہ چڑھ سکے (اس گناہ کی پاداش میں) ان کی طرف (اللہ تعالی نے یہ پیغام) بھیجا کہ اگر تم چاہو تو آخرت کا عذاب (دیدوں) اور اگر چاہو تو دنیا کا عذاب (دیدوں) تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم دنیا کا عذاب قبول کرتے ہیں۔[1]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں یہ زہرہ (ستارہ) جسے عربی ''زہرہ،، کہتے ہیں اور عجمی ''اناہید،، کہتے ہیں۔ دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے یہ (زہرہ) ان کے پاس آئی اور انہوں نے اسے دیکھا، تو ان سے زہرہ نے کہا تم مجھے نہیں بتلاتے جس کے ساتھ تم آسمان کی طرف چڑھتے ہو اور جس کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ (ہم) اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ چڑھتے اور اترتے ہیں تو اس

---

[1] مستدرک الامام حاکم وصححہ (منہ)

نے کہا کہ تم مجھے اپنے پاس نہیں بلا سکتے یہاں تک تم یہ (کلمات) مجھے سکھلا دو تو ایک نے اپنے دوسرے ساتھی کو کہا کہ اسے یہ (کلمات) سکھلا دے تو اس نے کہا خدا تعالی کے عذاب کی سختی کو ہم کس طرح برداشت کریں گے؟ تو دوسرے نے کہا کہ (اس وقت) ہم اللہ کی وسعت رحمت کی امید کریں گے تو اس نے اسے وہ کلمات سکھلا دیئے۔ تو اس عورت نے وہ کلمات پڑھے اور آسمان کی طرف اڑگئی، جس سے آسمان میں ایک فرشتہ گھبرا گیا اور اپنے سر کو جھکا دیا اور بعد میں کبھی نہ بیٹھا اور اللہ تعالی نے اس عورت کو مسخ کر دیا تو وہ ستارہ بن گئی۔[1]

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَعَنَ اللّٰهُ الزُّهْرَةَ فَاِنَّهَا هِيَ الَّتِي فَتَنَتِ الْمَلَكَيْنِ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ .[2]

(ترجمہ) زہرہ (عورت) پر لعنت ہو یہ وہی ہے جس نے دو فرشتوں ہاروت علیہ السلام اور ماروت علیہ السلام کو نافرمانی میں مبتلا کیا تھا۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آسمان دنیا کے فرشتوں نے زمین کی طرف جھانکا تو انہیں گناہوں میں مبتلا پایا تو عرض کیا اے پروردگار! اہل زمین تو گناہوں میں مبتلا ہیں تو اللہ تعالی نے فرمایا تم تو میرے ساتھ ہو (اس لئے گناہ نہیں کر سکتے ہو) اور وہ مجھ سے پردہ میں ہیں (اس لئے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں)۔ پھر ان سے فرمایا گیا کہ تم اپنوں سے تین (فرشتوں) کو منتخب کر لو تو انہوں نے اپنے (اندر) سے تین فرشتوں کو منتخب کیا تا کہ وہ زمین پر اتر جائیں اور اہل زمین کے مابین فیصلہ کریں اور ان میں انسانوں کی شہوت رکھدی گئی لیکن انہیں حکم دیا گیا کہ نہ تو وہ شراب پئیں، نہ کسی کو قتل کریں، نہ زنا کریں اور نہ بت کو سجدہ کریں۔ تو ان میں سے ایک نے تو معذرت کر لی اور دو نے قبول کیا تو انہیں زمین پر اتار دیا گیا، ان کے پاس لوگوں میں سے حسین ترین عورت آئی جس کا نام "اناہید،، تھا تو ان دونوں نے

---

[1] مسند اسحاق بن راہویہ، تفسیر عبد بن حمید، کتاب العقوبات ابن ابی الدنیا، تفسیر ابن جریر، کتاب العظمۃ ابوالشیخ، مستدرک حاکم وصححہ (منہ)

[2] مسند ابن راہویہ، تفسیر ابن مردویہ (منہ) تذکرۃ الموضوعات ص ۱۱۰، درمنثور ۱/۹۷، کنزالعمال ۱۷۶۵۲

اس کی خواہش کی اور اس کے گھر چلے گئے یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس کا ارادہ کیا تو اس نے ان کو کہا اس وقت تک نہیں جب تک کہ تم میری یہ شراب نہیں پی لیتے اور میرے پڑوسی کے بچے کو قتل نہیں کر دیتے اور میرے (اس) بت کو سجدہ نہیں کر دیتے ،انہوں نے جواب دیا ہم سجدہ تو نہیں کریں گے پھر انہوں نے شراب پی پھر (اس کے نشہ میں آ کر بچے کو) قتل کیا پھر (بت کو) سجدہ کیا۔ تو آسمان والوں نے ان کو (گناہ میں مبتلا ہوتے) دیکھ لیا۔ اس عورت نے ان دونوں کو کہا مجھے وہ کلمہ بتلاؤ جس کو تم پڑھ کر اڑتے (ہوئے آسمان پر جاتے) ہو تو انہوں نے اسے وہ کلمہ بتلا دیا تو وہ (زمین سے) اڑ گئی اور انگارے کی شکل میں مسخ کر دی گئی یہی وہ زہرہ ہے۔ اور ان دونوں کے پاس حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تو انہوں نے ان دونوں کو دنیا یا آخرت کے عذاب سہنے میں اختیار دیدیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو پسند کر لیا۔ تو یہ دونوں (سزا کے طور پر) آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔[1]

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ گناہوں اور انکار خدا میں مبتلا ہو گئے تو فرشتوں نے آسمان میں (رہتے ہوئے) کہا اے اس جہان کے پروردگار! آپ نے تو ان کو اپنی عبادت واطاعت کے لئے تخلیق کیا تھا یہ تو گناہوں میں پڑ گئے اور کفر کرنے ،زندوں کو قتل کرنے ،مال حرام کھانے، زنا اور چوری کرنے اور شراب نوشی میں مبتلا ہو گئے پھر ان کے لئے بددعا کرنے لگ گئے اور ان کا کوئی عذر قبول نہیں کرتے تھے۔ تو انہیں تنبیہ کی گئی کہ وہ پردہ میں ہیں ان کا یہ عذر قابل قبول ہے پھر انہیں کہا گیا (اگر تم یہ عذر قبول نہیں کرتے تو) اپنے سے افضل ترین فرشتے منتخب کر لو میں انہیں (کچھ باتوں کا) حکم دیتا ہوں اور (کچھ باتوں سے) منع کرتا ہوں۔ تو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا تو انہیں زمین پر اتار دیا گیا انکی اولاد آدم جیسی خواہشات بنا دی گئیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ صرف اسی (خدا) کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ اور انہیں نفس حرام کے قتل سے اور مال حرام کے کھانے' سے زنا' چوری اور

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

شراب نوشی سے منع کیا۔ تو یہ زمین میں ایک زمانہ تک لوگوں میں حق کے فیصلے کرتے رہے اور یہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا اسی زمانہ میں ایک عورت تھی اس کا حسن عورتوں میں اس طرح تھا جس طرح زہرہ (ستارے) کا سب ستاروں میں ہے۔ تو یہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس کے ساتھ بات میں نرمی کی اور اس کے بدن کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا مگر یہ کہ وہ اس کی بات مانیں اور اس کے دین پر چلیں جب انہوں نے اس کے دین کے بارہ میں پوچھا تو اس نے اپنا ایک بت نکالا اور کہنے لگی یہ ہے میں اس کی عبادت کرتی ہوں، تو انہوں نے جواب دیا ہمیں اس کی عبادت کرنے کی کوئی حاجت نہیں یہ چلے گئے جب تک اللہ نے چاہا غائب رہے، اس کے بعد پھر اس کے پاس آئے اور اس کا ارادہ کیا تو بھی اس (عورت) نے ویسا ہی کیا وہ پھر چلے گئے۔ اس کے بعد جب آئے تو اس کے بدن کا ارادہ کیا۔ تو اس نے جب دیکھا کہ انہوں نے بت پرستی سے انکار کر دیا تو کہنے لگی (اچھا تو پھر ان) تین باتوں میں سے کوئی سی پسند کر لو یا تو اس بت کی عبادت کر و یا اس آدمی کو قتل کر دو یا شراب پی لو تو انہوں نے کہا یہ سب شرطیں پوری کرنے کی (تو) نہیں لیکن ان تینوں میں شراب نوشی کم گناہ ہے تو انہوں نے شراب پی تو عقل جاتی رہی پھر یہ عورت پر واقع ہوئے۔ پھر انہیں خطرہ لگا انسان ان کے گناہ کی اطلاع نہ کر دے تو انہوں نے اسے قتل کر ڈالا پھر جب ان کا نشہ ہرن ہوا اور پتہ چلا کہ وہ کس گناہ میں ملوث ہوئے۔ تو انہوں نے آسمان کی طرف عروج کا ارادہ کیا تو توفیق نہ ہوئی ان کے اور آسمان کے درمیان رکاوٹ آ گئی۔ اور فرشتوں اور ان کے درمیان سے پردہ ہٹا دیا گیا تو فرشتوں نے اس کو دیکھ لیا جس میں وہ مبتلا ہوئے تھے تو وہ ششدر رہ گئے اور پہچان ہو گئی کہ جو پردہ میں ہو (خدا کے سامنے نہ ہو) اس میں (خدا کا) خوف بہت کم ہوتا ہے، اس کے بعد سے زمین کے سب (مومنین) کے لئے استغفار کرنے لگ گئے۔ انہیں (ہاروت و ماروت کو) کہا گیا دنیا کا عذاب یا آخرت کا عذاب چن لو (تو انہوں نے سوچا کہ) عذاب دنیا تو ختم ہونے اور مٹ جانے والا ہے لیکن عذاب آخرت کبھی ختم نہیں ہوگا تو انہوں نے عذاب دنیا کو چن لیا تو انہیں بابل میں (قید) کر دیا گیا اور

وہ اب تک عذاب میں مبتلا ہیں۔[1]

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حالت سفر میں ملا جب رات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا! دیکھو حمراء طلوع ہوگئی اسے مرحبا نہ ہو اور نہ خوش آمدید ہو اور نہ ہی اسے اللہ تروتازگی بخشیں، یہ دو فرشتوں کی ہم نشین تھی۔ فرشتوں نے کہا تھا اے پروردگار! آپ بدکار انسانوں کو کیسے چھوڑ دیتے ہیں جبکہ وہ ناجائز خون بہاتے، آپ کی محرمات کی خلاف ورزی کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں؟ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں نے تو امتحان لیا ہے پس اگر میں تمہارا بھی انہیں کی طرح کا امتحان لے لوں تو تم بھی وہی کرو جو وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا نہیں (ایسا تو نہ ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر تم اپنے نیک ترین میں سے دو کو منتخب کرلو، تو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا میں تمہیں زمین میں اتار رہا ہوں اور تاکید کرتا ہوں کہ نہ تو تم شرک کرو گے، نہ زنا کرو گے اور نہ خیانت کرو گے، پھر انہیں زمین پر اتار دیا گیا اور ان پر جماع کی شہوت مسلط کردی گئی اور ان کے لئے زہرہ کو حسین ترین عورت کی صورت میں اتارا گیا پس جب وہ ان کے سامنے آئی تو انہوں نے اس کے جسم کا ارادہ کیا۔ تو اس نے کہا میں تو ایک ایسے دین پر ہوں کہ کسی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ میرے پاس آئے سوائے اس کے کہ وہ بھی وہی دین اپنا لے۔ انہوں نے پوچھا کہ تیرا کیا دین ہے؟ اس نے کہا (میرا دین) مجوسیت ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو شرک ہے (اور) یہ ایسی شئے ہے کہ ہم اس کا اقرار نہیں کرسکتے۔ تو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ عورت (اتنے عرصہ تک) دور رہی پھر ان کے سامنے آئی تو بھی انہوں نے اس سے اس کا نفس طلب کیا، تو اس نے کہا تم جو چاہتے ہو میں ناپسند کرتی ہوں کہ اس کی اطلاع میرے خاوند کو ہو جائے اور میں شرمندہ ہو جاؤں پس اگر تم میرے لئے میرے دین کا اقرار کرلو اور یہ شرط بھی تسلیم کرو کہ تم مجھے ساتھ لیکر آسمان کی طرف پرواز کرو گے تو میں تیار ہوں۔ تو انہوں نے اس کے دین کا اقرار کیا اور جو چاہتے تھے

---

[1] ابن المنذر، ابن ابی حاتم، مستدرک وحاکم وصححہ، شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

وہ کیا، پھر وہ اس سمیت آسمان کی طرف پرواز کرنے لگے پس جب وہ آسمان تک جا پہنچے تو وہ (زہرہ) ان سے اچک لی گئی اور ان کے پر کاٹ دیئے گئے تو یہ خوفزدہ اور شرمندہ ہو کر روتے ہوئے (زمین پر) گر گئے، (اس زمانہ میں) زمین پر ایک نبی تھے جو دو جمعوں کے درمیان دعا کیا کرتے تھے جب جمعہ کا دن ہوتا تو ان کی دعا پوری ہو جاتی تھی۔ تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم فلاں (نبی) کے پاس حاضر ہوں اور اس سے سوال کریں تا کہ وہ ہمارے لئے (اللہ تعالی سے) توبہ (کرنے کی اجازت) طلب کرے۔ تو وہ اس کے پاس گئے تو اس نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے زمین والا آسمان والوں کیلئے (توبہ) کیسے طلب کرے؟ انہوں نے عرض کیا ہم تو امتحان میں مبتلا ہو گئے۔ تو اس (نبی) نے فرمایا تم میرے پاس جمعہ کے روز آنا تو وہ اس کے پاس (جمعہ کے روز) آئے۔ تو اس نے فرمایا تمہارے متعلق میری کوئی دعا قبول نہیں ہوئی تم میرے پاس دوسرے جمعہ کو آنا تو وہ (دوسرے جمعہ کو) آئے تو اس (نبی علیہ السلام) نے فرمایا تم منتخب کر لو تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تمہیں پسند ہو دنیا میں معافی ہو جائے اور آخرت میں عذاب میں رہو اور اگر چاہو تو دنیا میں عذاب میں رہو اور آخرت میں اللہ کے حکم (عذاب سے) محفوظ رہو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ دنیا کا بہت کم حصہ گزرا ہے اس لئے آخرت کے عذاب کو منتخب کر لیں)، تو دوسرے نے کہا تم پر افسوس۔ ہے میں نے پہلے تمہاری مانی ہے اب تم میری مانو پھر انہوں نے دنیاوی عذاب کو منتخب کر لیا۔[1]

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

قصہ ہاروت وماروت صحیح ہے

اس قصہ کے اور بھی بہت سے طرق ہیں جن کو حافظ ابن حجر (عسقلانی) نے ایک مستقل جزء کی شکل میں جمع فرمایا ہے۔ اور اپنی کتاب القول المسدد فی الذب عن مسند احمد میں فرماتے ہیں اس قصہ کا واقف کار کثرت طرق وارده اور اکثر (روایات) کے قوت مخارج کی وجہ سے اس کے وقوع پر یقین کر ہی لے گا اور میں (مراد علامہ سیوطی ہیں) بھی اس جزء کا واقف ہوں جسے انہوں نے جمع کیا ہے جس میں انہوں نے تقریباً انیس طریق (سندیں) ذکر کئے ہیں۔ اور میں نے بھی تفسیر میں اس کے طرق جمع کئے ہیں جو بیس سے زائد ہیں۔

(فائدہ) یہ قصہ مذکورہ روایات میں مختلف انداز سے وارد ہے ان کا مجموعہ اپنی اپنی مختلف اسناد کے ساتھ ملکر اتنی حیثیت تو ثابت کرتا ہے کہ اس کا وقوع ہوا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر اور علامہ سیوطی جیسے متبحر علماء کے اقوال اوپر گزرے ہیں لیکن حافظ ابن کثیر اور بہت سے مفسرین وغیرہ یہ فرماتے ہیں چونکہ یہ واقعہ عصمت ملائکہ کے اس عقیدہ کے خلاف ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے اس لئے اس واقعہ کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ روایت کعب احبار کے ذریعہ مروی ہے جس کو ناقلین نے مرفوع کر کے روایت کر دیا ہے واللہ اعلم۔

ایک اور فرشتہ کا ذکر

(روایت) حضرت عبداللہ بن عیسیٰ فرماتے ہیں تم سے پچھلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے چالیس سال (تک) خشکی میں اللہ کی عبادت کی تھی اس نے عرض کیا اے پروردگار! میرا شوق ہے کہ میں آپ کی عبادت سمندر میں بھی کروں تو وہ ایک قوم کے پاس آیا اور اپنے سوار ہونے کا سوال کیا تو انہوں نے اسے سوار کرلیا اور کشتی ان کو لیکر چل پڑی جب تک خدا نے چاہا چلتی رہی پھر ٹھیر گئی، وہاں پانی کی ایک جانب درخت (موجود) تھا اس نے کہا مجھے اس درخت پر چھوڑ دو، تو انہوں نے اسے اس پر چھوڑ دیا اور کشتی باقیوں کو لیکر چلی گئی۔ پس (ایک مرتبہ) ایک فرشتہ نے ارادہ کیا کہ آسمان کی طرف پرواز کرے تو اس نے وہ کلام پڑھنا چاہا جسے پڑھ کر وہ پرواز کیا کرتا تھا لیکن وہ نہ پڑھ سکا تو اس نے سمجھا کہ یہ اس کی کسی کوتاہی کا نتیجہ ہے تو وہ (اس) درخت والے کے پاس آیا اور اسے کہا کہ آپ میرے لئے اپنے رب سے شفاعت کریں تو اس نے نماز پڑھی اور فرشتہ کے لئے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس فرشتہ کے متعلق (یہ) دعا (بھی) کی کہ اس کی روح یہی فرشتہ قبض کرے کیونکہ یہ (میرے حق میں میری دعا کی وجہ سے) ملک الموت سے زیادہ نرمی سے پیش آئے گا تو وہ اس کے پاس اس وقت آیا جب اس کو موت آنے والی تھی۔ تو اس (فرشتہ) نے کہا میں نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ وہ آپ کے متعلق میری سفارش قبول فرمالیں جس طرح اس کی سفارش میرے حق میں قبول فرمائی تھی اور یہ کہ میں ہی اس کی روح قبض کروں، آپ جہاں سے چاہیں وہیں سے (آپ کی) روح کو قبض کروں گا تو اس نے ایک سجدہ کیا اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا اور اس پر موت آ گئی۔[1]

(فائدہ) اس روایت میں بھی ایک فرشتہ کی عصمت کے خلاف بات پائی جاتی ہے الحبائک کے محشی علامہ غماری نے اس روایت کو بھی اسرائیلیات میں شامل کیا ہے۔

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)

رعد اور برق علیہما السلام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ﴾ ۔ [1]

(ترجمہ) اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تحمید و تسبیح کرتے ہیں)۔

رعدؑ کے احوال

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔

اَقْبَلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : اَخْبِرْنَا مَا هٰذَا الرَّعْدُ ؟ قَالَ "مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ، بِيَدِهٖ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ ، يَسُوْقُهٗ حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ ، قَالُوْا: فَمَا هٰذَا الصَّوْتُ الَّذِيْ نَسْمَعُ ؟ قَالَ "صَوْتُهٗ"، قَالُوْا صَدَقْتَ . [2]

(ترجمہ) یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں بتلائیے یہ رعد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادلوں کا نگران ہے، اس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہے جس سے بادل کو تنبیہ کرتا ہے (اور) جہاں کا اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں وہاں لے جاتا ہے۔ انہوں نے کہا تو یہ آواز کیا ہے جو ہم سنتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ اس فرشتہ کی آواز ہے۔ انہوں نے

[1] سورۃ الرعد آیت ۱۳

[2] احمد، ترمذی وصححہ، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ فی العظمۃ، ابن مردویہ، ابونعیم فی الدلائل، الضیاء فی المختارہ (منہ) درمنثور ۴/۵۰ بحوالہ جات مذکورہ، طبری ۱/۴۳۱، ۴۳۲، ابوالشیخ حدیث ۷۶۵، مسند احمد ۱/۲۷۴، کتاب التوحید ابن مندہ ۱/۱۶۸، ترمذی کتاب التفسیر ۵/۲۹۴ حدیث ۳۱۱۷، عشرت النساء امام نسائی ص ۱۰۱، تحفۃ الاشراف ۴/۳۹۴ روایت ۵۴۴۵، مسند احمد ۱/۲۷۳، ۲۷۸ دون ذکر سوال عن الرعد

کہا آپؐ نے سچ کہا۔

رعد علیہ السلام کا کوڑا

(حدیث) حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں رعد فرشتہ (کا نام) ہے اور برق اس فرشتہ کا بادل کو لوہے کے کوڑے سے مارنا ہے۔[1]

(فائدہ) اوپر کی روایت میں آگ کا کوڑا بتایا گیا ہے اور اس میں لوہے کا۔ ان دونوں میں حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں اس کی تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ کوڑا تو لوہے کا ہوگا لیکن گرمی کی شدت سے آگ معلوم ہوتا ہوگا واللہ اعلم۔

رعد کی تسبیح

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رعد وہ فرشتہ ہے جو بادل کو تسبیح سے چلاتا ہے جس طرح اونٹوں کو گا کر ہنکانے والا ہنکاتا ہے۔[2]

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب وہ کڑک سنتے تو "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَبَّحْتَ لَهٗ"، (پاک ہے وہ ذات جس کے لئے تو نے تسبیح پڑھی) پڑھتے۔ اور (حضرت ابن عباسؓ نے) فرمایا رعد (وہ) فرشتہ ہے جو بارش کو ڈانٹتا ہے جس طرح چرواہا اپنی بکریوں کو ڈانٹتا ہے۔[3]

رعد کی آواز

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں رعد فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کا نام (بھی) رعد ہے اور یہ وہی ہے جس کی تم آواز سنتے ہو اور برق نور کا ایک کوڑا ہے جس سے فرشتہ بادل کو تنبیہ کرتا ہے۔[4]

---

[1] کتاب المطر ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر،، سنن الکبری بیہقی (منہ)
[2] ابن منذر، ابوالشیخ (منہ) ۷۱، تفسیر ابن جریر ۱/۱۵۰، درمنثور ۴/۵۰ بحوالہ خرائطی وغیرہ۔
[3] الادب المفرد امام بخاری، ابن ابی الدنیا (منہ)
[4] ابن جریر، ابن مردویہ (منہ)

رعد کے کام

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ سے رعد کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا اللہ تعالی نے اس کو بادل رانی سپرد کی ہے پس جب اللہ تعالی ارادہ فرماتے ہیں کہ (کسی) بادل کو کسی شہر کی طرف چلائیں تو اسے حکم فرماتے ہیں اور وہ اسے چلا کر (وہاں) لے جاتا ہے اور جب وہ منتشر ہوتا ہے تو اپنی آواز سے (بھی) تنبیہ کرتا ہے یہاں تک کہ وہ (پھر) مل جاتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی ایک اپنی سواریوں کو جمع کرتا ہے۔[1]

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ مَنْشَاِ السَّحَابِ فَقَالَ "اِنَّ مَلَكاً مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ يَلُمُّ الْقَاصِيَةَ وَيُلْحِمُ الرَّابِيَةَ، فِيْ يَدِهٖ مِخْرَاقٌ فَاِذَا رَفَعَ بَرِقَتْ وَاِذَا زَجَرَ رَعَدَتْ وَاِذَا ضَرَبَ صَعِقَتْ.[2]

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بادل کے احوال کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ایک فرشتہ بادل کا نگران ہے جو اسے (پست) گھاٹیوں میں بھی لے جاتا ہے اور بلند ٹیلوں سے بھی گزارتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہے جب اسے بلند کرتا ہے تو چمک پیدا کرتا ہے اور جب ڈانٹتا ہے تو گرجتا ہے اور جب مارتا ہے تو چیختا ہے۔

یہ فرشتہ نظر آجاتا ہے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ برق وہ فرشتہ ہے جو نظر آجاتا ہے۔[3]

(فائدہ) نظر آنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا اثر و شکل آسمانی بجلی میں نظر آتا ہے۔[4]

(حدیث) حضرت کعب فرماتے ہیں کہ آسمانی بجلی فرشتہ برد کا تالی بجانا ہے۔

---

1. ابوالشیخ (منہ)
2. ابن مردویہ (منہ) درمنثور ۴/۵۰
3. کتاب المطر ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ (منہ) حدیث ۷۷۶، درمنثور ۴/۴۹
4. حاشیۃ الحبائک

(اسی سے یہ روشنی نکلتی ہے جو آسمانی بجلی کہلاتی ہے) اگر یہ فرشتہ باشندگان زمین پر ظاہر ہو جائے تو سب کی چیخیں نکل جائیں۔[1]

برق فرشتہ کا نام روفیل ہے

(حدیث) حضرت عمرو بن بجاد اشعری فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِسْمُ السَّحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ الْعَنَانُ وَالرَّعْدُ مَلَکٌ یَزْجِرُ السَّحَابَ وَالْبَرْقُ طَرْفُ مَلَکٍ یُقَالُ لَهٗ رُوْفِیْلُ"۔[2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے ہاں بادل کا نام "عنان" اور رعد وہ فرشتہ ہے جو بادل کو تنبیہ کرتا ہے اور بجلی ایک فرشتہ کا ایک کنارہ ہے جس کا نام رُوفیل ہے۔

برق فرشتہ کے چار منہ ہیں

حضرت محمد بن مسلم فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ برق ایک فرشتہ ہے جس کے چار منہ ہیں ایک منہ انسان کا ہے، ایک بیل کا، ایک گدھ کا اور ایک شیر کا پس جب وہ دم ہلاتا ہے تو اسی سے بجلی چمکتی ہے۔[3]

---

[1] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ) ۷۷

[2] ابن مردویہ (منہ) درمنثور ۴/۵۰

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

اسماعیل علیہ السلام

ستر ہزار فرشتوں کا سردار

(حدیث) حضرت ابو سعید (خدریؓ) سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپؐ نے بتلایا۔

اِنَّ فِي السَّمَاءِ مَلَكاً يُقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيْلُ عَلٰى سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ مِنْهُمْ عَلٰى سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ ،،۔ [1]

(ترجمہ) آسمان میں ایک فرشتہ ہے جس کا نام اسماعیل ہے یہ ستر ہزار فرشتوں کا سردار ہے اور (یہ ستر ہزار بھی وہ ہیں کہ) ان میں کا ہر ایک ستر (ستر) ہزار فرشتوں کا سردار ہے۔

پہلے آسمان کا سردار

(حدیث) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق ارشاد فرمایا جس میں آپؐ کو معراج کرائی گئی ——— پھر آپؐ نے حدیث بیان کی اور یہ بھی ذکر کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

"فَصَعِدْتُ اَنَا وَجَبْرِيْلُ فَاِذَا اَنَا بِمَلَكٍ يُقَالُ لَهُ اِسْمَاعِيْلُ وَهُوَ صَاحِبُ سَمَاءِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ يَدَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، مَعَ كُلِّ مَلَكٍ جُنْدُهُ مِائَةُ اَلْفٍ ،،۔ [2]

(ترجمہ) پس میں اور جبرائیل (دونوں) بلند ہوئے تو میں ایک فرشتہ کے پاس پہنچا جسے اسماعیل کہا جاتا ہے اور یہ آسمان دنیا کا سربراہ ہے اس کے سامنے ستر ہزار

---

[1] معجم اوسط للطبرانی، ابو الشیخ (منہ) معجم طبرانی صغیر ۲/۷۰، مجمع الزوائد ۱/۸۰، جمع الجوامع ۶۷۶۶، کنز العمال ۳۱۵۱۷، واسنادہ ضعیف۔

[2] ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، دلائل النبوۃ، امام بیہقی (منہ)

فرشتے ہیں (اوران میں کے) ہر ایک کے ساتھ اس کا ایک لاکھ کا (فرشتوں کا) لشکر ہے۔

اس کی تسبیح کی عظمت

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں آسمان میں ایک فرشتہ (ایسا) ہے جس کا نام اسماعیل ہے اگر اسے اجازت ہو کہ وہ اپنے کانوں میں سے (صرف) ایک کان کھولدے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہے تو آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب پر موت واقع ہو جائے۔[1]

حضورؐ کی وفات کے وقت نازل ہوئے

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تین روز پہلے آپؐ کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تو انہوں نے عرض کیا اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کی عزت افزائی، فضیلت اور خصوصیت کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں آپ سے اس بات کے متعلق دریافت کروں جس کو اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا اے جبرائیل! میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں۔ اس کے بعد وہ دوسرے روز بھی آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اسی طرح عرض کیا۔ پھر تیسرے روز بھی آپ کے پاس آئے اور اسی طرح عرض کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی فضا میں اترا جن کا نام اسماعیلؑ ہے جو ستر ہزار فرشتوں کا سربراہ ہے۔ پس حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ سے عرض کیا اے احمد! یہ ملک الموت ہیں آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں انہوں نے کسی آدمی سے کبھی اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی کسی آدمی سے آپ کے بعد اجازت طلب کریں گے۔[2]

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] مسند العدنی (منہ) جامع کبیر ۲/۶۳

اس فرشتہ کی عظمت

اس مذکورہ روایت کو امام شافعیؒ نے اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ اسے اسماعیل کہا جاتا ہے جو ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے اور پھر ان (ایک لاکھ فرشتوں) میں سے ہر ایک فرشتہ ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے۔ (سنن شافعی)

اور امام بیہقی نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے کہ جب تیسرا روز ہوا تو آپ ﷺ کی طرف حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ ملک الموت بھی تھے اور ان دونوں کے ساتھ فضا میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام اسماعیل ہے جو ستر ہزار فرشتوں کا سربراہ ہے اور ان (ستر ہزار فرشتوں) میں کا ہر ایک فرشتہ (اپنے ماتحت کے) ستر ہزار فرشتوں کا سربراہ ہے۔

صَدلُقَن علیہ السلام

عظمت جسمانی

حضرت شہر بن حوشب فرماتے ہیں اللہ تعالی کا ایک فرشتہ (وہ) ہے جس کا نام صدلقن ہے ساری دنیا کے سمندر (اور دریا اگر جمع کر دیئے جائیں) تو (بھی) اس کے انگوٹھے کا گڑھا وسیع ہو جائے۔[1]

(فائدہ) کتاب العظمۃ ابو الشیخ کے ایک نسخہ میں صداق ہے دو نسخوں میں صدلقن ہے اور حلیۃ الاولیاء میں صدیقا ہے۔

---

[1] ابو الشیخ (منہ) نمبر ۳۳۰...... حلیہ ابو نعیم ۶/۶۱

رِیافیل علیہ السلام

ذوالقرنین بادشاہ سے دوستی

امام ابوجعفر اپنے باپ (علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ) سے نقل کرتے ہیں کہ ذوالقرنین علیہ السلام کا ایک دوست فرشتوں میں سے تھا جن کا نام ریافیل ہے یہ ان کے پاس آتا اور ان کی زیارت کرتا تھا تو انہوں نے (ایک بار) فرمائش کی کہ مجھے بتاؤ آسمان میں تم کس طرح عبادت کرتے ہو؟ تو انہوں نے بتلایا کہ آسمان میں کچھ فرشتے قیام میں ہیں جو کبھی نہیں بیٹھیں گے، اور کچھ سجدہ میں ہیں جو کبھی سر نہیں اٹھائیں گے، اور (بعض) رکوع میں ہیں جو کبھی سیدھے (کھڑے) نہیں ہوں گے، اور (بعض) اپنا چہرہ اٹھائے ہوئے ہیں جو کبھی اپنا سر نہیں جھکائیں گے ہمیشہ ٹکٹکی باندھے رہیں گے، ان کی عبادت یہ کلمہ ہے۔

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ، رَبِّ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ.

(اے بادشاہ وقدوس آپ پاک ہیں آپ ہی فرشتوں (علیہم السلام) اور روح (علیہ السلام) کے پروردگار ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! جس طرح آپ کی عبادت کا حق ہے ہم نے اس طرح سے آپ کی عبادت نہیں کی)[1]

اس کے نام میں اختلاف

(فائدہ) ابوالشیخ کے مطبوعہ نسخہ میں زیافیل ہے اور در منثور میں زرافیل ہے

آبِ حیات کی اطلاع

امام ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب فرماتے ہیں حضرت ذوالقرنین کا فرشتوں میں سے ایک دوست تھا جسے ریافیل کہا جاتا ہے وہ ہمیشہ (آ کر) ان کو سلام کہتا تو اس کو حضرت ذوالقرنین نے فرمایا اے ریافیل آپ کوئی ایسی چیز جانتے ہیں جو

1. ابوالشیخ (منہ) ۹۶۶، درمنثور ۴/ ۲۴۵ نحوہ بحوالہ ابن ابی حاتم

عمر میں اضافہ کرے تا کہ شکر اور عبادت میں اضافہ ہو سکے انہوں نے فرمایا مجھے تو اس کا پتہ نہیں لیکن آپ کی خاطر اس کے متعلق آسمان میں عنقریب سوال کرون گا، پس حضرت ربا فیل علیہ السلام آسمان کی طرف چڑھ گئے پس جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا رو کیں تو رکے رہے پھر (جب) اترے تو بتایا کہ جس کے متعلق آپ نے سوال کیا تھا اس کے متعلق میں نے پوچھا ہے تو مجھے (یہ) بتلایا گیا ہے کہ اندھیرے میں اللہ تعالیٰ کا ایک چشمہ ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس نے بھی اس سے ایک گھونٹ پی لیا وہ کبھی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ خود ہی اللہ تعالیٰ سے موت کا سوال کرے۔[1]

ذوالقرنین علیہ السلام

(روایت) حضرت جبیر بن نفیر فرماتے ہیں کہ ذوالقرنین (بادشاہ) فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اتارا تھا اور انہیں ہر قسم کا ساز وسامان عطا فرمایا تھا۔[2]

(فائدہ) حضرت ذوالقرنین بادشاہ کو فرشتہ بتانا بہت ہی کمزور رائے ہے (حاشیۃ الحبائک)۔

حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو مقام منیٰ میں ذوالقرنین کا نام پکارتے سنا تو اسے فرمایا کیا تمہارے لئے انبیاء کرام کے اسماء کافی نہ تھے تم نے فرشتوں کے نام کیوں رکھ لئے۔[3]

ذوالنورین علیہ السلام

(حدیث) ایک آدمی نے ذوالنورین کا ذکر کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایک عظیم فرشتہ کو یاد کیا ہے۔[4]

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

[2] ابن ابی حاتم (منہ)

[3] فتوح مصر ابن عبدالحکم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ حدیث نمبر (۹۷۶) (منہ) الاضداد ابن الانباری ص ۳۵۳، در منثور ۲۴۱/۴

[4] تاریخ ابن عساکر (منہ)

دِیک علیہ السلام

تسبیح دیک علیہ السلام اور اس کا فائدہ

حضرت ابوسفیان فرماتے ہیں کہ آسمان میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے دیک (مرغ) کہا جاتا ہے جب وہ آسمان میں تسبیح کہتا ہے تو زمین کے مرغ (بھی) تسبیح کہتے ہیں اس کی تسبیح یہ ہے۔

سُبْحَانَ السُّبُّوحِ الْقُدُّوسِ الْمَلِكِ الدَّيَّانِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهو.

(ترجمہ) (سبوح وقدوس پاک ہے، جو بادشاہ حاکم ہے، جس کے سوا کوئی خدا نہیں) جس پریشان حال یا مریض نے یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کر دیتے ہیں[1]

حضرت یوسف بن مہران فرماتے ہیں کہ مجھے کوفہ کے ایک آدمی عبدالرحمٰن نے یہ حدیث بیان کی کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے مرغ کی شکل میں ایک فرشتہ ہے اس کے پنجے موتی کے ہیں اس کا خار سبز زبرجد کا ہے جب رات کی پہلی تہائی گزرتی ہے تو وہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا اور چہچہاتا ہے اور کہتا ہے رات میں عبادت کرنے والوں کو کھڑے ہو جانا چاہئے۔ پھر جب رات کی دو تہائیاں گزر جاتی ہیں تو یہ اپنے پر کو پھڑ پھڑاتا اور چہچہاتا اور کہتا ہے نمازیوں (یعنی تہجد گزاروں) کو کھڑے ہو جانا چاہئے۔ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو اپنے پر پھڑ پھڑاتا اور چہچہاتا ہے اور کہتا ہے بیدار ہونے والوں کو بیدار ہو جانا چاہئے اب ان کی غلطیاں انہیں کے ذمہ ہوں گی[2]

---

[1] ابوالشیخ (منہ) ۵۳۴، لآلی مصنوعہ ۶۳/۱

[2] ابوالشیخ (منہ) ۵۳۰، لآلی مصنوعہ ۶۲/۱، الودیک للسیوطی ص ۵، ۶

اوقات نماز میں اذان دیتا ہے

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

"اِنَّ لِلّٰهِ دِيْكاً رِجْلَاهُ تَحْتَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ وَرَاْسُهٗ قَدْ جَاوَزَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ يُسَبِّحُ فِيْ اَوْقَاتِ الصَّلَاةِ فَلَا يَبْقٰى دِيْكٌ مِنْ دِيْكَةِ الْاَرْضِ اِلَّا اَجَابَهٗ،، ؎۱

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا (ایک فرشتہ) دیک (مرغ) ہے اس کے پاؤں ساتوں زمینوں سے نیچے ہیں اور اس کا سر ساتوں آسمانوں سے تجاوز کر گیا ہے۔ یہ اوقات نماز میں تسبیح کہتا ہے۔ زمین کے مرغوں میں سے کوئی مرغ بھی باقی نہیں رہتا مگر اس کا (اپنی اذان سے) جواب دیتا ہے۔

(فائدہ) اس فرمان کے بعد آپؐ نے یہ بھی فرمایا مجھے پسند نہیں ہے کہ میرا گھر خالی ہو اور میں مرغ نہ رکھوں لیکن یہ جملہ الحبائک میں ذکر نہیں کیا گیا۔ (ہم نے اس کا اضافہ کتاب العظمۃ ابوالشیخ سے کیا ہے۔)

طوالت جسم

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ دِيْكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَرَاْسُهٗ مُثْنِيَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَهُوَ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَكَ فَيَرِدُ عَلَيْهِ مَا عَلِمَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ بِيْ كَاذِباً،، ؎۲

؎۱ ، ابوالشیخ (منہ) ۵۲۳، لآلی مصنوعہ ۱/۶۱

؎۲ معجم اوسط طبرانی، ابوالشیخ، حاکم (منہ) حاکم ۴/ ۲۹۷، جمع الجوامع ۴۶۷۴، کنز العمال ۳۵۲۸۳، ۴۲۳۵۸، لآلی مصنوعہ ۱/ ۳۲، منثور ۲/ ۴۶، ترغیب وترہیب ۲/ ۶۳۳، ابوالشیخ ۵۲۴۔ ۱۲۴۸ طبرانی اوسط ۲/ ۱۶۱/ ۱، مجمع الزوائد ۴/ ۱۸۰، حاکم ۴/ ۲۹۷، مسند ابویعلی ۵۹۶۔

(ترجمہ) اللہ تعالی نے مجھے اجازت عطا فرمائی ہے کہ میں دیک علیہ السلام کے متعلق (کچھ) بیان کروں۔ اس کے پاؤں زمین سے گزر گئے ہیں اور اس کا سر عرش کے نیچے لگا ہوا ہے وہ یہ پڑھتا ہے سُبْحَانَکَ مَا اَعْظَمَکَ (آپ پاک ہیں آپ بہت عظمت والے ہیں) تو اس کو اس تسبیح کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جس نے میرے نام کی جھوٹی قسم کھائی اس نے اس عظمت کو نہیں جانا۔

(حدیث) حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ لِلّٰہِ دِیکاً بَرَاثِنُہٗ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰی وَعُنُقُہٗ مُثْنیٌّ تَحْتَ الْعَرْشِ وَجَنَاحَاہُ فِي الْھَوَاءِ یَخْفِقُ بِھِمَا سَحَرَ کُلِّ لَیْلَۃٍ سَبِّحُوا الْقُدُّوْسَ رَبَّنَا الرَّحْمٰنَ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تعالی کا ایک (فرشتہ) دیک ہے اس کے پنجے سب سے نچلی زمین میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے (پہنچتی) ہے اس کے پر فضا میں ہیں ہر رات سحری کے وقت ان پروں کو ہلاتا ہے (اور عبادت گزاروں کو کہتا ہے) اس پاک کی تسبیح کرو وہی ہمارا پروردگار مہربان ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

عظمت جسم

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ کا ایک (فرشتہ) دیک علیہ السلام ہے۔ آسمان دنیا میں اس کا سینہ سونے کا ہے، پیٹ چاندی کا ہے، ٹانگیں یاقوت کی ہیں پنجے زمرد کے ہیں (اور یہ) پنجے سب سے نچلی زمین میں نیچے ہیں۔ اس کا ایک پر مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے، اس کی گردن عرش کے نیچے ہے، اس کی کلغی نور کی ہے (یہ) عرش اور کرسی کے درمیان حجاب ہے اپنے پر کو ہر رات تین بار اڑاتا ہے۔ [2]

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] ابوالشیخ (منہ) کنز العمال ۳۵۲۸۰، موضوعات ابن جوزی ۳/۶، ۷، جمع الجوامع ۶۹۵۶، ابوالشیخ حدیث نمبر ۵۲۵، ابودیب فی اخبار الدیک ص ۵ بحوالہ فضل الذکر فریابی، لالی مصنوعہ ۱/۶۱، مجمع الزوائد ۸/۱۳۴

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث نمبر ۵۲۶

"اِنَّ لِلّٰهِ دِيكاً جَنَاحَاهُ مُوْشِيَانِ بِالزَّبَرْجِدِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالْيَاقُوْتِ جَنَاحٌ لَهُ بِالْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ لَهُ بِالْمَغْرِبِ وَقَوَائِمُهُ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى وَرَأْسُهُ مُثْنِيٌّ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاِذَا كَانَ فِي السَّحْرِ الْاَعْلٰى خَفَقَ بِجَنَاحَيْهِ ثُمَّ قَالَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَضْرِبُ الدِّيَكَةُ اَجْنِحَتَهَا وَتَصِيْحُ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ قَالَ اللّٰهُ ضُمَّ جَنَاحَكَ وَغُضَّ صَوْتَكَ فَتَعْلَمُ اَهْلُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنَّ السَّاعَةَ قَدِ اقْتَرَبَتْ"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تعالی کا ایک (فرشتہ) دیک علیہ السلام ہے جس کے پر زبرجد، موتی اور یاقوت سے مزین ہیں، اس کا ایک پر مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں، اس کی ٹانگیں نچلی زمین میں ہیں، اس کا سر عرش سے پیوست ہے جب بڑی سحری کا وقت آتا ہے تو یہ اپنے پروں کو اڑاتا ہے پھر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ پڑھتا ہے اسی وقت مرغ اپنے پر مارتے اور چیختے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی فرمائیں گے اپنے پروں کو تہ کرلے اور اپنی آواز پست کرلے پس اس وقت آسمانوں اور زمین والے (فرشتے) جان لیں گے کہ قیامت قریب آچکی ہے۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ دِيكاً بَرَاثِنُهُ عَلَى الْاَرْضِ السَّابِعَةِ وَعُرْفُهُ مُنْطَوٍ تَحْتَ الْعَرْشِ قَدْ اَحَاطَ جَنَاحَهُ بِالْاُفُقَيْنِ فَاِذَا بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ ضَرَبَ بِجَنَاحَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ سُبْحَانَ رَبِّنَا الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ لَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُهُ ، فَيَسْمَعُهَا مَنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ"، فَيَرَوْنَ اَنَّ الدِّيَكَةَ اِنَّمَا تَضْرِبُ بِاَجْنِحَتِهَا وَتَصْرُخُ اِذَا سَمِعَتْ ذٰلِكَ. [2]

---

[1] ابو الشیخ (منہ) جمع الجوامع ۶۹۵۷، مجمع الزوائد ۱۳۴/۸، اتحافات سنیہ ص ۱۷۶، تنزیہ الشریعہ ۱/۱۸۹، فوائد مجموعہ ص ۴۵۶، ابو الشیخ ۵۲۷، تاریخ اصبہان ابونعیم ۲/۳۱۵۔ الودیک للسیوطی ص ۴ بحوالہ طبرانی و تاریخ اصبہان و کتاب العظمۃ۔

[2] ابو الشیخ (منہ) لآلی مصنوعہ ۱/۳۲، ابو الشیخ حدیث ۵۲۸، مجمع الزوائد ۸/۱۳۳۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جو پیدا کیا ہے اس میں ایک دیک (فرشتہ) بھی ہے اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں اس کی کلغی عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے اس کے پرون نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے پھر کہتا ہے (اے مخلوقات) ملک قدوس کی تسبیح بیان کرو، پاک ہے ہمارا رب ملک قدوس ہے، ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبودنہیں۔ اس کی اس بات کو مغرب ومشرق کے درمیان میں جن وانسان کے علاوہ سب (مخلوقات) سنتے ہیں یہ جو (لوگ) دیکھتے ہیں کہ مرغ اپنے پر مارتے ہیں اور اذان دیتے ہیں یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ (اس کی تسبیح) سنتے ہیں۔

دنیا کے مرغ فرشتوں کی تسبیح کا جواب دیتے ہیں

(روایت) حضرت ابوصادق فرماتے ہیں کہ مرغ (رات کو) فرشتوں کی تسبیح کا جواب دیتے ہیں کیا تم نے رات کے وقت کسی (اور) پرندہ کو چلاتے ہوئے دیکھا ہے؟ (تو صرف اسی کا چلانا اسی بات کا اشارہ کرتا ہے)۔[1]

صبح کو پرندے اپنے پر کیوں پھڑ پھڑاتے ہیں

حضرت ابن ابی عمر فرماتے ہیں جب فرشتہ (دیک علیہ السلام) خدا کی تسبیح پڑھنے کو کہتا ہے تو اس وقت پرندے اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں۔[2]

مرغ کی ایک حکایت

عبدالحمید بن یوسف فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک مرغ نے اذان دی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں معلوم۔ فرمایا یہ کہتا ہے ''اے غافلو! اللہ کو یاد کرو''۔[3]

---

۱ ابوالشیخ (منہ) ۵۲۹

۲ ابوالشیخ (منہ) ۵۳۱۔ الودیک ص ۶

۳ ابوالشیخ (منہ) ۵۳۲

مرغ کی اذان کی وجہ

حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے عرش کے نیچے، اس کا پر فضا میں ہے اور پنجے زمین میں ہیں جب صبح کا وقت ہوتا ہے اور اذانیں ہوتی ہیں تو یہ اپنے پر ہلاتا ہے اور تسبیح کہتا ہے تو (دنیا کے) مرغ بھی اس کی تسبیح کے جواب میں تسبیح کہتے ہیں۔[1]

طوالت جسم

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ لِلّٰہِ دِیْکاً رِجْلَاہُ فِي التَّخُوْمِ وَعُنُقُہٗ تَحْتَ الْعَرْشِ مُنْطَوِیَۃٌ فَاِذَا کَانَ ھَنَّۃٌ مِنَ اللَّیْلِ صَاحَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ فَصَاحَتِ الْمَلَائِکَۃُ"۔[2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک مرغ ہے جس کے پاؤں زمین کی جڑ میں ہیں اور سر عرش کے نیچے سمٹا ہوا ہے جب رات کا اخیر ہوتا ہے تو وہ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ" کہتا ہے تو فرشتے بھی (سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ) کہتے ہیں۔

(حدیث) حضرت عرش بن عمیرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی دِیْکاً بَرَاثِنُہٗ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰی وَعُنُقُہٗ تَحْتَ الْعَرْشِ یَصْرَخُ عِنْدَ مَوَاقِیْتِ الصَّلَاۃِ وَیَصْرَخُ لَہٗ دِیْکُ السَّمَاوَاتِ سَمَاءً سَمَاءً ثُمَّ یَصْرَخُ بِصُرَاخِ دِیْکِ السَّمَاوَاتِ دِیَکَۃُ الْاَرْضِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔[3]

---

[1] طبرانی (منہ)

[2] ابن عدی، شعب الایمان، بیہقی وضعفہ (منہ) جمع الجوامع ۶۹۶۱

[3] ابن عدی (منہ) کنز العمال ۳۵۲۸۰

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک دیک علیہ السلام (مرغ) ہے جس کے پنجے نچلی زمین میں ہیں اور کلغی عرش کے نیچے ہے یہ نمازوں کے اوقات میں چیختا ہے اور اس کی وجہ سے آسمان بہ آسمان آسمانوں کے مرغ چیختے ہیں پھر آسمانوں کے مرغوں کے چیخنے سے زمین کے مرغ چیختے (اذان دیتے) ہیں (اور ان کی چیخ اور اذان یہ ہوتی ہے) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ وہ پاک اور قدوس ہے (اور) فرشتوں اور روح کا رب ہے۔

دِیک علیہ السلام کی تسبیح سے کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے

(حدیث) حضرت ام سعدؓ جو مہاجر عورتوں میں سے تھیں فرماتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَلْعَرْشُ عَلٰى مَلَكٍ مِنْ لُؤْ لُؤٍ عَلٰى صُوْرَةِ دِيْكٍ رِجْلَاهُ فِي التُّخُوْمِ السُّفْلٰى وَعُنُقُهُ مُثْنِيَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَجَنَاحَاهُ بِالْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَإِذَا سَبَّحَ اللّٰهَ ذٰلِكَ الْمَلَكُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ اِلَّا سَبَّحَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ"۔ [1]

(ترجمہ) عرش (خداوندی) موتی کے ایک فرشتہ پر ہے جس کی شکل مرغ کی ہے اس کے پاؤں نچلی زمین کی تہ میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے اس کے دونوں پر مشرق و مغرب میں ہیں جب یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے تو کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی مگر وہ بھی اللہ عزوجل کی تسبیح کہنے لگ جاتی ہے۔

---

[1] مسند الفردوس دیلمی (منہ) درمنثور ۵/۳۴۶ بحوالہ ابن مردویہ

سکینت علیہ السلام

حضرت سکینت علیہ السلام حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتے تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

جب نیکو کاروں کا ذکر کیا جائے تو حضرت عمرؓ کو یاد کیا جائے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت سکینت علیہ السلام حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتے ہیں۔

امام ابن اثیر (جزری) نہایہ میں فرماتے ہیں سکینت سے یہاں فرشتہ مراد ہے۔

حضرت اسید بن حضیرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! رات میں نے سورہ کہف پڑھی تو کوئی چیز آئی تھی جس نے میرا منہ ڈھانپ لیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تِلْکَ السَّکِینَۃُ جَاءَ تْ حَتّٰی تَسْمَعَ الْقُرْآنَ ۔ [1]

یہ سکینت علیہ السلام تھے جو قرآن پاک سننے کے لئے آئے تھے۔

حضرت ابوسلمہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت اسید بن حضیر انصاریؓ کے ساتھ رات کو نماز میں مشغول تھے پس اچانک بادل کی مانند کسی شے نے مجھے ڈھانپ لیا اس میں ستاروں کی مانند کچھ تھا اور میری بیوی میرے ایک طرف میں سوئی ہوئی تھی اور وہ حاملہ بھی تھی اور گھوڑا بھی دیوار سے بندھا ہوا تھا مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ گھوڑا بھاگ نہ جائے اور عورت گھبرا نہ جائے کہ اس کا بچہ بھی ضائع ہو جائے، میں نے اپنی نماز توڑ دی اور (اسید سے مخاطب ہو کر) کہا اے اسید یہ ایک فرشتہ ہے جو قرآن سننے آیا ہے (گھبرائیو مت اور نماز نہ توڑیو)۔ [2]

---

[1] طبرانی (منہ) طبرانی ۱/۱۷۷، درمنثور ۴/۲۰۹ تفسیر قرطبی ۳/۲۴۹، مسند احمد ۴/۲۹۸

[2] طبرانی (منہ)

(فائدہ) اس حدیث کے قریب قریب ایک حدیث صحیح مسلم شریف میں بھی موجود ہے[1]۔

ملک الجبال علیہ السلام

یوم عقبہ میں حضورؐ کی مدد کو آئے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یوم احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر آیا ہے! تو آپؐ نے فرمایا۔

"لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالَيْلِ ابْنِ عَبْدِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُومٌ عَلٰى وَجْهِي فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِي فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَامُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنْ شِئْتَ اَطْبَقُ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا"۔[2]

(ترجمہ) مجھے تیری قوم (مراد قریش مکہ ہیں) سے (بہت تکلیف) پہنچی ہے اور زیادہ سخت تکلیف ان سے مجھے یوم العقبہ میں پہنچی ہے جب میں نے اپنے آپ کو ابن

---

[1] طبرانی کبیر (منہ)

[2] مسند احمد، بخاری، مسلم (منہ) فتح الباری ۷/۲۱۶، مشکوۃ ۵۸۴۸، احیاء العلوم ۴/۱۳۹، اتحاف السادۃ ۹/۸۸، تفسیر ابن کثیر ۳/۲۵۹، ریاض الصالحین ص ۲۸۵، کنز العمال ۳۱۹۸۲، بخاری ۴/۱۳۹، مسلم کتاب الجہاد......

عبد یالیل بن عبد کلال (طائف کے سردار) کے سامنے پیش کیا تو جس (ہدایت) کا میں نے ارادہ کیا تھا اس کا اس نے مجھے (تسلیم میں) جواب نہ دیا حتی کہ میں اپنے رخ پر رنجور حالت میں چل پڑا اور میری یہ حالت بدستور رہی یہاں تک کہ جب میں قرن الثعالب پر پہنچا تو اپنا سر اٹھایا تو میں ایک چھوٹے سے بادل کے پاس تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا پھر میں نے دیکھا تو اس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے انہوں نے مجھے پکارا اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے قوم کا جواب سن لیا ہے اور جو اعتراض کیا ہے (وہ بھی)۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے تا کہ آپ جو چاہیں ان (کافروں) کے بارہ میں اسے حکم فرمائیں پھر مجھے ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتہ) نے آواز دی مجھے سلام کہا پھر کہا اے محمدؐ اگر آپ چاہیں تو میں ان پر دونوں پہاڑوں کو ملا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

ملک الجبال علیہ السلام نے حضورؐ کو کیا لقب دیا

(حدیث) حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَبَّکَ يُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَهٰذَا مَلَکُ الْجِبَالِ قَدْ اَرْسَلَهُ مَعَکَ وَاَمَرَهُ اَنْ لَا يَفْعَلَ شَيْئاً اِلَّا بِاَمْرِکَ فَقَالَ لَهُ مَلَکُ الْجِبَالِ اِنْ شِئْتَ دَمْدَمْتُ عَلَيْهِمُ الْجِبَالَ وَاِنْ شِئْتَ رَمَيْتُهُمْ بِالْحَصْبَاءِ وَاِنْ شِئْتَ خَسَفْتُ بِهِمُ الْاَرْضَ قَالَ يَا مَلَکَ الْجِبَالِ فَاِنِّي آنِي بِهِمْ لَعَلَّهُمْ اَنْ يُخْرِجَ مِنْهُمْ ذُرِّيَّةٌ يَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَقَالَ مَلَکُ الْجِبَالِ اَنْتَ کَمَا سَمَّاکَ رَبُّکَ رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ"۔ [1]

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)

(ترجمہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ ملک الجبال (پہاڑوں کا سرکردہ فرشتہ) جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور اسے حکم فرمایا ہے کہ آپ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔ پھر آپ کو ملک الجبال علیہ السلام نے عرض کیا اگر آپ چاہیں تو میں ان پر پہاڑوں کو ملا دیتا ہوں اگر چاہیں تو میں ان کو حصباء (ایک جگہ کا نام ہے وہاں) پھینک دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے ملک الجبال میں تو اس انتظار میں ہوں کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم پیدا فرمائیں جو (کلمہ طیبہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں۔ تو ملک الجبال علیہ السلام نے عرض کیا آپ تو (واقعی) ویسے ہی ہیں جیسے آپ کے پروردگار نے آپ کا نام رؤف رحیم (بہت نرم اور بڑا مہربان) رکھا ہے۔

رمیائیل علیہ السلام
ارواح مؤمنین کا خزانچی

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں جب مؤمنین کی ارواح قبض کی جاتی ہیں تو ان کو ایک فرشتہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جس کا نام رمیائیل علیہ السلام ہے اور یہ ارواح مؤمنین کا خازن ہے[1]

دومہ علیہ السلام
ارواح کفار کا خزانچی

(روایت) ابان بن تغلب ایک اہل کتاب (یہودی) سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرشتہ جو ارواح کفار پر مقرر ہے اس کا نام دومہ ہے[2]

---

[1] ذکر الموت ابن ابی الدنیا (منہ)

[2] ذکر الموت ابن ابی الدنیا (منہ)

فتانِ قبر علیہم السلام
(منکر نکیر)

منکر نکیر اور میت کے حالات

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَزْرَقَانِ يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا مُنْكَرٌ وَلِلْآخَرِ نَكِيْرٌ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ مَا كَانَ يَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ فَيُقَالُ لَهُ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلُ نَمْ كَنَوْمِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ فَاِنْ كَانَ مُنَافِقاً قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا اَدْرِيْ ، فَيَقُوْلُوْنَ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِيْ عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّباً حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ ''۔ [1]

(ترجمہ) جب میت قبر میں رکھ دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو نیلگوں فرشتے آتے ہیں ایک کا نام منکر ہے دوسرے کا نکیر تو وہ میت کو کہتے ہیں ''تو اس آدمی (حضورؐ) کے متعلق کیا کہتا ہے؟ تو وہ (وہی) کہتا ہے جو (دنیا میں) کہا کرتا تھا (کہ) یہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے تو وہ کہتے ہیں ہم (تمہارے نیک آثار یا اللہ کی اطلاع سے) جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس کے بعد اسکی قبر ستر ستر

---

[1] ترمذی وحسنہ، ابن ابی الدنیا، الشریعت آجری، عذاب القبر امام بیہقی، موارد الظمآن ۷۸۰، شرح السنہ ۵/۴۱۶، مشکوٰۃ ۱۳۰، جمع الجوامع ۳۳۱۸، کنز العمال ۴۲۵۰۰، درمنثور ۴/۸۲، احیاء العلوم ۱/۹۱، اتحاف السادہ ۱۰/۴۱۳، ترمذی ۱۰۷۱، احمد ۴/۲۸۷، ۲۹۵، ۲۹۶، ابوداود ۴۷۵۳، حاکم ۱/۳۷، ۴۰۔

ہاتھ وسیع کر دی جاتی ہے اور اسے اس کے لئے (نور سے) منور کر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے (اب) سو جایئے۔ تو وہ کہتا ہے میں اپنے متعلقین کے پاس لوٹنا چاہتا ہوں تا کہ انہیں (اپنے انجام خیر کی) اطلاع کروں۔ تو (ان میں سے ایک فرشتہ) کہتا ہے (نہیں اب دنیا میں واپس نہیں جا سکتے اب تو) سو جایئے جیسے دولہا سوتا ہے جسے کوئی نہیں جگاتا سوائے اس کے جو اس کے متعلقین میں سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ یہاں تک کہ اسے اس کے اس ٹھکانہ سے اللہ تعالیٰ ہی اٹھائیں ـــــــ اور اگر وہ (میت) منافق (کی ہوتی) ہے تو جواب دیتی ہے میں نے لوگوں سے سنا تھا جو وہ کہا کرتے تھے میں بھی اسی طرح کہہ دیا کرتا تھا میں (آپ کے سوال کا جواب) نہیں جانتا۔ تو وہ کہتے ہیں ہم بھی جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس پر مل جا تو وہ اس پر مل جاتی ہے اور اس کی پسلیاں توڑ دیتی ہے بس وہ اسی (قبر میں یا اسی حالت) میں عذاب میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے اس ٹھکانے سے (روز قیامت میں) اٹھائیں گے۔

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے جب آپؐ اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ واپس جا رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا

"اِنَّـهُ الْاٰنَ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِكُمْ اَتَاهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ اَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُوْرِ النُّحَاسِ وَاَنْيَا بُهُمَا مِثْلُ صَيَاصِي الْبَقَرِ وَاَصْوَاتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَسْـاَلَانِـهٖ مَـا كَانَ يَعْبُدُ وَمَنْ كَانَ نَبِيُّهٗ فَاِنْ كَانَ مِمَّنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ قَالَ كُنْتُ اَعْبُـدُ اللّٰهَ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ ﷺ جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَاتَّبَعْنَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ عَلَى الْيَقِيْنِ حُيِيْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُوَسَّـعُ لَـهٗ فِيْ حُفْرَتِهٖ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّكِّ قَالَ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّـاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ عَلَى الشَّكِّ حُيِيْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ ثُمَّ يُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى النَّارِ"۔ [1]

---

[1] معجم طبرانی اوسط، ابن مردویہ (منہ)

(ترجمہ) یہ اس وقت تمہارے جوتوں کی کھسکھساہٹ سن رہا ہے، اس کے پاس منکر اور نکیر آئے ہیں جن کی آنکھیں تانبے کی دیگوں جیسی (بڑی اور خوفناک) ہیں، ان کی ڈاڑھیں بیل کے سینگوں جیسی (بڑی اور خوفناک) ہیں۔ اور ان کی آوازیں بادل کی گرج جیسی (خطرناک) ہیں یہ اسے بٹھا لیتے اور سوال کرتے ہیں کہ وہ کس کی عبادت کرتا تھا اور اس کا نبی کون تھا؟ پس اگر تو وہ ان لوگوں میں سے تھا جو اللہ کی عبادت کرتے تھے تو کہے گا "میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس معجزات لیکر کے آئے پس ہم آپ پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی،،۔ تو صحیح عقائد پر زندہ رہا اور اسی حالت پر تجھے موت آئی اور تو اسی حالت پر زندہ کھڑا ہوگا پھر اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور اس کی قبر فراخ کر دی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اہل شک (منافقین اور کافرین) میں سے تھا تو کہے گا مجھے کچھ علم نہیں میں نے لوگوں سے سنا جو وہ کہتے تھے میں نے بھی (وہی) کہہ دیا تھا تو اسے کہا جائے گا کہ تو نے اسلام کے متعلق شک میں زندگی گزاری اسی پر مرا (اب تو) اسی حالت پر (روز قیامت میں) اٹھے گا۔ پھر اس کے لئے (قبر سے) دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ ابْنَ آدَمَ لَفِيْ غَفْلَةٍ عَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَرَادَ خَلْقَهُ قَالَ لِمَلَكٍ اُكْتُبْ رِزْقَهُ اُكْتُبْ اَثَرَهُ اُكْتُبْ اَجَلَهُ اُكْتُبْ شَقِيًّا اَمْ سَعِيْدًا، ثُمَّ يَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيَحْفَظُهُ حَتّٰى يُدْرِكَ ثُمَّ يَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ ثُمَّ يُوَكِّلُ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَكْتُبَانِ حَسَنَاتِهٖ وَسَيِّئَاتِهٖ فَاِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اِرْتَفَعَ ذٰلِكَ الْمَلَكَانِ وَجَاءَهُ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهُ رُدَّ الرُّوْحُ فِيْ جَسَدِهٖ وَجَاءَهُ مَلَكَا الْقَبْرِ فَامْتَحَنَاهُ ثُمَّ يَرْتَفِعَانِ فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ اِنْحَطَّ عَلَيْهِ مَلَكُ الْحَسَنَاتِ وَمَلَكُ السَّيِّئَاتِ فَانْتَشَطَا كِتَابًا مَعْقُوْدًا فِيْ عُنُقِهٖ ثُمَّ حَضَرَا مَعَهُ وَاحِدٌ سَائِقٌ وَآخَرُ شَهِيْدٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

قُدَّامَکُمْ لَاَمْراً عَظِیْماً مَا تَقْدِرُوْنَهٗ فَاسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ،، ؎

(ترجمہ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے انسان اس سے غفلت میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو ایک فرشتہ کو فرمایا اس کا رزق لکھدے، اس کا اجل لکھدے، اس کا بدبخت یا نیک ہونا لکھدے۔ اس کے (لکھنے کے) بعد یہ فرشتہ چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے پھر یہ فرشتہ (بھی) چلا جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں پھر جب اسے موت پیش آتی ہے تو یہ دونوں فرشتے بھی چلے جاتے ہیں اور موت کا فرشتہ آجاتا ہے تا کہ اس کی روح قبض کرے۔ (موت واقع ہونے کے بعد) جب وہ قبر میں پہنچتا ہے تو اس کے جسم میں روح لوٹادی جاتی ہے اور اس کے پاس قبر کے دو فرشتے آجاتے ہیں جو اس کا امتحان لیتے ہیں (یعنی منکر نکیر سوال و جواب کرتے ہیں)۔ جب قیامت قائم ہوگی تو اس پر نیکیوں اور برائیوں کے (دونوں) فرشتے اتریں گے اور اس کا نامہ اعمال کھول کر اس کی گردن میں باندھ دیں گے، پھر اس کے ساتھ (خدا کے روبرو) پیش ہوں گے ایک (اس کا) چلانے والا ہوگا اور ایک نگران ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ تمہارے سامنے ایک بہت بڑا مرحلہ (پیش آنے والا) ہے جو تمہارے بس کا نہیں بس اللہ عظیم سے مدد مانگو (اسی کی مدد سے یہ مرحلہ طے ہوسکتا ہے)۔

منکر نکیر کی شکل وصورت اور قبر کی وحشت

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"کَیْفَ اَنْتَ یَا عُمَرُ اِذَا انْتَهٰی بِکَ اِلَی الْاَرْضِ فُحُفِرَ لَکَ ثَلَاثَةُ اَذْرُعٍ وَشِبْرٍ فِیْ ذِرَاعَیْنِ وَشِبْرٍ ثُمَّ اَتَاکَ مُنْکَرٌ وَنَکِیْرٌ اَسْوَدَانِ یَجُرَّانِ اَشْعَارَ هُمَا کَاَنَّ اَصْوَاتَهُمَا الرَّعْدُ الْقَاصِفُ وَکَاَنَّ اَعْیُنَهُمَا الْبَرْقُ الْخَاطِفُ

؎ ابن ابی الدنیا، حلیہ ابونعیم (منہ) ابن کثیر ۳۸۲/۸، تفسیر قرطبی ۱۴/۱۷۔۱۹/ ۲۷۸، سلسلہ حدیثیہ ۳۳

يَحْفُرَانِ الْاَرْضَ بِاَنْيَابِهِمَا فَاَجْلَسَاكَ فَزِعاً فَتَلْتَلاكَ وَتَوَهَّلاكَ ، قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ "نَعَمْ"، قَالَ اَكْفِيْكَهُمَا بِاِذْنِ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . [1]

(ترجمہ) اے عمر تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے زمین میں دفن کیا جائے گا اور تیرے لئے تین ہاتھ کا گڑھا کھودا جائے گا اور دو ہاتھ ایک بالشت ناپی جائے گی پھر (دفن کے بعد) تیرے پاس کالے سیاہ منکر اور نکیر آئیں گے جو اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوں گے ان کی آوازیں گویا کہ سخت کڑکڑانے والی گرج ہیں، اور ان کی آنکھیں گویا کہ اندھا کر دینے والی بجلی ہیں زمین (قبر) کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے اور تجھے گھبراہٹ کی حالت میں بٹھادیں گے اور تیرے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور تجھے خوفزدہ کر دیں گے؟

انہوں نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں اس دن اسی (ایمان کی) حالت میں ہوں گا جس پر اب ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں (اسی حالت پر ہو گے) تو عرض کیا اے رسول اللہ! میں اللہ کے حکم سے ان دونوں کو کافی ہو جاؤں گا۔

قبر کے فرشتوں کے نام

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں وہ دو فرشتے جو قبر میں آتے ہیں ان کے نام منکر اور نکیر ہیں۔[2]

منکر نکیر کا گرز

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔

كَيْفَ اَنْتَ اِذَا رَاَيْتَ مُنْكَراً وَنَكِيْراً ؟ قَالَ وَمَا مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ قَالَ فَتَّانَا الْقَبْرِ اَصْوَاتُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ وَاَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ

---

[1] عذاب القبر امام بیہقی (منہ) درمنثور ۴/۸۲، البعث ابن ابوداود حدیث نمبر ۷ بیہقی فی الاعتقاد ص ۲۲۲۔ ۲۲۳، اثبات عذاب القبر بیہقی ص ۱۰۴، کتاب القبور ابن ابی الدنیا، اتحاف السادة ۱۴/۴۱۴، حلیہ ابونعیم، الشریعہ ص ۳۶۶، مطالب العالیہ ۴۶۰۳، مسند احمد ۲/۱۷۲، موارد الظمآن ۷۷۸، کامل ابن عدی ۲/۸۵۵، تاریخ حاکم

[2] معجم اوسط طبرانی بسند حسن (منہ)

يَطَآنِ فِي اَشْعَارِهِمَا وَيَحْفُرَانِ بِاَنْيَابِهِمَا مَعَهُمَا عَصاً مِنْ حَدِيْدٍ لَوِاجْتَمَعَ عَلَيْهَا اَهْلُ مِنًى لَمْ يُقِلُّوْهَا ۔ [1]

(ترجمہ) کیا حالت ہوگی جب تم منکر اور نکیر کو دیکھو گے؟ انہوں نے عرض کیا یہ منکر اور نکیر کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا یہ قبر میں امتحان لینے والے (فرشتے) ہیں ان کی آوازیں کڑکتی گرج کی طرح ہیں، ان کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح (چمکدار) ہیں یہ اپنے بالوں کو روندتے آئیں گے اور اپنے دانتوں سے (قبر کو) کھودیں گے، (اور اس میں داخل ہو جائیں گے) ان کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اگر اس کے گرد سب اہل منیٰ (جو لاکھوں کی تعداد میں دوران حج موجود ہوتے ہیں) جمع ہو جائیں تو اسے نہ اٹھا سکیں۔

(فائدہ) حضور ﷺ کے اس سوال کا جواب دو حدیثیں پہلے گزر چکا ہے۔

منکر نکیر کے سوال و جواب

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے متعلق ارشاد فرمایا۔

"اِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِكُمْ اِذَا وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ فَتَاتِيْهِ اَمْلَاكٌ ثَلَاثَةٌ مَلَكَانِ مِنْ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ وَمَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ الْعَذَابِ ثُمَّ يَصْعَدُ مَلَكُ الْعَذَابِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اَرْفِقْ بِوَلِيِّ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ مَنْ رَّبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ مَادِيْنُكَ قَالَ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلُ مَنْ نَبِيُّكَ قَالَ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلَانِ وَمَا يُدْرِيْكَ قَالَ قَرَأْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَآمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ ۔ [2]

(ترجمہ) یہ تمہارے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے جب تم پشت کر کے لوٹتے ہو پس اس وقت اس کے پاس تین فرشتے آجاتے ہیں دو تو رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور ایک عذاب کا فرشتہ ہوتا ہے پھر عذاب کا فرشتہ اوپر کو چلا جاتا ہے اس کے بعد ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے اللہ کے ولی کے ساتھ نرمی اختیار کر تو وہ

---

[1] ابن ابی الدنیا (منہ) اتحاف السادہ ۱۰/۴۱۴، حاوی للفتاوی ۲/ ۳۲۸، درمنثور ۴/ ۸۲

[2] جویبر (منہ) مسند احمد ۲/ ۳۴۷، ابن ابی شیبہ ۳/ ۳۷۸

(اس سے نرم لہجہ میں) پوچھتا ہے آپ کا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے (میرا رب) اللہ ہے۔ پھر وہ کہتا ہے آپ کا دین کیا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے آپ کا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے (کہ میرے نبی) محمدؐ ہیں تو وہ کہتے ہیں (یہ) تجھے کس نے بتلایا؟ تو جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تھی پس میں اس پر ایمان لایا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔

قبر کے فرشتوں کے اور نام

حضرت ضمرہ بن حبیب فرماتے ہیں قبر میں امتحان کرنے والے (فرشتے) تین ہیں۔ ا۔ انکر۔ ۲۔ ناکور۔ ۳۔ رومان۔[1]

حضرت ضمرہ ہی فرماتے ہیں کہ قبر میں امتحان لینے والے (فرشتے) چار ہیں۔ ا۔ منکر۔ ۲۔ نکیر۔ ۳۔ ناکور۔ ۴۔ اور ان کا سردار رومان۔[2]

دن کے فرشتے رات والوں سے زیادہ نرم ہیں

محمد بن عبداللہ اسدی فرماتے ہیں کہ میں عبدالصمد بن علی کے خاندان کے آدمی کے جنازہ میں شریک ہوا تو وہ انکو تنبیہ کرتے تھے اور جلدی کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں شام ہونے سے پہلے راحت پہنچاؤ تو ہم نے ان سے کہا اللہ آپ سے بھلا فرمائے اس (شام سے پہلے پہلے دفن کرنے کے متعلق) آپ کوئی حدیث روایت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں مجھے میرے باپ نے میرے دادا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا۔

بلاشبہ (قبر میں) دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ نرم ہیں۔[3]

---

[1] ابونعیم (منہ) حلیۃ الاولیاء

[2] الطوالات ابوالحسن القطان (منہ)

[3] تاریخ ابن نجار (منہ) جمع الجوامع ۲۹۸۷، کنز العمال ۴۲۳۴۰

حافظین ِ کراماً کاتبین علیہم السلام

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ۔ ا

(ترجمہ) اور تم پر (تمہارے سب اعمال کے) یاد رکھنے والے (جو ہمارے نزدیک) معزز (اور تمہارے اعمال کے) لکھنے والے (ہیں) مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں (اور لکھتے ہیں)۔ ۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیَانِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ ۔ ۳

(ترجمہ) جب دو لینے والے فرشتے (انسان کے اعمال کو جب وہ اس سے ظاہر ہوتے ہیں) لیتے جاتے ہیں، جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں (اور برابر عمل کو لکھتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ سب اعمال میں خفیف انسان کی گفتگو اور کلام ہے، مگر اس کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے (اگر وہ نیکی کا کلام ہو تو داہنے والا اس کو ضبط اور تحریر میں لاتا ہے، اگر بدی کا کلام ہو تو بائیں والا، اور جب زبان سے نکلنے والا ایک ایک کلمہ محفوظ و مکتوب ہے تو دوسرے اعمال کیوں نہ ہوں گے)۔

ا سورۃ الانفطار ۸۲

۲ ترجمہ از بیان القرآن حضرت تھانوی

۳ سورۃ ق: ۵۰

پانچ فرشتے

(روایت) حضرت ابن جریج رحمۃ علیہ فرماتے ہیں (کراما کاتبین) دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک اس (انسان) کے داہنے رہتا ہے جو نیکیاں تحریر کرتا ہے اور ایک اس کے بائیں ہوتا ہے جو برائیاں لکھتا ہے، پس جو اس کے داہنے ہوتا ہے وہ تو اپنے ساتھی (فرشتہ) کی گواہی کے بغیر (نیکی) لکھدیتا ہے، مگر جو اس کے بائیں ہوتا ہے وہ اپنے ساتھی کی گواہی کے بغیر (کوئی برائی) نہیں لکھتا، اگر وہ (آدمی) بیٹھتا ہے تو ایک اس کے دائیں اور دوسرا اس کے بائیں ہوتا ہے، اور اگر وہ چلتا ہے تو ایک ان میں سے اس کے آگے ہوتا ہے، اور دوسرا اس کے پیچھے، اور اگر وہ سوتا ہے تو ایک ان میں سے اس کے سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب ہوتا ہے حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں دن اور رات کے فرشتے جدا جدا ہیں انسان کے ساتھ پانچ فرشتے مقرر کئے گئے ہیں دو فرشتے رات کے اور دو فرشتے دن کے جو (روزانہ) آتے جاتے رہتے ہیں اور پانچواں فرشتہ اس سے نہ تو رات کو جدا ہوتا ہے اور نہ دن کو جدا ہوتا ہے۔[1]

حضرت قتادہ فرمان باری تعالیٰ ﴿وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾ (سورۃ انعام آیت ۶۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ تیرے رزق، تیرے عمل اور تیری موت کی حفاظت کرتے ہیں جب تو ان کو پورا کرے گا تو اپنے رب کی طرف منتقل ہو جائے گا۔[2]

حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں چاروں کراما کاتبین صبح کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ محافظ چار (فرشتے) ہیں اس کے پاس دو فرشتے تو رات کو آتے ہیں اور دو دن کے وقت آتے ہیں یہ چاروں فرشتے صبح کی نماز کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (سورۃ اسراء:۷۸)

(ترجمہ) بے شک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا وقت ہے۔[3]

---

[1] ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ) حدیث ۵۱۹

[2] ابوالشیخ (منہ) حدیث ۵۲۱ تفسیر طبری ۷/۲۱۶ تفسیر ابن ابی حاتم ۳/۱۵۳ محمودیہ، درمنثور ۳/۱۶

[3] کتاب السنہ ابن ابی زمنین (منہ)

محافظین فرشتے نماز فجر اور نماز عصر کے وقت جمع ہوتے ہیں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي ؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ"۔ [1]

(ترجمہ) تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں یہ فجر اور عصر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں پھر جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری وہ اوپر کو چلے جاتے ہیں تو ان سے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں جب کہ وہ ان سے زیادہ باخبر ہوتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ تو وہ عرض کرتے ہیں ہم نے جب انہیں چھوڑا تو بھی وہ (صبح کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت امام ابن حبان فرماتے ہیں اس حدیث میں واضح بیان (موجود) ہے کہ رات کے فرشتے اس وقت نازل ہوتے ہیں جب لوگ عصر کی نماز میں ہوتے ہیں اور اسی وقت دن کے فرشتے اوپر جاتے ہیں اور یہ حدیث ان لوگوں کی (بات کی) مخالفت کر رہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ رات کے فرشتے سورج غروب ہونے کے بعد اترتے ہیں۔

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ کی تفسیر

حضرت ابن عباسؓ فرمان باری تعالیٰ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ وہ فرشتے ہیں جو رات کو اور دن کو آتے (جاتے) رہتے ہیں (اور) انسان (کے اعمال) لکھتے ہیں۔[2]

[1] مؤطا مالک، بخاری، مسلم، نسائی، ابن حبان (منہ) مسلم کتاب المساجد ب ۳۷ حدیث ۲۱۰، نسائی صلوۃ باب ۲۱، مسند احمد ۲/ ۴۸۶، کنز العمال ۱۸۹۴۷، تفسیر (ابن جریر) ۳/ ۲۱۱، ۹/ ۲۹۳۔

[2] ابن منذر، ابن ابی حاتم (منہ)

لَـهٗ مُـعَقِّبَـاتٌ کی تفسیر میں حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ (اس سے) محافظ (فرشتے) مراد ہیں۔[1]

حضرت مجاہد (ہی) سے لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ کی یہ تفسیر بھی منقول ہے فرماتے ہیں فرشتے رات دن باری باری آتے رہتے ہیں مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا تمہارے پاس عصر اور صبح کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔

کراما کاتبین انسان کی کونسی حالت میں کہاں ہوتے ہیں

اور آیت ''مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ،، کی تفسیر (آیت) عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّـمَـالِ کی طرح ہے (یعنی) نیکیاں اس کے سامنے ہوں گی اور گناہ اس کے پیچھے ہوں گے جو انسان کے دائیں کندھے پر ہے وہ بائیں کی شہادت کے بغیر (نیکیاں) لکھتا ہے اور جو بائیں کندھے پر ہے وہ دائیں کندھے والے کی شہادت کے بغیر (گناہ) نہیں لکھتا، پس جب انسان چلتا ہے تو ان میں سے ایک اس کے آگے ہوتا ہے اور ایک اس کے پیچھے، اور اگر وہ بیٹھا ہوتا ہے تو ان میں سے ایک اس کے دائیں ہوتا ہے اور ایک اس کے بائیں، اور اگر وہ سوتا ہے تو ان میں سے ایک اس کے سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب

اور فرمان باری تعالی يَحْـفَـظُـوْنَـهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرشتے (اللہ کے حکم سے) اس کی حفاظت کرتے ہیں۔[2]

حضرت عطاء (تابعیؒ) لَـهٗ مُـعَقِّبَاتٌ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کراما کاتبین ہیں یہ اللہ تعالی کی طرف سے انسان کے محافظ ہیں اور اسی (کام) پر مقرر ہیں۔[3]

---

[1] ابن جریر، ابن منذر (منہ)

[2] ابن منذر (منہ)

[3] ابوالشیخ (منہ)

فرمان خداوندی "اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْد،، کی تفسیر میں حضرت مجاہد فرماتے ہیں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں ایک فرشتہ اس کے دائیں ہے اور دوسرا اس کے بائیں۔ پس جو اس کے داہنے ہے اچھائی لکھتا ہے اور جو اس کے بائیں ہے وہ گناہ لکھتا ہے۔[1]

انسان کی زبان کراماً کاتبین کا قلم اور اس کی لعاب ان کی سیاہی ہے

(حدیث) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَطَّفَ الْمَلَكَيْنِ الْحَافِظَيْنِ حَتّٰى اَجْلَسَهُمَا عَلَى النَّاجِذَيْنِ وَجَعَلَ لِسَانَهٗ قَلَمَهُمَا وَرِيْقَهٗ مِدَادَهُمَا،،۔[2]

(ترجمہ) اللہ تعالی نے حفاظت کرنے والے دونوں (کراماً کاتبین) فرشتوں کو لطیف بنایا ہے حتی کہ ان کو (انسان کے) دونوں ڈاڑھوں پر بٹھلایا ہے اس کی زبان کو ان کا قلم اور اس کی لعاب کو ان کی سیاہی بنایا ہے۔

گناہ لکھنے والے فرشتہ کا نام

حضرت مجاہد فرماتے ہیں گناہ لکھنے والے (فرشتہ) کا نام تعید ہے۔[3]

کونسے اعمال لکھے جاتے ہیں؟

(تفسیر) فرمان باری تعالی مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں نیکی یا بدی کی جو بات بھی کوئی (انسان) کہتا ہے اسے لکھا جاتا ہے حتی کہ اس کی یہ بات کہ "میں نے کھایا، پیا، گیا، آیا، دیکھا،، بھی لکھا جاتا

---

[1] ابن جریر (منہ)

[2] دیلمی (منہ) جمع الجوامع حدیث نمبر ۴۹۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۸۱، الدر المنثور ۶/۱۰۳

[3] حلیہ ابونعیم (منہ)

ہے جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اس کا قول وعمل سب پیش کیا جاتا ہے تو جو کچھ نیکی اور بدی سے متعلق ہوتا ہے اس کو برقرار رکھا جاتا ہے اور باقی سب کچھ مٹا دیا جاتا ہے۔[1]

حضرت ابن عباسؓ (آیت) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (کی تفسیر) میں فرماتے ہیں نیکی اور گناہ (دونوں) لکھے جاتے ہیں (لیکن) اے غلام گھوڑے پر زین کس دے اے غلام مجھے پانی پلا دے (وغیرہ) نہیں لکھے جاتے۔[2]

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں جس عمل پر کوئی اجر دیا جائے گا یا سزا دی جائے گی صرف وہی (نامہ اعمال میں) لکھا جاتا ہے۔[3]

نامہ اعمال میں گناہ کب لکھا جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

نیکیاں لکھنے والا فرشتہ انسان کے داہنے طرف ہے جو اس کی نیکیاں تحریر کرتا ہے اور گناہ لکھنے والا اس کے بائیں ہے جب انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اسے داہنی طرف والا دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب انسان برائی کرتا ہے تو داہنی طرف والا بائیں والے کو کہتا ہے اسے مہلت دیدے کہ یہ تسبیح پڑھ لے یا استغفار کر لے (اور ان کی وجہ سے اس کا گناہ مٹ جائے)۔ لیکن جب جمعرات کا دن آتا ہے تو اس کے نیک و بد سب اعمال لکھ دیئے جاتے ہیں نیکی اور بدی کے علاوہ کے سب اعمال مٹا دیئے جاتے ہیں پھر اس اعمال نامہ کو اُمُّ الکتاب پر پیش کیا جاتا ہے تو جو کچھ اعمال نامہ میں ہوتا ہے وہ سب ام الکتاب میں موجود ملتا ہے۔[4]

---

[1] ابن جریر، ابن ابی حاتم (منہ)

[2] ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (منہ)

[3] ابن منذر (منہ)

[4] کتاب التوبہ ابن ابی الدنیا (منہ)

جو عمل دائیں والا فرشتہ نہ لکھے اسے بائیں والا لکھتا ہے

حضرت حسان بن عطیہ فرماتے ہیں

ایک آدمی گدھے پر سوار تھا کہ اچانک وہ گدھا اس سوار سمیت گر پڑا تو سوار نے کہا ''تو برباد ہو،، تو دائیں والے فرشتہ نے کہا یہ کوئی نیکی نہیں جسے میں لکھوں تو بائیں والے نے کہا یہ کوئی گناہ بھی نہیں ہے کہ میں لکھوں۔ تو بائیں والے کو حکم دیا گیا کہ جو کچھ دائیں والا نہ لکھے اسے تم لکھا کرو۔[1]

بیمار کی آہیں بھی لکھی جاتی ہیں

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جو کچھ بھی انسان بولتا ہے وہ سب (اعمال نامہ میں) لکھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جب اپنی مرض میں کراہتا ہے (تو وہ بھی لکھا جاتا ہے)[2]

حضرت امام مالک سے منقول ہے کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ سب کچھ لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ مریض کا کراہنا اور آہیں بھرنا بھی لکھا جاتا ہے۔[3]

(فائدہ) مرض میں کراہنے کو حضرت فضیل بن عیاض اور امام احمد بن حنبل وغیرہ نے ناپسند فرمایا ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی شکایت سمجھی جائے گی لیکن اس کی پسندیدگی یا ناپسندیدگی میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی ہے۔[4]

دن اور رات کے الگ الگ کراما کاتبین ہیں

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو محافظ رات کے لئے مقرر فرمائے ہیں اور دو دن کے لئے جو اس کے عمل کی حفاظت کرتے ہیں اور جب وہ عمل کر چکتا ہے تو اسے لکھ لیتے ہیں۔[5]

---

[1] ابن ابی شیبہ، شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

[2] ابن منذر (منہ)

[3] خطیب فی رواۃ مالک (منہ)

[4] حاشیہ الحبائک (منہ)

[5] ابن جریر (منہ)

کراما کاتبین کا قلم اور سیاہی کیا چیزیں ہیں؟

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا انسان کی زبان فرشتے کا قلم اور اس کا لعاب اس کی سیاہی ہے۔[1]

گناہ لکھنے کا دستور

ارشاد باری تعالیٰ "عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ" کی تفسیر میں حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں۔

دائیں طرف والا فرشتہ نیکیاں لکھتا ہے اور یہ بائیں طرف والے کا امیر (بھی) ہے۔ اگر انسان گناہ کرے تو یہ کہتا ہے ٹھہر جاؤ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ لے تو اسے یہ گناہ لکھنے سے منع کر دیتا ہے اور اگر وہ انسان گناہ نہ چھوڑے اس پر ڈٹا رہے تو وہ اس گناہ کو لکھوا دیتا ہے۔[2]

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر انسان گناہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی طلب کرے تو اس کا وہ گناہ اس کے اعمال نامہ میں نہیں لکھا جاتا ہاں اگر وہ گناہ کرنے کے بعد اس پر ڈٹا رہے اس کی بخشش طلب نہ کرے تو پھر لکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن استغفار میں توبہ ضروری ہے۔[3]

ایک صورت گناہ نہ لکھے جانے کی یہ بھی ہے کہ انسان سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد کوئی سا نیک کام کرلے تو وہ نیک کام اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں قریب میں گزر چکا ہے اور قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ[4] نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں (مترجم)

---

[1] ابن ابی الدنیا فی الصمت (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا، ابن منذر (منہ)

[3] فیض القدیر مناوی ۲/۴۵۶

[4] سورت ہود آیت ۱۱۴

گناہ کب تک نہیں لکھا جاتا

حضرت حسان بن عطیہؒ فرماتے ہیں، ایک مجلس میں ایک مذاکرہ ہوا جس میں حضرت مکحول اور حضرت ابن ابی زکریا بھی موجود تھے جس میں یہ بیان ہوا کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو تین پہر تک اگر استغفار کر لے تو نہیں لکھا جاتا ورنہ لکھ دیا جاتا ہے۔[1]

(حدیث) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْهَا اَلْقَاهَا عَنْهُ وَاِلَّا كَتَبَهَا وَاحِدَةً"۔[2]

(ترجمہ) بائیں ہاتھ والا (فرشتہ) خطا کار مسلمان بندہ سے چھ پہر تک اپنا قلم روکے رکھتا ہے اگر تو وہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کا استغفار کر لے تو (وہ فرشتہ) اس کا گناہ اس سے ہٹا دیتا ہے ورنہ صرف ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

(فائدہ) امام غزالی نے ایک بات نقل فرمائی ہے کہ جب بھی کوئی بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو زمین کی وہ جگہ رب سے اجازت طلب کرتی ہے کہ وہ اسے دھنسا دے اور آسمان کی وہ چھت بھی اجازت طلب کرتی ہے کہ اس پر اپنا ایک حصہ گرا دے لیکن اللہ تعالیٰ ان دونوں سے فرماتے ہیں ٹھہر جاؤ اسے مہلت دے دو تم نے اسے پیدا نہیں کیا اگر تم نے اسے پیدا کیا ہوتا تو تم اس پر ضرور رحم کھاتے۔ میں اس کی (استغفار کے بعد یا اپنی رحمت کی بناء پر یا اس کی کسی نیکی کی وجہ سے جو اس نے گناہ کے بعد کی یا اپنی عمر کے کسی حصہ میں جو مجھے پسند آئی) مغفرت کرتا ہوں شاید یہ نیک عمل کرے میں اس کے گناہ کو نیکیوں سے بدل دیتا ہوں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا

---

[1] تفسیر ابو الشیخ (منہ)

[2] طبرانی، حلیہ (منہ) طبرانی کبیر ۸/ ۲۱۸، کنز العمال ۱۰۱۹۲، جمع الجوامع ۶۶۲۴، حلیہ ابونعیم ۶/ ۱۲۴، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰۷، فیض القدیر شرح جامع صغیر ۲/ ۴۵۶، مستدرک حاکم وصححہ۔

(اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو گرنے سے روک رکھا ہے) کا یہی مفہوم ہے۔ پیچھے ایک روایت میں تین پہر کا ذکر گزرا ہے اور اس روایت میں چھ پہر کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ مختلف اعتبارات سے رحمت فرماتے ہیں۔ اس لیے ہر کسی کو اس کے حال کے مطابق مہلت دیتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جسے علامہ مُناوی نے فیض القدیر ج ۲ صفحہ ۴۵۶ میں اور جلد ۴ صفحہ ۱۹۰ میں بیان کیا ہے کہ یہ پہر عالم فلکیات کے مراد ہونگے یا زمانہ کے۔

(حدیث) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"صَاحِبُ الْیَمِیْنِ اَمِیْرٌ عَلٰی صَاحِبِ الشِّمَالِ فَاِذَا عَمِلَ الْعَبْدُ حَسَنَۃً کُتِبَتْ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا وَاِذَا عَمِلَ سَیِّئَۃً فَاَرَادَ صَاحِبُ الشِّمَالِ اَنْ یَّکْتُبَھَا قَالَ صَاحِبُ الْیَمِیْنِ اَمْسِکْ فَیُمْسِکُ سِتَّ سَاعَاتٍ اَوْسَبْعَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی مِنْھَا لَمْ تُکْتَبْ عَلَیْہِ شَیْئًا وَاِنْ لَّمْ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ کُتِبَ عَلَیْہِ سَیِّئَۃٌ وَّاحِدَۃٌ"۔ [۱]

(ترجمہ) دائیں طرف والا (فرشتہ) بائیں طرف والے (فرشتہ) کا سردار ہے جب کوئی بندہ نیک عمل کرتا ہے تو اس جیسی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں طرف والا (فرشتہ) اسے لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو دائیں والا کہتا ہے رک جاؤ تو وہ چھ گھڑیاں یا سات گھڑیاں رک جاتا ہے پس اگر وہ (اس وقت میں) اللہ تعالیٰ سے اس کا استغفار کرلے تو وہ کچھ بھی نہیں لکھتا اور اگر وہ اللہ سے استغفار نہ کرے تو اس کا ایک گناہ لکھ دیتا ہے۔

وقت نزع میں کراما کاتبین کا کلمہ کا انتظار

حضرت فضل بن عیسیٰ فرماتے ہیں، جب انسان پر موت کی حالت طاری ہوتی ہے تو اس کے فرشتہ سے کہا جاتا ہے اب ٹھہر جا (اس کا اعمال نامہ لپیٹ دے) تو وہ

[۱] کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۲۱۲، شعب الایمان امام بیہقی، طبرانی کبیر، الجامع الصغیر، فیض القدیر، ۴/ ۱۹۰، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰۸، طبرانی کبیر ۷/ ۲۲۵، ۸/ ۲۹۶، الفقیہ والمتفقہ ص ۳۶

کہتا ہے نہیں، مجھے کیا معلوم شاید یہ (کلمہ طیبہ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لے اور میں اس کے لیے اسے لکھ دوں۔ (اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے)۔[1]

انسان کی وفات کا علم سب سے پہلے کس فرشتہ کو ہوتا ہے؟

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں، سب سے پہلے انسان کی موت کا جس کو علم ہوتا ہے وہ حافظ (انسان کی حفاظت کرنے والا فرشتہ) ہے کیونکہ وہی انسان کے اعمال کو اوپر لے جاتا ہے اور وہی اس کا رزق لیکر (زمین پر) اترتا ہے جب اس کا رزق اسے نہ ملے تو وہ جان لیتا ہے کہ اس کی موت آنے والی ہے۔[2]

فرشتہ کو عمل کی قبولیت کا علم نہیں ہوتا

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی۔

"اِنَّ الْمَلَکَ یَرْفَعُ الْعَمَلَ لِلْعَبْدِ یُرٰی اَنَّ فِیْ یَدَیْهِ سُرُوْرًا حَتّٰی یَنْتَهِیَ اِلَی الْمِیْقَاتِ الَّذِیْ وَصَفَ اللّٰهُ لَهٗ فَیَضَعُ الْعَمَلَ فِیْهِ فَیُنَادِیْهِ الْجَبَّارُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَوْقِهٖ اِرْمِ بِمَا مَعَکَ فِیْ سِجِّیْنٍ. فَیَقُوْلُ الْمَلَکُ مَا رَفَعْتُ اِلَیْکَ اِلَّا حَقًّا فَیَقُوْلُ صَدَقْتَ اِرْمِ بِمَا مَعَکَ فِیْ سِجِّیْنٍ.[3]

(ترجمہ) فرشتہ انسان کے عمل کو اٹھا لیجاتا ہے اور اپنے ہاتھوں میں کچھ سرور بھی محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس مقام تک جا پہنچتا ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے اسے ٹھہرنے کا حکم دیا ہے تو یہ اس عمل کو اس میں رکھ دیتا ہے تو اللہ عزوجل اوپر سے ندا فرماتے ہیں جو کچھ تیرے پاس ہے اسے سجین (ساتویں زمین سے بھی نیچے) پھینک دے۔ تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے میں تو آپ کے پاس حق لایا ہوں تو بھی (اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں جو کچھ تیرے پاس ہے اسے سجین میں پھینک دے (کیونکہ اس

---

[1] ابن ابی الدنیا، ابن عساکر (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا، حاکم (منہ)

[3] ابن مردویہ (منہ) الدر المنثور ص ۳۲۵/ ج ۶، اتحاف السادۃ ۸/۲۶۲

عمل کی حقیقت سے میں واقف ہوں تم نہیں)۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ کو عمل کی ظاہری حالت کا علم ہوتا ہے باطنی کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس نیک عمل کے پس منظر میں کونسی صورت کارفرما ہے اور وہ قبولیت کے مقام میں ہے یا نہیں۔

گناہ مٹا کر نیکیاں لکھتا ہے

(حدیث) حضرت ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"اِذَا نَامَ ابْنُ آدَمَ قَالَ الْمَلَکُ لِلشَّیْطَانِ اَعْطِنِیْ صَحِیْفَتَکَ فَیُعْطِیْهِ اِیَّاهَا فَمَا وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِهٖ مِنْ حَسَنَةٍ مَحَابِهَا عَشْرَ سَیِّئَاتٍ فِیْ صَحِیْفَةِ الشَّیْطَانِ وَ کَتَبَهُنَّ حَسَنَاتٍ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّنَامَ فَلْیُکَبِّرْ ثَلَاثاً وَثَلَاثِیْنَ وَیَحْمَدُ اَرْبَعاً وَثَلَاثِیْنَ تَحْمِیْدَةً وَیُسَبِّحْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ تَسْبِیْحَةً فَتِلْکَ مِائَةٌ"۔ [1]

(ترجمہ) جب کوئی انسان سو جاتا ہے تو کراما کاتبین شیطان سے کہتا ہے اپنا صحیفہ مجھے دیدے تو وہ اسے دیدیتا ہے تو وہ فرشتہ اپنے صحیفہ میں جہاں ایک نیکی پاتا ہے تو اس کی جگہ شیطان کے صحیفہ سے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور انہیں نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پس جب بھی تم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ ۳۳ مرتبہ "اللہ اکبر" کہہ لے اور ۳۳ مرتبہ "الحمدللہ" کہہ لے، اور ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" کہہ لے۔ تو یہ سو (نیکیاں) ہو جائیں گی۔

(فائدہ) ان تسبیحات کی تعداد ۹۹ بنتی ہے ان کو سو کہنا عدد تقریبی کے طور پر ہے۔ جب کہ ایک حدیث میں "اللہ اکبر" کے متعلق ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم آیا ہے تو اس لحاظ سے پوری سو تسبیحات ہو گئیں۔ یا یہ مطلب کہ ان تسبیحات کو ۹۹ دفعہ کہنے سے سو تسبیحات کی نیکیاں ملیں گی۔

---

[1] طبرانی (منہ) طبرانی کبیر ص ۳۳۶/ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۰/۱۲۱، ۱۲۲، تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۷/ ج ۶، جمع الجوامع حدیث نمبر ۳۶۸۱، کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۳۰۷، الدر المنثور ص ۸۰/ ج ۵، وسندہ ضعیف کذا قال الغماری

ثواب لکھنے والے فرشتہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ

ایک آدمی نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا'' کہا تو کراما کاتبین نے اس تعریف کو لکھنے سے زیادہ سمجھا یہاں تک کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم فرمایا کہ اسے اسی طرح لکھو جس طرح میرے بندے نے ''کَثِیْرًا'' کہا۔[1]

(فائدہ) اسی طرح اگر کوئی آدمی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا

پڑھے تو اس کے لیے بھی ثواب کے انبار لگ جائیں گے۔

اعمالناموں میں مقبول ونامقبول اعمال کی اصلاح اللہ تعالیٰ کراتے ہیں

حضرت ابوعمران جونیؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ

فرشتے ہر شام عصر کے بعد پہلے آسمان میں اپنے اپنے لکھے ہوئے اعمال ناموں کے احوال بیان کرتے ہیں۔ تو ایک فرشتہ (ایک کراما کاتبین کو) کہتا ہے اس اعمالنامہ کو پھینک دے، (اسی طرح) ایک اور فرشتہ بھی ندا کرتا ہے کہ اس اعمالنامہ کو پھینک دے، تو یہ (اعمالنامے لکھنے والے فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! (ہمارے متعلقہ افراد نے) نیکی کی بات کہی تھی اور ہم ان کے محافظ تھے (انہوں نے کوئی گناہ تو نہیں کیا)، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان لوگوں نے اس عمل میں میری رضا کا ارادہ نہیں کیا تھا، جب کہ میں قبول نہیں کرتا مگر جس میں میری رضا ملتی ہو، جب کہ ایک اور فرشتہ (کراما کاتبین کو) پکار کر کہتا ہے کہ فلاں ولد فلاں کے فلاں فلاں (نیک اعمال) لکھ تو وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار اس نے تو یہ عمل نہیں کیا ہے، اس نے تو یہ عمل نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس نے اس کی نیت تو کی

[1] کتاب الزہد امام احمد (منہ)

تھی (جس کا تجھے علم نہیں)۔ ۱

(فائدہ) اعمال لکھنے والے فرشتوں کو صرف ظاہری اعمال کا علم ہوتا ہے۔ باطنی اعمال کا نہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ باطنی اور ظاہری اعمال نیت کے موافق لکھواتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کی کسی کتاب میں احقر مترجم نے پڑھا تھا کہ باطنی اعمال کا علم فرشتوں کو انسان سے نکلنے والی خوشبوؤں سے ہوتا ہے جس طرح کا باطنی عمل ہو خواہ برا ہو یا نیک اس کی خوشبو مقرر ہے۔ (اس کی تائید آئندہ چوتھے عنوان میں درج حضرت ابو معشر کے فرمان میں ملاحظہ فرمائیں) بہر حال یہ دونوں باتیں ایک ساتھ جمع ہو سکتی ہیں کہ کسی عمل میں اللہ تعالیٰ جنوا دیتے ہوں اور کسی عمل کا مذکورہ ہواؤں کے ذریعہ سے علم حاصل ہو جاتا ہو۔

(حدیث) حضرت ضمرہ بن حبیبؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"اِنَّ الْمَلَائِکَةَ یَصْعَدُوْنَ بِعَمَلِ الْعَبْدِ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ یُکَثِّرُوْنَهٗ وَیُزَکُّوْنَهٗ حَتّٰی یَنْتَهُوْا بِهٖ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ سُلْطَانِهٖ فَیُوْحِي اللّٰهُ اِلَیْهِمْ اِنَّکُمْ حَفَظَةٌ عَلٰی عَمَلِ عَبْدِيْ وَاَنَا رَقِیْبٌ عَلٰی مَا فِيْ نَفْسِهٖ اِنَّ عَبْدِيْ هٰذَا لَمْ یُخْلِصْ لِيْ عَمَلَهٗ اجْعَلُوْهُ فِيْ سِجِّیْنٍ قَالَ وَیَصْعَدُوْنَ بِعَمَلِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فَیَسْتَقِلُّوْنَهٗ وَیَحْقِرُوْنَهٗ حَتّٰی یَنْتَهُوْا بِهٖ حَیْثُ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ سُلْطَانِهٖ فَیُوْحِيَ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ اَنَّکُمْ حَفَظَةٌ وَاَنَا رَقِیْبٌ عَلٰی مَا فِيْ نَفْسِهٖ فَضَاعِفُوْهُ وَلَهٗ وَاجْعَلُوْهُ فِيْ عِلِّیِّیْنَ. ۲

(ترجمہ) اللہ کے بندوں میں سے کسی بندہ کے عمل کو لیکر فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں (اور) اسے وہ بڑا اور پاکیزہ سمجھ رہے ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے لیکر وہاں تک پہنچتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں چاہتے ہیں۔ تو اللہ

---

۱ زوائد عبداللہ، المجالسۃ للدینوری (منہ)

۲ کتاب الزہد ابن مبارک (ص ۱۵۳)، کتاب الاخلاص ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ (منہ) الدر المنثور ۶/۱۴، کتاب العظمۃ ابوالشیخ ۵۲، الفقیہ والمتفقہ ص ۳۶۔

تعالی ان کی طرف وحی فرماتے ہیں کہ تم میرے بندہ کے عمل کے محافظ ہو اور جو کچھ اس کے جی میں ہے میں اس کا نگران ہوں میرے اس بندہ نے اپنا (یہ) عمل میرے لئے نہیں کیا اس کا یہ عمل سجین (یہ ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام کا نام ہے) میں ڈال دو، آپ نے فرمایا۔ یہ (فرشتے) اللہ کے بندوں میں سے کسی بندہ کے عمل کو لیکر چڑھتے ہیں جسے وہ ہلکا اور گھٹیا سمجھ رہے ہوتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالی اپنی سلطنت میں جہاں تک چاہتے ہیں یہ (فرشتے) وہاں تک اسے لے جاتے ہیں، تو اللہ تعالی ان کی طرف وحی فرماتے ہیں کہ تم محافظ ہو اور جو کچھ اس کے جی میں ہے میں اس کا نگران ہوں اس عمل کے کئی گنا کر دو اور اسے علیین (ساتوں آسمانوں سے اوپر نیک اعمال کا مقام) میں اس کے لیے رکھ دو۔

(فائدہ) اس حدیث کی تشریح گذشتہ حدیث کے فائدہ کے تحت ذکر کی گئی ہے۔

غم واندوہ کے وقت کے اعمال نہیں لکھے جاتے

(حدیث) حضرت علیؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

"یُوحٰی اِلَی الْحَفَظَةِ لَا تَكْتُبُوْا عَلٰی عَبْدِيْ عِنْدَ ضَجْرِهٖ شَيْئًا"۔ [1]

(ترجمہ) (اللہ تعالی) کراما کاتبین کی طرف وحی فرماتے ہیں کہ میرے بندہ (کے اعمالنامہ میں) غم واندوہ کے وقت کے کوئی اعمال نہ لکھو۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے وہ احوال جن میں انسان انتہائی اندوہناک حالات میں گھرا ہوتا ہے ان میں اس کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ یعنی اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا مواخذہ نہ ہوگا اور اللہ تعالی کے فضل سے بعید نہیں کہ ایسی حالت کے نیک اعمال کو لکھا اور ان کا اجر دیا جائے۔

حالت مرض میں فرشتے گناہ نہیں لکھتے

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں، اللہ تعالی جب کسی بندہ کو مرض میں مبتلا فرماتے ہیں تو

---

[1] دیلمی (منہ) الفردوس بماثور الخطاب. ملمی ۵/۲۶۲ حدیث نمبر ۸۱۲۹، زہر الفردوس ۴/۲۷۱، تسدید القوس، کنز العمال، ۱۰۳۲۰، اتحافات سنیہ ص ۳۲۶

(انسان کے) بائیں طرف والے (فرشتہ) سے فرماتے ہیں کہ تو (اس کے گناہ لکھنے سے اپنا قلم) اٹھا لے، اور دائیں طرف والے سے فرماتے ہیں جو کچھ میرا بندہ (حالت صحت میں) نیک عمل کرتا تھا اب اس کے لیے اس سے بھی بہتر عمل لکھتا رہ۔[2]

بیماری میں نیک عمل نہ کرسکنے کے باوجود بھی نیک عمل لکھا جاتا رہتا ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا ابْتُلِيَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ قَالَ اللّٰهُ لِلْمَلَكِ اُكْتُبْ لَهٗ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَاِنْ شَفَاهُ غَسَلَهٗ وَطَهَّرَهٗ وَاِنْ قَبَضَهٗ غَفَرَلَهٗ وَرَحِمَهٗ"۔[3]

(ترجمہ) جب کسی مسلمان کے بدن میں کوئی تکلیف ڈالی جاتی ہے تو اللہ تعالی فرشتے سے فرماتے ہیں اسکے وہ تمام نیک اعمال لکھتا رہ جو یہ (حالت صحت میں) کرتا تھا (اگر چہ اب اس میں کرنے کی ہمت نہیں ہے)۔ پھر اگر (اللہ تعالی) اسے شفاء عطا فرماتے ہیں تو اسے دھودیتے ہیں اور اسے (گناہوں سے) پاک کردیتے ہیں۔ اور اگر اس کی روح کو قبض کر لیتے ہیں تو اسے معاف فرمادیتے ہیں اور اپنی رحمت عطا فرماتے ہیں۔

پوشیدہ نیک عمل کو فرشتہ کس طرح معلوم کر کے لکھتا ہے؟

حضرت حجاج بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومعشر سے عرض کیا کہ اللہ کا جو ذکر انسان دل ہی دل میں کرتا ہے اسے فرشتے کس طرح لکھتے ہیں؟ فرمایا! وہ اس کی خوشبو پا کر لکھتے ہیں۔[4]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبہ، شعب الایمان بیہقی (منہ)

[2] ابن ابی الدنیا، بیہقی (منہ)

[3] مسند احمد، ابن ابی شیبہ، بیہقی (منہ) مسند احمد ۳/ ۱۴۸، مجمع الزوائد ۲/ ۳۰۴، ترغیب ۴/ ۲۹۰، کنز العمال ۶۶۹۵، ابن ابی شیبہ ۳/ ۲۳۳

[4] ابوالشیخ (منہ) ۵۲۲

جھوٹ بولنے سے فرشتے انسان سے کتنا دور چلے جاتے ہیں؟

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ کَذِبَۃً تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلاً مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ"۔ [1]

(ترجمہ) جب کوئی انسان ایک بار جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بد بو سے ایک میل تک فرشتہ دور چلا جاتا ہے۔

حالت مرض میں فرشتے نیک عمل لکھتے رہتے ہیں

(حدیث) حضرت عطاء بن یسار اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

"اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ قَالَ اللّٰہُ لِلْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ اُکْتُبُوْا لِعَبْدِیْ مِثْلَ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ حَتّٰی اَقْبِضَہٗ اَوْ اُعَافِیَہٗ"۔ [2]

(ترجمہ) جب کوئی بندہ بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالی کراما کاتبین کوحکم دیتے ہیں کہ میرے بندہ کے لئے ویسے اعمال (صالحہ) لکھتے رہو جو وہ (حالت صحت میں) کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اسے موت دیدوں یا صحت دے دوں۔

حالت مرض میں ناکردہ نیک اعمال کیوں لکھے جاتے ہیں؟

(حدیث) حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] ترمذی (منہ) ترمذی حدیث نمبر ۱۹۷۲، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۴۸۴۴، حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۹۷، جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۵۶۳، مصنف عبدالرزاق حدیث ۲۰۰۷۶، اتحاف السادۃ ص ۵۱۵ ج ۷، جمع الجوامع بحوالہ مساوی الاخلاق امام خرائطی، مسند الفردوس ص ۱۹۸ ج ۱، احیاء العلوم ص ۱۳۲ ج ۳ معجم صغیر طبرانی ص ۳۰ ج ۲

[2] ابن ابی شیبہ (منہ) کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۷۱، الدر المنثور ص ۱۰۴ ج ۶، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۸۵ وعزاہ لابن عساکر، جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۶۵۰، الدر المنثور ص ۳۶۷ ج ۶، ابن ابی شیبہ ۳/۲۳۱

"اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ يُقَالُ لِصَاحِبِ الشِّمَالِ اِرْفَعْ عَنْهُ الْقَلَمَ وَيُقَالُ لِصَاحِبِ الْيَمِيْنِ اُكْتُبْ لَهٗ اَحْسَنَ مَا كَانَ يَعْمَلُ فَاِنِّيْ اَعْلَمُ بِهٖ وَاَنَا قَيَّدْتُهٗ"۔ [1]

(ترجمہ) جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو بائیں طرف (کے گناہ لکھنے) والے (فرشتہ) کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس سے اپنا قلم اٹھالے اور دائیں طرف والے (فرشتہ) سے کہا جاتا ہے اس کے لیے اس سے بھی بہتر اعمال لکھتا رہ جو وہ (حالت صحت میں) کیا کرتا تھا کیونکہ اسکی (آنے والی حالت) کو میں جانتا ہوں میں نے ہی اسے اس حالت میں مبتلا کیا ہے (جس میں وہ میری عبادت سے مجبور رہ گیا ہے)۔

(حدیث) حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا مَرِضَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مَلَائِكَتِهٖ اَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِيْ بِقَيْدٍ مِنْ قُيُوْدِيْ فَاِنْ اَقْبِضْهُ اَغْفِرْلَهٗ وَاِنْ اُعَافِهٖ فَحِيْنَئِذٍ يَقْعُدُ لَا ذَنْبَ لَهٗ"۔ [2]

(ترجمہ) جب کوئی بندہ مرض (شدید) میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں کو وحی فرماتے ہیں میں نے اپنے بندہ کو اپنی تکالیف میں سے ایک تکلیف میں مبتلا کیا ہے اگر میں نے روح قبض کر لی تو اسے معاف کردوں گا اور اگر عافیت دی تو جب یہ (حالت صحت میں) بیٹھے گا تو اس کے کوئی گناہ نہیں ہونگے۔ (یعنی اس کی مرض اس کے گناہوں کا کفارہ بن چکی ہوگی)۔ [2]

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اشْتَكٰى يَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ اُكْتُبُوْا لِعَبْدِيْ مَا كَانَ يَعْمَلُ طَلْقًا حَتّٰى يَبْدُوَلِيْ اَقْبِضُهٗ اَمْ اُطْلِقُهٗ"۔ [3]

---

[1] ابن عساکر (منہ) اتحاف السادۃ ۹/۵۲۹، درمنثور ۶/۳۶۷، کنز العمال ۶۶۸۵، جمع الجوامع ۲۶۵۰۔

[2] حاکم وصححہ (منہ) مستدرک حاکم ص ۳۱۳ ج ۴، جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۷۲۵، الدر المنثور حدیث نمبر ۶۶۶۷، الاتحافات السنیہ صفحہ ۵۳، کنز العمال ۶۶۶۷۔

[3] طبرانی (منہ) جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۷۲۴، کنز العملل حدیث نمبر ۶۷۰۸، الاتحافات السنیہ ص ۱۵۳

(ترجمہ) جب (کوئی نیک) بندہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کے لیے وہ (نیک اعمال) لکھتے رہو جو وہ (حالت صحت میں) کرتا تھا یہاں تک کہ میں فیصلہ کروں کہ اس کی روح قبض کرنی ہے یا مہلت دینی ہے۔

(حدیث) حضرت ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"مَا اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُصَابُ بِبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهٖ اِلَّا اَمَرَ اللّٰهُ الْحَفَظَةَ الَّذِيْنَ يَحْفَظُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ اكْتُبُوْا لِعَبْدِيْ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ مِنَ الْخَيْرِ مَا دَامَ مَحْبُوْساً فِيْ وَثَاقِيْ"۔ [1]

(ترجمہ) جب مسلمان کے جسم میں کوئی بیماری پہنچتی ہے تو اللہ تعالی کراما کاتبین (جو انسان کی حفاظت بھی کرتے ہیں) کو حکم فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کے لیے ہر روز اور ہر رات اتنے نیک کام لکھو جو وہ کرتا تھا جب تک کہ یہ میری گرہ میں بندھا ہوا ہے۔ (یعنی بیمار ہے)۔

دائیں طرف تھوک نہ ڈالے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْزُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّهٗ يُنَاجِي اللّٰهَ تَعَالٰى مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ مَلَكاً وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ"۔ [2]

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ اللہ تعالی سے مناجات کر رہا ہوتا ہے جب تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ میں رہے، اور نہ

---

[1] ابن ابی شیبہ، طبرانی، الافراد للدارقطنی، شعب الایمان بیہقی (منہ) مسند احمد ص ۱۹۴۔۱۹۸ ج ۲، الدارمی ص ۳۱۶ ج ۲، الاتحافات السنیہ ص ۲۶۶

[2] مسند احمد، بخاری (منہ) مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۱۶۸۶، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۹۴۱، جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۳۰۱ بحوالہ بخاری، احمد، ابن حبان اور عبدالرزاق۔

اپنے دائیں طرف (تھوکے) کیونکہ اس کے داہنے فرشتہ کراما کاتبین ہے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنے بائیں یا قدموں کے نیچے تھوکے۔

(فائدہ) اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکنے کا حکم صرف نماز کی حالت میں مخصوص ہے، بائیں طرف یا قدموں کے نیچے حالت نماز میں خارج مسجد تھوکنے کی اجازت ہے، نماز کی حالت میں بائیں طرف والا فرشتہ بھی دائیں طرف آ جاتا ہے کیونکہ نماز تمام بدنی عبادات کی ماں ہے اس میں گناہوں کے کاتب کا کوئی حصہ نہیں ہے اس لیے آدمی نماز میں بائیں طرف بوقت ضرورت تھوک سکتا ہے۔[1]

آدمی اپنے جوتے کہاں رکھیں؟

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ اپنے جوتے اپنے پاؤں کے درمیان رکھو یا اپنے سامنے رکھو، اپنے داہنے نہ رکھو کیونکہ ایک فرشتہ تیرے داہنے ہے اور انہیں اپنے بائیں (بھی) نہ رکھو کیونکہ وہ جوتے تیرے بھائی (مسلمان) کے دائیں میں ہونگے۔[2]

آدمی اپنی پشت پیچھے بھی تھوک سکتا ہے

(حدیث) حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِہٖ فَاِنَّ عَنْ یَمِیْنِہٖ کَاتِبَ الْحَسَنَاتِ وَلٰکِنْ یَبْزُقْ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْخَلْفَ ظَھْرِہٖ"۔[3]

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے سامنے اور اپنے داہنے میں نہ تھوکے کیونکہ اسکے داہنے نیکیاں لکھنے والا (فرشتہ) ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے بائیں یا پشت پیچھے تھوکے۔

---

[1] مستفاد از فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف حافظ ابن حجرؒ

[2] سعید بن منصور (منہ)

[3] ابن ابی شیبہ (منہ)

(حدیث) حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے جبکہ آپؐ کے دست مبارک میں کھجور کا خوشہ تھا آپ کھجور کے خوشوں کو پسند فرماتے تھے۔ تو آپؐ نے قبلہ میں بلغم کو دیکھا تو اسے کھرچ دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے لوگو! جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اللہ کے سامنے ہوتا ہے اور اس کے داہنے میں فرشتہ ہوتا ہے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ کسی کے سامنے آئے اور اس کے سامنے تھوک دے؟ تم میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے میں بلکہ اپنے بائیں پاؤں کے نیچے یا بائیں جانب اور اگر تمہیں جلدی ہو تو اس طرح ہلکا کرے یعنی اپنے کپڑے میں (تھوک) دے۔[1]

مسجد میں کنکریاں الٹانا

حضرت طلحہ بن مصرف (تابعی) فرماتے ہیں۔

مسجد میں کنکریاں الٹانا فرشتہ (کراما کاتبین) کو تکلیف دیتا ہے۔[2]

داہنے میں تھوکنا فرشتہ کو ایذا پہنچاتا ہے

حضرت عبدالعزیز نے اپنے صاحبزادے عبدالملک سے فرمایا جب اس نے اپنے دائیں میں تھوک دیا تھا جبکہ وہ چل رہا تھا۔ تو نے اپنے ساتھی (فرشتہ) کو تکلیف میں مبتلا کیا ہے اپنے بائیں تھوکا کر۔[3]

مسجد میں کنکر الٹانا شیطان سے ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا نماز میں کنکریاں نہ الٹاؤ کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔[4]

(فائدہ) اس ارشاد سے ہر وہ کام بھی شیطان کی طرف سے معلوم ہوتا ہے جو نماز

---

[1] ابن ابی شیبہ (منہ)

[2] عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ (منہ)

[3] ابن عساکر (منہ)

[4] مصنف ابن ابی شیبۃ (منہ)

میں دوسری طرف متوجہ کرے جس طرح داڑھی سے کھیلنا، کپڑوں سے کھیلنا' ان کو جوڑنا وغیرہ۔

ایک عظیم نیکی کے لکھنے میں اللہ سے رجوع

(حدیث). حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ۔

''اِنَّ عَبداً مِنْ عِبادِ اللّٰهِ قَالَ یا رَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنبغِي لِجَلالِ وَجْهِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ فَاَعْضَلَتْ بِالْمَلَکَیْنِ فَلَمْ یَدْرِیَا کَیْفَ یَکْتُبَانِهَا فَصَعِدَا اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَا یا رَبَّنَا عَبْدُکَ قَالَ مَقَالَةً لَانَدْرِيْ کَیْفَ نَکْتُبُهَا فَقَالَ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ مَاذَا قَالَ عَبْدِيْ قَالَا یارَبِّ اِنَّهُ قَالَ یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُکْتُبَاهَا کَمَاقَالَ عَبْدِيْ حَتّٰی یَلْقَانِيْ عَبْدِيْ فَاَجْزِیَهِ بِهَا''۔ [1]

(ترجمہ) اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ نے (اس طرح اللہ تعالیٰ کی) تعریف کی یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ

اے پروردگار آپ کی تعریف اسی طرح ہو جس طرح تیرے چہرہ کے جلال اور تیری سلطنت کی عظمت کے مناسب ہے۔ تو فرشتے مشکل میں پڑ گئے اور نہ سمجھ سکے کہ وہ اسے کس طرح سے لکھیں، تو وہ آسمان کی طرف چڑھے اور عرض کیا اے ہمارے پروردگار تیرے بندہ نے ایک ایسا جملہ کہا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس (کے ثواب) کو کس طرح سے لکھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبکہ وہ اس کو بہتر طریقہ پر جانتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا؟ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار اس نے کہا ہے۔

یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْهِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اس کلمہ کو اسی طرح لکھو جس طرح سے میرے بندہ نے کہا ہے یہاں تک کہ میرا بندہ جب مجھے ملے گا تو میں اسے اس کا انعام دونگا۔

---

[1] ابن ماجہ، طبرانی (منہ) ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۰۱، مجمع الزوائد، طبرانی ۱۲/۴۴۴، تفسیر قرطبی ص ۱۳۲ ج ۱، کنز العمال حدیث نمبر ۵۱۲۷، ۶۴۴۱، مسند الفردوس ص ۲۳۹ ج ۱

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مذکورہ کلمہ پڑھنے کا عظیم ثواب ہے ہمیں اس عمل کو یاد کر کے پڑھتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کا بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔ اس جملہ کے ثواب لکھنے میں فرشتوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بعض اوقات کراما کاتبین عمل کے ساتھ اس کا ثواب بھی لکھ دیتے ہیں چنانچہ یہاں پر بھی ایسا ہی ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف اس کے لکھنے کا حکم فرمایا کیونکہ اس کا ثواب بڑی عظمت رکھتا ہے جس کا لکھنا بہت دشوار ہے لیکن روز قیامت اس کا اور اس جیسے دوسرے نیک اعمال کا ثواب میزان ثواب میں تول کر عامل کو اس کا اجر عطاء فرمایا جائے گا۔

استغفار کا فائدہ

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مَا مِنْ حَافِظَيْنِ يَرْفَعَانِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا حَفِظَا فِيْ يَوْمٍ فَيَرَى فِيْ اَوَّلِ الصَّحِيْفَةِ وَآخِرِهَا اسْتِغْفَاراً اِلَّا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : "قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفِي الصَّحِيْفَةِ"۔ [1]

(ترجمہ) کوئی بھی کراما کاتبین اپنے روزانہ کے (بندہ کے) اعمال محفوظ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جاتے جب اعمالنامہ کے شروع اور اخیر میں استغفار کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو کچھ اس اعمالنامہ کے درمیان (گناہ) ہیں میں نے وہ سب اپنے بندہ کو معاف کیے۔

(فائدہ) جب کوئی آدمی نیند سے جاگنے کے بعد استغفار کر لے اور جب رات کو سونے لگے اس وقت بھی استغفار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس استغفار کے دوران کے چھوٹے گناہ معاف کر دیتے ہیں بڑے گناہ بغیر توبہ کیے معاف نہیں ہوتے ان سے توبہ کر لی جائے۔

---

[1] مسند بزار (منہ)

توبہ کی شرائط

جو گناہ انسان کے اللہ کے حق کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے معاف ہونے کی تین شرائط ہیں۔ (۱) جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے اسے توبہ کرنے کے وقت سے چھوڑ دے۔ (۲) اس گناہ پر ندامت ظاہر کرے۔ (۳) اس بات کا پختہ عہد کرے کہ دوبارہ یہ گناہ کبھی نہیں کرے گا۔ ان تین شرطوں میں کوئی ایک بھی نہ پائی گئی تو توبہ تو نہیں بنتی۔ اور جو گناہ دوسرے انسان کے متعلق ہیں تو اس کی توبہ کی چار شرائط ہیں۔ تین تو مذکورہ بالا اور چوتھی یہ کہ اپنے متعلقہ آدمی کے فرض سے سبکدوش ہو مال ہو تو وہ لوٹائے، اگر تہمت وغیرہ ہے تو اس کی معافی مانگے۔ اور اگر الزام گناہ لگایا ہے تو وہ معاف کرائے۔[۱] (مترجم)

جتنے گناہ سے توبہ کرے گا اتنے کی توبہ ہوگی سب کی کرے گا سب کی ہوگی، آدمی سے جو گناہ بھی ہو جائے، اس سے فوراً توبہ کرلے زندگی موت کا کوئی پتہ نہیں مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملنا چاہئے کہ اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔ (مترجم)

حالت جماع میں پردہ کیا جائے

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَـہٗ فَلْیَسْتَتِرْ فَاِنَّہٗ اِذَا لَمْ یَسْتَتِرْ اِسْتَحْیَتِ الْمَلَائِکَۃُ وَخَرَجَتْ وَحَضَرَ الشَّیْطَانُ فَاِذَا کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ کَانَ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ نَصِیْبٌ"۔[۲]

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے چاہئے کہ پردہ کر لے اگر وہ پردہ نہیں رکھے گا تو فرشتے حیا کرتے ہیں اور (اس گھر سے) نکل جاتے ہیں،

---

[۱] ریاض الصالحین ص ۱۳ باب التوبہ

[۲] معجم اوسط طبرانی (منہ) مجمع الزوائد ۴/ ۲۹۳، فیض القدیر ۱/ ۲۳۸، مطالب عالیہ ۱۵۶۸، ابن ماجہ ۱۹۲۱، بیہقی ۷/ ۱۹۳، نصب الرایہ ۴/ ۲۴۶، ۲۴۷، تاریخ بغداد ۱۳/ ۲۴۸، عبدالرزاق ۱۰۴۶۹، ۱۰۴۷۰، علل الحدیث ۱۲۸۳، طبرانی کبیر ۷/ ۱۹۲، کنز العمال ۴۴۸۲۱، کامل ابن عدی ۶/ ۲۴۴۸۔

اور شیطان آ موجود ہوتا ہے، پس اگر ان دونوں کے لیے (اس جماع کی وجہ سے) کوئی اولاد لکھی ہے تو شیطان کا اس میں بھی ایک حصہ (اثرات شیطانی کا) شامل ہو جاتا ہے۔

(فائدہ) میاں بیوی کا حالت خاص میں پردہ رکھنا مستحب اور مسنون ہے اور بچے کا شیطانی اثرات سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔[1]

کراما کاتبین سے حیا کریں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَسْتَحِيِي اَحَدُكُمْ مِنْ مَلَكَيْهِ اللَّذَيْنِ مَعَهُ كَمَا يَسْتَحِي مِنْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ مِنْ جِيْرَانِهٖ وَهُمَا مَعَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.[2]

(ترجمہ) تم میں سے ہر ایک اپنے ان دونوں فرشتوں سے حیا کرے جو ان کے ساتھ ہوتے ہیں جس طرح سے وہ اپنے پڑوسیوں میں سے دو نیک انسانوں سے حیا کرتا ہے (اور ان کے سامنے کوئی غلط کام نہیں کرتا)، اور (یہ دونوں فرشتے تو حیا کے زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ) یہ رات اور دن (ہر وقت) آدمی کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(حدیث) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَلَمْ اَنْهَكُمْ عَنِ التَّعَرِّيْ؟ اَلَمْ اَنْهَكُمْ عَنِ التَّعَرِّيْ؟ اِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ فِيْ نَوْمٍ وَيَقْظَةٍ اِلَّا حِيْنَ يَاْتِيْ اَحَدُكُمْ اَهْلَهٗ اَوْحِيْنَ يَاْتِيْ خَلَاءَهٗ اَلَا فَاسْتَحْيُوْهُمَا اَلَا فَاَكْرِمُوْهُمَا.[3]

(ترجمہ) کیا میں نے آپ لوگوں کو کپڑے ہٹانے سے منع نہیں کیا؟ کیا میں نے آپ لوگوں کو کپڑے ہٹانے سے منع نہیں کیا؟ تمہارے ساتھ وہ (فرشتے) ہیں جو

---

[1] فیض القدیر للمناوی ۲۳۸ ج ۱

[2] شعب الایمان وضعفہ (منہ)

[3] بیہقی وضعفہ (منہ) نصب الرایہ ۴۳۴ اخرج روایۃ البیہقی

تم سے الگ نہیں ہوتے نہ نیند میں نہ بیداری میں، یاد رکھو جب بھی تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے یا قضائے حاجت کو جائے تو ان دونوں (فرشتوں) سے حیا کرے، خبردار ان دونوں کی عزت کرو۔

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ انسان کو قضائے حاجت اور بیوی کے ساتھ جماع کرنے کی حالت میں کراما کاتبین کا احترام کرنا چاہئے، اگر ایسا نہ کرے تو ان فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے مزید گزارش مذکورہ بالا فائدہ میں ملاحظہ ہو۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں انسان فرشتے سے ننگ کھولنے میں دو جگہوں پر اجتناب کرے قضائے حاجت کے وقت اور جماع کے وقت۔[1]

(فائدہ) کیونکہ غالباً یہی دو مقام ہیں جہاں ننگ کھولنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور علاج میں اتنا کپڑا اٹھایا جائے جتنے کی ضرورت ہے جبکہ علاج کی صرف یہی شکل ہو ورنہ بلا ضرورت شدید اس کی بھی اجازت نہیں۔ تیسرا مقام غسل کا ہے اس کی وضاحت اگلی روایت اور فائدہ میں آرہی ہے۔

تین مقامات پر انسان فرشتوں سے حیا کرے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ نَہَاکُمْ عَنِ التَّعَرِّیْ فَاسْتَحْیُوْا مِنْ مَلَائِکَۃِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ مَعَکُمُ الْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُفَارِقُوْنَکُمْ اِلَّا عِنْدَ اِحْدٰی ثَلَاثِ حَاجَاتِ الْغَائِطِ وَالْجُنَابَۃِ وَالْغُسْلِ۔[2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تمہیں کپڑے اتار دینے سے منع فرماتا ہے اللہ کے ان فرشتوں سے حیا کرو جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں کراما کاتبین، جو تم سے علیحدہ نہیں ہوتے مگر تین ضرورتوں کے وقت، قضائے حاجت کے وقت، جنابت (جماع) کے وقت اور غسل کرتے وقت (کیونکہ ان تینوں اوقات میں انسان بطور ضرورت اپنا ننگ کھولتا ہے)۔

---

[1] مصنف عبدالرزاق (منہ)

[2] مسند بزار (منہ) الدرالمنثور ص۳۲۳/ ج۶

(فائدہ) مذکورہ تینوں حالتوں میں انسان جتنا کوشش کر سکے اپنا ننگ ڈھانپے، ننگ ڈھانپنے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ جماع کے وقت میاں بیوی اپنے اوپر چادر یا لحاف اوڑھ لیا کریں۔ اور غسل کے وقت کوئی کپڑا باندھ لیا کریں۔ عام بندوں میں یا میدان میں یا ندی دریا میں کپڑے اتار کر نہ نہائیں نہ اس طرح سے جماع کریں اور قضائے حاجت کے وقت بقدر ضرورت کپڑا اٹھا لیا کریں۔

پردہ کی شکلیں

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ظہر کے وقت باہر نکلے تو ایک آدمی کو دیکھا جو وسیع میدان میں (کپڑے اتار کر) نہا رہا تھا تو آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا۔

''اَمَّا بَعْدُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَكْرِمُوا الْكِرَامَ الْكَاتِبِيْنَ الَّذِيْنَ مَعَكُمْ لَيْسَ يُفَارِقُوْنَكُمْ اِلَّا عِنْدَ اِحْدٰى مَنْزِلَتَيْنِ حَيْثُ يَكُوْنُ الرَّجُلُ عَلٰى خَلَائِهٖ اَوْ يَكُوْنُ مَعَ اَهْلِهٖ اِنَّهُمْ كِرَامٌ كَمَا سَمَّاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلْيَسْتَتِرْ اَحَدُكُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ بِجِرْمِ حَائِطٍ اَوْ بِبَعِيْرِهٖ فَاِنَّهُمْ بِجِرْمٍ لَا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ .[1]

(ترجمہ) اللہ کی تعریف کے بعد (میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کراما کاتبین کی عزت کرو جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے مگر دو مقام پر (۱) جب آدمی قضائے حاجت میں ہوتا ہے (۲) یا اپنی بیوی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ (فرشتے) عزت والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انکا نام (بھی ''کراما کاتبین،، ''عزت دار،، اعمال لکھنے والے) رکھا ہے، ایسی ضرورت کے وقت تم میں کا ہر ایک دیوار کے پاس یا اپنے اونٹ (سواری) کے پاس پردہ کر لے کیونکہ یہ پردہ ہیں یہ فرشتے اس کی طرف نہیں دیکھتے۔

(فائدہ) دیوار یا سواری کا پردہ عام طور پر قضائے حاجت کے لیے ہوتا ہے جبکہ

---

[1] ابن مردویہ (منہ) الدر المنثور ص ۳۲۳/ ج ۶، اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۰ ج ۹، الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۳۵، اتحافات سنیہ ۹/ ۱۰

بیت الخلا نہ ہوں باقی جماع اور غسل کے لیے گھر میں ایسی جگہ اختیار کی جائے جہاں کسی انسان اور سمجھدار بچے کی نظر نہ پڑے اور نا سمجھ بچے کے سامنے جماع کرنا درست نہیں یہ بھی بہت سی خرابیوں کا سبب بنتا ہے۔ اور نہ ہی گھر میں بیداری کی حالت میں موجود افراد کی موجودگی میں اور نہ ہی ایسی حالت میں کہ کوئی جماع کی حالت کا علم رکھتا ہو۔

کراما کاتبین ختم قرآن پر کہاں بوسہ دیتا ہے؟

حضرت سفیان ثوری (مشہور محدث وفقیہ) فرماتے ہیں جب کوئی آدمی قرآن پاک کا ختم کرتا ہے تو (کراما کاتبین) فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے[1]

ننگ کھولنے والے سے فرشتہ الگ ہو جاتا ہے

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں جس نے اپنا ننگ کھولا اس سے فرشتہ الگ ہو جاتا ہے[2]

قضائے حاجت کے وقت ساتھ نہیں ہوتے

حضرت عطاء (مشہور تابعی مفسرؒ) فرماتے ہیں۔ جب تو قضائے حاجت کی حالت میں ہو اس وقت تیرے پاس فرشتے (کراما کاتبین) نہیں آتے۔[3]

حالت طہارت میں بستر پر آنے والے کے ساتھ عمل

حضرت ابو صالح حنفی (تابعی) فرماتے ہیں۔ جب کوئی انسان حالت طہارت میں اپنے بستر پر لیٹتا ہے تو فرشتہ اس (کے جسم) پر (اپنا ہاتھ) پھیرتا ہے۔[4]

---

1. المجالسہ امام دینوری (منہ)
2. مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
3. مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
4. مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)

حالت مرض میں نیکی کا کتنا ثواب لکھتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

"اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا مَرِضَ يَقُوْلُ الرَّبُّ عَبْدِيْ فِيْ وَثَاقِيْ فَاِنْ كَانَ نَزَلَ بِهِ الْمَرَضُ وَهُوَ فِيْ اجْتِهَادِهٖ قَالَ اكْتُبُوْا لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ قَدْرَ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِيْ اجْتِهَادِهٖ وَاِنْ كَانَ نَزَلَ بِهِ الْمَرَضُ فِيْ فَتْرَةٍ مِنْهُ قَالَ اكْتُبُوْا لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مَا كَانَ فِيْ فَتْرَتِهٖ"۔[1]

(ترجمہ) جب کوئی بندہ مریض ہوتا ہے تو رب تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ میری جکڑ میں ہے جب اس کو مرض لاحق ہوئی تھی اور وہ (نیک اعمال میں) محنت کر رہا تھا تو فرماتے ہیں اس کے لیے اتنا ثواب لکھتے رہو جتنا وہ اپنی محنت سے عمل کرتا تھا، اور اگر اس کو اس حالت میں مرض لاحق ہوئی کہ وہ کوئی بھی نیک عمل نہیں کر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کے لیے اس کا اجر لکھو جو وہ اپنی فرصت میں کر رہا تھا۔ (یعنی اگر وہ گناہ سے رکا ہوا تھا تو اس کے لیے گناہ سے باز رہنے کا ثواب لکھتے رہو واللہ اعلم)۔

بیماری میں بھی حالت صحت کے اعمال لکھتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ آپؐ نے تبسم فرمایا تو ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ! آپ نے کیوں تبسم فرمایا ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

"عَجِبْتُ لِلْمُؤْمِنِ وَجَزَعِهٖ مِنَ السَّقَمِ وَلَوْ يَعْلَمُ مَا فِي السَّقَمِ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ سَقِيْماً حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ"۔

(ترجمہ) میں مومن سے اور اس کی بیماری میں گھبراہٹ سے حیران ہو رہا ہوں اگر یہ بیماری کا ثواب واجر جان لے تو پسند کرے کہ وہ بیمار پڑ جائے یہاں تک کہ اللہ

---

[1] بیہقی شریف (منہ)

تعالیٰ سے جا ملے۔ (یعنی موت آ جائے)۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائی پھر جھکالی، ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔

"عَجِبْتُ مِنْ مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ نَزَلَا اِلَى الْاَرْضِ يَلْتَمِسَانِ عَبْداً فِيْ مُصَلَّاهُ فَلَمْ يَجِدَاهُ فَعَرَجَا اِلَى السَّمَاءِ اِلٰى رَبِّهِمَا فَقَالَا يَا رَبِّ كُنَّا نَكْتُبُ لِعَبْدِكَ الْمُؤْمِنِ فِيْ يَوْمِهٖ وَلَيْلَتِهٖ مِنَ الْعَمَلِ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ قَدْ حَبَسْتَهٗ فِيْ حُبَالَتِكَ فَلَمْ نَكْتُبْ لَهٗ شَيْئًا فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُكْتُبَا لِعَبْدِيْ عَمَلَهٗ فِيْ يَوْمِهٖ وَلَيْلَتِهٖ وَلَا تَنْقُصُوْهُ شَيْئاً عَلٰى اَجْرِمَا حَبَسْتُهٗ وَلَهٗ اَجْرُ مَا كَانَ يَعْمَلُ"۔ [1]

(ترجمہ) میں فرشتوں میں سے ان دو فرشتوں پر حیران ہوں جو زمین پر نازل ہوئے اور ایک نیک آدمی کو اس کی جائے نماز پر تلاش کرتے رہے جب اسے نہ پایا تو اپنے رب تعالیٰ کے پاس آسمان پر چلے گئے اور عرض کیا اے ہمارے پروردگار! ہم آپ کے (فلاں) مومن بندے کے رات دن کے ایسے ایسے اعمال لکھا کرتے تھے اب ہم نے اسے اس حالت میں پایا ہے کہ آپ نے اسے اپنی رسی (بیماری) میں جکڑ رکھا ہے اس لیے ہم نے اس کا کوئی عمل نہیں لکھا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میرے بندے کے لیے اس کے دن رات کے عمل لکھتے رہو (جو وہ اپنی حالت صحت میں کیا کرتا تھا) اور میرے اس کو لاچار کر دینے سے اس کے اعمال (صالحہ) (کے لکھنے) میں اجر وثواب کی کمی نہ کرو، اس کے لیے (نیک اعمال کا) وہی اجر ہے جو یہ (حالت صحت میں) کیا کرتا تھا۔

(فائدہ) اگر کوئی آدمی کسی بیماری اور عذر کی بناء پر کسی نیک عمل کے کرنے سے رہ جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ وہ اب بھی اپنے بندوں پر ایسی کرم نوازی کرتا ہے۔

---

[1] طیالسی، بیہقی (منہ) کنز العمال حدیث ۶۶۸۷، ۶۷۱۷ بحوالہ طیالسی معجم اوسط طبرانی مجمع الزوائد ص ۳۰۴/ ج ۲، المطالب العالیہ حدیث ۵۴۱۳، اتحاف السادۃ المتقین ۱۴۱/ ج ۹، حلیہ ابونعیم ص ۲۶۶/ ج ۴، الاحکام النبویہ ص ۱۳۱/ ج ۱، ابوداود طیالسی ص ۴۶، الطب النبوی ذہبی ص ۱۴۳۔

(حدیث) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لَیْسَ مِنْ عَمَلِ یَوْمٍ اِلَّا وَهُوَ یُخْتَمُ عَلَیْهِ فَاِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ یَا رَبَّنَا عَبْدُکَ فُلَانٌ قَدْ حَبَسْتَهُ فَیَقُوْلُ الرَّبُّ اَخْتِمُوْا لَهُ عَلٰی مِثْلِ عَمَلِهِ حَتّٰی یَبْرَأَ اَوْ یَمُوْتَ"۔ [1]

(ترجمہ) روزانہ کوئی (نیک) عمل ایسا نہیں جس کو تمام کر کے (اگر کوئی) مومن (سخت) بیمار ہو جائے (جس سے نیک اعمال کرنے کی ہمت نہ ہو) تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! آپ نے اس کو (نیک اعمال کرنے سے) بے بس کر دیا ہے تو اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں جس طرح کا اس نے (نیک) عمل کیا تھا تم اس کا (اس روز کا) عمل (بھی) اسی طرح کا تحریر کر دو۔ یہاں تک کہ یہ (اپنی اس مرض سے) نجات پالے یا اسے موت آجائے۔

مومن کی وفات کے بعد اس کی قبر پر اس کے لئے تسبیح وتحمید کرتے ہیں

(حدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ وَکَّلَ بِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مَلَکَیْنِ یَکْتُبَانِ عَمَلَهُ فَاِذَا مَاتَ قَالَ الْمَلَکَانِ اللَّذَانِ وُکِّلَا بِهٖ قَدْ مَاتَ فَائْذَنْ لَنَا اَنْ نَصْعَدَ اِلَی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ سَمَائِیْ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ مَلَائِکَتِیْ یُسَبِّحُوْنِّیْ فَیَقُوْلَانِ اَفَنُقِیْمُ فِی الْاَرْضِ؟ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اَرْضِیْ مَمْلُوْءَةٌ مِنْ خَلْقِیْ یُسَبِّحُوْنِّیْ فَیَقُوْلَانِ فَاَیْنَ؟ فَیَقُوْلُ قُوْمَا عَلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ فَسَبِّحَانِیْ وَاحْمِدَانِیْ وَکَبِّرَانِیْ وَهَلِّلَانِیْ وَاکْتُبَا ذٰلِکَ لِعَبْدِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ"۔ [2]

---

[1] مستدرک حاکم وصححہ (منہ) حاکم ص ۳۰۹/ ج ۴، مسند احمد ۱۴۶/ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۳۰۳/ ج ۲، تفسیر ابن کثیر ص ۴۹/ ج ۵، کنز العمال حدیث نمبر ۶۶۶۶، طبرانی کبیر ۱۷/ ۲۸۴

[2] - ابوالشیخ (۵۰۳) شعب الایمان بیہقی (منہ) الموضوعات ابن جوزی ۳/ ۲۲۸، لالی مصنوعہ ۲/ ۲۳۰ تنزیہ الشریعہ ۲/ ۳۷۰۔۳۷۱

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو اپنے مومن بندے کے سپرد کر رکھا ہے جو اس کے اعمال (خیر و شر) لکھتے رہتے ہیں جب یہ انسان فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے جو مومن کے سپرد کئے گئے تھے کہتے ہیں (اے ہمارے پروردگار) یہ شخص تو اب وفات پا چکا ہے آپ ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں کہ ہم آسمان کی طرف عروج کریں تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں میرا آسمان میرے فرشتوں سے پر ہے وہ میری تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ تو وہ عرض کرتے ہیں کیا ہم زمین پر ٹھہرے رہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں زمین بھی میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے وہ میری تسبیح پڑھ رہے ہیں (تو وہ عرض کرتے ہیں ہم تسبیح کہاں پر بیان کریں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم میرے (اس) بندے کی قبر پر رکے رہو اور میری تسبیح، تعریف، کبریائی اور کلمہ طیبہ کہتے رہو اور یہ سب کچھ میرے (اسی) بندے کے لئے قیامت تک کے لئے لکھتے رہو (جس طرح کہ اس کی زندگی میں تم اس کے اعمال لکھا کرتے تھے)۔

(فائدہ) اس طرح کی ایک مرفوع روایت امام دارقطنی نے اپنی کتاب ''الافراد،، میں بھی روایت کی ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جب کافر فوت ہوتا ہے تو یہ فرشتے آسمان کی طرف عروج کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں تم (یہاں) کیوں آئے ہو؟ تو وہ عرض کرتے ہیں اے پروردگار! آپ نے اپنے بندے کی روح قبض کر لی ہے اس لئے ہم آپ کے ہاں لوٹ آئے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں تم اس (کافر) کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنت بھیجو کیونکہ اس نے مجھے جھٹلایا تھا اور میرا منکر ہوا تھا میں تمہاری اس لعنت کو عذاب بنا کر روز قیامت اس پر مسلط کروں گا۔[1]

کراما کاتبین کا خطاب نیک و بد مردوں سے

حضرت وہیب بن الوردؒ (بڑے درجہ کے تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات

[1] قال البیہقی تفرد بہ عثمان بن مطر وھو لیس بالقوی ثم رواہ من وجہ آخر عن انس وقال غریب بھذا الاسناد (الحبائک) ولکن اید الامام السیوطی روایۃ البیہقی ھذہ بالحدیث الذی رواہ الدارقطنی فی الافراد فینزل الحدیث بجمع طریقی الروایۃ علی درجۃ القبول انشاء اللہ (امداد اللہ انور)۔

پہنچی ہے کہ کوئی میت بھی جب فوت ہونے لگتی ہے تو اسے اس کے کراما کاتبین نظر آتے ہیں اگر تو اس آدمی نے ان کی ہم نشینی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزاری تھی تو یہ فرشتے اس کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے تو (ہمارا) بہترین ہم نشین تھا، بہت سی نیک مجلسوں میں تو نے ہمیں ہم نشین بنایا اور نیک اعمال ہمارے سامنے لایا اور نیک باتیں سنوائیں اللہ تعالیٰ بہترین ہم نشین کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔ اور اگر اس نے اچھی صحبت اختیار نہ کی اور اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی نہیں تھی تو اس کی تعریف کی بجائے یہ کہتے ہیں تجھے اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بہترین ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے تو نے ہمیں اکثر بری مجالس میں بٹھایا اور برے اعمال ہمارے سامنے پیش کئے اور گندی باتیں سنائیں اللہ تعالیٰ تجھے ہماری طرف سے بہترین ہم نشینی کی جزائے خیر نہ دے بس اسی وقت جب یہ گنہگار یہ باتیں سنتا ہے تو اس کی آنکھیں ان کی طرف کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ (کتاب المحتضرین ابن ابی الدنیا (منہ))

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت حضرت سفیان (بن عینہ) سے بھی ابن ابی الدنیاؒ نے روایت فرمائی ہے (منہ)

وفات کے بعد نیک و بد مردہ سے خطاب

حضرت سفیانؒ (بن عینہ) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ

جب کسی مومن انسان پر موت طاری ہوتی ہے تو وہ فرشتے جو اس کے ساتھ ایام زندگانی میں محافظ (اور کراما کاتبین) کے طور پر رہتے تھے اس کے اہل خانہ کے آہ وفغاں کے وقت کہتے ہیں ہمیں بھی موقعہ دو تا کہ ہم بھی اپنے رفیق کی اپنے علم کے مطابق تعریف بیان کریں اس کے بعد وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور جزائے خیر عطاء کرے تو اطاعت خداوندی میں سست تھا اور اس کی نافرمانی میں سست تھا۔ اب تیری وفات کے بعد تیرا ذکر فرشتوں میں کرتے رہیں گے۔ اور جب کسی بدکار پر موت طاری ہوتی ہے اور اس کے اہل خانہ روتے چلاتے ہیں تو (اس کے

متعلقہ) دونوں (کراما کاتبین محافظین) فرشتے کہتے ہیں ہمیں بھی موقعہ دو کہ ہمیں اس کے متعلق جو علم ہے ہم اس کا اظہار کریں پھر وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے گناہگار کی (سی) سزا دے تو خدا کی اطاعت شعاری میں سست تھا اور اس کی نافرمانی میں چست تھا اب تیرے مرنے کے بعد ہم تجھ پر عذاب خداوندی کے نازل نہ ہونے کا اطمینان نہیں کرتے۔ اس کے بعد یہ دونوں آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔[1]

(فائدہ) گذشتہ عنوان کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراما کاتبین فرشتے اپنے مردہ کی قبر پر تسبیح وتحمید یا لعنت کرتے ہیں اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کی وفات کے بعد آسمان پر چلے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان پر چلے جانے کے بعد واپس اس کی قبر پر نازل ہو کر تسبیح وتحمید یا لعنت کرنے کا عمل کرتے رہتے ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا عنوان کی روایات میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

توبہ کرنے والے گناہ کراما کاتبین کو بھلا دیئے جاتے ہیں

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَی اللّٰہُ الْحَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ ۔[2]

(ترجمہ) جب کوئی مسلمان (اپنے گناہوں سے) توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کراما کاتبین کو بھلا دیتے ہیں۔

(فائدہ) علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب جامع صغیر میں اس حدیث کو ابن عساکر ہی کے حوالہ سے کچھ طویل ذکر کیا ہے جس کا مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ "توبہ کرنے والے انسان کے گناہ اللہ تعالیٰ محافظین کرام کو بھلا دیتے ہیں اور اس کے اعضاء کو بھی بھلا دیتے ہیں اور زمین کے ان مقامات کو گناہ بھلا دیتے ہیں جہاں پر اس نے گناہ کیا تھا

---

[1] ابن ابی الدنیا (منہ)

[2] ابن عساکر (منہ) تاریخ دمشق ابن عساکر ص ۲۸۶/ج ۴ حسین بن احمد بن مسلمہ کے حالات میں، ترغیب وترہیب ابونعیم اصبہانی، ترغیب وترہیب منذری، جمع الجوامع حدیث نمبر ۱۴۸۰، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۱۶۷، نوادر الاصول حکیم ترمذی، الجامع الصغیر مع فیض القدیر ص ۳۱۳/ج ۱۔

تا کہ روز قیامت اس سچی توبہ کرنے والے انسان کے خلاف کوئی فرشتہ یا انسان کے اپنے اعضاء یا زمین کا وہ مقام جہاں گناہ کئے تھے گواہی نہ دے سکیں، اور یہ انسان اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کے خلاف کوئی چیز گناہ کی گواہی دینے والی نہ ہوگی۔،،

انسان کے منہ کی بدبو سے اذیت

(حدیث) حضرت ابوایوب (انصاریؓ) فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”حَبَّذا الْمُتَخَلِّلُوْنَ بِالْوُضُوْءِ وَالْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ اَمَّا تَخْلِيْلُ الْوُضُوْءِ فَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَبَيْنَ الْاَصَابِعِ، وَاَمَّا تَخْلِيْلُ الطَّعَامِ فَمِنَ الطَّعَامِ لِاَنَّهُ لَيْسَ اَشَدُّ عَلَى الْمَلَكَيْنِ مِنْ اَنْ يَرِيَا بَيْنَ اَسْنَانِ صَاحِبِهِمَا طَعَاماً وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي،،.[1]

(ترجمہ) مبارک ہوں وضو میں خلال کرنے والے، مبارک ہوں طعام میں خلال کرنے والے، وضو میں خلال (کرنے کا معنی) کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کے درمیان خلال کرنا، اور طعام میں خلال یہ ہے کہ کوئی چیز کھانے کی دانتوں میں رہ جائے (اس کو صاف کرنا) کیونکہ یہ ان دونوں فرشتوں کو زیادہ تکلیف دہ ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے دانتوں میں کوئی چیز کھانے کی دیکھیں جب کہ وہ نماز بھی پڑھ رہا ہو۔

(فائدہ) یعنی کوئی چیز کھانے کی انسان کے دانتوں میں رہ جائے یا رہ کر بدبو پیدا کر دے تو اس سے کراما کاتبین کو اذیت ہوتی ہے اور یہ بات عام ہے چاہے نماز کی حالت میں ہو یا نماز سے باہر۔

کراما کاتبین کیلئے اپنے منہ کیوں صاف رکھے جائیں؟

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

[1] مصنف عبدالرزاق، سمویہ، طبرانی (کبیر) (منہ) الجامع الصغیر ج ۳/ص ۲۷۴ مع فیض القدیر، مجمع الزوائد، مسند الفردوس ۲/ ۱۳۸ حدیث نمبر ۲۷۰۴، ورواہ ابونعیم فی الطب مختصراً بلفظہ

''نَقُّوا اَفْوَاهَكُمْ بِالْخِلَالِ فَاِنَّهَا مَجْلِسُ الْمَلَكَيْنِ الْكَرِيْمَيْنِ الْحَافِظَيْنِ وَاِنَّ مِدَادَهُمَا الرِّيْقُ وَقَلَمَهُمَا اللِّسَانُ وَلَيْسَ عَلَيْهِمَا شَيْءٌ اَضَرُّ مِنْ بَقَايَا الطَّعَامِ بَيْنَ الْاَسْنَانِ''. [1]

(ترجمہ) اپنے مونہوں کو انگلیوں کے ذریعہ (یا مسواک کے ذریعہ) صاف رکھو کیونکہ یہ (مونہہ) دونوں کراما کاتبین حافظی فرشتوں کی نشست گاہ ہے ان کی سیاہی (انسان کی) تھوک ہے اور ان کا قلم (انسان کی) زبان ہے اور فرشتوں پر دانتوں میں باقی رہنے والے طعام سے زیادہ کوئی چیز تکلیف دہ نہیں ہے۔

بغیر تہبند کے حمام میں داخل ہونے والے پر لعنت کرتے ہیں

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ دَخَلَ الْحَمَّامَ بَغَيْرِ مِئْزَرٍ لَعَنَهُ الْمَلَكَانِ''. [2]

(ترجمہ) جو آدمی حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوا اس پر کراما کاتبین لعنت کرتے ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی ایسی جگہ بغیر پردہ کے غسل کرنا جہاں سے وہ لوگ اس کا ننگ دیکھتے ہوں یا دیکھ سکیں جن کا اس کا ننگ دیکھنا حرام ہو ایسے شخص پر کراما کاتبین لعنت فرماتے ہیں (مثلہ فی فیض القدیر ج ۶ ص ۱۲۴) احقر عرض کرتا ہے کہ اگر ایسی محفوظ جگہ پر بغیر تہبند کے بھی غسل کرے جہاں سے کوئی بھی اسے نہ دیکھ سکے تب بھی کراما کاتبین کو اس ننگے آدمی سے حیا آتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے اس لئے حمام میں بھی کوئی ایسا کپڑا ضرور باندھ لینا چاہئے جس سے کم از کم ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ڈھک جائے۔

---

[1] تاریخ اصبہان امام ابونعیم اصبہانی (منہ)

[2] الشیرازی فی الالقاب (منہ) الجامع الصغیر مع فیض القدیر ۶/۱۲۴

کراما کاتبین نیکی اور بدی کی نیت کو کیسے معلوم کر لیتے ہیں؟

(حدیث) حضرت ابواویسؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان بن عینہؒ کے پاس ان کی آخری عمر میں مکہ میں بیٹھے تھے تو انہوں نے ہمیں حضرت یحی بن عبیداللہ تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلَائِكَةِ اِذَا هَمَّ عَبْدِيْ بِحَسَنَةٍ فَاكْتُبُوْهَا وَاحِدَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا عَشْرًا وَاِذَا هَمَّ عَبْدِيْ بِسَيِّئَةٍ فَلَا تَكْتُبُوْهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا وَاحِدَةً"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ (کراما کاتبین) فرشتوں سے فرماتے ہیں جب میرا بندہ کسی نیکی کا خیال کرے تو اس پر نیکی لکھ دیا کرو اور اگر وہ اس پر عمل بھی کر لے تو اس کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھ دیا کرو۔ اور جب میرا کوئی بندہ کسی برائی کا خیال کرے تو اس کا گناہ نہ لکھا کرو اور اگر اس کا ارتکاب کر لے تو بس ایک گناہ لکھا کرو۔

ایک آدمی نے سوال کیا کہ اے ابومحمدؒ! (یہ امام سفیان بن عیینہؒ کی کنیت ہے) کیا یہ غیب جانتے ہیں (کہ ان کو نیکی بدی کی نیت کا بھی علم ہو جاتا ہے؟) فرمایا کراما کاتبین غیب نہیں جانتے لیکن جب کوئی انسان کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے جس سے یہ جان لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور جب کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے بدبودار ہوا پھوٹتی ہے جس سے وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے گناہ کا ارادہ کیا ہے۔

(فائدہ) اگر انسان نیکی یا گناہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لے تو اس کی نیکی بھی لکھی جاتی ہے اور گناہ بھی لکھا جاتا ہے اور جس نیکی یا گناہ کا پختہ ارادہ نہ کیا جائے بلکہ صرف وہم اور خیال کی حد تک ہو تو نہ گناہ لکھا جاتا ہے اور نہ نیکی۔ [2]

---

[1] کتاب المجالسۃ امام دینوری (منہ)

[2] اس مسئلہ کی تفصیل تفسیر قرطبی اور احکام القرآن منزل نمبر ۴ مؤلفہ مفتی جمیل احمد تھانوی مع احقر مترجم میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہر انسان کے ساتھ پانچ فرشتے ہوتے ہیں

حضرت ابن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کوئی انسان بھی نہیں مگر اس کے ساتھ پانچ فرشتے ہوتے ہیں۔ ایک انسان کے دائیں ایک بائیں ایک پیچھے ایک آگے اور ایک اوپر ہوتا ہے جو اوپر سے یا فضاء سے نازل ہونے والی بلا سے دفاع کرتا ہے۔[1]

دو فرشتے انسان کی داڑھوں کے درمیان ہوتے ہیں

حضرت سفیان بن عینیہؒ فرمان باری تعالیٰ (الا لدیه رقیب عتید) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کی دو داڑھوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اگر انسان نے علم کی کوئی بات نہ سنی ہو تو اس کے لئے یہی بات بھی بہت ہے (کہ ہر انسان کے ساتھ ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے)۔[2]

(حدیث) حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"حَبْسُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ مَشَقَّةٌ عَلَى الْمَلَكَيْنِ"۔[3]

(ترجمہ) مغرب کے بعد کی دو رکعات میں تاخیر کرنا کراما کاتبین پر گراں گزرتا ہے۔

(فائدہ) کیونکہ دن کے کراما کاتبین اور ہوتے ہیں اور رات کے اور، چونکہ دن کے فرشتے مغرب کی نماز کو انسان کے کامل طور پر ادا کرنے کے بعد آسمان پر چڑھتے ہیں اس لئے اگر مغرب کی دو سنتوں میں تاخیر کی گئی تو یہ ان فرشتوں پر بھاری ہو جاتی ہیں لہذا مغرب کے فرض ادا کرنے کے بعد ان سنتوں کی ادائیگی میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔

---

[1] کتاب المجالسہ دینوری (منہ)

[2] الدینوری (منہ)

[3] دیلمی (منہ) کنز العمال ۱۹۴۴۶۔

ہر آدمی کے ساتھ بیس فرشتے ہوتے ہیں

(حدیث) ایک مرتبہ سیدنا عثمان بن عفانؓ حضورؐ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ بتلائیں کہ ہر انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا

"مَلَكٌ عَلٰى يَمِيْنِكَ عَلٰى حَسَنَاتِكَ وَهُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ فَاِذَا عَمِلْتَ حَسَنَةً كُتِبَتْ عَشْراً وَاِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً قَالَ الَّذِيْ عَلَى الشِّمَالِ لِلَّذِيْ عَلَى الْيَمِيْنِ اَكْتُبُ ؟ قَالَ لَا لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَتُوْبُ اِلَيْهِ فَاِذَا قَالَ : ثَلَاثاً ، قَالَ : نَعَمْ اَرَاحَنَا اللّٰهُ مِنْهُ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ مَا اَقَلَّ مُرَاقَبَتَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَاَقَلَّ اسْتِحْيَاءَهُ مِنْهُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ وَمَلَكَانِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ وَمِنْ خَلْفِكَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُوْنَهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ وَمَلَكٌ قَابِضٌ عَلٰى نَاصِيَتِكَ فَاِذَا تَوَاضَعْتَ لِلّٰهِ رَفَعَكَ وَاِذَا تَجَبَّرْتَ عَلَى اللّٰهِ قَصَمَكَ ، وَمَلَكَانِ عَلٰى شَفَتَيْكَ لَيْسَ يَحْفَظَانِ عَلَيْكَ اِلَّا الصَّلَاةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ ، وَمَلَكٌ قَائِمٌ عَلٰى فِيْكَ لَا يَدَعُ اَنْ تَدْخُلَ الْحَيَّةُ فِيْ فِيْكَ وَمَلَكَانِ عَلٰى عَيْنَيْكَ فَهٰؤُلَاءِ عَشَرَةُ اَمْلَاكٍ عَلٰى كُلِّ آدَمِيٍّ، يَنْزِلُوْنَ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ عَلٰى مَلَائِكَةِ النَّهَارِ لِاَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّيْلِ سِوٰى مَلَائِكَةِ النَّهَارِ ، فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ مَلَكاً عَلٰى كُلِّ آدَمِيٍّ. [1]

(ترجمہ) ایک فرشتہ تیرے دائیں میں ہے جو تیری نیکیوں پر مامور ہے اور یہ بائیں والے فرشتہ کا سردار ہے جب تو کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو تیرے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو کوئی گناہ کرتا ہے تو بائیں والا فرشتہ دائیں والے سے پوچھتا ہے کہ کیا میں (اس کا یہ گناہ) لکھدوں؟ تو وہ کہتا ہے نہیں شاید یہ اللہ تعالی سے (اپنے اس گناہ پر) استغفار کرلے اور توبہ کرلے تو جب بائیں والا فرشتہ تین مرتبہ گناہ لکھنے کی اجازت مانگتا ہے تو (دائیں والا) کہتا ہے ہاں (اب لکھ لو)، اللہ تعالی نے ہمیں نجات پہنچائی ہے یہ برا رفیق ہے اللہ تعالی کی طرف کتنا ہی کم متوجہ ہوتا

[1] ابن جریر (منہ) درمنثور ۴/ ۴۸، فتاوی حدیثیہ ص ۳۳۔

ہے اور اس سے کتنا کم حیا کرتا ہے (جبکہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس سے ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے اور دو فرشتے تیرے سامنے اور پیچھے بحکم خدا (بہت سی بلاؤں سے) اس آدمی کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور ایک فرشتے نے تیری پیشانی کو تھاما ہوا ہے، جب تو خدا کے لئے انکساری اختیار کرتا ہے تو وہ تجھے (مرتبہ میں) بلند کر دیتا ہے۔ اور جب تو خدا کے سامنے تکبر کرتا ہے تو وہ تجھے تباہی میں ڈال دیتا ہے۔ اور دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر (جاگزین) ہیں، وہ تجھ پر کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے بس وہ صرف محمدؐ پر (انسان کے) درود وسلام کی نگہداشت کرتے ہیں۔ (کہ جب یہ انسان حضورؐ پر درود بھیجے گا۔ تو ہم اس کو وصول کر کے حضورؐ تک پہنچائیں گے) اور ایک فرشتہ تیرے منہ پر ہے۔ جو سانپ (اور دیگر جانوروں) کو تیرے منہ میں نہیں گھسنے دیتا۔ اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر (مقرر) ہیں۔ تو یہ ہر آدمی سے متعلق کل دس فرشتے ہوئے، دن والے فرشتے پر رات والے فرشتے اترتے ہیں۔ کیونکہ رات کے فرشتے دن والے فرشتوں سے الگ ہیں۔ تو یہ ہر آدمی سے متعلق بیس فرشتے ہوئے۔

موت کے وقت محافظ فرشتے انسان سے الگ ہو جاتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ فرمان باری تعالیٰ ﴿لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ فرشتے ہیں جو انسان کے سامنے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں، اور جب موت آتی ہے تو یہ اس انسان سے دور ہٹ جاتے ہیں (اس وقت اپنے متعلقہ انسان کی حفاظت نہیں کرتے)۔[1]

محافظ فرشتے انسان کی جنات وغیرہ سے حفاظت کرتے ہیں

حضرت ابراہیم (نخعیؒ) ﴿یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کہ یہ محافظ فرشتے انسان کی جنات سے حفاظت فرماتے ہیں۔[2]

---

[1] عبدالرزاق، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم (منہ)

[2] ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ)

اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کوئی آدمی بھی نہیں مگر اس کے ساتھ کوئی مؤکل فرشتہ ہوتا ہے، جو اس کی نیند اور بیداری کی حالت میں جن، انسان اور موذی جانوروں سے حفاظت کرتا ہے، کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو انسان کو تکلیف پہنچانے کے درپے ہو۔ مگر یہ فرشتہ اس کے پیچھے سے تنبیہ کرتا ہے، (جس سے وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے) ہاں وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ تکلیف دینے کی اجازت دیں تو وہ اسے لاحق ہو جاتی ہے۔[1]

حضرت ابومجلزؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی قبیلہ مراد سے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان سے آپ کی حفاظت کروں۔ تو حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس پر وارد ہونے والی مصیبتوں سے حفاظت کرتے ہیں لیکن جب موت یا کوئی اور مصیبت آنی مقدر ہوتی ہے۔ تو یہ فرشتے اس مصیبت اور انسان کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔[2]

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ ایسا ہوتا ہے جو اس سے ہر تکلیف دہ چیز کو دور کر دیتا ہے، اور جو مصیبت مقدر ہو چکی ہو اس سے انسان کا دفاع نہیں کرتا۔[3]

فرمان باری تعالیٰ ﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ﴾ الآیۃ کی تفسیر میں حضرت سدی فرماتے ہیں۔ کوئی انسان بھی نہیں مگر اس کے ساتھ محافظ فرشتے ہوتے ہیں، دو فرشتے تو اس کے ساتھ دن میں ہوتے ہیں جب رات ہوتی ہے تو یہ آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں اور ان کے بعد انسان کے ساتھ دو فرشتے رات میں صبح تک رہتے ہیں، یہ انسان کے سامنے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں، جو مصیبت اس پر آنی نہیں لکھی ہوتی وہ اسے تکلیف نہیں پہنچا سکتی، جب کوئی مصیبت اس پر آنے لگتی ہے تو یہ اس کو اس سے ہٹا دیتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا ایک شخص دیوار کے پاس سے گزر جاتا

---

[1] ابن جریر (منہ)

[2] ابن جریر (منہ)

[3] ابن جریر (منہ)

ہے۔ پھر دیوار گرتی ہے۔ لیکن جب (کسی مصیبت کا) وقت آن پہنچتا ہے تو یہ اس کے اور انسان کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں، یہ فرشتے اللہ کے حکم سے اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حکم فرمایا ہے کہ یہ انسان کی حفاظت (کا فریضہ) سرانجام دیں۔[1]

حضرت ابن عباسؓ له معقبات والی آیت کو (تفسیر کے ساتھ) یوں پڑھتے تھے۔

''لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ رَقْبَاءُ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ يَحْفَظُوْنَهٗ''۔

(کچھ فرشتے انسان کے آگے سے نگہبانی کرتے ہیں۔ اور پیچھے سے بھی (اور یہ صرف) اللہ (ہی) کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔)[2]

(فائدہ) اس کے ہم معنی ایک قراءت حضرت ابی بن کعبؓ سے بھی مروی ہے ۔(منہ مختصراً) لیکن یہ قرائتیں شاذ ہیں۔ یا حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سے اس مذکورہ آیت کی تفسیر کے طور پر ہیں۔(مترجم)

مصیبت کے وقت محافظ فرشتے کہاں ہوتے ہیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہر انسان کے ساتھ محافظ فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی نگہبانی میں لگے رہتے ہیں، کوئی دیوار انسان پر نہیں گرتی یا وہ کسی کنویں میں نہیں گرتا یا کوئی جانور اسے تکلیف نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ مصیبت اس پر لکھی ہوتی ہے، اس وقت محافظ فرشتے انسان سے دور ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں انسان کو وہ مصیبت پہنچ کر رہتی ہے۔[3]

مومن کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟

(حدیث) ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم (منہ)

[3] کتاب القدر امام ابوداود، ابن ابی الدنیا، ابن عساکر (منہ) الدر المنثور ۴/۴۸، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۶۲، مکاید الشیطان ص ۹۶

”وُكِّلَ بِالْمُؤْمِنِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثِمِائَةِ مَلَكٍ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَالَمْ يُقَدَّرْ عَلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ لِلْبَصَرِ سَبْعَةُ اَمْلَاكٍ يَذُبُّوْنَ عَنْهُ كَمَا يُذَبُّ عَنْ قَصْعَةِ الْعَسَلِ مِنَ الذُّبَابِ فِي الْيَوْمِ الصَّائِفِ مَا لَوْ بَدَالَكُمْ لَرَاَيْتُمُوْهُ عَلٰى كُلِّ سَهْلٍ وَجَبَلٍ كُلُّهُمْ بَاسِطٌ يَدَيْهِ فَاغِرٌ فَاهُ وَمَا لَوْ وُكِّلَ الْعَبْدُ فِيْهِ اِلٰى نَفْسِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَا خْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ“۔ [1]

(ترجمہ) مومن کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں۔ جو مصیبت انسان پر واقع ہونا نہیں لکھی ہوتی اس کو انسان سے دور کرتے رہتے ہیں۔ صرف آنکھ کے لئے سات فرشتے ہیں۔ یہ (سب) فرشتے انسان سے بلاؤں کو اس طرح سے ہٹاتے رہتے ہیں جس طرح گرمی کے دن میں شہد کے پیالہ سے مکھیوں کو ہٹایا جاتا ہے، اگر ان فرشتوں کو تمہارے سامنے ظاہر کر دیا جائے تو تم ان کو ہر میدان اور ہر پہاڑ پر اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے دیکھو انہوں نے اپنا منہ بھی کھولا ہوا ہے۔ اور اگر انسان کی مصیبتیں پلک جھپکنے کے وقت کے لئے اس کی ذات کے سپرد کر دی جائیں تو اس پر شیاطین جھپٹ پڑیں۔

(فائدہ) اس طرح کی روایت حضرت کعب احبارؒ سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت خیثمہؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار آپ کے مومن بندے کی یہ حالت ہے کہ دنیا اس سے کنارہ کش رہتی ہے، اور بلائیں گھیرے رہتی ہیں (یہ کیوں ہے؟) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں ان مصیبتوں اور تنگ دستی کا ثواب کھول کر دیکھو تو جب وہ ثواب کو ملاحظہ کرتے ہیں تو کہتے ہیں جو کچھ اس کو دنیا میں تکلیف پہنچی ہے یہ اسے کوئی نقصان دینے والی نہیں ہے۔ حضرت خیثمہؒ

---

[1] مکاید الشیطان ابن ابی الدنیا، طبرانی، ماتین صابونی (منہ) الدر المنثور ص ۴۸ ج ۴، احیاء العلوم ص ۳۸ ج ۳، کنز العمال ۱۲۷۹، اتحاف السادۃ المتقین ص ۲۸۸ ج ۷، طبرانی کبیر حدیث ۷۷۰۴، مجمع الزوائد ص ۲۰۹ ج ۷، تخریج احیاء العلوم امام عراقی ص ۳۸ ج ۳، ابن قانع (ہذہ التخاریج کلہا من ہامش مکاید الشیطان لابن ابی الدنیا ص ۹۶، تحقیق مجدی سید ابراہیم، السلسلہ الحدیثیہ ص ۲۳۔

[2] ابن جریر، ابوالشیخ (منہ) مثل روایۃ ابن ابی الدنیا السابقہ ولکن بلفظہما (مترجم) ابوالشیخ ۴۹۴، ابن جریر ۱۳۔۱۱۹

نے فرمایا (اسی طرح فرشتے) کہتے ہیں تیرا ایک بندہ کافر ہے جس سے مصیبت دور بھاگتی ہے اور دنیا کشادہ رہتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں ان (سوال کرنے والے فرشتوں) کو اس (کافر) کا عذاب دکھاؤ تو جب یہ اسے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اے پروردگار جو کچھ اس کو دنیا میں (عیش و آرام) ملا وہ اس کو (اس عذاب سے) نجات نہیں دلا سکے گا۔ۓ

(فائدہ) مسلمانوں کو دنیا میں تکالیف ان کے درجات اور آخرت کے انعامات بڑھانے کے لئے ملتی ہیں اور کفار کو دنیا میں عیش و آرام ان کے دنیا میں اچھے کاموں کے بدلہ کے طور پر ملتا ہے۔ ان کو آخرت میں کوئی انعام نہیں ملے گا۔

مومن اور کافر کا ٹھکانہ فرشتہ نے دیکھا

حضرت نوف بکالی کہتے ہیں۔ ایک مومن اور ایک کافر مچھلی کے شکار کو چلے جب کافر اپنا جال پھینکتا اور اپنے خدا کا نام لیتا تو اس کا جال مچھلیوں سے بھرا ہوا نکلتا لیکن مومن ڈالتا اور اللہ کا نام لیتا تو کچھ بھی حاصل نہ ہوتا مگر وہ سورج غروب ہونے تک شکار میں لگا رہا بس اس سارے وقت میں ایک مچھلی ہاتھ لگی جسے اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا لیکن اس نے ایسی حرکت کی کہ پانی میں جا گری پس مومن اس حالت میں واپس لوٹا کہ اس کے پاس کچھ نہ تھا اور کافر اس حالت میں لوٹا کہ اس کا جال (مچھلیوں سے) بھرا ہوا تھا۔ (تو) اللہ تعالیٰ نے مومن کے فرشتہ سے فرمایا ادھر آ پھر اس کو مومن کا ٹھکانہ جنت میں دکھلایا اور فرمایا جب میرا مومن بندہ اس مقام میں آ جائے گا تو اسے اس کے بعد کوئی چیز تکلیف نہیں دے سکے گی۔ اس کے بعد اس (فرشتہ) کو دوزخ میں اس کافر کا ٹھکانہ دکھایا تو پوچھا بتاؤ! جو کچھ اسے دنیا کا انعام اور عیش ملا ہے وہ اس کے دوزخ کے ٹھکانے سے نجات دلا سکتا ہے؟ تو فرشتے نے عرض کیا پروردگار قسم بخدا کبھی نہیں۔ۓ

ۓ ابن ابی شیبہ (منہ)

ۓ زوائد کتاب الزہد امام عبداللہ بن احمد (منہ)

درخت کے پتوں سے متعلق فرشتے

راستہ بھٹکے ہوئے کی مدد کرتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ محافظ فرشتوں کے علاوہ زمین میں اللہ تعالی کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو درختوں کے گرنے والے پتوں کو (بھی) لکھتے ہیں سو جب تم میں سے کوئی کسی علاقہ میں (راستہ سے) بھٹک جائے اور ایسے میں کوئی مددگار نہ پائے تو اسے چاہئے کہ بلند آواز سے یہ کہے۔

''اے اللہ کے بندو! ہماری مدد اور اعانت کرو اللہ تم پر رحم فرمائے،،

تو اس کی اعانت کی جائے گی۔[1]

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت امام بیہقی نے اور بھی روایت کی ہے جو تکرار مفہوم کی وجہ سے ترجمہ سے حذف کر دی گئی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی مدد کا واقعہ

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامیؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے پانچ حج کئے ہیں دو کے لئے سواری پر گیا تھا اور تین پیدل چل کر کئے تو ایک حج میں راستہ بھٹک گیا جب میں پیدل سفر کر رہا تھا۔ تو میں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔

اے اللہ کے بندو! مجھے راستے کی رہنمائی کرو۔

بس میں یہ کہتا ہی رہا یہاں تک کہ میں راستہ سے واقف ہو گیا۔[2]

---

[1] شعب الایمان امام بیہقی (منہ) طبرانی، مجمع الزوائد وقال رجالہ ثقات

[2] بیہقی (منہ) بسند صحیح جدا

شراہیل اور ہراہیل علیہما السلام

رات شراہیل کے سپرد ہے اور دن ہراہیل کے اور سورج کے طلوع اور غروب کی علامت کیا ہے؟

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ رات جس فرشتے کے سپرد ہے اس کا نام شراہیل ہے۔ جب رات کا وقت قریب ہوتا ہے تو یہ غروب آفتاب سے پہلے آفتاب کے سامنے سیاہ دھاگہ دکھاتا ہے تو جب اسے سورج دیکھتا ہے تو پلک جھپکنے کی دیر میں غروب ہو جاتا ہے اور سورج کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غرب نہ ہو جب تک کہ وہ اس دھاگے کو نہ دیکھ لے اور جب یہ غروب ہوتا ہے تو رات آ جاتی ہے اور یہ دھاگہ اسی طرح لٹکتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک اور فرشتہ دھاگہ لے کر آتا ہے اس (فرشتہ) کا نام ہراہیل ہے تو یہ اس دھاگے کو سورج طلوع ہونے سے پہلے لٹکا دیتا ہے تو جب حضرت شراہیلؑ اس کو دیکھتے ہیں تو اپنا دھاگہ سمیٹ لیتے ہیں تو سورج سفید دھاگے کو دیکھتا ہے تو طلوع ہو جاتا ہے اور سورج کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ طلوع نہ ہو یہاں تک کہ اس (دھاگہ) کو دیکھ لے تو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو چڑھ جاتا ہے۔[1]

(فائدہ) یہ روایت حضرت سلمانؓ سے مروی ہے۔ اور غالباً یہ حضرت سلمان فارسیؓ ہیں۔

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

"اَمَّا ظُلْمَةُ اللَّيْلِ وَضَوْءُ النَّهَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ خَلْقًا مِنْ غُثَاءِ الْمَاءِ بَاطِنُهُ اَسْوَدُ وَظَاهِرُهُ اَبْيَضُ وَطَرْفُهُ بِالْمَشْرِقِ وَطَرْفُهُ بِالْمَغْرِبِ تُحِدُّهُ الْمَلَائِكَةُ ، فَإِذَا اَشْرَقَ الصُّبْحُ طَرَدَتِ الْمَلَائِكَةُ (الظُّلْمَةَ حَتّٰى تَجْعَلَهَا فِي الْمَغْرِبِ وَيَنْسَلِخُ الْجِلْبَابُ وَاِذَا اَظْلَمَ اللَّيْلُ طَرَدَتِ الْمَلَائِكَةُ)الضَّوْءَ حَتّٰى تَجْعَلَهُ فِي طَرْفِ الْهَوَاءِ (فَهُمَا كَذٰلِكَ يَتَرَاوَحَانِ لَا يَبْلِيَانِ وَلَا يَنْفِدَانِ). لے

(ترجمہ) رات کی تاریکی اور دن کی روشنی اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کے کیچڑ سے ایک مخلوق کو پیدا کیا جس کا اندرونی حصہ سیاہ ہے اور ظاہر کا حصہ سفید، اس کا ایک کنارہ مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جس کی ذمہ داری فرشتوں پر ہے ۔پس جب صبح طلوع ہوتی ہے تو فرشتے تاریکی کو ہٹا کر مغرب کی طرف کر دیتے ہیں اور پردہ کو کھینچ لیتے ہیں ۔اور جب رات تاریک ہوتی ہے تو فرشتے روشنی کو ہٹا دیتے ہیں اور اس کا رخ فضا کی طرف کر دیتے ہیں تو یہ (دن اور رات) باری باری آتے جاتے رہتے ہیں نہ تو پرانے ہوتے ہیں اور نہ ہی ختم ہوتے ہیں۔

(فائدہ) یہ حدیث منکر واضح البطلان ہے جیسا کہ اس کے متعلق حافظ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیزان میں یوسف بن یعقوب ابوعمران الجونی کے حالات میں واضح فرمایا ہے۔

دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں فرشتوں کی ذمہ داری

(حدیث) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضرت خزیمہ بن حکیم السلمیؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کے متعلق ارشاد فرمائیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

لے معجم اوسط طبرانی (منہ) مکمل حدیث کنز العمال میں چار صفحات پر مشتمل ہے یہاں صرف اس بیان کے متعلقہ حصہ کو ذکر کیا گیا ہے اور قوسین کے درمیان کی دونوں عبارتیں بھی کنز العمال سے اضافہ کی گئی ہیں ۔نیز یہ حدیث تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۱۳۸ ج ۵ اور ابن شاہین میں بھی مروی ہے۔

ارتیائیل علیہ السلام
غم مٹانے والے

روم سے لشکر اسلام کی خبر پہنچائی

حضرت سعید بن عبدالعزیزؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانیؒ کو ملک روم میں جہاد میں مصروف لشکر اسلام کی خبر کی تاخیر ہوگئی اور یہ اسی حال میں (منتظر) تھے کہ ایک پرندہ آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں ارتیائیل ہوں انسانوں کے دلوں سے غم کو مٹاتا ہوں پھر اس نے اس لشکر کی (حضرت ابو مسلم کو) اطلاع کی تو حضرت ابو مسلمؒ نے اُسے فرمایا تو بہت تاخیر کر کے آیا ہے۔[1]

حضرت عرباض بن ساریہؓ حضورؐ کے صحابہ کرام میں سے تھے اور بوڑھے ہو چکے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کی روح قبض ہو جائے، یہ ایک دن دعا کر رہے تھے کہ

''اے اللہ! میری عمر بہت ہو گئی ہے، میری ہڈیاں لاغر ہو گئی ہیں، اب آپ مجھے اپنے ہاں بلا لیں،،

حضرت عرباض فرماتے ہیں میں اسی حال میں ایک دن دمشق کی مسجد میں بیٹھا نماز پڑھ رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ میری وفات ہو جائے (اس حالت میں یہ دیکھتا ہوں کہ) میں انسانوں میں سے حسین ترین نوجوان کے پاس ہوں جس پر سبز جبہ بھی ہے اس نے کہا یہ کیا طریقہ ہے جو تم دعا کر رہے ہو؟ میں نے کہا اے بھائی! میں کس طرح دعا کروں؟ تو اس نے کہا یوں کہو ''اَللّٰھُمَّ حَسِّنِ الْعَمَلَ وَبَلِّغِ الْاَجَلَ،، (اے اللہ (میرے) اعمال بہتر فرما اور میرا اجل (مجھ تک) پہنچا۔ میں نے اس سے کہا آپ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ اس نے کہا کہ میں ارتیائیل ہوں جو مومنوں کے دلوں سے غم کو مٹاتا ہے۔ پھر میں نے مڑ کر جو دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔[2]

---

1. ابن عساکر (منہ)
2. ابن ابی الدنیا، ابن عساکر (منہ)

قبروں سے متعلق فرشتہؑ

دفن کر کے جانے والوں سے کیا عمل کرتا ہے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِالْمَقَابِرِ فَإِذَا دُفِنَ الْمَيِّتُ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ وَتَحَوَّلُوْا لِيَنْصَرِفُوْا قَبَضَ قُبْضَةً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ فَرَمٰى بِهَا اَقْفِيَتَهُمْ وَقَالَ اِنْصَرِفُوْا اِلٰى دُنْيَاكُمْ وَانْسَوْا مَوْتَاكُمْ“. [1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو قبروں سے متعلق ہے جب میت کو دفن کیا جاتا ہے اور اس پر مٹی برابر کر دی جاتی ہے اور واپس جانے کے لئے لوگ مڑتے ہیں۔ تو یہ فرشتہ اس قبر کی مٹی سے ایک مشت اٹھا کر ان جانے والوں کی گدیوں پر پھینکتا ہے اور کہتا ہے ”اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنے مردوں کو بھول جاؤ“

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اِنَّ مُشَيِّعِي الْجَنَازَةِ قَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِمْ مَلَكًا فَهُمْ مُهْتَمُّوْنَ مَحْزُوْنُوْنَ حَتّٰى اِذَا اَسْلَمُوْهُ فِيْ ذٰلِكَ الْقَبْرِ وَرَجَعُوْا رَاجِعِيْنَ اَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَمٰى بِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا اِلٰى دُنْيَاكُمْ اَنْسَاكُمُ اللّٰهُ مَوْتَاكُمْ فَيَنْسَوْنَ مَيِّتَهُمْ وَيَاْخُذُوْنَ فِيْ شِرَائِهِمْ وَبَيْعِهِمْ“. [2]

---

[1] امالی ابن بطہ (منہ)

[2] دیلمی، عیون الاخبار ابو الفضل طوسی (منہ) مسند الفردوس دیلمی ۱/۲۳۶، التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ ص ۲۱۶، وطبع قدیم ص ۱۱۱، تنزیہ الشریعۃ ۲/۳۷۴

(ترجمہ) جنازہ لے جانے والوں کے متعلق اللہ تعالی نے ایک فرشتہ سپرد فرمایا ہے یہ اہل میت غمگین اور نجور ہوتے ہیں لیکن جب اسے قبر میں دفن کر دیتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں تو یہ (فرشتہ) ایک مشت (میت کی قبر کی) مٹی سے اٹھا کر ان پر پھینکتا اور کہتا ہے ''تم اپنی دنیا کی طرف لوٹ جاؤ (اس کا غم نہ کھاؤ) اللہ تعالی تمہیں تمہارے اموات بھلا دے،،۔ تو یہ اپنی میت کو بھول جاتے ہیں اور اپنی خرید وفروخت میں لگ جاتے ہیں۔

مچھلی اور چٹان کو اٹھانے والا فرشتہ اور زمین کے چاروں کونوں اور کناروں کے فرشتے

زمین کو اٹھانے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ زمین کس چیز پر ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا "پانی پر"، پھر پوچھا گیا کہ آپ کو علم ہے کہ پانی کس پر ہے؟ آپؐ نے فرمایا "سبز چٹان پر"، پھر عرض کیا گیا کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ چٹان کس پر ہے آپؐ نے فرمایا "مچھلی کی پشت پر جس کے دونوں کنارے عرش سے ملے ہوئے ہیں"، عرض کیا گیا آپ کے علم میں ہے کہ مچھلی کس پر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا "ایک فرشتہ کے کندھے پر جس کے قدم ہوا میں ہیں"۔[1]

حضرت کعب فرماتے ہیں ساتوں زمینیں چٹان پر ہیں اور چٹان فرشتے کی ہتھیلی میں ہے اور فرشتہ مچھلی کے پر پر ہے اور مچھلی پانی میں ہے اور پانی ہوا میں ہے۔[2]

فرمان باری تعالیٰ ﴿فَتَكُونُ فِي صَخْرَةٍ﴾ کی تفسیر میں حضرت سدیؒ سے مروی ہے کہ یہ چٹان نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں بلکہ یہ سات زمینوں سے نیچے ہے جس پر ایک فرشتہ موجود ہے۔[3]

حضرت ابو مالکؒ فرماتے ہیں کہ وہ چٹان جو زمین کے نیچے ہے مخلوق کی انتہا ہے۔ اس کے اطراف میں چار فرشتے ہیں جن کے سر عرش کے نیچے ہیں۔[4]

حضرت کعب سے سوال کیا گیا کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے کہا پانی

---

[1] بزار، ابن عدی، ابوالشیخ (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ)

[3] ابن ابی حاتم (منہ)

[4] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ)

ہے۔ کہا گیا پانی کے نیچے کیا ہے؟ کہا زمین ہے۔ کہا گیا اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ کہا چٹان ہے۔ کہا گیا اس چٹان کے نیچے کیا ہے؟ کہا فرشتہ ہے۔ کہا گیا فرشتہ کے نیچے کیا ہے؟ کہا مچھلی ہے جس کے دو کنارے عرش سے ملے ہوئے ہیں۔ کہا گیا مچھلی کے نیچے کیا ہے؟ کہا ہوا اور تاریکی ہے اس کے بعد (انسان) کا علم ختم ہو جاتا ہے۔[1]

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ چوتھی زمین کے اوپر اور تیسری زمین کے نیچے جنات ہیں اگر یہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں تو (ان کی کثرت کی وجہ سے) ان کے ساتھ سورج کی کچھ روشنی نہ پاؤ ان میں ہر زاویہ پر اللہ کی مہروں میں سے ایک مہر ہے اور ہر مہر پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اللہ کے پاس جو فرشتے ہیں ان میں سے ہر روز اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اس کی حفاظت کرو۔[2]

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْأَرْضِيْنَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضٍ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ وَهِيَ عَلٰى ظَهْرِ حُوْتٍ قَدِ الْتَقٰى طَرَفَاهُ فِي السَّمَاءِ وَالْحُوْتُ عَلٰى صَخْرَةٍ وَالصَّخْرَةُ بِيَدِ الْمَلَكِ،،۔[3]

(ترجمہ) ہر زمین کے اور جو اس سے ملی ہوئی زمین ہے ان کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور یہ (آخری زمین) مچھلی کی پشت پر ہے جس کے دونوں کنارے آسمان سے ملے ہوئے ہیں اور مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ابن مسعود اور کچھ دیگر صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو مچھلی پر پیدا فرمایا ہے اور یہ وہی مچھلی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "نٓ وَالْقَلَمِ،، میں فرمایا ہے اور مچھلی پانی میں ہے اور پانی ایک چکنی چٹان پر ہے اور یہ چٹان ایک فرشتہ کی پشت پر ہے اور فرشتہ ایک چٹان پر ہے اور یہ چٹان ہوا میں ہے۔[4]

---

[1] ابن ابی حاتم (منہ)۔
[2] ابو الشیخ (منہ)
[3] ابن ابی حاتم، حاکم (منہ) مستدرک حاکم ص ۵۹۴ ج ۴ (بزیادۃ طویلۃ قال والحدیث صحیح ولم یخرجاہ)، کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۲۱۶، جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۳۷۴، الدر المنثور ص ۲۳۸ ج ۶، الترغیب والترہیب ص ۴۷۴ ج ۴، میزان الاعتدال ۲۶۶۷، الاتحافات السنیہ ص ۱۵۔
[4] (تفسیر) ابن جریر، (تفسیر) ابن المنذر (منہ)

ہوا کے نگران فرشتے

دوسری زمین پر ہوا کا کتنا بڑا خزانہ ہے

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلرِّیْحُ مَسْجُوْنَۃٌ فِي الْاَرْضِ الثَّانِیَۃِ فَلَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُھْلِکَ عَاداً اَمَرَ خَازِنَ الرِّیْحِ اَنْ یُرْسِلَ عَلَیْھِمْ رِیْحاً تُھْلِکُ عَاداً قَالَ یَارَبِّ اَرْسِلُ مِنَ الرِّیْحِ قَدْرَ مَنْخَرِ الثَّوْرِ؟ قَالَ لَہُ الْجَبَّارُ تَعَالٰی لَا ، اِذاً تَکْفَأُ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْھَا وَلٰکِنْ اَرْسِلْ عَلَیْھِمْ بِقَدْرِ خَاتَمٍ"۔ [1]

(ترجمہ) ہوا دوسری زمین میں قید ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو ہوا کے نگران فرشتہ سے فرمایا ان پر تھوڑی سی ہوا چھوڑ دے جو قوم عاد کو برباد کردے۔ اس نے عرض کیا اے پروردگار (کیا) میں بیل کی ناک برابر ہوا کھول دوں؟ تو اللہ جبار نے فرمایا نہیں اگر ایسا کیا تب تو روئے زمین اور اس پر بسنے والوں کو سب کو تباہ کردے گی بس ان پر صرف انگوٹھی کے بقدر ہوا چھوڑ۔

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت ابوالشیخ نے حضرت کعب سے بھی بیان کی ہے ہم نے بطور اختصار کے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔

قوم عاد کو سرکش ہوا سے ہلاک کیا گیا

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[1] ابن ابی حاتم، حاکم (منہ) الدر المنثور ص ۱۱۵ ج ۶

"مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ كَفًّا مِنْ مَّاءٍ اِلَّا بِمِكْيَالٍ، وَلَا كَفًا مَّاءٍ مِنْ رِيْحٍ اِلَّا بِمِكْيَالٍ اِلَّا يَوْمَ نُوحٍ فَاِنَّ الْمَاءَ طَغٰى عَلَى الْخُزَّانِ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ قَالَ اللّٰهُ ﴿اِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ﴾ وَيَوْمَ عَادٍ فَاِنَّ الرِّيْحَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰي ﴿رِيْحٌ صَرْصَرٌ عَاتِيَةٌ﴾. ؎١

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آسمان سے ایک ہتھیلی برابر بھی پانی نہیں نازل فرماتا مگر پیمانہ کے ساتھ، اور اسی طرح ایک ہتھیلی برابر بھی ہوا نہیں چلاتا مگر پیمانہ کے ساتھ۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام کے (عذاب کے) دن کیونکہ اس دن نگران فرشتوں کے سامنے پانی کی (بڑی) طغیانی تھی اور اس پر ان فرشتوں کا بس نہیں چلتا تھا (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تم کو (یعنی تمہارے بزرگوں کو جو مومن تھے) کشتی میں سوار کیا۔ اور قوم عاد کے دن کیونکہ (اس دن) ہوا نگران فرشتوں کے سامنے سرکش ہوگئی تھی (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (قوم عاد کو) ٹھنڈی سناٹے کی ہوا جو ہاتھوں سے باہر ہو جائے (سے ہلاک کر دیا گیا)۔

(فائدہ) امام فریابی، امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہم اللہ نے بھی حضرت ابن عباسؓ سے اس کے ہم معنی ایک روایت ذکر کی ہے بطور اختصار اس کے ترجمہ کو ترک کر دیا گیا ہے۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا اُمِرَ الْخُزَّانُ اَنْ يُرْسِلُوْا عَلٰى عَادٍ اِلَّا مِثْلَ مَوْضِعِ الْخَاتَمِ مِنَ الرِّيْحِ فَعَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ فَخَرَجَتْ مِنْ نَوَاحِي الْاَبْوَابِ. ؎٢

؎١ ابوالشیخ، دار قطنی فی الافراد، ابن مردویہ، ابن عساکر (منہ) در منثور ص ۲۲۹ ج ۶، حلیۃ الاولیاء ص ۶۵ ج ۹۔
؎٢ ابوالشیخ (منہ) التخویف من النار ابن رجب حنبلیؒ

(ترجمہ) ہوا کے نگران فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ قوم عاد پر صرف انگوٹھی کے سوراخ سے ہوا چھوڑیں لیکن وہ (اس کے باوجود) ان پر اتنا تیز ہو گئی کہ وہ دروازوں کے کونوں سے بھی نکلنے لگ گئی۔

حضرت قبیصہؒ بن ذویبؒ فرماتے ہیں ہوا کا جتنا حصہ بھی چلتا ہے اس پر نگران (فرشتے) مقرر ہوتے ہیں جو اس کی مقدار، تعداد، وزن اور پیمانہ کا علم رکھتے ہیں، وہ ہوا جو قوم عاد پر چھوڑی گئی تھی وہ خوب اچھل اچھل کر پڑتی تھی۔ اس کی مقدار، وزن اور ناپ کا علم کسی فرشتے کو نہیں ہوا یہ ہوا اللہ کے غضب سے چلی تھی اسی وجہ سے اس کا نام (قرآن پاک میں) عَاتِیَہ (سرکش بیان کیا گیا) ہے اور اسی طرح طوفان نوحؑ کا نام بھی (قرآن پاک میں) طِغیة (سرکش) ہے۔[1]

سورج سے متعلق فرشتے

مَلَکِ شمس (سورج کا فرشتہ)

حضرت وہب (بن منبہ) فرماتے ہیں ایک آدمی ملک شمس علیہ السلام کو پکارتا رہا اور اسی حالت میں اسے ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ اس کے پاس ملک شمس آیا اور پوچھا کہ تو (مجھے) کیوں بلاتا ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ملک الموت کے نزدیک دیگر فرشتوں کی بہ نسبت مکرم اور زیادہ معتمد ہیں آپ اس کے پاس میری سفارش کر دیں (تا کہ وہ موت کے وقت میری روح کو سختی سے نہ نکالے)۔[2]

---

1. ابن عساکر (منہ)
2. ابوالشیخ (منہ)

طلوع آفتاب کے وقت اس پر ۳۶۰ فرشتے پردہ کرتے ہیں

حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں سورج اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک اس کو تین سو ساٹھ فرشتے اس وجہ سے چھپا نہیں لیتے کہ خدا کے علاوہ اس کی پرستش نہ شروع کر دی جائے۔[1]

سات فرشتے سورج پر روزانہ برف پھینک کر ٹھنڈا کرتے ہیں

(حدیث) حضرت ابو امامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وُكِّلَ بِالشَّمْسِ سَبْعَةُ اَمْلَاكٍ يَرْمُوْنَهَا بِالثَّلْجِ كُلَّ يَوْمٍ وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا اَصَابَتْ شَيْئًا اِلَّا اَحْرَقَتْهُ. [2]

(ترجمہ) سات فرشتے سورج پر مقرر کر دیئے گئے ہیں جو اس پر روزانہ برف ڈالتے ہیں اگر وہ اس طرح نہ کریں تو سورج کی گرمی جس شئے پر پہنچے اس کو جلا ڈالے۔

آفتاب کو طلوع ہونے کے لئے ستر ہزار فرشتے بلاتے ہیں

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں:

سورج اس وقت تک طلوع نہیں ہوتا جب تک کہ اسے طلوع ہونے کے لئے ستر ہزار فرشتے نہ بلائیں تو وہ کہتا ہے میں کس طرح طلوع کروں جبکہ خدا کے علاوہ میری پوجا کی جارہی ہے تو اس سے دو فرشتے مدافعت کرتے ہیں تب وہ طلوع ہوتا ہے۔[3]

---

[1] ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابوالشیخ (منہ)۔

[2] طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ (منہ) کشف الخفاء امام عجلونی ص ۲۷۵ ج ۲ بحوالہ طبرانی وقال الغماری محشی الحبائک والحدیث منکر الحبائک ص ۹۴۔) العلل المتناہیہ ص ۴۴ ج ۱۔

[3] ابن المنذر (منہ)

سورج سے ساتوں آسمان اورزمین روشن ہوتے ہیں

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو دو فرشتے اس کے ساتھ نگران ہوتے ہیں جب تک وہ چلتا رہتا ہے یہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنے قطب میں عرش خداوندی کے بالمقابل درمیان میں پہنچتا ہے تو سجدہ میں گر جاتا ہے یہاں تک کہ اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ آگے بڑھ۔ پس جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے سامنے ساتوں آسمان روشن ہو جاتے ہیں اور یہ دونوں فرشتے اسے باشندگان زمین کے لئے روک لیتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنے قطب میں پہنچتا ہے تو ایک فرشتہ مشرق میں کھڑے ہو کر کہتا ہے ''اے اللہ خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا عوض عطاء فرما،، اور ایک فرشتہ مغرب میں کھڑے ہو کر کہتا ہے اے اللہ روکنے والے کو ضائع ہونے والا عوض عطاء فرما پھر جب عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی ہے اور رات کا ایک حصہ آسمانی حصوں کے اعتبار سے گزر جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے کھڑے ہو کر منادی کرتے ہیں کوئی بخشش مانگنے والا ہے جسے معاف کیا جائے؟ کوئی توبہ کرنے والا ہے جسے توبہ دی جائے؟ کوئی حاجت مند ہے جس کی حاجت پوری کی جائے؟ کوئی مظلوم ہے جس کی امداد کی جائے؟ پھر کہتے ہیں ہمارا رب غفور ورحیم ہے حتی کہ جب سحری کا وقت ہوتا ہے تو یہ دونوں زمین پر جھانکتے ہیں ایک کہتا ہے میں بلند و بالا (خدا) کی تسبیح عرض کرتا ہوں اور ان دونوں فرشتوں میں سے جو سب سے نچلی زمین پر ہے جسے ''درائیل،، کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے (اے اللہ) آپ پاک ہیں جہاں بھی ہیں۔

سایہ کا فرشتہ
(مَلَک الظِّلّ علیہ السلام)

حضرت ابراہیمؑ ملک الظلؑ کی گود میں

حضرت سُدِّی بیان فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو بجھا دیا گیا تھا تو لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ اور ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس کی گود میں حضرت ابراہیمؑ نے اپنا سر مبارک رکھا ہوا تھا اور وہ آپؑ کے چہرہ اقدس پر اپنا ہاتھ پھیر رہا تھا۔ یہ شخص سایہ کا فرشتہ (ملک الظل) تھا۔[1]

---

[1] ابن جریر (منہ)

رحموں کا فرشتہ
ملک الارحام علیہ السلام

اس کے سپرد کونسے کام ہیں؟

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ اَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَيْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَيْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهَا قَالَ اَيْ رَبِّ شَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ذَكَرٌ اَوْ اُنْثٰى فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ"۔[1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے (ہر) رحم پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے (جو اللہ تعالیٰ سے) پوچھتا ہے اے رب یہ قطرہ رہے گا یا جما ہوا خون بنے گا یا گوشت کی بوٹی بنے گی (یعنی اس کی تخلیق مکمل ہوگی یا نہ ہوگی)۔ جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس نطفہ کی تخلیق مکمل فرمائیں تو وہ (فرشتہ) عرض کرتا ہے بد بخت ہوگا یا سعادتمند، مذکر ہوگا یا مونث، اس کا رزق کیا اور کتنا ہوگا اور اس کی موت کب آئے گی یہ سب کچھ اس وقت لکھ دیتا ہے جب وہ اپنے شکم مادر میں ہوتا ہے۔

مزید ذمہ داریاں

(حدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مسند احمد، بخاری، مسلم (منہ) مسلم کتاب القدر باب اول حدیث نمبر ۵، تفسیر قرطبی ص ۱۲ ج ۷، جمع الجوامع حدیث ۴۹۴۲، کنز العمال حدیث ۵۷۴ جلد اول صفحہ ۱۲۱، ابوعوانہ، مسند ابوداود طیالسی حدیث ۲۰۷۳، مسند احمد ۳/ ۱۴۸، الشریعہ ۱۸۴۔

اِنَّ النُّطْفَةَ تَكُوْنُ فِي الرَّحِمِ اَرْبَعِيْنَ يَوْماً عَلٰى حَالِهَا لَا تَتَغَيَّرُ فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعُوْنَ صَارَتْ عَلَقَةً ثُمَّ مُضْغَةً كَذٰلِكَ ثُمَّ عِظَاماً كَذٰلِكَ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُسَوِّيَ خَلْقَهُ بَعَثَ اِلَيْهِ مَلَكاً فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ ذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى اَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ اَقَصِيْرٌ اَوْطَوِيْلٌ نَاقِصٌ اَمْ زَائِدٌ قُوَّتُهُ ، اَجَلُهُ اَصَحِيْحٌ اَمْ سَقِيْمٌ فَيَكْتُبُ ذٰلِكَ كُلَّهُ.[1]

(ترجمہ) نطفہ چالیس روز تک رحم میں اپنی حالت میں رہتا ہے (کسی اور حالت میں) تبدیل نہیں ہوتا۔ جب چالیس روز گزر جاتے ہیں تو جما ہوا خون بن جاتا ہے، پھر اسی طرح (چالیس روز میں) گوشت کی بوٹی بن جاتی ہے، پھر اسی طرح (یعنی چالیس روز میں) ہڈیاں (پیدا) ہو جاتی ہیں ۔ جب اللہ تعالی انسان کے ڈھانچہ کو درست کرتے ہیں تو اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجتے ہیں تو وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار (یہ) مرد ہوگا یا عورت، بدبخت ہوگا یا سعادت مند، قد و قامت میں طویل ہوگا یا پست قد، طاقت کے اعتبار سے کمزور ہوگا یا زائد؟ اس کی موت کب ہوگی؟ یہ تندرست ہوگا یا بیمار؟ تو یہ فرشتہ اس کی اطلاع پا کر یہ سب کچھ لکھ دیتا ہے۔

(فائدہ) انسان کے متعلق مذکورہ حدیث میں مذکورہ باتیں حضرت انسان کی پیدائش سے بہت پہلے لوح محفوظ میں لکھیں جا چکی ہوتی ہیں لیکن ہر انسان سے متعلقہ فرشتے کو اس کے احوال کا علم بتانے کے لئے پیدائش کے وقت اس کا اظہار کر دیا جاتا ہے اور یہ سعادت مندی یا بدبختی انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے وہ اللہ تعالی کے لکھ دینے سے مجبور محض نہیں ہوتا اللہ تعالی نے اپنے علم ازلی سے انسان کے متعلق وہ سب احوال لوح محفوظ کے سپرد فرمائے ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے کرنے والا ہے اور وہ کام بھی سپرد فرمائے ہیں جو انسان خدا کے حکم سے کرنے والا ہے اور اس کے اپنے بس میں نہیں ہوتے یا انسان کچھ کرنا چاہتا ہے اور

[1] مسند احمد (منہ) الدر المنثور ص ۳۴۵ ج ۴ بحوالہ مسند احمد وابن مردویہ از حضرت ابن عباس، مجمع الزوائد ص ۱۹۲ ج ۷ بحوالہ احمد ومعجم صغیر طبرانی، طبرانی کبیر ۱۰/۲۴۰، کامل ابن عدی ۳/۱۱۴۶۔

ہو کچھ اور جاتا ہے۔ واللہ اعلم ۔[1]

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَخْلُقَ نَسَمَةً قَالَ مَلَکُ الْاَرْحَامِ اَيْ رَبِّ ذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی فَیَقْضِي اللّٰہُ فَیَقُوْلُ اَيْ رَبِّ شَقِيٌّ اَمْ سَعِیْدٌ فَیَقْضِي اللّٰہُ اَمْرَہٗ یَکْتُبُ بَیْنَ عَیْنَیْہِ مَا ھُوَ لَاقٍ حَتّٰی النَّکْبَةَ یَنْکُبُھَا ۔[2]

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو ملک الارحام عرض کرتا ہے اے پروردگار یہ مرد ہوگا یا عورت؟ تو اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرماتے ہیں وہ پھر عرض کرتا ہے اے پروردگار یہ بد بخت ہوگا یا سعادت مند تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی فیصلہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد جو کچھ انسان پر بیتنے والا ہوتا ہے سب کچھ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جو تکلیف پہنچنی ہوتی ہے وہ بھی لکھ دی جاتی ہے۔

(حدیث) حضرت حذیفہ بن اسیدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ لَیْلَةً بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیْھَا مَلَکاً فَصَوَّرَھَا وَخَلَقَ سَمْعَھَا وَبَصَرَھَا وَجِلْدَھَا وَشَحْمَھَا وَعِظَامَھَا ثُمَّ قَالَ یَارَبِّ ذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی فَیَقْضِي رَبُّکَ مَا شَاءَ وَیَکْتُبُ الْمَلَکُ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا رَبِّ رِزْقَہٗ فَیَقْضِي رَبُّکَ مَا شَاءَ وَیَکْتُبُ الْمَلَکُ ثُمَّ یَخْرُجُ الْمَلَکُ بِالصَّحِیْفَةِ فِيْ یَدِہٖ فَلَا یَزِیْدُ عَلٰی اَمْرٍ وَلَا یَنْقُصُ ۔[3]

---

[1] شرح عقیدہ طحاویہ

[2] مسند بزار، مسند ابو یعلی، کتاب الافراد دار قطنی (منہ) مجمع الزوائد ص ۱۹۳ ج ۷، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ حدیث ۲۹۱۸۔

[3] مسلم (منہ) مسلم شریف کتاب القدر باب اول حدیث نمبر ۳، معجم کبیر طبرانی ص ۱۹۸ ج ۳، الدر المنثور ص ۳۴۵ ج ۴، جمع الجوامع ۲۶۲۹، کنز العمال ۵۲۰، تفسیر قرطبی ص ۷ ج ۱۲۔ ص ۱۲۱ ج ۲۰، مشکل الآثار ج ۳ ص ۲۷۹، الفتاوی الحدیثیہ ص ۵ و ۲۸، الاسماء والصفات بیہقی ۱۴۰۔

(ترجمہ) جب نطفہ کو (رِحم مادر میں) بیالیس روز گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کی صورت بناتا ہے، اور اس کے کان، آنکھ، جلد، چربی اور ہڈیاں بناتا ہے، پھر وہ (فرشتہ) عرض کرتا ہے اے پروردگار! مذکر ہو یا مونث، تو اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں فیصلہ فرماتے ہیں اور یہ فرشتہ (اس کو) لکھ لیتا ہے۔ پھر عرض کرتا ہے اے رب اس کا رزق (بھی لکھوائیں) تو اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں فیصلہ فرماتے ہیں اور فرشتہ (اس کو بھی) لکھ لیتا ہے پھر یہ فرشتہ اپنے ہاتھ میں ایک کتابچہ کھولتا ہے تو نہ کوئی بات زیادہ ہوتی ہے نہ کم۔

(نوٹ) مذکورہ حدیث کے بعد تین حدیثیں بالکل اس کے ہم معنی ہیں اسلئے تکرار مضمون کی وجہ سے ان کا ترجمہ ترک کر دیا ہے (مترجم)

انسان سے اللہ تعالیٰ کا شکوہ

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے یا تو تورات میں پڑھا ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں جن میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم کی اولاد! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا میں نے تجھے پیدا کیا تو کچھ بھی نہ تھا، میں نے تجھے کامل انسان بنایا اور مٹی کے خمیر سے تجھے پیدا کیا اور پھر تجھے نطفہ کی شکل میں ایک محفوظ مقام میں رکھا پھر میں نے ایک بوند (نطفہ) سے جما ہوا خون بنایا پھر اس جمے ہوئے خون سے گوشت کا لوتھڑا بنایا، پھر گوشت کے لوتھڑے سے ہڈیاں بنائیں پھر میں نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر میں نے تجھے ایک نئی شکل و صورت میں اٹھا کھڑا کیا۔ اے آدم کی اولاد! کیا کوئی میرے سوا اس پر قادر ہے؟ پھر میں نے تیری ماں سے تیرا بوجھ ہلکا کر دیا وہ تجھ سے تنگ دل نہیں ہوتی اور (تیرے دکھ میں) اذیت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے آنتوں کو وحی کی کہ تم نالی دار ہو جاؤ اور اعضاء کی طرف کہ تم الگ الگ ہو جاؤ تو آنتیں اپنے تنگ ہونے کے باوجود نالی دار ہوگئیں۔ اور اعضاء باہم الجھنے کے باوجود الگ الگ ہوگئے۔ پھر میں نے رحموں کے فرشتہ کو وحی کی کہ وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے نکالے تو اس نے تجھے اپنے عضو کے ایک پر کے ذریعے (ماں کے پیٹ سے نکال کر) الگ کیا۔ پھر میں نے تجھے دیکھا تو

خلقت کے اعتبار سے کمزور تھا تیرے دانت ایسے نہیں تھے جو کاٹتے اور نہ ڈاڑھیں ایسی تھی جو پیستیں تو میں نے تیرے واسطے تیری ماں کے سینہ سے دودھ نکالا جو گرمیوں میں ٹھنڈا ہو کر نکلتا ہے اور سردیوں میں گرم اور اس (دودھ) کو میں نے تیرے لئے جلد خون اور رگوں سے نکالا ہے پھر تیری والدہ کے دل میں میں نے تیرے لئے مہربانی ڈالدی اور تیرے باپ میں شفقت پس وہ دونوں محنت مشقت کر کے تجھے پالتے ہیں اور تجھے خوراک مہیا کرتے ہیں اور اس وقت تک نہیں سوتے جب تک کہ تجھے سلا نہ دیں۔

اے آدم زاد! میں نے یہ تیرے ساتھ کیوں کیا ہے؟ کیا یہ ایسی بات ہے جس کا تو مجھ سے حقدار تھا یا میں نے اپنی کسی حاجت کو پورا کرنے کے لئے تجھے پیدا کر کے مدد چاہی ہے؟

اے آدم زاد! جب تیرے دانت ٹوٹ گئے اور ڈاڑھیں گر گئیں تو میں نے تجھے گرمی کے پھل ان کے موسم میں اور سردی کے پھل ان کے موسم میں کھلائے تو جب تو نے پہچان لیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی شروع کر دی۔ تو (ہر پریشانی اور دکھ درد میں) مجھے پکار میں تیرے قریب بھی ہوں اور تیری فریاد کو سنتا بھی ہوں۔ تو (ہر غلطی اور گناہ کی معافی کے لئے) مجھ سے بخشش طلب کر بے شک میں غفور رحیم ہوں[1]۔

جنین کا فرشتہ

اس کی ذمہ داری

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ جنین کا نگران ہے جب اس کی ماں سوتی یا لیٹ جاتی ہے تو یہ (فرشتہ) اس (جنین) کا سر اوپر کو اٹھا دیتا ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو بچہ خون میں غرق ہو جائے[2]۔

(فائدہ) جنین اس بچے کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں ہو یہ فرشتہ رحم میں موجود خون میں ڈوبنے سے بچہ کی حفاظت کرتا ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء (منہ)

[2] ابوالشیخ بسند جید (منہ)

درود شریف سے متعلق فرشتہ

اس فرشتہ کی ذمہ داری

(حدیث) حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ مِنْ اُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ مِثْلَ مَا قَالَ لَكَ، قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَمَا ذَاكَ الْمَلَكُ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَكَّلَ بِكَ مَلَكًا مِنْ لَّدُنْ خَلَقَكَ اِلٰى اَنْ يَبْعَثَكَ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا قَالَ: وَاَنْتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ [1]

(ترجمہ) میرے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے محمد! آپ کی امت سے جو بھی ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالی اس کے ثواب میں دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں اس کے دس گناہ مٹا دیتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیتے ہیں اور اسے ایک فرشتہ بھی (جواب میں) ویسا ہی کہتا ہے جیسا اس نے آپ کے لئے کہا تھا۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ فرشتہ کون ہے؟ (اور کیا کرتا ہے؟) تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالی نے اس وقت سے ایک فرشتہ آپ سے متعلق کر رکھا ہے جب سے اللہ تعالی نے آپ کو پیدا کیا یہاں تک کہ آپ کو نبی بنایا، آپ کی امت میں سے کوئی بھی آپ پر درود نہیں پڑھتا مگر یہ فرشتہ کہتا ہے اور تجھ پر بھی اللہ تعالی رحمت بھیجے۔

درود پڑھنے والے پر اللہ اور فرشتے رحمت بھیجتے ہیں

(حدیث) حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الطبرانی (منہ) جمع الجوامع ۲۶۱، کنز العمال ۲۱۷۳ جلد اول صفحہ ۴۹۳

"اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ بِبِشَارَةٍ مِنْ رَبِّيْ ، قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَنِيْ اِلَيْكَ اُبَشِّرُكَ اَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ صَلَاةً اِلَّا صَلَّى اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْراً"۔ ؎١

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پاس جبرائیل ایک بشارت لیکر آئے ہیں اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو خوشخبری سناؤں کہ آپ کی امت میں ایسا کوئی آدمی بھی نہیں جو آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر اس کے ثواب میں دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔

(حدیث) حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ رسول انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ اَنَا وَمَلَائِكَتِيْ عَشْراً وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ اَنَا وَمَلَائِكَتِيْ عَشْراً"۔ ؎٢

(ترجمہ) میرے پاس حضرت جبرائیل آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس نے آپ پر (ایک مرتبہ) درود پڑھا تو خود میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرتے ہیں، اور جس نے آپ پر (ایک مرتبہ) سلام بھیجا تو خود میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ سلامتی نازل کرتے ہیں۔

(فائدہ) پہلی حدیث میں صرف اس درود کا ذکر تھا جس میں صرف صلوۃ ہو اور اس حدیث میں اس کا ذکر بھی ہے اور اس کا بھی کہ جس نے حضورؐ پر سلام بھیجا تو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سلامتی نازل کرتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کا اور فرشتوں کا رحمت اور سلامتی نازل کرنا اس طرح سے ہے کہ اللہ تعالیٰ تو خود ایسا کرتے ہیں اور فرشتے رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں تو گویا کہ وہ بھی اس دعا کی وجہ سے نزول اور سلامتی کا سبب بن گئے اور نزول رحمت میں ایک طرح سے شریک ہو گئے۔ ورنہ حقیقت میں سلامتی اللہ کی نازل کردہ ہے اور فرشتے اس میں تابع ہیں۔ (واللہ اعلم)

؎١ طبرانی، بغوی (منہ) طبرانی کبیر، جمع الجوامع ۲۵۹، کنز العمال ۲۲۰۹۔

؎٢ طبرانی (منہ) طبرانی کبیر، جمع الجوامع ۲۶۰ بلفظہٖ عن انسؓ کنز العمال ج ۱ ص ۵۰۰، حدیث نمبر ۲۲۱۰

اہل جنت کے زیور تیار کرنے والا فرشتہ

(حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ وہ بھی ہے جو کائنات کی تخلیق کے وقت سے قیامت قائم ہونے تک جنتیوں کے لیے زیور تیار کر رہا ہے[1]

حضورؐ تک درود پہنچانے والے فرشتے

ساری دُنیا سے درود سن کر پہنچانے والا

(حدیث) حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکاً اَعْطَاہُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ کُلِّھِمْ فَھُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَلَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلَاۃً اِلَّا سَمَّاہُ بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ"۔ [2]

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] عقیلی، طبرانی، ابوالشیخ، ابن نجار (منہ) ورواہ الطبرانی عن عمار بلفظہ وسندہ وابن ابی شیبہ عن یزید الرقاشی بلفظہ بمعنی واحد، ترغیب وترہیب ۲/۴۹۹، وبلفظہم۔ جمع الجوامع ۶۹۴۸ ولالی مصنوعہ ۱/۱۲۷، میزان الاعتدال ۸۲۹

(ترجمہ) اللہ کا ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات کی باتیں سننے کی طاقت عطاء کر رکھی ہے یہ میری قبر پر قائم ہے جب سے مجھ پر وفات آئے گی قیامت تک میری امت سے کوئی بھی ایسا نہیں جو مجھ پر درود پیش کرے مگر یہ فرشتہ اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر کہتا ہے اے محمدؐ! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود بھیجا ہے۔

حضورؐ اپنی قبر اطہر کے پاس کا درود خود سنتے ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِياً وَكَّلَ اللّٰهُ بِهَا مَلَكاً يُبَلِّغُنِيْ .[1]

(ترجمہ) جو شخص مجھ پر قبر کے پاس درود وسلام پیش کرے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو اس پر متعین کیا ہے جو اسے مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔

(فائدہ) یہ حدیث بہت سی چھوٹی بڑی حدیث کی کتابوں میں مختلف سندوں سے مروی ہے ان میں سے کئی کتابوں میں اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے جیسا کہ فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی، حیاۃ الانبیاء امام بیہقی وغیرہ حدیث کی کتب اور شرح میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روضہ اطہر میں حیات دنیاوی حاصل ہے جیسا کہ علماء دیوبند کی مصدقہ کتاب **اَلْمُهَنَّدُ عَلَى الْمُفَنَّدُ** میں موجود ہے اس دور میں چند لوگ اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتے ہیں اور زبردستی سے اس نظریہ کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ آپؐ اپنے روضہ مبارک میں حیات نہیں ہیں اور یہ ان کی غلط فہمی اور دیانت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطاء فرمائے اور عوام کو ان کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔

---

[1] خطیب بغدادی (تاریخ بغداد) (منہ) اتحاف السادہ ۲۸۹/۳۔۱۰، ۳۶۵، مشکوۃ ۹۳۴، درمنثور ۲۱۹/۵، کنز العمال ۲۱۶۵، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ابن کثیر ۴۶۶/۶، تذکرۃ الموضوعات ص ۹۰، لآلی مصنوعہ ۱۴۶/۱۔

(حدیث) حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَإِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِي مَلَكاً عِنْدَ قَبْرِي فَإِذَا صَلّٰى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ اُمَّتِي قَالَ لِي ذٰلِكَ الْمَلَكُ : يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ صَلّٰى عَلَيْكَ السَّاعَةَ . [1]

(ترجمہ) مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالی نے میری قبر پر میرے لئے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جب بھی میری امت کا کوئی آدمی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو مجھے یہ فرشتہ کہتا ہے اے محمد! فلان بن فلاں نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔

درود پڑھنے والوں کے لئے فرشتوں کا استغفار کرنا

(حدیث) حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِي مَلَكَيْنِ ، لَا اُذْكَرُ عِنْدَ عَبْدٍ مُسْلِمٍ فَيُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا قَالَ ذَانِكَ الْمَلَكَانِ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ، وَقَالَ اللّٰهُ وَمَلَائِكَتُهُ جَوَاباً لِذَيْنِكَ الْمَلَكَيْنِ آمِيْنَ . [2]

(ترجمہ) اللہ عزوجل نے دو فرشتے میرے متعلق (مقرر) فرمائے ہیں میرا ذکر کسی مسلمان بندے کے سامنے نہیں کیا جاتا مگر وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی تجھے معاف فرمادے۔ اور اللہ تعالی اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے ہیں آمین۔

(فائدہ) اللہ تعالی کا دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

روز جمعہ درود کا ثواب اور فرشتہ کا درود پہنچانے کا طریقہ

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] دیلمی (منہ) ولم اجدہ فیہ بهذا اللفظ، جمع الجوامع ۴۰۶۳، کنز العمال ۲۱۸۱۔

[2] طبرانی (منہ) تفسیر ابن کثیر ص ۴۶۶ ج ۶، تفسیر قرطبی ص ۲۳۳ ج ۱۴، کنز العمال ۲۲۹۶۷، درمنثور ۵/۲۱۸، ابن ماجہ ۲۷۷۸۔

"اِنَّ اَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ کُلِّ مَوْطِنٍ اَکْثَرُکُمْ عَلَیَّ صَلَاةً فِی الدُّنْیَا، مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَیْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَی اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الْاٰخِرَةِ، وَثَلَاثِیْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا، ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِذٰلِکَ مَلَکاً یُدْخِلُهٗ فِیْ قَبْرِیْ کَمَا یَدْخُلُ عَلَیْکُمُ الْهَدَایَا، یُخْبِرُنِیْ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ بِاسْمِهٖ وَنَسَبِهٖ اِلٰی عَشِیْرَتِهٖ فَاُثْبِتُهٗ عِنْدِیْ فِیْ صَحِیْفَةٍ بَیْضَاءَ"۔ [1]

(ترجمہ) قیامت کے دن ہر مقام پر میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھا ہوگا۔ جس نے مجھ پر جمعہ کے دن میں یا جمعہ کی شب میں درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرتے ہیں ستر حاجتیں آخرت سے اور تیس حاجتیں دنیا سے پھر اللہ تعالیٰ اس درود کے متعلق ایک فرشتہ کی ذمہ داری لگا دیتے ہیں اور اس کو میرے پاس داخل فرما دیتے ہیں جیسے تمہارے پاس (گھروں میں) تحفے تحائف داخل ہوتے ہیں جس شخص نے بھی مجھ پر درود پڑھا وہ (فرشتہ) مجھے اس کے نام نسب اور قبیلہ کی اطلاع کرتا ہے تو میں اس (نام ونسب مع قبیلہ) کو سفید صحیفہ میں لکھ دیتا ہوں۔

(فائدہ) علامہ سیوطی کی کتاب الحاوی للفتاوی میں امام بیہقی کے حوالے سے کَمَا یَدْخُلُ عَلَیْکُمُ الْهَدَایَا کے بعد اِنَّ عِلْمِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَعِلْمِیْ فِی الْحَیَاةِ کے الفاظ بھی ہیں [2] جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اطہر میں درود وسلام خود سنتے ہیں یعنی اگر دور سے پڑھا جائے تو فرشتہ کے ذریعہ سنتے ہیں اور اگر روضہ اقدس پر سلام عرض کیا جائے تو خود سنتے ہیں۔

---

[1] بیہقی فی شعب الایمان (منہ) جمع الجوامع ۴؍۶۲۵۴، کنز العمال ۷؍۲۲۳۳، الدر المنثور ص ۲۱۹ ج ۵، ابن عساکر، الحاوی للفتاوی ص ۲۲۵ ج ۲ بحوالہ ترغیب اصفہانی وحیاۃ الانبیاء امام بیہقی۔

[2] حاوی للفتاوی ۲/۲۲۵، مسند احمد ۵/۱۶۵

درود کی محفل تلاش کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ اُمَّتِي السَّلَامَ"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے بھی ہیں جو زمین میں چلتے رہتے ہیں جو مجھے میری امت سے (مسلمان لوگوں کا) درود وسلام پہنچاتے ہیں۔

(فائدہ) چاہے زمین کا دور دراز کا کونہ بھی کیوں نہ ہو اگر کوئی شخص وہاں سے بھی درود وسلام عرض کرے تو اس کو بھی یہ فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے ہیں اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان ہے کہ اللہ تعالی نے ملائکہ کرام کو اس کام کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

(فائدہ دوم) علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن بشار رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ کی آواز سنی۔ [2]

---

[1] مسند احمد، نسائی، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ابوالشیخ، بیہقی (منہ) مجمع الزوائد ص ۲۴ ج ۹ بحوالہ بزار، مسند احمد ص ۴۵۲ جلد ۱، وص ۲۵۲ ج ۲، جمع الجوامع ۱۹۲۸ بحوالہ بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ ومسلم، کنز العمال ۲۱۷۴، مسند الفردوس ص ۱۸۳ ج ۱ حدیث ۶۸۶، طبرانی کبیر ۱۰/۲۷۱، نسائی کتاب الصلوۃ ۴۳ ج ۳، ابن حبان، مستدرک کتاب التفسیر ۲/۴۲۱، فیض القدیر ص ۴۷۹ ج ۲، دارمی ۲/۳۱۷، شعب الایمان از بیہقی ۳۱۱۲، ابن حبان ۲۳۹۲، ترغیب وترہیب ۲/۴۹۸، ابن کثیر ۶/۴۶، بغوی ۵/۲۷۵، شرح السنہ ۳/۱۹۷، مشکوۃ ص ۹۳۴، زہد ابن مبارک ص ۳۶۴، اتحاف السادۃ ۴/۴۱۹، ۴۵۷، ۵/۹، ۹/۱۲۵، مغنی عن حمل الاسفار ۱/۱۷۲، بدایہ والنہایہ ۱/۵۳، ۵۴، ۵/۲۷۵، ابن ابی شیبہ ۲/۵۱۷، ۱۱/۴۷۴، کشف الخفا ۲/۱۸۳، تہذیب تاریخ دمشق ۷/۴۴۶، تاریخ اصبہان ۲/۴۰۵۔

[2] فیض القدیر ص ۴۷۹ ج ۲۔

رکن یمانی کا فرشتہ

اس کا وظیفہ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے جو رکن یمانی سے متعلق ہے جب سے اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے تب سے یہ آمین آمین کہہ رہا ہے تو تم (جب بھی رکن یمانی سے گزرو تو)

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

پڑھا کرو (تاکہ تم بھی اس دعا کرنے سے اس کی آمین کے مستحق بن جاؤ)[1]

(فائدہ) رکن یمانی بیت اللہ شریف کے ایک کونہ کا نام ہے جو ملک یمن کی جانب پڑتا ہے جب کوئی شخص بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے وہاں سے گزرے تو مذکورہ دعا پڑھے دعا کا ترجمہ یہ ہے ''اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطاء فرما، اور دوزخ سے بچا،،

رکن یمانی کے فرشتہ کو حضورؐ نے دیکھا

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَا مَرَرْتُ عَلَى الرُّكْنِ اِلَّا رَاَيْتُ عَلَيْهِ مَلَكاً يَقُوْلُ آمِيْنَ فَاِذَا مَرَرْتُمْ عَلَيْهِ فَقُوْلُوْا ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[2]

---

[1] ابن ابی شیبہ، شعب الایمان بیہقی (منہ)

[2] ابن مردویہ (منہ) الدر المنثور ص ۲۳۳ ج ۱، تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۶ ج

(ترجمہ) میں (کسی وقت بھی) رکن یمانی سے نہیں گزرا مگر میں نے اس پر ایک فرشتہ کو دیکھا ہے جو آمین کہہ رہا ہے۔ بس تم جب بھی اس کے پاس سے گزرو تو ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَة حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار ﴾ پڑھا کرو۔

(فائدہ) امام ازرقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء نے فرمایا عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم رکن یمانی پر استلام کی کثرت نہ کیا کریں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کے پاس کسی وقت بھی آیا مگر اس پر جبرائیل علیہ السلام کو کھڑا پایا جو استلام کرنے والے کے لئے استغفار کر رہے تھے۔[1]

(حدیث) حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے رکن یمانی (کی فضیلت) کے بارہ میں سوال کیا گیا جبکہ وہ طواف کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا مجھے حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وُكِّلَ بِهِ سَبْعُونَ مَلَكاً، فَمَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ والْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ قَالُوْا آمِينَ''۔[2]

(ترجمہ) رکن یمانی کے متعلق ستر فرشتے مقرر کئے گئے ہیں پس جو شخص یہ دعا پڑھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَة حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں (یعنی اللہ تعالی سے اس دعا کے قبول کرنے کی درخواست کرتے ہیں)۔

---

1. تاریخ مکہ امام ازرقی ۶/ ۳۳۸

2. فضائل مکہ امام جندی یمنی (منہ) اتحاف السادۃ ص ۲۵۱ ج ۴ بحوالہ ابن ماجہ (باب فضل الطواف ۲۹۵۷)، ترغیب والترہیب ص ۱۹۲ ج ۲، الدر المنثور ص ۲۳۳ ج ۱، کامل ابن عدی ۳/ ۶۰، بیہقی ۵/ ۱۲۸۔

حجر اسود کے بے شمار فرشتے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رکن یمانی پر دو فرشتے مقرر ہیں جو شخص بھی وہاں سے گزرتا ہے تو یہ اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور حجر اسود پر اتنے فرشتے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔[1]

(فائدہ) یہ حدیث مترجم غفرلہ نے الحبائک کے حاشیہ سے بطور اضافہ کے نقل کی ہے۔ نیز اس حدیث میں بھی رکن یمانی کے دو فرشتوں کا ذکر موجود ہے۔ لیکن حضرت علامہ سیوطی نے اس کو الحبائک میں ذکر نہیں کیا۔

رمی جمار کے فرشتہ

حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ (ایام حج میں حجاج کرام) رمی جمار کرتے (یعنی میدان منیٰ میں شیاطین کو کنکریاں مارتے) ہیں اور یہ عمل زمانہ جاہلیت (قبل از اسلام) میں بھی تھا اور زمانہ اسلام میں بھی ہے تو یہ اتنا بڑا ڈھیر کیوں نہیں بنتا جو راستہ کو بند کر دے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو کنکری مقبول ہو جاتی ہے اس کو وہ اٹھا لیتا ہے اور جو مقبول نہیں ہوتی اس کو چھوڑ دیتا ہے۔[2]

---

[1] تاریخ مکہ امام ازرقی ۱/۳۴

[2] تاریخ مکہ امام ازرقی (منہ)

قرآن کا فرشتہ

غلط پڑھنے والے کی تلاوت کی اصلاح کرتا ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَلَکٌ مُوَکَّلٌ بِالْقُرْآنِ فَمَنْ قَرَاَهُ مِنْ اَعْجَمِيٍّ اَوْ عَرَبِيٍّ فَلَمْ يُقَوِّمْهُ قَوَّمَهُ الْمَلَکُ ثُمَّ رَفَعَهُ قَوَّاماً"۔ [1]

(ترجمہ) ایک فرشتہ قرآن پاک کے سپرد ہے جب بھی کوئی شخص اس کو عجمی طریقہ پر یا عربی طریقہ پر تلاوت کرے لیکن اس کو صحیح طریقہ پر ادا نہ کر سکے تو اس (کی تلاوت) کو یہ فرشتہ درست کرتا ہے پھر اس کو (بارگاہ خداوندی میں) درست شکل میں پیش کرتا ہے۔

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ مَلَکاً مُوَکَّلٌ بِالْقُرْآنِ فَمَنْ قَرَاَمِنْهُ شَيْئاً لَمْ يُقَوِّمْهُ قَوَّمَهُ الْمَلَکُ وَرَفَعَهُ"۔ [2]

(ترجمہ) ایک فرشتہ قرآن کے متعلق کر دیا گیا ہے پس جو شخص بھی قرآن پاک سے کچھ تلاوت کرتا ہے لیکن اس کو صحیح طریقہ سے تلاوت نہیں کر سکتا تو اس کو یہ فرشتہ درست کر کے (خدا کے حضور) پیش کرتا ہے۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] تاریخ حاکم، االلقاب شیرازی (منہ)

[2] مشیخہ ابوسعید السمان، تاریخ قزوین امام رافعی (منہ) جمع الجوامع حدیث ۷۱۰۵، ۸۲۷۹، کنز العمال حدیث ۲۲۸۲، ۲۳۸۸، میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۸۹۷۹، زہر الفردوس ص ۷۶ ج ۴، فیض القدیر حدیث ۸۲۱۰ مع رمز السیوطی بالضعف، حاکم، مسند الفردوس دیلمی ۶۴۸۹۔

اِذَا قَرَأَ الْقَارِئُ فَاَخْطَأَ اَوْلَحَنَ اَوْكَانَ اَعْجَمِيًّا كَتَبَهُ الْمَلَكُ كَمَا اُنْزِلَ . [1]

(ترجمہ) جب کوئی تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے اور خطا کرتا ہے یا معمولی غلطی کرتا ہے یا عجمی (غیر عربی لہجہ) میں پڑھتا ہے تو یہ فرشتہ اس کو اسی طرح پر لکھتا ہے جس طرح سے یہ نازل کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی قرآن پاک کو فارسی وغیرہ کے انداز میں پڑھتا ہے یا غلطی کرتا ہے یا تیزی میں پڑھ جاتا ہے تو اس کو فرشتہ صحیح کر کے لکھتا ہے پھر اس کو بارگاہ خداوندی میں پیش کرتا ہے۔[2]

(فائدہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) جس نے قرآن پاک کی تلاوت کی لیکن حروف کی صحیح ادائیگی نہ کی تو اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے وہ قرآن کو ویسے ہی (اعمالنامہ میں) لکھتا ہے جیسا کہ وہ (صحیح شکل میں آسمان سے) نازل ہوا اور پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس اگر بعض کو صحیح اور بعض کو غلط پڑھا تو اس کے لئے دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس کے لئے ہر حرف پر بیس نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس اگر تمام حروف کو صحیح تلفظ سے ادا کیا تو اس پر چار فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس کے لئے ہر حرف پر ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔[3]

(فائدہ) ان سب احادیث میں خطاء غلطی اور بلا اعراب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کو تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر پڑھے اور اگر تجوید کی صفات لازمہ کے بغیر تلاوت کی تو اس پر ثواب تو درکنار تلاوت ہی حرام ہے اور اعراب کا مطلب یہ ہے

---

[1] دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۲۳۴۳، فیض القدیر ص ۴۱۹ ج ۱، جامع الصغیر حدیث ۷۹۲، کنز العمال حدیث ۲۲۸۴، مسند الفردوس حدیث ۱۱۳۷۔

[2] تاریخ بغداد (منہ)

[3] فضائل حفظ القرآن ص ۷۸ ۔ ۵۶ بحوالہ کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۴، عزوہ الی ابن الانباری فی [illegible] ۔ تفسیر القرطبی ص ۷ ج ۱، مجمع الزوائد ۱۶۳ ج ۷ وعزاہ الی الطبرانی فی الاوسط۔

کہ تجوید کی صفات لازمہ اور محسنہ کے ساتھ پڑھے اور جو آدمی قرآن کا کچھ حصہ اعراب کے ساتھ اور کچھ بلا اعراب یا کچھ خطا سے کچھ بلا خطاء تلاوت کرتا ہے تو اس کے بلا اعراب تلاوت شدہ حصہ کو وہ دونوں فرشتے درست کر کے اعمالنامہ میں نقل کرتے ہیں جیسا کہ کنز العمال جلد اول کی بعض روایات اور اس حدیث کے حصہ اول سے بطور دلالت النص معلوم ہوتا ہے اور صحیح تلاوت کرنے پر ہر حرف کے بدلہ میں ستر نیکیاں لکھنے کے لئے چار فرشتے مقرر کرنا بھی باتجوید تلاوت قرآن کی عظمت کی دلیل ہے۔[1]

یا ارحم الراحمین کہنے والوں سے متعلق فرشتہ

(حدیث) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَلَکاً مُوَکَّلٌ بِمَنْ یَقُوْلُ: یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ فَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثاً قَالَ الْمَلَکُ: اِنَّ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ قَدْ اَقْبَلَ عَلَیْکَ فَاسْاَلْ،،۔[2]

(ترجمہ) ایک فرشتہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کہنے والے آدمی کے سپرد کیا گیا ہے تو جب یہ آدمی اس کلمہ کو تین مرتبہ کہتا ہے تو اس کو فرشتہ کہتا ہے (اے انسان) ''اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ،، (یعنی اللہ تعالیٰ) تیری طرف متوجہ ہے تو (جو چاہے اس سے) مانگ (تیری دعا بفضلہٖ تعالیٰ قبول ہوگی)۔

---

[1] فضائل حفظ القرآن مؤلفہ از مترجم ص ۵۷

[2] مستدرک حاکم (منہ) جمع الجوامع حدیث ۱۰۴۰۷، کنز العمال حدیث ۳۸۳۹۔

غائب کے لئے دعا کے متعلق فرشتہ

حضرت ابوالدرداءؓ کا عمل

حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ (میرے خاوند حضرت) ابوالدرداءؓ کے تین سو ساٹھ دوست تھے جن سے ان کو صرف اللہ کے لئے محبت تھی اور یہ ان کے لئے نماز میں (بھی) دعا کرتے تھے۔ حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے اس بارہ میں کہا تو انہوں نے فرمایا کوئی آدمی بھی اپنے بھائی (اور دوست) کے لئے اس کی پشت پیچھے دعا نہیں کرتا مگر اللہ تعالی اس کے متعلق دو فرشتے سپرد فرماتے ہیں جو اس دعا کرنے والے کے لئے کہتے ہیں کہ آپ کے لئے بھی ویسا ہی ہو (جیسا تم نے اس کے لئے دعا کی) تو کیا میں اس کا شوق نہ کروں کہ میرے لئے فرشتے دعا کریں؟ [1]

کسی کے لئے پشت پیچھے کی دعا قبول ہوتی ہے

(حدیث) حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ دَعْوَةَ الْمُؤْمِنِ مُسْتَجَابَةٌ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ، عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ يُؤَمِّنُ عَلٰى دُعَائِهٖ كُلَّمَا دَعَالَهٗ بِخَيْرٍ قَالَ : آمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ" [2]

(ترجمہ) پشت پیچھے اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے مؤمن کی دعا قبول کی جاتی ہے اس (دعا کرنے والے) کے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کی دعا پر آمین کہتا ہے جب بھی اپنے مسلمان بھائی کے لئے کوئی دعائے خیر کرے تو یہ کہتا ہے

---

[1] طبقات ابن سعد (منہ)

[2] ابن ابی شیبہ، صحیح مسلم، سنن ابوداود، سنن ابن ماجہ (منہ) ابن ابی شیبہ ۱۰/۱۹۷، کنز العمال ۳۳۶۲، مسند احمد ۵/۱۹۵

''آمین اور تیرے لئے بھی اسی طرح کی دعا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول) ہے''۔

(حدیث) حضرت ام درداؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

''اَنَّہٗ یُسْتَجَابُ لِلْمَرْءِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ لِاَخِیْہِ ، مَا دَعَا لِاَخِیْہِ بِدَعْوَۃٍ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ وَلَکَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ''۔ [1]

(ترجمہ) انسان کی کسی مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے، یہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے کوئی دعا نہیں کرتا مگر (یہ) فرشتہ کہتا ہے ''اور تیرے لئے بھی ویسا ہی ہو جس طرح تو نے اس کے لئے دعا کی''۔

(فائدہ) اس طرح ایک کی روایت ام درداؓ سے موقوفا بھی مروی ہے جس کا ترجمہ ہم نے بطور اختصار کے چھوڑ دیا ہے۔

مسلمان کے لئے غائبانہ دعا ستر مقبول دعاؤں کے برابر

(نیز) حضرت ابو الدرداءؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انسان کا اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے غائبانہ دعاء کرنا ستر مقبول دعاؤں کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے سپرد کرتے ہیں جو اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لئے ویسا ہو جس طرح تو نے (اس کے لیے) دعا کی۔ [2]

رونے کے متعلق فرشتہ

حضرت کعب سے مروی ہے کہ انسان اس وقت تک نہیں روتا جب تک کہ اس کے پاس ایک فرشتہ نہیں بھیجا جاتا (وہ آ کر کے) اس کے جگر پر اپنا پر رگڑتا ہے تو اس کے جگر کو رگڑنے سے انسان رونے لگتا ہے۔ [3]

---

[1] ابن ابی شیبہ (منہ) مسند احمد ۶/۴۵۳، ابن ابی شیبہ ۱۰/۱۹۸

[2] مسند الفردوس دیلمی حدیث ۳۰۴۳، اتحاف السادۃ المتقین ص ۲۳۴، ج ۶

[3] ابن عساکر (منہ)

خیر وشر، ایمان، حیا، صحت، بدبختی، دولتمندی، شرافت، مروت، ظلم، جہالت، تلوار، جنگ کے فرشتے علیہم السلام

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بابل میں جمع کیا، تو (ان کے جمع کرنے کے لئے) مشرقی، مغربی، شمالی، جنوبی اور سمندری ہوائیں چلائیں جنہوں نے ان کو بابل میں جمع کر دیا۔ جب وہ اس روز جمع ہوئے تو اس انتظار میں رہے کہ ہمیں یہاں پر کیوں جمع کیا گیا ہے تو اچانک ایک منادی نے پکارا (تم انسانوں میں سے) جس نے مغرب کو اپنے داہنے اور مشرق کو اپنے بائیں کیا اور اپنا رخ قبلہ (بیت اللہ) کی طرف کیا تو آسمان والوں کی زبان بولے گا (یعنی اس کی قومی زبان عربی ہوگی)، تو یعرب بن قحطان کھڑا ہوا تو اس (منادی کرنے والے) فرشتے نے کہا اے یعرب بن قحطان تو ہی وہ آدمی ہے، تو یہی وہ انسان ہے جس نے سب سے پہلے عربی میں کلام کیا۔ اس کے بعد یہ منادی فرشتہ اسی طرح ندائیں دیتا رہا کہ جس نے یہ اور یہ کیا تو اس کے لئے ایسا (ایسا) ہے حتی کہ (یہ سب موجود حضرات) بہتر (۷۲) زبانوں میں بٹ گئے اور یہ آواز ختم ہوگئی۔ اور زبانیں مختلف ہوگئیں اور خیر وشر، حیا، ایمان، صحت، بدبختی، دولتمندی، شرف، مروت، ظلم، جہالت، تلوار اور جنگ کے فرشتے نازل ہونے لگے اور یہ سب عراق میں جمع ہو گئے تو بعض نے بعض کو کہا تم بکھر جاؤ۔ تو ایمان کے فرشتے نے کہا میں مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں رہوں گا اور حیاء کے فرشتے نے اسے کہا اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ بدبختی کے فرشتے نے کہا کہ میں دیہات میں رہوں گا تو صحت کے فرشتے نے کہا کہ

میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ ظلم اور نا انصافی کے فرشتہ نے کہا میں مغرب (کے علاقوں) میں رہوں گا تو جہالت کے فرشتہ نے کہا میں تمہارے ساتھ رہوں گا (شاید اسی وجہ سے مغربی اقوام میں عموماً دینی علوم سے ناواقفیت ہے)۔ تلوار کے فرشتہ نے کہا کہ میں (علاقہ) شام میں رہوں گا تو جنگ کے فرشتہ نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔ دولتمندی کے فرشتہ نے کہا میں بھی اسی علاقہ (بابل) میں رہوں گا تو مروت کے فرشتہ نے کہا میں آپ کے ساتھ رہوں گا تو شرف کے فرشتے نے کہا کہ میں تم دونوں کے ساتھ رہوں گا (شاید اسی شرف کی وجہ سے ملک شام میں ابدالوں کے رہنے کا حدیث میں ذکر آیا ہے)۔[1]

رزق کے فرشتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ مَلَائِکَۃً مُوَکَّلِیْنَ بِاَرْزَاقِ بَنِیْ آدَمَ قَالَ لَھُمْ اَیُّمَا عَبْدٍ وَجَدْتُمُوْہُ جَعَلَ الْھَمَّ ھَمًّا وَاحِداً فَضَمِّنُوْا رِزْقَہُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَاَیُّمَا عَبْدٌ وَجَدْتُمُوْہُ طَلَبَ، فَاِنْ تَحَرَّی الصِّدْقَ فَطِیْبُوْا لَہٗ وَیَسِّرُوْا، وَاِنْ تَعَدّٰی اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ فَخَلُّوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ مَا یُرِیْدُ، ثُمَّ لَا یَنَالُ فَوْقَ الدَّرَجَۃِ الَّتِیْ کَتَبْتُھَا لَہٗ.[2]

---

[1] کتاب المجالسہ امام دینوری (منہ)

[2] نوادر الاصول حکیم ترمذی (منہ) جمع الجوامع ۶۹۵۱، کنز العمال حدیث ۹۳۲۱

(ترجمہ) اللہ تعالی کے (بہت سے) فرشتے ایسے ہیں جو انسانوں کے رزق (مہیا کرنے) پر متعین ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کو حکم فرمایا ہے کہ جس آدمی کو تم اس حالت میں پاؤ جس نے صرف (روزی کے دھندے کو) اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے تو تم اس کو آسمانوں اور زمین کے رزق مہیا کر دو، اور دیگر انسانوں کو بھی (بقدر تقدیر خداوندی) حصہ دو، اور جس آدمی کو تم اس کے علاوہ کی طلب کرتا ہوا پاؤ تو اس کو اس کے ارادہ سمیت مہلت دیدو، یہ شخص اس درجہ سے زیادہ روزی حاصل نہیں کر سکتے گا جتنا میں نے اس کے لئے مقرر فرما رکھی ہے۔

نماز کا فرشتہ

نماز سے دوزخ کو بجھانے کی دعوت دیتا ہے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکاً یُنَادِيْ عِنْدَہٗ کُلَّ صَلاۃٍ یَا بَنِيْ آدَمَ قُوْمُوْا اِلٰی نِیْرَانِکُمْ الَّتِيْ اَوْقَدْتُمُوْھَا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاطْفِئُوْھَا بِالصَّلاۃِ"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تعالی کا ایک فرشتہ وہ ہے جو ہر نماز کے وقت یہ پکارتا ہے اے اولاد آدم! اپنی آگوں کی طرف اٹھو جن کو تم نے اپنے لئے جلا رکھا ہے ان کو نماز سے بجھا دو۔

[1] معجم اوسط طبرانی، مختارہ للضیاء المقدسی (منہ) طبرانی صغیر ص ۱۳۰ ج ۲، جمع الجوامع ۶۹۴۳، کنز العمال ۱۸۸۸۱، الدر المنثور ص ۴۵۵ ج ۳، الترغیب والترہیب ص ۲۳۵ ج ۱، اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۱ ج ۳

جنازہ کے فرشتے

میت کے ساتھ چلتے ہوئے کیا کہتے ہیں؟

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً یَمْشُوْنَ مَعَ الْجِنَازَۃِ یَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَقَھَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے (بہت سے) فرشتے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں اور کہتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو اپنی قدرت سے (سب پر) غالب ہے اور اپنے بندوں پر موت کے ذریعہ سے قہار ہے۔

آخرت کے لئے میت کے اعمال کا پوچھتے ہیں

حضرت (سوید) ابن غفلہ (تابعیؒ) فرماتے ہیں فرشتے جنازہ کے آگے چلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (اس) فلاں نے آخرت کے لئے کیا بھیجا؟ جبکہ لوگ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ (اس) فلاں نے ترکہ میں کیا چھوڑا؟ [2]

(فائدہ) اس طرح کی ایک مرفوع حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے جس کو امام بیہقی اور دیلمی [3] نے تخریج کیا ہے ہم نے تکرار مضمون کی وجہ سے ترجمہ کو ترک کر دیا ہے۔

---

[1] تاریخ رافعی (منہ) جمع الجوامع ۶۹۴۴، کنز العمال ۴۲۳۵۶

[2] سعید بن منصور (منہ)

[3] شعب الایمان بیہقی، فردوس دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۲۶۰۸، الجامع الصغیر حدیث ۸۴۹، کنز العمال حدیث ۴۲۷۳۵، ترمذی، الدر المنثور ص ۱۵۷ ج ۱ بحوالہ احمد و ترمذی و مسند الفردوس ص ۲۸۳ ج ۱

حضرت حسنؓ و حسینؓ کی بشارت دینے والے فرشتے

حضرات حسنینؓ کیلئے جنت کے نوجوانوں کی سرداری کی بشارت

(حدیث) حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کے ہاں گزاری اور میں نے ایک شخص کو دیکھا تو مجھے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"هَلْ رَأَيْتَ،، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ "هٰذَا مَلَكٌ هَبَطَ عَلَيَّ مِنَ السَّمَاءِ لَمْ يَهْبِطْ عَلَيَّ مُنْذُ بُعِثْتُ اِلَّا لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ فَبَشَّرَنِيْ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ،،. [1]

(ترجمہ) تو نے (اس کو) دیکھا؟ میں نے عرض کیا ہاں، فرمایا یہ فرشتہ تھا جو آسمان سے زمین پر نازل ہوا تھا جب سے میں نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں اس رات کے علاوہ یہ کبھی نازل نہیں ہوا اس نے مجھے بشارت سنائی ہے کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔

حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی

(حدیث) حضرت حذیفہؓ سے مذکورہ روایت اس طرح بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا لَمْ يَهْبِطْ اِلَى الْاَرْضِ قَبْلَ السَّاعَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ فِي السَّلَامِ عَلَيَّ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَبَشَّرَنِيْ: اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ،،. [2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جو اس وقت سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا اس نے اپنے پروردگار عز وجل سے مجھے سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی

---

[1] طبرانی، ابن عساکر (منہ)

[2] ابن مندہ، ابن عساکر (منہ)

ہے اور مجھے سلام بھی کہا اور مجھے خوشخبری بھی سنائی کہ حضرات حسنین کریمین جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور (میری بیٹی) حضرت فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی۔

حضورؐ کو خوشخبری دینے والا فرشتہ

خدا کے نزدیک حضورؐ سب سے زیادہ مکرم ہیں

(حدیث) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ اچانک ایک بادل اترا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَزَلَ عَلَيَّ مَلَکٌ ثُمَّ قَالَ لِي: لَمْ اَزَلْ اَسْتَاْذِنُ رَبِّي فِي لِقَائِکَ حَتّٰی کَانَ هٰذَا اَوَانٌ اَذِنَ لِيْ وَاِنِّي اُبَشِّرُکَ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اَکْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْکَ.[1]

(ترجمہ) میرے پاس ایک فرشتہ نازل ہوا ہے اور مجھے بتلایا ہے کہ میں ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ سے آپ سے ملاقات کی اجازت مانگتا رہا یہاں تک کہ یہ وقت آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دیدی، میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے نزدیک آپ سے زیادہ کوئی صاحب عزت نہیں ہے۔[2]

اس فرشتے کے لئے بیٹھنے کا انتظام کرایا

(حدیث) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَصْلِحِيْ لَنَا الْمَجْلِسَ فَاِنَّهٗ يَنْزِلُ مَلَکٌ اِلَى الْاَرْضِ، لَمْ يَنْزِلْ اِلَى الْاَرْضِ قَطُّ.[2]

---

[1] ابن مندہ، کتاب المعرفۃ ابونعیم اصبہانی (منہ)

[2] مسند احمد (منہ) ص ۲۹۶ ج ۲ بنحوہ، ترغیب وترہیب ص ۳۶۷ ج ۳، تفسیر ابن کثیر ص ۲۴۴ ج ۵، مجمع الزوائد ص ۱۷۴ ج ۸۔

(ترجمہ) ہمارے بیٹھنے کے لئے جگہ درست کرو کیونکہ (آج) ایسا فرشتہ نازل ہونے والا ہے جو زمین پر (اس سے پہلے کبھی) نازل نہیں ہوا۔

حضرات حسنینؓ کے لئے سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ کی بشارت

(حدیث) حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "هٰذَا مَلَکٌ مِنَ الْمَلَائِکَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ لِيُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيَزُوْرُنِيْ لَمْ يَهْبِطْ اِلَی الْاَرْضِ قَبْلَهَا فَبَشَّرَنِيْ اَنَّ حَسَناً وَّحُسَيْناً سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ"۔ [1]

(ترجمہ) یہ اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور میری زیارت کرنے کے لئے اجازت طلب کی ہے اور یہ اس سے قبل زمین پر (کبھی) نہیں اترا، اس نے مجھے بشارت سنائی ہے کہ حسن وحسین (رضی اللہ تعالی عنہما) نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت فرمائی ہے۔ [2]

ان سب احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالی عنہما نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اور نوجوان جنتیوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو دنیا میں جوانی میں فوت ہوئے اور جو لوگ دنیا میں بڑھاپے میں فوت ہوئے ان کے جنت میں سردار حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما ہوں گے چاہے وہ حضرات امت محمدیہ سے ہوں یا سابقہ امتوں سے ہوں۔ [3]

---

[1] طبرانی (منہ) طبرانی کبیر ص ۲۷ ج ۳

[2] (طبرانی (منہ) طبرانی کبیر ص ۲۶ ج ۳، جمع الجوامع ۱۰۶۰۷، کنز العمال ۳۴۲۷۴، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۸۱۔۲۰۱۔

[3] کنز العمال ص ۱۰ ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۵، بحوالہ غیلانیات ابوبکر، الجامع الصغیر حدیث ۶۸، فیض القدیر ص ۸۸ ج ۱ بحوالہ مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بخاری، مسلم، ابویعلی، ضیا، مختارہ، معجم صغیر طبرانی، تاریخ حاکم، مجمع الزوائد

بشارت حضرت فاطمہؓ اور حسنینؓ کی ایک اور حدیث

(حدیث) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور چلے گئے تو میں بھی آپؐ کے پیچھے ہولیا پس اچانک ایک شخص حضورؐ کے سامنے رک گیا تو حضورؐ نے مجھے فرمایا:

حُذَيْفَةُ هَلْ رَأَيْتَ الْعَارِضَ الَّذِي عَرَضَ لِيْ،، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ ''ذٰلِكَ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَمْ يَهْبِطْ اِلَى الْاَرْضِ قَبْلَهَا اِسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَبَشَّرَنِيْ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَّهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ،،. [1]

(ترجمہ) اے حذیفہ تم نے میرے سامنے آنے والے شخص کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، تو آپ نے فرمایا یہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جو اس سے قبل (کبھی) نہیں اترا اس نے اپنے رب سے (میری زیارت کی) دعا مانگی تھی، اس نے مجھے سلام بھی کیا ہے اور حسن وحسین کے بارہ میں بشارت بھی سنائی ہے کہ یہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے اور فاطمہ (میری بیٹی) جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔

نباتات کے فرشتے

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ کوئی خشک وتر درخت نہیں ہے اور نہ سوئی کے برابر ایسی جگہ ہے مگر وہاں پر ایک فرشتہ موجود ہے جو اس کی اللہ تعالیٰ کو اطلاع دیتا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کو جانتے بھی ہوتے ہیں)، اور آسمان کے فرشتے مٹی کے ذرات سے بھی زیادہ ہیں، اور عرش خداوندی کو اٹھانے والے فرشتوں کے سینے سے کندھے تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ [2]

---

[1] دلائل النبوۃ امام بیہقی (منہ) کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۶۹۵ بحوالہ طبرانی

[2] ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (منہ)

سمندر کا فرشتہ

سمندر کا پھیلنا اور سمٹنا

حضرت ابن عباسؓ سے سمندر کے پھیلنے اور پیچھے ہٹنے کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ بڑے اور گہرے سمندر پر متعین ہے پس جب وہ (سمندر پر) اپنا پاؤں رکھتا ہے تو سمندر ابل پڑتا ہے اور جب اٹھالیتا ہے تو سمٹ جاتا ہے پس اس کا مدوجزر (پھیلنا اور سمٹنا) اسی وجہ سے ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سمندر ایک فرشتہ کی گرفت میں ہے اگر وہ اس سے غافل ہو جائے (اور سمندر کو اپنی گرفت سے آزاد کر دے) تو اس کی موجیں زمین پر ٹوٹ پڑیں۔[2]

روضہ اطہر کے فرشتے

ستر ہزار فرشتے ہر صبح وشام صلوۃ وسلام پیش کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کوئی فجر ایسی طلوع نہیں ہوتی مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ اطہر کے پاس جمع ہوتے اور خوشی سے اپنے پر ہلاتے ہیں اور آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو یہ اوپر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے شام کے وقت اوراترتے ہیں وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ جب زمین (قبر شریف) کھلے گی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کی تعظیم وتکریم کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے۔[3]

---

[1] مسند احمد، ابوالشیخ (منہ)

[2] ابن ابی حاتم (منہ)

[3] ابوالشیخ (منہ)

کعبہ کا طواف کرنے والے ستر ہزار فرشتے سلام پیش فرماتے ہیں

(حدیث) حضرت مقاتل (تابعی) مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"سُمِّيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ لِاَنَّهٗ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ ثُمَّ يَنْزِلُوْنَ اِذَا اَمْسَوْا فَيَطُوْفُوْنَ بِالْكَعْبَةِ، ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَنْصَرِفُوْنَ فَلَا تَنَالُهُمُ النَّوْبَةُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ"۔ [1]

(ترجمہ) (فرشتوں کی عبادت گاہ کا) نام اس لئے بیت المعمور (آباد گھر) رکھا گیا کیونکہ اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو یہ (بیت المعمور سے) اتر کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں پھر (روضہ اطہر پر حاضر ہوکر) حضور نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرتے ہیں اس کے بعد یہ واپس ہو جاتے ہیں پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔

(فائدہ) بیت المعمور ساتوں آسمانوں سے اوپر بالکل کعبہ شریف کے بالمقابل فرشتوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ حضرت کعب کی سابقہ روایت میں جن ستر ہزار فرشتوں کا تذکرہ ہے اس روایت میں بھی یہی فرشتے مراد ہیں جو بیت المعمور سے اتر کر پہلے کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں پھر روضہ اقدس پر حاضری دیتے ہیں۔

کروبیون علیہم السلام

ان کے جسم کی عظمت

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً وَهُمُ الْكَرُوْبِيُّوْنَ مِنْ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ لِلطَّائِرِ السَّرِيْعِ فِي انْحِطَاطِهٖ"۔ [2]

---

[1] تاریخ مکہ ازرقی (منہ) صفحہ ۴۹ جلد اول

[2] ابن عساکر (منہ) جمع الجوامع حدیث ۶۹۸۷، اتحاف السادۃ المتقین ص ۲۱۷۔۲۶۶ ج ۱۰

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے وہ ہیں جن کو کروبیون کہا جاتا ہے ان میں سے (ہر) ایک کے کان کی لو سے اس کی پسلی کی ہڈی تک، اترنے میں تیز پرندے کی رفتار کے حساب سے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

ہواؤں کے خزانے ان کے پروں کے نیچے ہیں

حضرت عثمان الاعرجؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ ہواؤں کے خزانے عرش کو اٹھانے والے کروبی فرشتوں کے پروں کے نیچے ہیں۔[1]

روحانیون علیہم السلام

یہ حظیرۃ القدس کے فرشتے ہیں

حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جس کا نام حظیرۃ القدس ہے اس میں (بہت سے) فرشتے ہیں جن کو ''روحانیون،، کہا جاتا ہے، جب لیلۃ القدر آتی ہے تو یہ رب تعالیٰ سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت مانگتے ہیں جب ان کو اجازت دی جاتی ہے تو یہ کسی مسجد سے نہیں گزرتے جس میں نماز پڑھی جا رہی ہو یا یہ راستہ میں کسی کا استقبال نہیں کرتے مگر ان دونوں کے لئے دعائے خیر فرماتے ہیں، تو ان (مسجد والوں اور راستہ میں ملنے والوں) کو ان فرشتوں کی طرف سے برکت عطاء کی جاتی ہے۔[2]

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

مختلف فرشتوں کے احوال

سب آسمانوں زمینوں کوایک لقمہ کر سکنے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مَلَکاً لَوْقِیْلَ لَہٗ اِلْتَقِمِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ بِلُقْمَۃٍ وَاحِدَۃٍ لَفَعَلَ ' تَسْبِیْحُہٗ : سُبْحَانَکَ حَیْثُ کُنْتَ.[1]

(ترجمہ) اللہ عزوجل کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اگر اسے کہا جائے تو ساتوں آسمانوں اور سب زمینوں کو ایک لقمہ کرلے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔ اس کی تسبیح یہ ہے سبحانک حیث کنت (آپ پاک ہیں جہاں بھی ہیں)۔

کندھے سے اخیر سر تک طویل فاصلہ والا فرشتہ

(حدیث) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] طبرانی (منہ) حلیۃ الاولیاء ص ۳۱۸ ج ۳، جمع الجوامع حدیث ۶۹۴۹، کنز العمال حدیث ۲۹۸۳۲، تفسیر ابن کثیر ص ۱۱۳ ج ۵ وص ۳۳۴ ج ۸، مجمع الزوائد ص ۸۰ ج ۱، مسند الفردوس حدیث ۱۹۵، طبرانی کبیر ۱۱-۱۹۵، البدایہ والنہایہ ۱/۴۳

"أُمِرْتُ أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاءِ مَا بَيْنَ عَاتِقِهِ إِلَى مُنْتَهَى رَأْسِهِ كَطَيَرَانِ مَلَكٍ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ وَمَا يَدْرِي أَيْنَ رَبُّهُ، فَسُبْحَانَهُ". [1]

(ترجمہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آسمان کے ایک فرشتہ کے متعلق بتلاؤں، اس کے کندھے سے سر کے آخری حصہ تک کا فاصلہ ایک فرشتہ کے سات سو سال تک چلنے کے برابر ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کا رب کہاں ہے۔ بس وہ اس کی تسبیح بیان کرتا رہتا ہے۔

(فائدہ) اس فرشتہ کا اپنے رب کے بارہ میں نہ جاننا کہ وہ کہاں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اتنے بڑے وجود اور پرواز کے باوجود اس کا علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کتنا اوپر ہے، اور خدا تعالیٰ کا اس فرشتہ سے کہیں اوپر ہونا خدا تعالیٰ کے حسب شان ہے کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس کا ادراک کر سکے۔

آدھی آگ آدھی برف والا فرشتہ

اس کی دعا

(حدیث) حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے ارشاد فرمایا:

وإنَّ لِلّٰهِ مَلَكاً نِصْفُهُ مِنْ نُورٍ وَنِصْفُهُ مِنْ ثَلْجٍ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ يَا مُؤَلِّفَ الثَّلْجِ إِلَى النُّورِ وَلَا يُطْفِئُ النُّورُ بَرْدَ الثَّلْجِ وَلَا بَرْدُ الثَّلْجِ حَرَّ النُّورِ.

---

[1] ابو الشیخ (منہ)

اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ . ؎۱

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کا نصف (جسم) آگ کا ہے اور نصف برف کا ہے۔ وہ یہ دعا کرتا ہے (اے اللہ) آپ کی ذات پاک ہے اے برف کی آگ سے الفت قائم کرنے والے (جس سے) آگ برف کی ٹھنڈک کو اور برف کی ٹھنڈک آگ کی گرمی کو نہیں بجھاتی اپنے مؤمن بندوں کے دلوں میں الفت اور محبت قائم فرما۔

(فائدہ) نور کا ترجمہ آگ سے لئے کیا گیا ہے کیونکہ ابوالشیخ کی دوسری روایات میں نور کی بجائے نار کے الفاظ آئے ہیں' تکرار لفظ و معنی کی وجہ سے ان روایات کا ترجمہ بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔

46656000 لغات والا فرشتہ

حضرت ضحاک (جلیل القدر تابعی مفسرؒ) فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جب وہ اپنی آواز بلند کرتا ہے تو سب فرشتے اس کی تعظیم کی وجہ سے خاموش ہو جاتے ہیں اور اللہ کا ذکر اپنے دلوں میں کرنے لگتے ہیں' کیونکہ فرشتے تسبیح خداوندی میں وقفہ نہیں کرتے' عرض کیا گیا وہ فرشتہ کیسا ہے؟ فرمایا اس کے ۳۶۰ سر ہیں' ہر سر میں ۳۶۰ زبانیں ہیں اور ہر زبان میں ۳۶۰ لغتیں ہیں۔ ؎۲

زمین کے ذرات سے زیادہ آنکھوں اور زبانوں والا فرشتہ

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ کسی آسمان میں کچھ فرشتے ایسے ہیں جو سب کے سب تسبیح کرتے ہیں اور کوئی تو تسبیح کرتے ہوئے سجدہ

؎۱ ، ابوالشیخ (منہ) اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۷۸ ج ۶، ص ۲۱۸ ج ۱۰ بحوالہ قوت۔ المغنی عن حمل الاسفار ۲/ ۱۵۸، کنز العمال ۱۵۱۷۴

؎۲ ابوالشیخ (منہ)

میں ہے اور کوئی قیام میں ہے۔ اور ایک آسمان میں ایسا فرشتہ ہے جس کی کنکریوں، زمین کے ذرات اور آسمان کے ستاروں کی تعداد میں آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ کے نیچے ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں جو ایسی زبان میں اللہ تعالی کی تعریف کہتی ہے جس کو دوسری زبان نہیں سمجھ سکتی، اور عرش بردار فرشتوں کے سینگ ہیں ان کے سینگوں اور سروں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور عرش ان کے سینگوں پر ہے۔[1]

عرش کے اردگرد فرشتوں کی تعداد، تسبیح اور حالات

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ عرش کے اردگرد فرشتوں کے آگے پیچھے ستر ہزار صفیں ہیں جو رات دن عرش کے اردگرد طواف کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے ستر ہزار صفیں فرشتوں کی قیام میں ہیں ان کے ہاتھ گردنوں کی طرف ہیں جن کو انہوں نے اپنے کندھوں پر رکھا ہوا ہے، جب یہ سامنے والے فرشتوں کی تکبیر وتہلیل (کلمہ طیبہ) سنتے ہیں تو اونچی آوازوں سے یہ کہتے ہیں۔

سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اَنْتَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَکْبَرُ ذُخْرَ الْخَلَائِقِ کُلِّهِمْ

(آپ پاک ہیں، اور اپنی تعریف کے ساتھ موصوف ہیں آپ وہ ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ سب سے بڑے ہیں، ساری مخلوقات کے خالق ہیں)۔

ان کے پیچھے فرشتوں کی ایک لاکھ اور صفیں ہیں جنہوں نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر اپنے سینوں پر باندھا ہوا ہے، ان کے پاؤں تک بال، اون، پروں کی روئیں اور پر ہیں۔ ان میں کوئی بال، اون، پر کی روں، پر، جوڑ، بالوں کا گچھا، ہڈی، جلد اور گوشت بھی نہیں مگر وہ اللہ تعالی کی تسبیح اور حمد ایسے انداز میں پیش کرتا ہے جس میں دوسرا نہیں کرتا اور اس فرشتہ کے دو پروں کے درمیان تین سو سال چلنے کا فاصلہ ہے،

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

اس کے کان کی لو سے کندھے تک چار سو سال چلنے کا فاصلہ ہے اور ان میں سے ہر ایک کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔[1]

مشرق و مغرب کے آٹھ فرشتے اور انکا وظیفہ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے آٹھ فرشتے ایسے ہیں (جن میں سے چار مشرق میں اور چار مغرب میں ہیں، جب مشرق والوں کی شام آتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں اے نیکی سے دور بھاگنے والے نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اور جو مغرب میں ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں اے گناہ میں رغبت کرنے والے رک جا۔ جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو مشرق والا فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! ہر ایک (انسان) کو ایسا نصیب عطاء فرمایا جو اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو فائدہ پہنچائے مثلاً صدقہ وغیرہ سے باقی رہے، اور جو مغرب میں ہوتا ہے وہ کہتا ہے ہر ایک کو ایسا مال دے جو اس کے پاس ہی رہے مگر بے کار، اور جب رات کی دو تہائی گزر جاتی ہے تو تیسرا فرشتہ جو مشرق میں ہوتا ہے کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ اور جو مغرب میں ہوتا ہے وہ بھی کہتا ہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ اور چوتھے نے صور اپنے منہ میں رکھا ہوا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ اسے صور پھونکنے کا حکم کب ملتا ہے! اور باقی (فرشتے) اس کے بالمقابل ہیں۔[2]

حضورؐ سے نبوت کے ساتھ بادشاہی یا عبدیت کا پوچھنے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ)

"اَتَانِي مَلَکٌ جِرْمُهٗ يُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ : اِخْتَرْ اَنْ تَكُوْنَ نَبِيًّا مَلِكًا اَوْنَبِيًّا عَبْدًا، فَاَوْمَأَ اِلَيَّ جِبْرِيْلُ اَنْ تَوَاضَعْ لِلّٰهِ فَقُلْتُ بَلْ اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا نَبِيًّا فَشَكَرَ رَبِّي ذٰلِكَ فَقَالَ اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ"۔ [1]

(ترجمہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کا جسم کعبہ شریف کے مساوی تھا اس نے کہا (اے محمد) آپ پسند کریں کہ نبی ہونے کے ساتھ بادشاہ بنیں گے یا نبی ہونے کے ساتھ اللہ کے بندے بنیں گے؟ تو جبرائیل نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ اللہ کے لئے عاجزی اختیار فرمائیں، تو میں نے کہا بلکہ میں پسند کرتا ہوں کہ خدا کا بندہ نبی بنوں۔ تو اللہ تعالیٰ کو میری یہ بات پسند آئی اور ارشاد فرمایا آپ سب سے پہلے ہوں گے جن سے زمین شق ہوگی (یعنی روز قیامت قبر شریف سب سے پہلے آپ کی کھلے گی) اور آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ (اس شفاعت سے شفاعت کبریٰ مراد ہے جس سے پہلے کسی نبی اور ولی کو شفاعت کرنے کی ہمت نہ ہوگی بعید نہیں کہ شفاعت کبریٰ کے بعد دوسری شفاعت میں بھی آپ سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہوں)۔

انسان کے نیک وبد عمل پر خوشی اور غم کا اظہار کرنیوالے فرشتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِي السَّمَاءِ اَبْصَرُ بِبَنِي آدَمَ وَاَعْمَالِهِمْ مِنْ بَنِي آدَمَ بِنُجُوْمِ السَّمَاءِ فَاِذَا اَبْصَرُوْا اِلٰى عَبْدٍ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ ذَكَرُوْهُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَسَمُّوْهُ وَقَالُوْا اَفْلَحَ اللَّيْلَةَ فُلَانٌ نَجَا اللَّيْلَةَ فُلَانٌ ، وَاِذَا اَبْصَرُوْا اِلٰى عَبْدٍ يَعْمَلُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ ذَكَرُوْهُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَسَمُّوْهُ ، وَقَالُوْا : خَابَ

---

[1] ابن عساکر (منہ) جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۹۵، مسند احمد ومسند ابویعلی باسناد جید، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰۲۶

اللَّيْلَةَ فُلَانٌ ' خَسِرَ اللَّيْلَةَ فُلَانٌ هَلَكَ اللَّيْلَةَ فُلَانٌ ". ا

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے آسمان میں ایسے ہیں جو اولاد آدم کو اور ان کے اعمال کو انسانوں کے ستاروں کو دیکھنے سے زیادہ دیکھتے ہیں تو جب وہ کسی بندے کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہوا دیکھتے ہیں تو اپنے درمیان اس کا ذکر کرتے اور نام لیتے اور کہتے ہیں اس رات فلاں کامیاب ہو گیا اس رات فلاں نجات پا گیا۔ اور جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کر رہا ہوتا ہے تو اس کا بھی آپس میں ذکر کرتے ہیں اور اس کا نام لیتے اور کہتے ہیں آج رات فلاں نقصان میں رہا آج رات فلاں تباہ ہو گیا۔

آسمان کے دروازوں کے فرشتے اور ان کی ندائیں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

-اِنَّ مَلَكاً بِبَابٍ مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يَقُوْلُ مَنْ يُقْرِضُ الْيَوْمَ يَجِدُ غَداً وَمَلَكٌ بِبَابٍ آخَرَ يُنَادِيْ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفاً وَاَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً وَمَلَكٌ بِبَابٍ آخَرَ يُنَادِيْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوْا اِلٰى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى وَمَلَكٌ يُنَادِيْ بِبَابٍ آخَرَ يَابَنِيْ آدَمَ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ . ٢

(ترجمہ) آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو یہ کہتا ہے کوئی ہے جو آج (خدا کے نام پر) قرض (صدقہ خیرات) دے اور کل (روز قیامت اس کا اجر ثواب) وصول کرے۔ اور ایک فرشتہ ایک اور دروازہ پر ہے جو یہ دعا کرتا ہے اے اللہ (اپنے نام پر علم اور دولت) خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا مال اور

ا ابو الشیخ (منہ) مسند الفردوس حدیث ۶۹۲، حلیۃ الاولیا ۲/ ۲۸۱، کنز العمال ۱۰۵۵۰

٢ ابو الشیخ، شعب الایمان، (منہ) مسند احمد ص ۳۰۵ ج ۲، جمع الجوامع ۷۱۰۹، کنز العمال ۱۶۱۱۹، ۱۶۱۲۰، الدر المنثور ص ۳۱۳ ج ا، کشف الخفاء ص ۲۰۱، ۲۶۸ ج ۲۔

علم عطاء فرما' اور (علم و دولت کو) روک رکھنے والے کو ضائع ہونے والا (مال اور علم) عطاء فرما' ایک اور فرشتہ ایک اور دروازہ پر یہ پکارتا ہے اے لوگو! اپنے رب کی طرف دوڑو جو (رزق) کم (لیکن) با کفایت ہو وہ اس سے بہتر ہے جو بہت ہو اور فضولیات میں خرچ ہو۔ اور ایک فرشتہ ایک اور دروازہ پر یہ آواز دیتا ہے اے اولاد آدم! مرنے کے لئے جنو اور ویران ہونے کے لئے تعمیرات کرو۔

تسبیح کی تاکید کرنے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت زبیر بن العوامؓ فرماتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَامِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ اِلَّا وَصَارِخٌ يَصْرِخُ اَيُّهَا الْخَلَائِقُ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ". [1]

(ترجمہ) ہر صبح جس میں لوگ بیدار ہوتے ہیں اس وقت ایک پکارنے والا (فرشتہ) ندا کرتا ہے کہ اے مخلوقات تم ملک قدوس (اللہ تعالی) کی تسبیح بیان کرو۔

(فائدہ) اس طرح کی ایک اور روایت معمولی سے تغیر کے ساتھ ابن عساکر [2] نے بھی روایت کی ہے اور ایک روایت مذکورہ روایت کے ہم معنی امام طبرانی [3] نے بھی روایت کی ہے۔

---

[1] مسند ابویعلی، ابن عساکر (منہ) المطالب العالیہ حدیث ۳۴۲۰، مجمع الزوائد ص ۹۴ ج ۱۰، امالی الشجری ص ۲۲۵ ج ۱، تاریخ دمشق ابن عساکر ص ۳۶۰ ج ۴، کنز العمال ۱۹۸۷۔

[2] ابن عساکر (منہ) ص ۳۶۰ ج ۴۔

[3] طبرانی (منہ) طبرانی کبیر، مجمع الزوائد ص ۱۲۲ ج ۳، جمع الجوامع ۴۲۱۴، کنز العمال ۱۶۰۱۷، ۱۶۱۲۵۔

مجالس ذکر تلاش کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

”اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِي الْاَرْضِ فَضْلاً عَنْ کُتَّابِ النَّاسِ یَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْماً یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی تَنَادَوْا ھَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَھُمْ بِاَجْنِحَتِھِمْ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ مِنْھُمْ مَایَقُوْلُ عِبَادِيْ فَیَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیُمَجِّدُوْنَکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَاَوْنِيْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ مَارَاَوْکَ فَیَقُوْلُ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَۃً وَاَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَاَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحاً ، فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْاَلُوْنِّیْ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ یَسْاَلُوْنَکَ الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ وَھَلْ رَاَوْھَا ؟ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَارَبِّ مَا رَاَوْھَا ، فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْ اَنَّھُمْ رَاَوْھَا، فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْھَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْھَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَھَا طَلَباً وَاَعْظَمَ فِیْھَا رَغْبَۃً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَھَلْ رَاَوْھَا؟ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَارَبِّ مَا رَاَوْھَا فَیَقُوْلُ فَکَیْفَ لَوْرَاَوْھَا فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْھَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْھَا فِرَارًا وَاَشَدَّ لَھَا مَخَافَۃً فَیَقُوْلُ فَاُشْھِدُکُمْ اَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَیَقُوْلُ مَلَکٌ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ فِیْھِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْھُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَۃٍ ، فَیَقُوْلُ : ھُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ“۔ [1]

---

[1] مسند احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن حبان، حلیہ ابو نعیم (منہ) کنز العمال ۱۷۴۷، نسائی ۳/۴۳، مسند احمد ۱/۴۴۱، ۴۵۲، ۲/۲۵۲، دارمی ۲/۳۱۷، مستدرک ۲/۴۲۱، طبرانی کبیر ۱۰/۲۷۱، شعب الایمان ۳۱۱۶، ابن حبان ۲۳۹۲، مجمع الزوائد ۹/۲۴، ترغیب و ترھیب ۲/۴۹۸، ابن کثیر ۶/۴۶، بغوی ۵/۲۷۵، شرح السنہ ۳/۱۹۷، مشکوۃ ۲۲۶۷، زہد ابن مبارک ص ۳۶۴، اتحاف السادۃ ۴/۲۱۹، ۴۵۷، ۵/۹، ۹/۱۲۵، مغنی عن حمل الاسفار ۱/۱۷۲، بدایہ والنہایہ ۱/۵۳، ۵۴، ۵/۲۷۵، ابن ابی شیبہ ۲/۵۱۷، ۱۱/۴۷۴، کشف الخفاء ۲/۱۸۳، تہذیب تاریخ دمشق ۷/۴۴۶، طبقات اصفہان ۲/۲۰۵، لآلی مصنوعہ ۱/۱۴۶۔

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے (بہت سے) فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں یہ لوگوں کے اعمالنامہ لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں، یہ راستوں میں گھومتے ہوئے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، بس جب کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ اپنی ضرورت یہاں موجود ہوئے تو وہ ذاکرین کو آسمان تک اپنے پروں سے چھپا لیتے ہیں اور ان سے ان کا رب سوال کرتا ہے جبکہ وہ ان سے زیادہ باخبر ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ آپ کی تسبیح، تکبیر، تعریف اور بزرگی بیان کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں نہیں اللہ کی قسم انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ف وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی عبادت بھی خوب کریں، بزرگی بھی خوب بیان کریں اور تسبیح بھی خوب کہیں۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں اچھا یہ بتلاؤ وہ مجھ سے کیا طلب کرتے تھے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت طلب کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں نہیں اللہ کی قسم اے پروردگار انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں اگر یہ لوگ اس کو دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہوگی؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کی بہت زیادہ حرص بہت زیادہ طلب اور بہت زیادہ رغبت کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں دوزخ سے، تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں نہیں قسم بخدا انہوں نے اس کو نہیں دیکھا، تو اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں ان کی کیا حالت ہوگی اگر وہ اس کو دیکھ لیں؟ تو وہ عرض کرتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس سے خوب بھاگنے والے اور خوب ڈرنے والے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فلاں آدمی ان ذاکرین سے نہیں تھا اس کو تو اس کی کوئی مجبوری لائی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یہ ذاکرین ایسی قوم ہیں کہ ان کا ہم نشین محروم نہیں ہوگا۔

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اِنّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَرَايَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ تَحِلُّ وَتَقِفُ عَلٰى مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْاَرْضِ''.[1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (زمین پر) چلنے والے ہیں (جو آسمان سے) نازل ہوتے اور زمین پر مجالس ذکر میں شرکت کرتے ہیں۔

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَيَّارَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَبْتَغُوْنَ حِلَقَ الذِّكْرِ فَاِذَا مَرُّوْا بِحِلَقِ الذِّكْرِ قَالَ وَبَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُقْعُدُوْا فَاِذَا دَعَا الْقَوْمُ اَمَّنُوْا عَلٰى دُعَائِهِمْ فَاِذَا صَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ صَلُّوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَفْرُغُوْا ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ طُوْبٰى لَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ اِلَّا مَغْفُوْرًا لَهُمْ ''.[2]

(ترجمہ) اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے (زمین پر) چلنے والے ہیں جو مجالس ذکر کی جستجو میں رہتے ہیں جب بھی یہ کسی حلقہ ذکر سے گزرتے ہیں تو ایک دوسرے کو بیٹھنے کا کہتے ہیں، بس جب یہ مجلس دعا مانگتی ہے تو یہ ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھتے ہیں تو یہ بھی ان کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں جب وہ اپنے ذکر اور درود سے فارغ ہو جاتے ہیں (تو یہ مجلس سے اٹھ جاتے ہیں)' اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان (شرکائے مجلس ذکر ودرود) کو مبارک ہو یہ (اپنے گھروں کو) نہیں لوٹ رہے مگر ان کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

---

[1] مسند عبد بن حمید، حاکم (منہ) مستدرک حاکم ص ۴۹۴ ج ۱، جمع الجوامع ۴۹۲۴، کنز العمال ۱۸۸۷، میزان الاعتدال ۶۱۵۵، الضعفاء والمجروحین ص ۸۱ ج ۲، الترغیب والترھیب ص ۴۰۵ ج ۲، الحاوی للفتاوی ص ۲۴ ج ۲

[2] ابن نجار (منہ) جمع الجوامع حدیث ۶۹۴۶، کنز العمال حدیث ۱۸۷۶، الدر المنثور ص ۱۵۲ ج ۱، الترغیب والترھیب ص ۴۰۴ ج ۲، حلیۃ الاولیاء ص ۲۶۸ ج ۶، مجمع الزوائد ص ۷۷ ج ۱۰، اتحاف السادۃ المتقین ص ۶۰ ج ۵، الحاوی للفتاوی ص ۲۷ ج ۲۔

چار ارب اسی کروڑ پروں کی قوت والا فرشتہ

(حدیث) امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اَلْعَرْشُ یَاقُوْتَةٌ حَمْرَاءُ وَاَنَّ مَلَکاً مِنَ الْمَلَائِکَةِ نَظَرَ اِلَیْهِ رَایٰ عَظْمَتَهٗ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ اَنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ فِیْکَ قُوَّةَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لِکُلِّ مَلَکٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ جَنَاحٍ فَطَارَ الْمَلَکُ بِمَا فِیْهِ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْاَجْنِحَةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَطِیْرَ فَوَقَفَ فَنَظَرَ مَکَانَهٗ لَمْ یَرِمْ ۔ [۱]

(ترجمہ) عرش (خداوندی) سرخ یاقوت کا ہے (اللہ کے) فرشتوں میں سے ایک فرشتہ نے (جب) اسے دیکھا تو اس کی نظر میں اس کی بڑی عظمت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تیرے اندر ستر ہزار فرشتوں کی طاقت رکھی ہے جن میں کے ہر ایک کے ستر ہزار پر ہوں (تو تو اس عظیم قوت کے ساتھ میرے عرش کی طرف پرواز کر)' تو یہ فرشتہ اپنی پوری قوت اور پروں کے ساتھ اڑتا رہا جتنا اللہ نے چاہا اڑا۔ جب وہ رکا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنے مقام پر ہے اور اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

(فائدہ) یعنی اپنی قوت سے اڑنے کے باوجود عرش تک نہ پہنچ سکا بلکہ اسے ایسے معلوم ہوا جیسے وہ اپنے مقام سے اڑا ہی نہیں ہے۔ اس طرح کی ایک روایت تفسیر قرطبی میں بھی پڑھی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ اس فرشتے کے عاجز آنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو مزید ستر ہزار فرشتوں والے پر لگائے اور اتنی قوت اور عطاء فرمائی اور حکم دیا کہ اب پرواز کر تو پھر اس نے پرواز کی تب بھی وہ تھک کر رہ گیا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار کیا۔

---

[۱] ابوالشیخ (منہ) الدرالمنثور ص ۲۹۷ ج ۳، کنزالعمال حدیث ۱۵۱۹۵، تفسیر قرطبی ص بلفظہ۔

جہاد کی سواریوں کی تھکاوٹ دور کرنے والے فرشتے

(حدیث) ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً یَنْزِلُوْنَ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ یَحُسُّوْنَ الْکِلَالَ عَنْ دَوَابِّ الْغُزَاۃِ اِلَّا دَابَّۃً فِیْ عُنُقِھَا الْجَرَسُ ۔ [1]
(ترجمہ) اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو رات کے وقت اترتے ہیں اور جہاد کے جانوروں اور سواریوں کی تھکاوٹ دور کرتے ہیں مگر اس جانور کی تھکاوٹ دور نہیں کرتے جس کی گردن میں گھنٹی ہوتی ہے۔

رزق کی توسیع اور تنگی کی ندا کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
"اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَمْلَاکًا خَلَقَھُمْ کَیْفَ شَاءَ وَصَوَّرَھُمْ عَلٰی مَاشَاءَ تَحْتَ عَرْشِہٖ اَلْھَمَھُمْ اَنْ یُنَادُوْا قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ : اَلَا مَنْ وَسَّعَ عَلٰی عَیَالِہٖ وَجِیْرَانِہٖ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا اَلَا مَنْ ضَیَّقَ ضَیَّقَ اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔ [2]
(ترجمہ) اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کو اللہ نے جیسا چاہا تخلیق فرمایا اور جیسا چاہا اپنے عرش کے نیچے ان کی صورتیں بنائیں ان کو اس کا الہام فرمایا کہ سورج طلوع ہونے سے اور غروب ہونے سے قبل روزانہ دو مرتبہ یہ ندا کیا کریں

---

[1] طبرانی (منہ) اتحاف السادۃ المتقین ص ۱۲۵ ج ۹، جمع الجوامع حدیث ۶۹۵۰، مجمع الزوائد ص ۲۶۷ ج ۵، مغنی عن حمل الاسفار ۴/ ۱۱۸۔

[2] ابن لال فی مکارم الاخلاق (منہ) مسند الفردوس حدیث ۶۹۳، کنز العمال ۱۶۴۵۳، اتحاف السادۃ ۱۰/ ۲۱۷۔

"یاد رکھو! جس نے اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں پر کشادگی کی اللہ تعالیٰ اس پر دنیا میں کشادگی فرمائیں گے، خبردار جس نے تنگی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس پر تنگی کو مسلط فرمائیں گے۔"

(فائدہ) کشادگی سے مراد اپنے متعلقہ افراد کی باکفایت طریقہ سے ضروریات پورا کرنا ہے اور تنگی سے مراد ان کی ضروریات کو تنگی کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ مسند الفردوس میں اس حدیث میں اس بات کا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اپنے اہل وعیال پر ایک درہم خرچ کرنے سے تمہیں ستر قنطار کے برابر (ثواب) عطاء فرماتے ہیں اور ایک قنطار وزن کے اعتبار سے احد پہاڑ کے برابر ہے۔

سفر حج پیدل کرنے والوں کے لئے دعا کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً مُوَکَّلِیْنَ بِاَنْصَابِ الْحَرَمِ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ الدُّنْیَا اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یَدْعُوْنَ لِمَنْ حَجَّ مِنْ مِصْرِہٖ مَاشِیاً"۔ [1]

(ترجمہ) اللہ کے کچھ فرشتے حرم بیت اللہ کے متعلق ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جس نے اپنے شہر سے پیدل چل کر حج کیا یہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

---

[1] دیلمی (منہ) مسند الفردوس حدیث ۶۹۰، جمع الجوامع حدیث ۶۹۷۴، بحوالہ ابن لال فی مکارم الاخلاق، کنز العمال حدیث ۳۴۶۷۹، تاریخ بغداد ۱۴/۲۰۷۔

انسان سے خیر وشر کا اظہار کرانے والے فرشتے

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَلَائِكَةً فِي الْاَرْضِ تَنْطِقُ عَلٰى اَلْسِنَةِ بَنِي آدَمَ بِمَا فِي الْمَرْءِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ.'' [1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر ایسے ہیں جو انسانوں میں موجود خیر و شر کی باتوں کو ان کی زبانوں پر لاتے ہیں۔

آخرت کی طرف ترغیب دینے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَكاً يُنَادِيْ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ : اَبْنَاءَ الْاَرْبَعِيْنَ زَرْعٌ قَدْ دَنَا حَصَادُهٗ، اَبْنَاءَ السِّتِّيْنَ هَلُمُّوْا اِلَى الْحِسَابِ مَاذَا قَدَّمْتُمْ وَمَا ذَا عَمِلْتُمْ ' اَبْنَاءَ السَّبْعِيْنَ لَيْتَ الْخَلَائِقَ لَمْ يُخْلَقُوْا وَلَيْتَهُمْ اِذْخُلِقُوْا عَلِمُوْا لِمَاذَا خُلِقُوْا. [2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ وہ ہے جو روزانہ رات دن یہ پکارتا ہے اے چالیس سال کی عمر والو! تم اعمال کی کھیتی تیار کر چکے ہو جس کی کٹائی قریب آ چکی ہے (یعنی چالیس سال کی عمر بہت ہے جو تم گزار چکے ہو معلوم نہیں کب موت آ جائے اور تمہیں اپنے اعمال کا حساب دینا پڑ جائے اس لئے اپنی آخرت کی فکر کرلو)۔ اے ساٹھ سال کی عمر والو! حساب کی طرف متوجہ ہو جاؤ تم نے اپنے لئے کیا آگے بھیجا

---

[1] دیلمی (منہ) مسند الفردوس دیلمی ۶۸۷ ص ۱۸۴ ج ۱

[2] دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۶۹۷۸

اورکون سے اعمال کئے۔ اے ستر سال والو! کاش مخلوقات پیدا نہ کی جاتیں اور کاش جب پیدا کردی گئیں تو یہ بھی جان لیتیں کہ کس لئے پیدا کی گئی ہیں۔

بیت المعمور پر روزانہ ستر ہزار فرشتے حاضری دیتے ہیں

(حدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
"اَلْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، یَدْخُلُهٗ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ." ۱

(ترجمہ) بیت المعمور (فرشتوں کا قبلہ عبادت) ساتویں آسمان پر ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے (حاضری دیتے اور) داخل ہوتے ہیں، ان کو قیامت تک دوبارہ اس کی طرف لوٹنے کا موقعہ نہیں ملے گا۔

جبرائیل کے غوطہ سے پیدا ہونے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
فِي السَّمَاءِ بَیْتٌ یُقَالُ لَهُ الْمَعْمُوْرُ بِحِیَالِ الْکَعْبَةِ وَفِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ نَهْرٌ یُقَالُ لَهُ الْحَیَوَانُ یَدْخُلُهٗ جِبْرِیْلُ کُلَّ یَوْمٍ فَیَنْغَمِسُ انْغِمَاسَةً ثُمَّ یَخْرُجُ فَیَنْتَفِضُ انْتِفَاضَةً یَخِرُّ عَنْهُ سَبْعُوْنَ اَلْفَ قَطْرَةٍ یَخْلُقُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ قَطْرَةٍ مَلَکًا یُؤْمَرُوْنَ اَنْ یَاتُوا الْبَیْتَ الْمَعْمُوْرَ فَیُصَلُّوْنَ فَیَفْعَلُوْنَ ثُمَّ یَخْرُجُوْنَ فَلَا یَعُوْدُوْنَ اِلَیْهِ اَبَدًا وَیُوَلّٰی عَلَیْهِمْ اَحَدُهُمْ ثُمَّ یُؤْمَرُ اَنْ یَقِفَ بِهِمْ فِي السَّمَاءِ مَوْقِفًا یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ فِیْهِ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ. ۲

۱ حاکم، شعب الایمان بیہقی (منہ) مسند احمد ص ۱۵۳ ج ۳، مستدرک حاکم ص ۴۶۸ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۱۳ ج ۷، الدر المنثور ص ۱۱۷ ج ۶، الطبرانی، مسند الفردوس ص ۳۶ ج ۲ حدیث ۲۲۲۶۔
۲ العقیلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ (منہ) الدر المنثور ص ۱۱۷ ج ۶، کامل ابن عدی ۵/۱۸۹۸

(ترجمہ) کعبہ شریف کے بالمقابل آسمان میں ایک گھر ہے جس کا نام المعمور (یعنی آباد شدہ گھر) ہے، اور چوتھے آسمان پر ایک نہر ہے جس کا نام نہرِ حیات ہے، حضرت جبرائیلؑ اس میں روزانہ ایک مرتبہ غوطہ لگاتے ہیں اس کے بعد نکل کر ایک مرتبہ اپنے آپ کو ہلاتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرے ____ گرتے ہیں اور ہر قطرہ سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ یہ بیت المعمور میں حاضری دیں تو یہ اس میں نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پیروی کرتے ہیں پھر یہ واپس لوٹتے ہیں اور ان کو پھر کبھی اس کی طرف واپس آنے کا موقع نہیں ملے گا، ان فرشتوں پر انہی میں سے ایک کو نگران بنا دیا جاتا ہے اور اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ آسمان میں اپنی مخصوص جگہ پر ٹھہرے، یہ سب فرشتے قیامت قائم ہونے تک اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح ادا کرتے ہیں۔

(فائدہ) روزانہ ستر ہزار فرشتوں کا بیت المعمور میں جا کر عبادت کرنا اور پھر قیامت تک ان کی باری نہ آنا یہ سب بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی مروی ہے لیکن حضرت سیوطیؒ نے اس کا حوالہ نہیں دیا۔

فرشتوں کی عبادت گاہ کی ایک اور روایت

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"عَرَجَ بِيَ الْمَلَكُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ انْتَهَيْتُ اِلٰى بِنَاءٍ فَقُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هٰذَا ؟ قَالَ هٰذَا بِنَاءٌ بَنَاهُ اللّٰهُ لِلْمَلَائِكَةِ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفاً يُقَدِّسُوْنَ اللّٰهَ وَيُسَبِّحُوْنَهُ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ". [1]

(ترجمہ) مجھے فرشتہ ساتویں آسمان پر لے گیا (یہاں تک کہ) میں ایک عمارت کے پاس جا پہنچا تو میں نے اس فرشتہ سے پوچھا یہ کیا عمارت ہے۔ کہا یہ وہ عمارت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے بنایا ہے اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ان کو دوبارہ واپس آنے کا موقع

[1] طبرانی، ابن مردویہ (منہ) ابن جریر طبری ۲۷/۳۲۔

نہیں ملے گا۔

(فائدہ) اس مضمون کی ایک اور روایت حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔[1]

حضرت ابن عمروؓ فرماتے ہیں بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور آسمان میں ایک انسان کے جسم برابر بھی جگہ نہیں مگر اس پر کوئی فرشتہ قیام میں ہے یا سجدہ میں ہے۔[2]

انسانوں کے حج کے دنوں میں فرشتے بیت المعمور میں جا کر حج کرتے ہیں

حضرت عبداللہ بن طاؤس (تابعیؒ) فرماتے ہیں بیت المعمور ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے بالمقابل ہے جس دن تم (مسلمان) بیت اللہ شریف کا حج کرتے ہو فرشتے بھی اسی روز اس کے حج کو جاتے ہیں۔[3]

فرشتوں کی طرح سے حضرت آدمؑ کو طواف کعبہ کا حکم

حضرت عطاء (مشہور تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی طرف وحی فرمائی کہ میرے لئے ایک گھر تعمیر کر اور اس کا طواف کر جس طرح پر تو نے فرشتوں کو دیکھا ہے جو میرے اس گھر (بیت المعمور) کا جو آسمان میں ہے طواف کرتے ہیں۔[4]

فرشتے عرش کے اردگرد نماز پڑھتے اور طواف کرتے ہیں

حضرت (عبداللہ) بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کو جنت سے اتارا تو (ان سے اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اتار رہا ہوں جس کے

---

[1] مسند اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، شعب الایمان بیہقی (منہ) مسند احمد ص ۱۵۳ ج ۳۔ حاکم ص ۴۶۸ ج ۲۔ الدر المنثور ص ۱۱۷ ج ۶۔ مجمع الزوائد ص ۱۱۳ ج ۷۔

[2] بیہقی (منہ)

[3] فضائل مکہ امام جندی (منہ)

[4] عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، جندی (منہ)

اردگرد اس طرح طواف کیا جائے گا جس طرح عرش کے اردگرد کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اس طرح سے نماز پڑھی جائے گی جس طرح عرش کے پاس پڑھی جاتی ہے۔[1]

حدودِ حرم تک حرم کے حرم ہونے کی وجہ

حضرت حسین بن قاسمؒ فرماتے ہیں میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ

جب حضرت آدمؑ نے شیطان سے اپنے بارے میں خوف کیا تو اللہ تعالی سے پناہ مانگی، تو اللہ تعالی نے (انکی حفاظت کرنے کے لئے) فرشتے نازل فرمائے جنہوں نے مکہ شریف کو ہر طرف سے گھیر لیا اور اس کے اطراف میں رک گئے تب سے اللہ تعالی نے حرم مکہ کو وہاں وہاں تک حرم بنادیا جہاں جہاں تک (یہ) فرشتے ٹھہرے تھے۔[2]

دو فرشتوں کا وظیفہ

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ فِي السَّمَاءِ لَمَلَكَيْنِ مَالَهُمَا عَمَلٌ اِلَّا يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ اَبْغِ مُمْسِكاً تَلَفاً" [3]

(ترجمہ) آسمان میں دو فرشتے ایسے ہیں جن کا سوائے اس کے کوئی کام نہیں کہ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا (مال ومتاع) عطاء فرما، اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو ضائع ہونے والا (مال ومتاع) دے۔

بدری صحابہؓ کی طرح بڑی شان کے فرشتے

(حدیث) حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور سوال فرمایا جو لوگ آپ میں سے جنگ بدر میں شریک ہوئے وہ آپ کے نزدیک کس مرتبہ پر ہیں فرمایا وہ ہم میں بہترین درجہ کے حضرات ہیں، تو حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا اسی طرح ہمارے ہاں بھی

---

[1] ابن جریر (منہ)

[2] ازرقی (فضائل مکہ) (منہ)

[3] کتاب الزہد امام ھناد بن سری (منہ) جمع الجوامع حدیث نمبر ۶۷۰۷، کنز العمال ۱۶۱۱۸،

وہ فرشتے بہترین درجہ پر فائز ہیں (جو جنگ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مدد کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے)۔ ۱

(فائدہ) یہ حدیث صحیح بخاری شریف "بَابُ شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدرًا" میں بھی مروی ہے۔

جنگِ بدر کے فرشتوں کی دیگر فرشتوں پر فضیلت

(حدیث) حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِنَّ لِلْمَلَائِكَةِ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدرًا فِي السَّمَاءِ لَفَضْلاً عَلٰى مَنْ تَخَلَّفَ مِنْهُمْ". ۲

(ترجمہ) فرشتے جو (مسلمانوں کی مدد کرنے کے لئے) جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے آسمان میں ان کی ان فرشتوں پر فضیلت ہے جو ان میں پیچھے رہ گئے تھے۔

(فائدہ) ایک تو مذکورہ روایت اور اس روایت سے جس طرح ان فرشتوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اسی طرح سے ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے، چنانچہ یہ صحابہ کرامؓ جنگ احد اور بعد کی جنگوں میں شریک ہونے والے صحابہ کرامؓ سے بڑا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور احقر امداد اللہ نے حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی سے مدرسہ صولتیہ حرم مکہ میں سنا تھا کہ حکومت سعودی عرب نے حضرات بدریین صحابہ کرامؓ کے اجساد مبارکہ کو میدان بدر سے منتقل کرنے کے لئے مسجد نبوی مدینہ منورہ کے شیخ عطیہ سالم زید شرفہ کو مقرر فرمایا چنانچہ جب ان کی قبور مبارکہ کھولی گئیں تو ان حضرات کے اجسام مبارکہ اسی طرح محفوظ موجود تھے جس طرح کہ ان کو ابھی دفن کیا گیا ہو اور ان کا منظر اتنا رعب ناک تھا کہ حکومت سعودیہ کو یہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑا۔ الحمد للہ مدینہ منورہ کی حاضری میں احقر بھی مسجد نبوی میں شیخ عطیہ سالم زید شرفہ کی زیارت سے مشرف ہوا

---

۱ سنن ابن ماجہ (منہ) کنز العمال ۳۷۹۶۴ بحوالہ ابن ابی شیبہ۔ جامع کبیر ۲/۳۸۹، تفسیر ابن کثیر ۴/۲۹۸، ۷/۳۶۵، تفسیر قرطبی ۷/۳۷۶، صحیح بخاری باب شہود الملائکہ بدرا۔
۲ طبرانی (منہ)، جمع الجوامع ۷۰۳۸، کنز العمال ۳۳۸۹۱، ۳۷۹۶۵۔

ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پچھلی حدیث اور اس حدیث کے راوی حضرت رافع بن خدیج جنگ احد اور بعد کی جنگوں میں شامل رہے۔[1] اور ان کے والد حضرت خدیج بدری صحابہ کرام میں سے ہیں۔[2]

جنگِ بدر میں تین ہزار فرشتوں کی کمان کرنے والے فرشتے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں (جنگ بدر میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے میں حضرت جبرائیل ایک ہزار فرشتے لیکر نازل ہوئے اور حضرت میکائیل بھی ایک ہزار فرشتے لے کر نازل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں حضرت اسرافیل ایک ہزار فرشتے لے کر نازل ہوئے۔[3]

فرشتوں نے بدر کے علاوہ کہیں جنگ نہیں کی

حضرت مجاہد (مشہور تابعیؒ) فرماتے ہیں فرشتوں نے بدر کے دن کے علاوہ کبھی جنگ نہیں کی۔[4]

جنگِ بدر اور جنگِ حُنَین میں فرشتوں کی پگڑیوں کے رنگ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جنگ بدر میں فرشتوں کی علامت سفید پگڑیاں تھیں جن کا ایک کنارہ انہوں نے اپنی پشتوں پر چھوڑا ہوا تھا اور جنگ حنین میں سرخ پگڑیاں تھیں، اور جنگ بدر کے علاوہ کسی جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہیں لڑی بلکہ جنگ حنین میں ان کی تعداد بہت تھی لیکن یہ جنگ نہیں لڑ رہے تھے۔[5]

(فائدہ) اس طرح کی ایک اور مختصر روایت بھی حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔[6] حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں جن لوگوں کو فرشتوں نے فی النار کیا تھا

---

[1] تقریب التھذیب (مترجم)
[2] حاشیۃ الغماری علی الحبائک (مترجم)
[3] ابن جریر، ابویعلی، حاکم، دلائل النبوۃ بیہقی (منہ)
[4] مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
[5] طبرانی کبیر (منہ)
[6] طبرانی، ابن مردویہ (منہ)

صحابہ کرام ان کی گردنوں پر ضرب سے پہچانتے تھے اور ان کی انگلیوں پر آگ کے جلانے کا نشان تھا۔[1]

حضرت ابواسیدؓ نے فرشتوں کو گھاٹی سے آتے دیکھا

حضرت ابواسیدؓ جو کہ بدری صحابی ہیں فرمایا کرتے تھے اگر میری بینائی میرے ساتھ ہوتی اور تم میرے ساتھ مقام احد کی طرف چلتے تو میں تمہیں اس گھاٹی کا پتہ بتلاتا جس سے پیلی پگڑیوں میں فرشتے نکلے اور جنگ احد میں شریک ہوئے انہوں نے ان پگڑیوں کے کنارے کو اپنے کندھوں کے درمیان ڈالا ہوا تھا۔[2]

جنگِ بدر میں فرشتوں نے اُون پہن رکھی تھی

حضرت عمیر بن اسحاقؒ فرماتے ہیں سب سے پہلے اون جنگ بدر میں پہنی گئی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تَسَوَّمُوْا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ تَسَوَّمَتْ".

(ترجمہ) اون پہنا کرو کیونکہ (جنگ بدر میں) فرشتوں نے اون پہنی ہے۔

تو یہی وہ پہلا دن ہے جس میں اون کا استعمال شروع ہوا۔[3]

(فائدہ) قرآن پاک میں (مُسَوِّمِيْنَ) کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اس سے سرخ اون مراد ہے۔[4]

جنگِ بدر میں فرشتوں کے گھوڑوں کی علامت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جنگ بدر میں فرشتوں کی علامت ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں میں سفید اون تھی۔[5]

---

1 ابن ابی حاتم (منہ)

2 ابن جریر (منہ)

3 ابن ابی شیبہ، ابن جریر (منہ) درمنثور ۲/۷۰، ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۵۸، ابن جریر ۴/ ۵۴، زاد المسیر ۱/ ۴۵۲

4 ابن ابی حاتم (مترجم)

5 ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم (منہ)

جنگِ بدر میں فرشتوں کے گھوڑوں کا رنگ

فرمان باری تعالیٰ (مُسَوِّمِيْنَ) کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ان فرشتوں کی علامت یہ تھی کہ ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں اور دموں پر اون تھی اور یہ سفید اور سیاہ نشان کے تھے۔[1]

بدر میں فرشتے کی مار سے کافر کی موت کی حالت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ایک مشرک کے پیچھے اس کے قتل کرنے کے لئے دوڑ رہا تھا اور وہ مشرک آگے آگے بھاگ رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے اوپر سے کوڑے کی اور گھڑسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ''اے حیزوم آگے ہو'' پھر اچانک (اس صحابی نے) اپنے سامنے مشرک کو دیکھا کہ وہ منہ کے بل گرا ہوا تھا اور اس کے منہ کا ایک حصہ جلا ہوا تھا جس طرح پر کوڑے کی ضرب (سے چمڑے کا حصہ خون جمنے کی وجہ) سے جلا ہوا سیاہ نظر آتا ہے (اور اس کی ضرب سے) اس کا سارا جسم سبز پڑ چکا تھا تو یہ انصاری (صحابی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بیان فرمائی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا ''تم نے سچ کہا وہ تیسرے آسمان سے امداد کرنے والے فرشتوں میں سے تھا''۔[2]

(فائدہ) اس حدیث میں ''حیزوم'' کی تفسیر حضرت جبرائیل کے گھوڑے سے کی گئی ہے۔[3] جس سے معلوم ہوتا ہے اس کافر کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے کوڑے سے قتل کیا تھا۔

جنگِ حُنین میں فرشتوں نے جاسوسوں کے جوڑ کاٹ دیئے

حضرت عثمانؓ کے پڑپوتے امیہ بن عبداللہؒ فرماتے ہیں کہ مالک بن عوف نے

---

[1] عبد بن حمید، ابن جریر (منہ)

[2] مسند احمد، مسلم شریف (منہ)

[3] مجمع بحار الانوار ۱/۶۱۴ (مترجم)

جنگ حنین کے دن چند (کافر) جاسوس بھیجے تو جب وہ اس کے پاس واپس پہنچے تو ان کے جوڑ کٹے ہوئے تھے تو اس نے کہا تم برباد ہو جاؤ تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی تو انہوں نے کہا ہمارے پاس سفید رنگ کے کچھ لوگ سفید اور سیاہ نشانات کے گھوڑوں پر آئے قسم بخدا ہم ان کو بالکل نہ روک سکے یہاں تک یہ مصیبت ہمیں آ پہنچی جو تم دیکھ رہے ہو۔[1]

(فائدہ) مذکورہ روایت میں جس مالک بن عوف کا ذکر آیا ہے یہ جنگ حنین میں کافروں کی طرف سے جنگ کی نگہداشت پر مقرر تھے اس لئے انہوں نے چند جاسوسوں کو مسلمانوں کے لشکر کی جاسوسی کرنے کے لئے بھیجا تھا جن کے ساتھ فرشتوں نے وہ حشر کیا جو آپ مذکورہ روایت میں پڑھ آئے ہیں۔ بعد میں یہ مالک بن عوفؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام لائے اور شرف صحابیت حاصل کیا۔

حضرت جبرائیل آسمان کے سب فرشتوں کو نہیں جانتے

(حدیث) حضرت خارجہ بن ابراہیمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا۔

"مَنِ الْقَائِلُ یَوْمَ بَدْرٍ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ اَقْدِمْ حَیْزُوْمَ قَالَ جَبْرِیْلُ مَا کُلُّ اَھْلِ السَّمَاءِ اَعْرِفُ".[2]

(ترجمہ) جنگ بدر کے دن فرشتوں میں سے اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ (آگے ہو حیزوم) کہنے والا کون تھا؟ تو حضرت جبرائیل نے عرض کیا میں آسمان والے سب فرشتوں کو نہیں جانتا (اس لئے معلوم نہیں کہ یہ جملہ کس فرشتہ نے کہا تھا)

(فائدہ) حیزوم کے متعلق قریب ہی ایک حدیث گزر چکی ہے جس کے فائدہ میں مجمع بحار الانوار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حیزوم حضرت جبرائیل کے گھوڑے کا نام ہے اگر وہ تشریح درست ہے تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہوگی اور اگر یہ روایت صحیح ہے تو مذکورہ تشریح درست نہیں ہوگی واللہ اعلم۔

---

[1] دلائل النبوۃ امام ابونعیم، دلائل النبوۃ امام بیہقی (منہ)

[2] الواحدی، دلائل بیہقی (منہ)

خواب کی تعبیر دینے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"اِنِّیْ رَاَیْتُنِیْ اللَّیْلَةَ یَا اَبَا بَکْرٍ عَلٰی قَلِیْبٍ فَنَزَعْتُ ذَنُوْباً اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَاِنَّکَ لَضَعِیْفٌ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَنَزَعَ مِنْهُ حَتّٰی اسْتَحَالَتْ غَرْباً وَضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ فَعَبِّرْهَا یَا اَبَابَکْرٍ " فَقَالَ : اَلِیَ الْاَمْرُ بَعْدَکَ ثُمَّ یَلِیْهِ عُمَرُ ' قَالَ "بِذٰلِکَ عَبَّرَهَا الْمَلَکُ". [1]

(ترجمہ) آج رات میں نے اے ابوبکر تمہیں ایک کنویں پر دیکھا ہے کہ تم نے ایک یا دو ڈول کھینچے اور تو کمزور تھا اللہ تجھ پر رحم فرمائے' پھر عمر آئے تو انہوں نے بھی اس سے ڈول کھینچا تو ان کا ڈول بھرا ہوا آیا اور لوگوں نے اونٹوں کو سیراب کرنے کے لئے اس کنویں کے پاس اپنے اونٹ بٹھلائے اے ابوبکر اس کی تعبیر بیان کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بعد حکومت میرے سپرد کی جائے گی' پھر عمر کے سپرد کی جائے گی تو آپ نے فرمایا کہ فرشتے نے بھی یہی تعبیر دی ہے۔

(فائدہ) چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں انکار زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب اور سجاح کی جھوٹی نبوتوں کے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی سرکوبی کرنے اور فتنوں کو دبانے کی بہت سعی فرمائی بخلاف حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے کہ ان کا دور ایک تو طویل ہوا دوسرے اندرونی طور پر فتنے بھی نہ اٹھے اور دنیا کے اطراف میں بہت اسلام پھیلا اور بہت زیادہ علاقے فتح ہوئے۔

مذکورہ حدیث بخاری شریف میں بھی وارد ہوئی ہے اس میں "فَعَبِّرْهَا اَبُوْبَکْرٍ" کا اضافہ نہیں ہے[2] حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس اضافہ کے بارہ میں فرمایا ہے "زِیَادَتُهُ مُنْکَرَةٌ"[3]

---

[1] فضائل الصحابہ ابونعیم (منہ) کنز العمال ۱۳/ ۳۶۱۳۶، ابن عساکر (الجامع الکبیر ۲/ ۵۴۹)
[2] باب فضل ابی بکر و عمر و کتاب التعبیر (بخاری)
[3] فتح الباری شرح صحیح بخاری

(حدیث) حضرت ابوایوب (انصاریؓ) سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا

"اِنِّي رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ غَنَماً سُوْداً يَتْبَعُهَا غَنَمٌ عُفْرٌ يَا اَبَابَكْرٍ عَبِّرْهَا قَالَ هِيَ الْعَرَبُ تَتْبَعُكَ ثُمَّ يَتْبَعُهَا الْعَجَمُ قَالَ هٰكَذَا عَبَّرَهَا الْمَلَكُ سَحَرًا". ۱

(ترجمہ) میں نے خواب میں کالی بکریوں کو دیکھا جن کے پیچھے پیچھے خاکستری رنگ کی بکریاں آئی ہیں۔ اے ابوبکر! اس کی تعبیر بیان کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یہ (کالی بکریاں) اہل عرب ہیں جو آپ کی پیروی کریں گے۔ پھر ان کے بعد ان کی اہل عجم پیروی کریں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسی طرح پر فرشتے نے سحری کے وقت اس کی تعبیر بیان کی تھی۔

حضرت حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل دیا

(حدیث) حضرت خزیمہ بن ثابتؓ (انصاری بدری صحابی) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنِّي رَاَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تَغْسِلُ حَنْظَلَةَ بْنَ اَبِيْ عَامِرٍ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ بِمَاءِ الْمُزْنِ فِيْ صِحَافِ الْفِضَّةِ". ۲

(ترجمہ) میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت حنظلہ بن ابی عامرؓ کو آسمان اور زمین کے درمیان بادل کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے تھے۔

(فائدہ) حضرت حنظلہؓ کی شہادت کا واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہؓ نے حضرت ابوسفیان (جب کہ یہ اس وقت کافر تھے) سے میدان جنگ میں مقابلہ کیا یہاں تک کہ حضرت حنظلہؓ ابوسفیان کے اوپر چڑھ گئے اور قریب تھا کہ ابوسفیان کو قتل کر دیں جب شداد بن شعوب نے یہ دیکھا تو اپنی تلوار تان کر حضرت حنظلہؓ کو شہید کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

۱ حاکم (منہ) مستدرک حاکم (۴/۳۹۵)، کنز العمال ۱۱/۳۲۱۱۳، اللآلی المصنوعہ (۱/۱۷)

۲ (طبقات) ابن سعد (منہ) کنز العمال ۳۳۲۵۷، حاکم (۳/۲۰۴، ۲۰۵)

تمہارے ساتھی کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ تم اس کی اہلیہ سے پوچھو فرشتوں کے اس کو غسل دینے کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ حالت جنابت میں (جہاد کو) نکلے تھے تو جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی زوردار آواز سے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا اسی وجہ سے ان کو فرشتے غسل دے رہے تھے۔[1]

حضرت حنظلہؓ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے[2] نیز حضرت حنظلہؓ کو فرشتوں کے غسل دینے کی وجہ سے غسیل الملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔

وحی لانے والے ایک فرشتہ کے قد کی لمبائی

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَتَانِیْ مَلَکٌ لَمْ یَنْزِلْ اِلَی الْاَرْضِ قَبْلَهَا قَطُّ بِرِسَالَةٍ مِنَ اللّٰهِ ثُمَّ رَفَعَ رِجْلَهٗ فَوَضَعَهَا فَوْقَ السَّمَاءِ وَرِجْلُهُ الْاُخْرٰی ثَابِتَةٌ فِی الْاَرْضِ لَمْ یَرْفَعْهَا"[3]

(ترجمہ) میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر ایک فرشتہ آیا ہے جو اس سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا (وحی پہنچانے کے بعد) اس نے اپنا ایک پاؤں آسمان پر رکھا جب کہ اس کا دوسرا پاؤں زمین پر موجود تھا اس کو اس نے نہیں اٹھایا تھا۔

(فائدہ) یہ حدیث اس فرشہ کے جسم کی عظمت پر دلالت کرتی ہے اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرشتہ کے قد کا درمیانی فاصلہ آسمان و زمین کی مسافت جتنا ہے۔

---

[1] مغازی ابن اسحاق (غماری حاشیہ الحبائک ص ۱۱۷)

[2] فتح الباری (غماری)

[3] معجم اوسط طبرانی، ابوالشیخ (منہ) جمع الجوامع ۲۹۸، طیالسی، الجامع الصغیر حدیث ۹۲، معجم کبیر (مناوی ۱/۱۰۵) مجمع الزوائد (۱/۸۰)

بعض فرشتوں کے کان کی لو سے ہنسلی کی ہڈی تک فاصلہ

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات والتحیات نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً مَا بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ لِلطَّيْرِ السَّرِيْعِ الطَّيَرَانِ". [1]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جن کے کان کی لو سے اس کی ہنسلی کی ہڈی تک کا فاصلہ تیز ترین پرواز کرنے والے پرندے کے سو سال کے سفر کے برابر ہے۔

(فائدہ) اس طرح کی چند احادیث اس سے قبل بھی گذر چکی ہیں جن سے بہت سے فرشتوں کے اجسام کی طوالت کا علم حاصل ہوتا ہے۔

---

[1] ابو الشیخ (منہ) کنز العمال (۵۱۶۰)، جمع الجوامع (۶۹۸۱)، اتحاف السادۃ المتقین (۱۰/ ۲۱۷، ۴۶۵)

فرشتوں کے مجموعی حالات

(اس سے قبل بہت سے فرشتوں کے حالات ان کے اسماء کے تعین کے ساتھ یا بغیر تعین اسماء کے بیان کئے گئے ہیں۔ اب ان احادیث اور روایات کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں فرشتوں کے مجموعی حالات کا پتہ ملتا ہے کسی خاص فرشتہ کا تعین نہیں پایا جاتا۔ (مترجم)

فرشتوں کے پیٹ نہیں ہیں

حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو "صَمَدْ" پیدا کیا ہے (یعنی) ان کے پیٹ نہیں ہیں (جن کی وجہ سے انہیں کھانے پینے کی ضرورت پیش آئے اور اس کے حاصل کرنے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت ہو)۔[1]

فرشتوں کے سانس تسبیح کا کام دیتے ہیں

حضرت حسن (بصریؒ) فرمان باری تعالیٰ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ.[2]

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے سانسوں کو ان کی تسبیح قرار دیا گیا ہے[3]

فرشتوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے (اسی طرح جنات اور انسانوں کو بھی اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا)۔[4]

---

1. ابوالشیخ (منه)
2. (ترجمہ) فرشتے (اللہ تعالیٰ کی) رات دن تسبیح کرتے ہیں رکتے نہیں۔
3. ابوالشیخ (منه)
4. تاریخ (کبیر) امام بخاری (منه)

حضرت عبداللہ بن حارثؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت کعبؓ سے کہا

﴿ یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ ﴾

(یہ فرشتے رات دن اللہ کی تسبیح میں وقفہ نہیں کرتے)

کیا ان کو پیغام رسالت پہنچانا اور ضرورت میں مصروف ہونا (تسبیح ادا کرنے سے) نہیں روکتا؟

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تسبیح کو اس طرح سے مقرر کیا ہے جس طرح سے تمہارے لئے سانس کو۔ کیا تو کھاتا' پیتا' اٹھتا' بیٹھتا' آتا جاتا اور باتیں نہیں کرتا جب کہ تو سانس بھی لے رہا ہوتا ہے تو تسبیح بھی ان کے لئے ایسے ہی ہے۔ [۱]

فرشتوں کی ایک دعا

فرمان خداوندی ﴿وَھُمْ مِنْ خَشْیَتِہٖ مُشْفِقُوْنَ﴾

(اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں)

کے متعلق حضرت وہیب بن الورد فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض فرشتوں کی دعا یہ ہے۔

رَبَّنَا مَالَمْ تَبْلُغْہُ قُلُوْبُنَا مِنْ خَشْیَتِکَ فَاغْفِرْہُ لَنَا یَوْمَ نِقْمَتِکَ مِنْ اَعْدَائِکَ . [۲]

(اے ہمارے پروردگار! جہاں تک ہمارے دل آپ کی ہیبت کو نہیں پہنچے اس کے متعلق ہمیں اس روز معاف فرمادے جس دن آپ نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینا ہے۔

(فائدہ) یہ حضرت وہیب بن الورد (سن وفات ۱۵۳ھ) بہت اونچے درجہ کے اولیاء اللہ میں ہیں یہ احادیث کے راوی بھی ہیں اور مواعظ بھی ان سے منقول ہیں' ان کے بہت سے مواعظ احقر مترجم کی کتاب ''جہنم کے خوفناک مناظر'' میں ملاحظہ کئے

---

[۱] ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، شعب الایمان بیہقی (منہ)

[۲] ابوالشیخ (منہ)

جا سکتے ہیں۔ ان کے مواعظ میں سے ایک یہ ہے کہ ان سے پوچھا گیا جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اسے عبادت کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں۔ ١

عبادت کی حالتیں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنی عبادت کے لئے کئی اقسام پر پیدا فرمایا ہے ان میں سے بعض فرشتے جب سے پیدا کئے گئے ہیں قیامت تک کے لئے صفت بستہ کھڑے ہیں۔ اور بعض فرشتے جب سے پیدا کئے گئے ہیں قیامت تک کے لئے حالت رکوع میں اپنی عاجزی کا اظہار کر رہے ہیں اور کچھ فرشتے جب سے انہیں پیدا کیا گیا قیامت تک کے لئے سجدہ میں رہیں گے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کو اللہ تعالیٰ اپنی زیارت سے مشرف کریں گے تو جب وہ اللہ کریم کے چہرہ مبارک کی طرف نظر کریں گے تو کہیں گے۔

سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ.

آپ کی ذات پاک ہے ہم نے آپ کی اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے کرنے کا حق تھا۔ ٢

کس کلمہ سے شیاطین کو ڈانٹتے ہیں؟

حضرت یحییٰ بن سلیم طائفی ؒ کے ایک استاد فرماتے ہیں وہ کلمہ جس سے فرشتے شیاطین کو اس وقت ڈانٹتے ہیں جب وہ باتیں چرا رہے ہوتے ہیں۔ ''ماشاءاللہ'' ہے۔ ٣

(فائدہ) یہ شیاطین آسمان کے قریب جا کر فرشتوں سے امور مستقبلہ وغیرہ کے متعلق باتیں چرا کر لاتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس وقت سے باتیں چرانے پر ان پر شہابے چھوڑے جاتے ہیں اور اس کلمہ ''ماشاءاللہ'' سے بھی فرشتے اسی وقت ڈانٹتے ہیں۔

---

١ حاشیہ الغماری علی الحبائک ص ١١٨

٢ کتاب الرؤیہ امام بیہقی، ابن عساکر (منہ)

٣ کتاب الزہد امام احمد (منہ)

فرشتوں کا پیدا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے سوال

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا اور یہ اپنے سر اٹھا کر اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے تو پوچھا اے ہمارے پروردگار! آپ کس کے ساتھ ہیں (یعنی کس کی حمایت کرتے ہیں)؟ فرمایا مظلوم کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ اس کا حق اسے واپس لوٹا دیا جائے۔[1]

ایک ایک فوج بن کر مشرق مغرب شمال جنوب میں عبادت کرتے ہیں

نوف بکالیؒ کہتے ہیں جب رات کی تہائی گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی چار فوجیں بھیجتے ہیں ایک ان میں سے آسمان کے مشرق میں ایک آسمان کے مغرب میں اور ایک جنوب کی طرف اور ایک شمال کی طرف چلی جاتی ہے اور ان میں سے ایک فوج سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتی ہے دوسری اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتی ہے تیسری لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتی رہتی ہے چوتھی اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتی رہتی ہے یہاں تک کہ سحری کے وقت مرغ اذان دینے لگ جاتے ہیں (تو ان فرشتوں کا یہ عمل پورا ہو جاتا ہے)۔[2]

حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی فرشتے سے بھی کلام نہیں فرماتے جب تک کہ وہ اپنی کلام کی ابتداء میں اللہ کی تسبیح پیش نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کو فرشتے اس وقت تک جواب نہیں دیتے جب تک کہ (جواب کی) ابتداء تسبیح سے نہ کریں پھر انہوں نے (یہ آیات قرآنی دلیل کے طور پر) پڑھیں۔

﴿اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا﴾ وقرأ ﴿آهٰؤُلَاءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ﴾.

(ان آیات میں بھی فرشتوں کا جواب سبحانک سے شروع ہو رہا ہے)۔[3]

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] ابوالشیخ (منہ)

[3] ابوالشیخ (منہ)

اللہ کا فرمان فرشتوں تک کیسے پہنچتا ہے؟

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اِذَا قَضَى اللّٰهُ اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ يُسَبِّحُ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ ثُمَّ يَسْاَلُ اَهْلُ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ مَاقَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ ثُمَّ يَسْتَخْبِرُ كُلُّ سَمَاءِ الَّتِيْ تَلِيْهَا حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلٰى هٰذِهِ السَّمَاءِ“۔[1]

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں، پھر اس آسمان والے فرشتے تسبیح کہتے ہیں جو ان سے قریب ہے یہاں تک کہ اس (نچلے) آسمان والوں تک تسبیح پہنچ جاتی ہے۔ پھر ساتویں آسمان کے فرشتے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں سے پوچھتے ہیں آپ کے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ ان کو بتلاتے ہیں پھر ہر نچلے آسمان والے اوپر کے آسمان والوں سے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ وہ حکم اور ارشاد اس آسمان دنیا تک آپہنچتا ہے۔

وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ وحی فرماتے ہیں تو تمام آسمانوں والے (فرشتے) زنجیر ہلنے کی آواز سنتے ہیں جیسے لوہے کی زنجیر چکنے پتھر پر (لگنے سے) بجتی ہے تو سب فرشتے گھبرا جاتے ہیں اور سجدہ میں گر جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ نے قیامت قائم ہونے کا حکم فرمادیا ہے۔ پس جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں آپ کے رب نے کیا ارشاد فرمایا تو وہ جواب دیتے ہیں (جو فرمایا ہے) حق فرمایا ہے اس کی ذات نہایت بلند اور کبریائی کی

---

[1] مسند احمد بہذا اللفظ و مسلم والترمذی والنسائی ایضا، وفی صحیح البخاری بلفظہ (منہ) بخاری ۱۰۰/۶، ۱۵۲، ۹/۲ ۱۷، ترمذی ۴/ ۶۰، تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۴۶، ۱۸۳۶، ۵۰۳، درمنثور ۵/ ۲۳۲، دلائل النبوۃ بیہقی ۲/ ۱۹، ۲۳۵، فتح الباری ۸/ ۳۸۰، ۵۳۷، کنز العمال ۱۷۶۷۲، بدایہ والنہایہ ۱/ ۶۶، مسند حمیدی ۱۱۵۱،

مالک ہے۔[1]

وحی کے وقت فرشتوں کا عمل

(حدیث) حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّوْحِيَ بِاَمْرِهٖ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ فَاِذَا تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ اَخَذَتِ السَّمٰوَاتُ رَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ خَوْفاً مِنَ اللّٰهِ فَاِذَا سَمِعَ بِذٰلِكَ اَهْلُ السَّمٰوَاتِ صَعِقُوْا وَخَرُّوْا لِلّٰهِ سُجَّداً فَيَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ جِبْرِيْلُ فَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ مِنْ وَحْيِهٖ بِمَا اَرَادَ فَيَنْتَهِيْ بِهٖ جِبْرِيْلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهٗ اَهْلُهَا مَاذَا قَالَ رَبُّنَا يَا جِبْرِيْلُ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَيَقُوْلُوْنَ كُلُّهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ جِبْرِيْلُ وَيَنْتَهِيْ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ".[2]

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ کسی کام کے پورا کرنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو وحی کے ذریعہ کلام کرتے ہیں، جب بھی وحی کے ذریعہ بولتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے خوف کی وجہ سے سب آسمان شدت سے کانپنے لگتے ہیں پس جب آسمانوں والے وحی اترنے کی بات سنتے ہیں تو ان کی چیخ نکل جاتی ہے اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں (کہ شاید قیامت قائم ہونے کا حکم نہ دیدیا گیا ہو) پس سب سے پہلے جو سر اٹھاتا ہے وہ حضرت جبرائیل ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے جس بات کا ارادہ ہوتا ہے اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں تو جب حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں تو جس آسمان سے بھی گذرتے ہیں وہاں کے فرشتے اس کے متعلق سوال کرتے

---

[1] الحبائک میں یہاں بیاض ہے یہ حدیث بخاری میں تعلیقا مروی ہے اور الاسماء والصفات بیہقی، کتاب خلق افعال العباد بخاری اور مسند احمد میں موصولا مروی ہے۔ اور سنن ابوداود، الرد علی الجہمیہ امام ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن مردویہ میں مرفوع روایت کی گئی ہے (غماری)

[2] طبرانی، ابن مردویہ، ابوالشیخ، الاسماء والصفات امام بیہقی (منہ) جمع الجوامع حدیث نمبر ۱۱۲۷ بحوالہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم۔ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۲۸، الدر المنثور (۲۳۶/۵)، مجمع الزوائد (۹۴/۷) تفسیر ابن کثیر (۵۰۴/۶)، الاسماء والصفات صفحہ ۲۰۳۔

ہیں کہ اے جبرائیلؑ ہمارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو جبرائیل جواب دیتے ہیں حق فرمایا ہے اور وہ (جھوٹ سے) بہت بلند و بالا ہے اور بڑی کبریائی کا مالک ہے، تو یہ سب فرشتے بھی وہی کہتے ہیں جیسے جبرائیلؑ نے کہا، یہاں تک کہ حضرت جبرائیلؑ وحی لے کر وہاں پہنچتے ہیں آسمان اور زمین میں سے جہاں کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا ہوتا ہے۔

زمین سے اڑتے وقت فرشتے کا وظیفہ

حضرت صفوان بن سلیمؒ فرماتے ہیں کہ کوئی فرشتہ بھی زمین سے اس وقت تک نہیں اڑتا جب تک کہ وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" نہیں پڑھ لیتا۔[2]

فرشتوں کا کلام

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"کَلَامُ اَهْلِ السَّمٰوٰاتِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ".[1]

(ترجمہ) فرشتوں کا کلام لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے۔

فرشتوں کی نماز

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے پس حضرت عمرؓ منافقین میں سے کسی آدمی کے پاس سے گزرے تو اسے فرمایا۔ اے فلاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور تو یہاں بیٹھا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا جا اپنا کام کر، حضرت عمرؓ نے جواب دیا میرا کام یہی ہے، پھر یہ واقعہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا تو نے اس کی گردن کیوں نہیں ماردی؟ تو حضرت عمرؓ جلدی سے اٹھے (تاکہ آپ کی خواہش کی تکمیل کریں) تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے عمرؓ! لوٹ آ تیرا غصہ قابل تعریف ہے اور تیری خوشنودی (میرا) حکم ہے۔ ساتوں آسمان کے فرشتے اللہ کی نماز ادا کرتے ہیں وہ

---

[1] حلیہ ابونعیم (منہ)

[2] خطیب، دیلمی (منہ) کنزالعمال (۱۹۵۴)، تاریخ بغداد (۸/۳۴۳، ۳۶۷)

(اللہ کریم) اس کی نماز کا محتاج نہیں ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ان کی نماز کیسی ہے تو آپؐ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ آپ کے پاس حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور (حضورؐ سے) عرض کیا آپ (میری طرف سے) عمرؓ کو سلام کہیں اور یہ بتلا دیں کہ پہلے آسمان کے فرشتے قیامت تک حالت سجدہ میں ہیں جو سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ.

کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور دوسرے آسمان والے قیام میں ہیں جو

سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ والْجَبَرُوْتِ'

کی تسبیح کرتے ہیں اور تیسرے آسمان والے قیام میں ہیں جو

"سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ" کی تسبیح پڑھتے ہیں۔[1]

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ لِلّٰهِ فِيْ سَمَائِهِ مَلَائِكَةً خُشُوْعاً لَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ' فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ قَالُوْا: رَبَّنَا مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ' وَاَنَّ لِلّٰهِ فِيْ سَمَائِهِ الثَّانِيَةِ مَلَائِكَةً سُجُوْداً لَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ' فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ وَقَالُوْا : سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ' وَاَنَّ لِلّٰهِ فِيْ سَمَائِهِ الثَّالِثَةِ مَلَائِكَةً رُكُوْعاً لَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ رَفَعُوْا رُؤُوْسَهُمْ وَقَالُوْا: سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ' فَقَالَ عُمَرُ: وَمَا يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ "اَمَّا اَهْلُ سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُوْنَ: سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ' وَاَمَّا اَهْلُ السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ ذِى الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَمَّا اَهْلُ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ". [2]

(ترجمہ) آسمان میں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتہ ایسے ہیں جو (سر جھکا کر) خشوع کی

---

[1] ابوالشیخ، ابن عساکر (منہ) کنز العمال (۳۵۸۶۶)، حاکم (۳/۸۷)

[2] ابوالشیخ، حاکم، بیہقی فی شعب الایمان (منہ)

حالت میں کھڑے ہیں اپنے سروں کو نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی بس جب قیامت قائم ہوگی تو اپنے سر اٹھا کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے آپ کی اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے عبادت کرنے کا حق تھا۔ اور اللہ کے دوسرے آسمان میں بھی کچھ فرشتے ایسے ہیں جو سجدہ کی حالت میں پڑے ہیں وہ بھی اپنے سر نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی پس جب قیامت قائم ہوگی تو یہ اپنے سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے کہ (اے باری تعالیٰ!) آپ کی ذات پاک ہے ہم نے آپ کی عبادت اس طرح سے نہیں کی جس طرح سے آپ کی عبادت کرنے کا حق تھا' اور اللہ کے تیسرے آسمان میں بھی کچھ فرشتے ایسے ہیں جو حالت رکوع میں ہیں وہ بھی اپنے سر نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی پس جب قیامت قائم ہوگی تو اپنے سر اٹھائیں گے اور کہیں گے (اے باری تعالیٰ!) آپ کی ذات پاک ہے ہم نے آپ کی اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے آپ کی عبادت کرنے کا حق تھا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ کیا پڑھتے ہیں تو فرمایا پہلے آسمان والے تو یہ کہتے ہیں۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ

اور دوسرے آسمان والے کہتے ہیں سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ

اور تیسرے آسمان والے کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی تسبیحات

حضرت لوط بن ابی لوطؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پہلے آسمان والوں کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰی ہے اور دوسرے والوں کی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی ہے اور تیسرے والوں کی سُبْحَانَهٗ وَبِحَمْدِهٖ ہے اور چوتھے والوں کی سُبْحَانَهٗ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے اور پانچویں والوں کی سُبْحَانَهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے اور چھٹے والوں کی سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ ہے اور ساتویں والوں کی سُبْحَانَ الَّذِیْ مَلَاَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ عِزَّةً وَّوَقَارًا ہے۔[1]

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

صف بستہ فرشتوں کی تسبیحات

حضرت خالد بن معدانؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے صف بستہ ہیں پہلی صف والے یہ کہتے ہیں سُبْحَانَ الْمَلِکِ ذِی الْمُلْکِ

اوراسکے بعد والے کہتے ہیں سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ

اوراس کے بعد والے کہتے ہیں سُبْحَانَ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا یَمُوْتُ

اوراس کے بعد والے کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ

اور یہ صفت بستہ ہی رہتے ہیں اور بعض فرشتے وہ ہیں جنہوں نے اپنے آمنے سامنے صفیں بنائی ہوئی ہیں اللہ کے خوف سے ان کے جوڑ جوڑ کانپتے ہیں' ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے ساتھی کے چہرے کو نہیں دیکھا اور نہ ہی قیامت تک اس کی طرف دیکھے گا۔[1]

ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی شکلیں' ان کی تعداد اور ذمہ داریاں

(حدیث) حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن ابی جہمؒ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاءَ الدُّنْیَا فَجَعَلَهَا سَقْفاً مَحْفُوْظًا وَجَعَلَ فِیْهَا حَرَساً شَدِیْداً وَشُهُبًا ' سَاكِنُهَا مِنَ الْمَلَائِكَةُ اُولِیْ اَجْنِحَةٍ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فِیْ صُوْرَةِ الْبَقَرِ مِثْلَ عَدَدِ النُّجُوْمِ لَا یَفْتُرُوْنَ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّهْلِیْلِ وَالتَّكْبِیْرِ ' وَاَمَّا السَّمَاءُ الثَّانِیَةُ فَسَاكِنُهَا عَدَدُ الْقَطْرِ فِیْ صُوْرَةِ الْعِقْبَانِ لَا یَسْاَمُوْنَ وَلَا یَفْتُرُوْنَ وَلَا یَنَامُوْنَ مِنْهَا یَنْشَقُّ السَّحَابُ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ الْخَافِقَیْنِ فَیَنْتَشِرُ فِیْ جَوِّ السَّمَاءِ مَعَهٗ مَلَائِكَةٌ یُصَرِّفُوْنَهٗ حَیْثُ اُمِرُوْا ' بَدْءُ صَلَوَاتِهِمُ التَّسْبِیْحُ وَلِتَسْبِیْحِهِمْ تَخْوِیْفٌ ' وَاَمَّا السَّمَاءُ الثَّالِثَةُ فَسَاكِنُهَا عَدَدُ الرَّمْلِ فِیْ صُوْرَةِ النَّاسِ مَلَائِكَةٌ یَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰهِ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ ' وَاَمَّا السَّمَاءُ الرَّابِعَةُ فَسَاكِنُهَا عَدَدُ اَوْرَاقِ الشَّجَرِ صَافُّوْنَ مَنَاكِبَهُمْ فِیْ صُوْرَةِ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مِنْ بَیْنِ رَاكِعٍ وَسَاجِدٍ ' تَبْرُقُ سُبُحَاتُ وُجُوْهِهِمْ مَا بَیْنَ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ ' وَاَمَّا السَّمَاءُ الْخَامِسَةُ فَاِنَّ عَدَدَهَا

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

يَضْعُفُ عَلٰى سَائِرِ الْخَلْقِ فِيْ صُوْرَةِ النَّسْرِ ' مِنْهُمُ الْكِرَامُ الْبَرَرَةُ ' وَالْعُلَمَاءُ السَّفَرَةُ ' وَاَمَّا السَّمَاءُ السَّادِسَةُ فَحِزْبُ اللّٰهِ الْغَالِبُ وَجُنْدُهُ الْاَعْظَمُ ' فِيْ صُوْرَةِ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَاَمَّا السَّمَاءُ السَّابِعَةُ فَفِيْهَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَالَّذِيْنَ يَرْفَعُوْنَ الْاَعْمَالَ فِيْ بُطُوْنِ الصُّحُفِ وَيَحْفَظُوْنَ الْخَيْرَاتِ ' فَوْقَهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ الْكَرُوْبِيُّوْنَ.

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کو پیدا فرمایا تو اسے محفوظ چھت بنادیا اور اس میں حفاظت کے لئے طاقتور محافظ اور شہابے رکھ دیئے' اس کے باشندگان دو دو تین تین اور چار چار پروں والے بیل کی شکل کے فرشتے ہیں جن کی تعداد ستاروں کے برابر ہے جو تسبیح' کلمہ طیبہ اور تکبیر کسی وقت بھی ترک نہیں کرتے' اور دوسرے آسمان کے رہنے والے فرشتے بارش کے قطرات کے برابر عقاب کی شکل میں ہیں نہ تو وہ (تسبیح پڑھتے ہوئے) اکتاتے ہیں اور نہ (اس میں) وقفہ کرتے ہیں اور نہ ہی وہ سوتے ہیں' اسی (دوسرے) آسمان سے بادل ظاہر ہوتے ہیں جو آسمان کے کناروں کے نیچے سے نکل کر (نچلے) آسمان کی فضاء میں منتشر ہو جاتے ہیں ان کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں جو ان کو وہیں پر لے کر جاتے ہیں جہاں پر لے جانے کا حکم دیا ہوتا ہے ان کی ابتدائی آواز تسبیح ہوتی ہے جو ان بادلوں کے لئے دھمکی بھی ہوتی ہے۔ اور تیسرے آسمان کے رہنے والے (فرشتے) ریت (کے ذرات) کے برابر انسانوں کی صورت میں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے رات دن پناہ طلب کرتے رہتے ہیں۔ اور چوتھے آسمان کے رہنے والے درختوں کے پتوں کے برابر ہیں جنہوں نے اپنے کندھے ایک دوسرے سے ملائے ہوئے ہیں ان کی شکل وصورت حورعین کی طرح ہے بعض تو رکوع کی حالت میں ہیں اور بعض سجدہ کی حالت میں ہیں' ان کے مونہہ کی تسبیحات اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے درمیان نورانیت چمکتی ہے۔ پانچویں آسمان کے رہنے والے فرشتے تمام مخلوق (جانداروں) سے دوگنے ہیں ان کی شکل گدھ کی ہے (جو پرندوں کا بادشاہ کہلاتا ہے) ان میں سے کچھ بڑے درجہ کے ہیں اور بعض واقف کار (احکام واعمال) لکھنے والے ہیں۔ چھٹے آسمان میں رہنے والے فرشتے اللہ کی غالب رہنے والی جماعت ہے اور اس کا لشکر اعظم ہے جو نشان زدہ

گھوڑوں کی شکل میں ہیں۔اور ساتویں آسمان کے فرشتے مقرب فرشتے ہیں اور وہ فرشتے بھی ہیں جو اعمال کو صحیفوں کے درمیان میں رکھ کر اوپر کو پہنچاتے اور اچھے کاموں کی حفاظت کرتے ہیں۔ان کے اوپر عرش خداوندی کو اٹھانے والے فرشتے ہیں جن کو کروبیون کہا جاتا ہے۔[1]

(فائدہ) ساتویں آسمان سے اوپر کروبیون فرشتوں کے درمیان بھی کئی مقامات ہیں مثلاً مَلَاِ اعلیٰ' حظیرۃ القدس وغیرہ یہاں کے فرشتوں کا ذکر دوسری روایات میں آچکا ہے اور آرہا ہے۔

فرشتوں نے حضرت آدمؑ سے دوہزار سال قبل حج کیا

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تو ان سے فرشتوں نے ملاقات کی اور بتلایا کہ اے آدم! آپ کا حج قبول ہو چکا ہے۔ہم نے آپ سے دوہزار سال قبل حج (بیت اللہ) کیا تھا۔[2]

اکیلے نمازی کی اذان کے بعد اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھتے ہیں

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی کسی علاقے میں (اکیلا) ہو اور نماز کی اقامت کہے تو دو فرشتے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں' اور اگر اس نے اذان بھی دی اور اقامت بھی کہی تو اس کے پیچھے اتنے زیادہ فرشتے نماز پڑھتے ہیں جن کی صفوں کے کنارے تک نظر نہیں آتے۔یہ اس کے رکوع کرتے وقت رکوع کرتے ہیں' اسکے سجدہ کرتے وقت سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا کے وقت آمین کہتے ہیں۔[3]

اور ایک روایت میں اس طرح سے ہے کہ حضرت سلمانؓ نے مرفوعا اور حضرت سعید بن المُسَیَّبْ نے مقطوعا روایت کیا کہ جب کوئی آدمی کسی جنگل میں نماز کے لئے تکبیر کہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز ادا کرتے ہیں' اور اگر اس نے اذان بھی

---

[1] ابوالشیخ (منہ)

[2] کتاب الام امام شافعی، دلائل النبوۃ امام بیہقی (منہ)

[3] سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، سنن بیہقی (منہ)

دی اور تکبیر بھی کہی تو اس کے پیچھے پہاڑوں کی تعداد کے برابر فرشتے نماز پڑھتے ہیں [1]

(فائدہ) جب کوئی آدمی اکیلا کہیں سفر کر رہا ہو اور نماز کا وقت آ جائے تو اسے چاہئے کہ اذان دے دے تو اس کی برکت سے اس کے ساتھ فرشتے بھی نماز ادا کریں گے اور اگر کوئی اور آدمی نماز پڑھنے والا وہاں پر ہوگا تو وہ بھی اس کے ساتھ شریک ہو سکے گا لیکن اذان اور تکبیر اکیلے امامت کی نسبت سے کہنا ہمارے علمائے احناف کے نزدیک درست نہیں اور نہ ہی جماعت کا ثواب ہوگا کیونکہ جماعت کا ثواب انسانوں کی جماعت کے ساتھ مخصوص ہے (واللہ اعلم) اس طرح کی تین روایات اور بھی علامہ سیوطیؒ نے نقل فرمائی ہیں ہم تکرار مضمون کیوجہ سے انہی دو روایتوں کے ترجمہ پر کفایت کرتے ہیں۔

فرشتے مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے ہیں

حضرت حابس بن سعدؓ مسجد نبوی میں سحری کے وقت تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو دیکھا جو مسجد کے صُفَّہ (سایہ دار چبوترہ) میں نماز پڑھ رہے تھے تو فرمایا فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے ہیں [2]

نماز فجر فرشتوں کی نماز ہے

حضرت ابن مسعودؓ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے قبلہ کی طرف اپنی پشت کی ہوئی ہے تو فرمایا فرشتوں کے سامنے سے ہٹ جاؤ، پھر فرمایا فرشتوں کے اور ان کی نماز کے درمیان پردہ نہ بنو کیونکہ (فجر کی) یہ دو رکعتیں فرشتوں کی نماز ہے [3]

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ فجر کی دو رکعتوں (فرضوں) کے بعد قبلہ کی

---

[1] سنن بیہقی بسند آخر عن سلمان مرفوعاً وعبدالرزاق وسعید بن منصور عن سعید بن المسیب، ولکن الموقوف ہو الصحیح کما قال البیہقی (غماری)

[2] مسند احمد (منہ)

[3] سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)

طرف ٹیک لگانے کو حضرات (اسلاف) ناپسند کرتے تھے (اس کی وجہ سابقہ روایت میں گزر چکی ہے) [1]

فرشتوں کے لئے نماز سے افضل کوئی عبادت نہیں

(حدیث) حضرت ابوسعید (خدریؓ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یُفْرِضْ شَیْئًا اَفْضَلَ مِنَ التَّوحِیْدِ وَالصَّلَاۃِ، وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ اَفْضَلَ مِنْہُ لَا فْتَرَضَہٗ عَلٰی مَلَائِکَتِہٖ مِنْھُمْ رَاکِعٌ وَمِنْھُمْ سَاجِدٌ. [2]

(ترجمہ) اللہ تعالی نے توحیداور نماز سے بڑھ کر کوئی چیز فرض نہیں فرمائی اگر کوئی چیز اس (نماز) سے افضل ہوتی ہے تو اسے اپنے فرشتوں پر فرض فرماتے ان میں سے کوئی تو رکوع میں ہےاور کوئی سجدہ میں ہے۔

نمازی کے نشانات سجدہ باقی رہنے تک فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں

حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں جب تک سجدہ کا نشان انسان کے چہرے پر باقی رہتا ہے تب تک فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے رہتے ہیں۔ [3]

(فائدہ) یا تو اس سے سجدہ کا وہ نشان مراد ہے جو بار بار نماز ادا کرنے سے ماتھے پر ظاہر ہو جاتا ہے یا سجدہ کرنے سے زمین کا یا چٹائی وغیرہ کا نشان مراد ہے یا مذکورہ قسم کے دونوں نشانات مراد ہیں (واللہ اعلم)

تہجد فرشتوں کی نماز ہے

حضرت سیار بن سلامہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ پر

---

[1] سعید بن منصور، مصنف ابن شیبہ (منہ)

[2] دیلمی (منہ) کنزالعمال (ج ۷/ ۱۹۰۳۸)، جمع الجوامع ۴۹۶۸)

[3] سنن الکبری امام بیہقی (منہ)

مہاجرین کا ایک آدمی گر گیا جب کہ وہ رات کو تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے جس میں آپ سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے اس کے علاوہ کچھ نہیں پڑھتے تھے تکبیر بھی کہتے تھے تسبیح بھی کہتے تھے اور سجدہ بھی کرتے تھے جب صبح ہوئی تو گرنے والے آدمی نے اپنی بات حضرت عمرؓ سے بیان فرمائی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ (تہجد کی نماز) فرشتوں کی نماز نہیں ہے؟ (تو جب یہ فرشتوں کی نماز ہے تو ان کی طرح پورے سکون اور توجہ سے نماز پڑھنی چاہئے اس لئے میں بھی اس پر عمل کر رہا تھا اس لئے مجھے تمہارے مجھ پر گرنے کا علم نہ ہوا)۔[1]

قرآن سننے کے لئے فرشتہ منہ سے منہ ملاتا ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں تم مسواک ضرور کیا کرو کیونکہ جب انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس کی آواز کو سنتا اور اس کے قریب ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی تلاوت سننے کی زبردست خواہش کی وجہ سے اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔[2]

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّيْ مِنَ اللَّیْلِ فَلْیَسْتَکْ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَرَاَ فِيْ صَلَاتِہٖ وَضَعَ مَلَکٌ فَاہُ عَلٰی فِیْہِ وَلَا یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ شَیْءٌ اِلَّا دَخَلَ فَمَ الْمَلَکِ". [3]

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی رات کو (تہجد کی) نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ مسواک کرلے کیونکہ تم میں سے جب کوئی اپنی نماز میں تلاوت کرتا ہے تو ایک فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے پس کوئی شئے بھی اس کے منہ سے نہیں نکلتی مگر فرشتے کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔

---

[1] فضائل قرآن امام ابوعبید (منہ)

[2] سنن سعید بن منصور (منہ)

[3] شعب الایمان امام بیہقی (منہ) جمع الجوامع (۲۲۹۳)، دیلمی، مختارہ ضیاء الدین، الجامع الصغیر (۷۸۰)، ابونعیم، ابن دقیق العید نے فرمایا اس کے راوی ثقہ ہیں، مسند احمد ۲/۲۳۲۔

(فائدہ) اس حدیث میں نماز سے تہجد کی نماز مراد ہوگی کیونکہ جب آدمی نیند میں ہوتا ہے تو اسکے معدہ کے بخارات اس کے منہ تک بھی آتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے منہ میں بدبودار لعاب کی تہہ جم جاتی ہے اور اس سے دانتوں اور زبان سے باہر کو بدبو نکلتی ہے چونکہ انسان تہجد کی نماز سے پہلے تھوڑا بہت سو چکا ہوتا ہے اس لئے اس کو اس کا حکم دیا گیا ورنہ اس موقع پر اگر نماز عشاء مراد ہو تو اس کی کیا خصوصیت ہے یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے ساتھ مسواک کا ارشاد فرمایا ہے۔

(حدیث) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ اِلَی الصَّلَاۃِ فَلْیَغْسِلْ یَدَہٗ مِنَ الْغَمَرِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ شَیْءٌ اَشَدَّ عَلَی الْمَلَکِ مِنْ رِیْحِ الْغَمَرِ مَاقَامَ عَبْدٌ اِلٰی صَلَاۃٍ قَطُّ اِلَّا الْتَقَمَ فَاہُ مَلَکٌ وَلَا یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ آیَۃٌ اِلَّا فِیْ فِیْ الْمَلَکِ''. [1]

(ترجمہ) تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنا ہاتھ (سالن کی) چکناہٹ سے دھولے کیونکہ (نماز کے) فرشتہ کے لئے (گوشت وغیرہ) کی چکناہٹ سے زیادہ تکلیف دہ چیز کوئی نہیں ہے' جب بھی انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ کے بالکل قریب ہو جاتا ہے کوئی آیت بھی اس کے منہ سے نہیں نکلتی مگر (سیدھی) فرشتہ کے منہ میں جاتی ہے۔

(فائدہ) ان تینوں روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے منہ کو صاف رکھا جائے تا کہ پڑھنے والے سے فرشتہ کو اذیت نہ ہو۔

---

[1] دیلمی (منہ) ولم اجدہ فی الدیلمی واللہ اعلم (مترجم) کنز العمال ۲۰۱۰۵۔

(1000000000000000)

ایک پدم زبانوں میں تسبیح کہنے والا فرشتہ

ایک پدم سے زیادہ تسبیح کہنے کا طریقہ

حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آسمان میں اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے جس کے ایک لاکھ سر ہیں اور ہر سر میں ایک لاکھ منہ ہیں اور ہر منہ میں ایک لاکھ زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ایک الگ لغت میں اللہ کی تسبیح کہتا ہے حضرت حسنؒ فرماتے ہیں اس فرشتہ نے (اللہ تعالی سے) پوچھا کیا آپ نے کوئی ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو مجھ سے بھی زیادہ آپ کی تسبیح کہتی ہو؟ تو رب تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا ہاں زمین میں میرا ایک بندہ ہے جو تسبیح کہنے کے لحاظ سے تم سے آگے ہے تو فرشتہ نے درخواست کی کہ اے پروردگار کیا آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں گے کہ اس کے پاس حاضری دوں؟ فرمایا اجازت ہے تو وہ فرشتہ اس بندہ کے پاس پہنچا اور اس کی تسبیح کو دیکھنے لگا تو وہ بندہ کہہ رہا تھا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاسَبَّحَهُ الْمُسَبِّحُوْنَ مُنْذُ قَطُّ اِلَى الْاَبَدِ اَضْعَافاً مُضَاعَفَةً اَبَدًا سَرْمَدًا اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ' وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَدَدَ مَا حَمِدَهُ الْحَامِدُوْنَ مُنْذُ قَطُّ اِلَى الْاَبَدِ اَضْعَافاً كَذٰلِكَ ' وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَدَدَ مَا هَلَّلَهُ الْمُهَلِّلُوْنَ مُنْذُ قَطُّ اِلَى الْاَبَدِ كَذٰلِكَ ' وَاللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ مَاكَبَّرَهُ الْمُكَبِّرُوْنَ مُنْذُ قَطُّ اِلَى الْاَبَدِ كَذٰلِكَ ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ عَدَدَ مَامَجَّدَهُ الْمُمَجِّدُوْنَ مُنْذُقَطُّ اِلَى الْاَبَدِ كَذٰلِكَ. [1]

(ترجمہ) اتنی تعداد میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھتا ہوں جتنی مقدار میں اللہ کی تسبیح کہنے والوں نے کہا ہے ازل سے ابد تک دگنا در دگنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک'

---

[1] تاریخ قزوین امام رافعی (منہ)

اور ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ'' پڑھتا ہوں جتنی مقدار میں اللہ کی حمد اور تعریف کرنے والوں نے پڑھا ہے شروع سے اسی طرح ہمیشہ تک دگنا در دگنا ''لَا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہُ'' پڑھتا ہوں اتنی تعداد میں جتنا اس کی تہلیل کہنے والوں نے شروع سے ہمیشہ تک کہا ہے اسی طرح (یعنی قیامت تک) اور ''اَللّٰـہُ اَکْبَرُ'' بھی اتنی تعداد میں ادا کرتا ہوں جتنی مقدار میں اس کی بڑائی بیان کرنے والوں نے بڑائی بیان فرمائی ہے شروع سے ہمیشہ تک اسی طرح (دگنا در دگنا قیامت تک)' اور ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہتا ہوں اتنی مقدار میں جتنی میں اس کی بزرگی بیان کرنے والوں نے اس کی بزرگی بیان فرمائی ہے شروع سے ہمیشہ تک اسی طرح (دگنا در دگنا قیامت تک)۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تسبیح کہنے والے فرشتے کی بہت زبانیں ہیں جن سے مختلف لغات میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتا ہے' اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی مذکورہ الفاظ سے اللہ کی تسبیح و تحمید بیان کرے تو وہ اس طرح سے فرشتے کی تسبیح کے برابر بلکہ کئی گنا زیادہ تسبیح بیان کرسکتا ہے' بہت ہی بڑا عمل ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا معمول بنانے کی توفیق دے' اہل ذوق کے لئے مکمل تسبیح مع حرکات اور ترجمہ کے درج کر دی گئی ہے اس سے خوب فائدہ اٹھائیں۔

رحمت کے فرشتے کہاں کہاں نہیں آتے

تصویر والے گھروں میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

(ترجمہ) وہ گھر (اور جگہ) جس میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(فائدہ) اس کے ہم معنی ایک روایت حضرت ابو سعیدؓ سے بھی مرفوعا مروی ہے۔[1]

کتے اور تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوَرٌ". [2]

(ترجمہ) رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصاویر ہوں۔

گھنٹی پاس رکھنے والی جماعت کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے

(حدیث) حضرت لوط بن عبدالعزیٰؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَصْحَبُ رُفْقَةً فِيْهَا جَرَسٌ". [3]

(ترجمہ) فرشتے ان رفقاء کے پاس نہیں رہتے جن کے پاس گھنٹی ہو۔

(فائدہ) یہ حضرت لوط بن عبدالعزیٰ کی بجائے حوط بن عبدالعزی ہیں جیسا کہ اس کو یحیی حمانی نے اپنی مسند میں اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن سکن نے روایت کیا ہے' امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ حضرت حوط کا صحابی ہونا درست (قول)

---

[1] موطا امام مالک، مسند احمد، ترمذی، ابن حبان (منہ) موارد الظمآن (۱۴۸۶)، کنز العمال (۴۱۵۶۶)

[2] ابن ماجہ (منہ) سنن دارمی (۲/۲۸۴)، ابن ماجہ (حدیث ۳۶۵۰)، طبرانی کبیر (۸/۳۴۴) کنز العمال (۴۱۵۶۷، ۴۱۵۶۸)' جمع الجوامع (۵۹۲۵)، مسند احمد (۴/۳۰)

[3] مسند مسدد، مسند ابن قانع، (شرح السنہ) بغوی، طبرانی، ابونعیم فی المعرفۃ (منہ) مسند احمد (۲/۴۷۶)، مصنف عبدالرزاق (۱۹۶۹۸)، ابوداود ص ۳۴۶، باب ۵۱ حدیث نمبر ۲۵۵۴، مسلم حدیث ۲۱۱۳، ترمذی ۱۷۰۳، ابن خزیمہ ۲۵۵۳، جمع الجوامع ۵۹۲۷ بحوالہ باوردی وغیرہ، کنز العمال ۱۵۷۵، ۱۷۶۲۹، الترغیب والترھیب (۴/۷۵)، المطالب العالیہ (۲۶۸۳)۔

نہیں (یعنی ان کو شرف صحابیت حاصل نہیں ہوا)۔ ۱

کتا ساتھ رکھنے والی جماعت کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ . ۲

(ترجمہ) رحمت کے فرشتے ان لوگوں کے پاس بھی نہیں رہتے جن کے پاس کتا یا گھنٹی ہو۔

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"لَاتَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ جَرَسٌ وَلَا تَصْحَبُ رَكْباً فِيهِ جَرَسٌ". ۳

(ترجمہ) رحمت کے فرشتے اس گھر میں بھی داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہوتی ہے اور نہ اس جماعت کے ساتھ جاتے ہیں جن کے پاس گھنٹی ہوتی ہے۔

(فائدہ) ان مذکورہ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ انسان کے گھر میں اور اس کے ساتھ سفر وغیرہ میں تصاویر نہیں ہونا چاہئیں اور نہ کتا اور نہ گھنٹی۔ اس زمانہ کے اعتبار سے گھر کا ٹی وی، وی سی آر، ڈش انٹینا، کیمروں کی فلمیں، کتے اور باجے سب شامل ہیں یعنی اگر کسی گھر میں ریڈیو ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے کوئی گانے بجانے کی آواز آئے گی تو اس گھر میں بھی اللہ کی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے (بلکہ شیاطین اور موذی مخلوقات جنات وغیرہ گھر کر جاتے ہیں) جو لوگ اپنے گھروں میں رحمت کے فرشتوں کا آنا جانا پسند کرتے ہیں اور ان کے گھروں میں مذکورہ موانع موجود ہیں ان کو

---

۱ حاشیہ الغماری علی الحبائک ص ۱۲۵

۲ مسند احمد، مسلم، ابوداود، ترمذی (منہ) ابوداود کتاب الجہاد ب ۵۰ حدیث ۲۵۵۵، ترغیب و ترہیب (۴/۷۴)، سنن دارمی (۲/۲۸۸) شرح السنہ (۱/۵)، ریاض الصالحین (۶۱۳)، مسلم باب ۲۷ (۱۰۳)، ترمذی ۱۷۰۲، نسائی کتاب الزینت باب ۱۵،

۳ مسند احمد (منہ) ابوداود الخاتم باب ۶، ترغیب و ترہیب (۴/۷۵،۷۶) کنز العمال حدیث ۴۱۵۶۲، ۴۱۵۶۹، قال الغماری صحہ الحاکم، مسند احمد (۶/۲۴۲)، مشکوۃ (۴۳۹۶) کشف الخفاء (۲/۴۹۰)

لازمی ہے کہ وہ اپنے گھروں سے مذکورہ اشیاء نکال باہر کریں۔

پیشاب رکھے گھر میں فرشتے نہیں آتے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب رکھا ہو۔[1]

(حدیث) حضرت عبداللہ بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"لَایُنقَعُ بَوْلٌ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتاً فِيهِ بَوْلٌ مُنْتَقِعٌ". [2]

(ترجمہ) رات کے وقت کسی تھال (وغیرہ) میں پیشاب جمع کر کے گھر میں نہ رکھا جائے کیونکہ (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کر کے رکھا گیا ہو۔

(فائدہ) ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی گھر کے جس کمرہ میں رات کو سوتا ہے اس میں پیشاب جمع کر کے نہ رکھا جائے بلکہ اگر رات کو اسی کمرہ میں پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی تو پیشاب کے کسی برتن میں فراغت حاصل کر لے اور صبح ہوتے ہی اس کو باہر کر دے' اس طرح سے مریض کو بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن دوسری شام تک کے لئے اس کو اسی کمرہ میں نہ رہنے دے اس سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔ اس صورت میں آج کل کی جو سہولت ہے کہ بڑے گھروں میں بیڈ روم کے ساتھ ہی بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں وہ اس سہولت کو استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے ورنہ اس صورت میں بھی اتنی دیر اس رہائشی کمرہ میں پیشاب جمع رکھنے میں گناہ نہیں ہوگا حضرت اُمیمہ بنتِ رَقیقہ کی حدیث میں ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جسے آپ اپنے تخت کے نیچے رکھتے تھے اور رات کو اس میں پیشاب کرتے تھے"[3] اس حدیث سے گذشتہ مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

---

[1] سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)

[2] معجم اوسط طبرانی (منہ) مجمع الزوائد (۲۰۴/۱) بسند حسن، الترغیب والترہیب (۱۳۶/۱)

[3] ابوداود، نسائی حاکم وصححہ

دَف والے گھر میں فرشتے نہیں آتے

حضرت سوید (بن غفلہؒ) فرماتے ہیں کہ جس گھر میں دَف (ڈفلی) ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔[1]

حضرت (قاضی) شریحؒ فرماتے ہیں فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں دف ہو۔[2]

جنبی اور خوشبو میں لتھڑے ہوئے کے پاس فرشتے نہیں آتے

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

"اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَا تَحْضُرُ الْجُنُبَ وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالْخَلُوْقِ حَتّٰی یَغْتَسِلَا". [3]

(ترجمہ) فرشتے نہ تو حالت جنابت والے کے پاس آتے ہیں اور نہ ہی خوشبو میں لتھڑے ہوئے کے پاس آتے ہیں یہاں تک کہ وہ دونوں (قسم کے لوگ) غسل کرلیں۔

کافر کے جنازہ، زعفران میں لتھڑے ہوئے اور جنبی کے پاس فرشتے نہیں آتے

(حدیث) حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَۃَ الْکَافِرِ بِخَیْرٍ وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ وَلَا الْجُنُبَ. [4]

---

1. مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
2. مصنف ابن ابی شیبہ (منہ)
3. طبرانی شریف (منہ) جمع الجوامع ۵۹۲۴، مجمع الزوائد (۱/۲۷۵)، طبرانی کبیر (۱۱/۳۶۱)
4. مسند احمد، ابوداؤد (منہ) جمع الجوامع ۵۹۳۱، ۵۹۳۸، طبرانی، جامع صغیر (۲۱۲۸)، کنز العمال ۴۲۸۳ الجامع کبیر (۲/۵۷۲)، مسند احمد (۴/۳۲۰)، ابوداود باب الترجل باب ۸، عبدالرزاق ۱۰۸۷،

(ترجمہ) فرشتے بھلائی لے کر کافر کے جنازہ میں نہیں آتے اور نہ ہی زعفران (ایک قسم کی خوشبو) میں لتھڑے ہوئے کے پاس اور نہ ہی حالت جنابت والے کے پاس آتے ہیں (جس پر غسل واجب ہو)۔

جس قوم میں قاطع رحم ہو فرشتے نہیں آتے

(حدیث) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَنْزِلُ عَلٰى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ". [1]

(ترجمہ) فرشتے اس قوم پر بھی نازل نہیں ہوتے جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہوتا ہے۔

حالت جنابت والے کے کمرے میں نہیں آتے

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ". [2]

(ترجمہ) اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یا کتا ہو یا حالت جنابت والا انسان ہو۔

گھنگرو رکھنے والی جماعت کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] طبرانی (منہ) جمع الجوامع ۵۹۲۶، کنز العمال (۴۰۷۹۶)، ترغیب وترہیب ۳/۳۴۵، مجمع الزوائد (۸/۱۵۱)

[2] ابو داود، نسائی، حاکم (منہ) بیہقی ۱/۲۰۱، ۷/۲۷۱ موارد الظمآن ۱۴۸۴، ابو داود حدیث ۲۲۷ کتاب الطہارۃ (۱/۱۵۴)، شرح السنہ ۲/۳۶، مشکوۃ المصابیح ۴۴۸۹، ترغیب وترہیب (۱/۱۴۸)، مجمع الزوائد (۵/۱۷۳، ۱۷۴) (کنز العمال ۴۱۵۶۴)، عبدالرزاق ۱۹۴۸۳، ابن حبان ۱۴۸۴، اتحاف السادۃ ۱/۳۰۶، ابن ابی شیبہ ۵/۴۱۰

نے ارشاد فرمایا:

"لَاتَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رُفْقَۃً فِیْهَا جَلْجَلٌ". [1]

(ترجمہ) فرشتے اس رفقاء کی جماعت کے ساتھ بھی نہیں رہتے جس میں گھنگرو یا جھانجریا ہوں۔

چیتے کی کھال والی جماعت کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"لَاتَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رِفْقَۃً فِیْهَا جِلْدُ نَمِرٍ". [2]

(ترجمہ) فرشتے اس جماعت رفقاء کے ساتھ بھی نہیں رہتے جس میں چیتے کی کھال ہو۔

(فائدہ) اس زمانہ میں چیتے کی کھال بطور تفاخر پہنی جاتی تھی جس کی وجہ سے اس کے متعلق یہ ارشاد وارد ہوا ہے اگر اب بھی کوئی اس کا لباس بنائے اور اس کو اپنے پاس رکھے تو بھی خدا کی رحمت کے فرشتے اس کے پاس نہیں آئیں گے۔ نیز اگر کوئی دوسرے قسم کا لباس فخر کے طور پر پہنے گا تو وہاں پر رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔

دسترخواں جب تک بچھا ہے فرشتے دعا کرتے ہیں

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَاتَزَالُ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَادَامَتْ مَائِدَتُهٗ مَوْضُوْعَۃً". [3]

---

[1] نسائی (منہ) نسائی (کتاب الزینت باب ۵۱) ترغیب وترہیب ۴/۷۷

[2] ابوداود (منہ) ابوداود (کتاب اللباس باب ۴۳ حدیث ۴۱۳۰)، مشکوۃ المصابیح (۱۹۲۴)، ترغیب وترہیب (۴/۷۴)، کنز العمال ۵۶۵ ۷، الحاوی للفتاوی (۱/۳۷) مجمع الزوائد (۵/۱۷۴)

[3] شعب الایمان بیہقی (منہ) جمع الجوامع ۵۹۲۱ (بحوالہ ترمذی، شعب ابن نجار)، جامع صغیر ۲۱۲۸، طبرانی، مجمع الزوائد (۵/۲۴)

(ترجمہ) جب تک تم میں سے کسی کا دستر خوان سامنے رکھا رہتا ہے فرشتے تم پر اس وقت تک مسلسل دعائے رحمت اور برکت کرتے رہتے ہیں۔

تھوم، پیاز اور گیندنا کی بدبو سے ان کو اذیت ہوتی ہے

(حدیث) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسَانُ". [1]

(ترجمہ) جس نے اس درخت تھوم، پیاز اور گیندنے سے کچھ کھایا تو وہ ہماری مسجد کے ہرگز قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے بھی اس شئے (کی بو) سے اذیت پاتے ہیں جس سے انسان کو اذیت ہوتی ہے۔

(فائدہ اول) گیندنا ایک ایسی ترکاری ہے جو پیاز یا تھوم کے مشابہ ہوتی ہے ان تینوں چیزوں کے کھانے سے انسان کے منہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے تو جب کوئی آدمی ان میں سے کچھ کھا کر بغیر منہ کی صفائی کے مسجد میں آتا ہے تو اس سے مساجد اور عبادات وغیرہ سے متعلق فرشتوں کو اذیت اور تکلیف ہوتی ہے اس لئے کوئی سی عبادت شروع کرنے یا مسجد کو جاتے ہوئے ان اشیاء کے کھانے کے بعد اچھی طرح سے کلی کر لی جائے یا مسواک کر لی جائے۔

(فائدہ دوم) حضرت سفیانؒ (بن عیینہ) فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں جناب نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور عرض یا اے رسول اللہ! یہ جو آپؐ سے بیان کیا جاتا ہے کہ فرشتے ان چیزوں سے تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں جن سے انسان تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں (کیا یہ بات آپ کی طرف منسوب کرنا درست ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا (ہاں) درست ہے۔[2]

---

[1] بخاری، مسلم، شعب الایمان بیہقی (منہ) فتح الباری (۹/۵۷۵)، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۰۶، سنن نسائی المساجد باب ۱۶، سنن بیہقی (۳/۷۶، ۷۷) ابن خزیمہ ۱۶۶۵، طبرانی صغیر (۲/۳۵)، کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۹۱۷، ۴۰۹۲۳، اللآلی المصنوعہ (۲/۳۱)، تغلیق التعلیق ص ۳۵۰، الترغیب الترہیب (۱/۲۲۴) ابن خزیمہ ۱۶۶۵، تاریخ کبیر بخاری (۹/۳۰)

[2] شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

فرشتوں کو خوشبو پسند ہے

حضرت عطاء (ابن ابی رباحؒ) فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان (فارسیؓ) کے پاس کستوری آئی تو انہوں نے اس کو اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو پوچھا وہ امانت کہاں ہے جو میں نے تمہارے پاس رکھی تھی؟ تو انہوں نے کہا یہ ہے' فرمایا اس کو پانی میں گھول دے اور میرے بستر کے اردگرد چھڑک دے کیونکہ میرے پاس اللہ کی ایسی مخلوق آنے والی ہے جو نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں بس خوشبو سونگھتے ہیں ۱؎

عجیب واقعہ

حضرت جریر (بن عبداللہ بجلیؓ) فرماتے ہیں میں ایک گھڑ سوار کے پاس گیا اور "ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہا' یہ کلمہ مجھ سے ایک آدمی نے سنا تو کہا یہ کونسا کلمہ ہے جسے میں نے جب سے آسمان سے سنا ہے پھر کسی سے نہیں سنا' تو حضرت جریرؓ نے فرمایا تو کون ہے اور آسمان کی بات کیسی ہے؟ تو اس نے بتلایا میں کسری بادشاہ کے ساتھ تھا تو اس نے مجھے اپنے کسی کام کی طرف بھیجا تو میں چلا گیا جب واپس لوٹا تو شیطان میری شکل اختیار کر کے میری بیوی کے پاس جاتا رہا' پھر وہ میرے سامنے ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ میرے ساتھ شرط باندھو کہ ایک دن میرا ہوگا اور ایک دن تیرا ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا' تو میں اس کی بات پر رضا مند ہو گیا اور وہ میرا ہمنشین بن گیا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور میں اس سے۔ اس نے ایک دفعہ بتلایا کہ میں ان شیاطین سے ہوں جو (آسمان سے) باتیں چرالاتے ہیں آج رات میری باری ہے۔ میں نے کہا کیا تجھ میں اس کی قوت ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟ اس نے کہاں ہاں پھر اس نے تیاری کی اور میرے پاس آیا تو کہا میرے گدی کے بالوں سے پکڑ لے خبردار ان کو چھوڑنا مت ورنہ ہلاک ہو جائے گا' پھر وہ اڑنے لگا حتی کہ میں نے آسمان کو جا چھوا تو میں نے ایک کہنے والے (فرشتے) سے

۱؎ سعید بن منصور (منہ)

سنا جو کہہ رہا تھا "ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ" تو باتیں چرانے والے جنات منہ کے بل گر گئے اور میں بھی گر گیا پھر جب میں اپنے گھر لوٹا تو میں نے اس جن کو دیکھا جو کئی دنوں کے بعد میرے گھر لوٹا تو میں نے یہی کہنا شروع کر دیا "مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" تو وہ اس سے پگھلنا شروع ہو گیا حتی کہ مکھی جتنا ہو گیا، پھر اس نے مجھ سے کہا تو نے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا تو اس طرح سے وہ ہم سے الگ ہو گیا۔[1]

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ فرشتے باتیں چرانے والے شیاطین کو آسمان کے پاس سے بھگاتے ہیں اور یہ کلمہ مذکورہ شیاطین کی شرارتوں سے انسان کو امن دیتا ہے۔

(حدیث) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا اصْطَفَاهُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ: "سُبْحَانَ رَبِّىْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّىْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ". [2]

(ترجمہ) اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کلام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّىْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّىْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّىْ وَبِحَمْدِهٖ.

اللہ کی ذات پاک ہے وہ اپنی تعریف کے ساتھ ہے، اللہ کی ذات پاک ہے وہ اپنی تعریف کے ساتھ ہے، اللہ کی ذات پاک ہے وہ اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔

---

[1] ابن مندہ فی الصحابہ (منہ) ابن ابی الدنیا تفصیلا و کتاب العجائب ابو عبدالرحمٰن ہروی (لقط المرجان فی احکام الجان علامہ سیوطی صفحہ ۱۷۱)۔ قال الغماری فی ہامش الحبائک ہذا الخبر باطل۔

[2] ترمذی، حاکم، شعب الایمان بیہقی (منہ) درمنثور ۱/۴۱ بحوالہ ابن ابی شیبہ مسند احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، جمع الجوامع (۶۱۰)، کنز العمال، (۲۰۱۰) کشف الخفاء (۱/۵۳)، فتح الباری (۱۱/۱۰۹)

[3] کتاب الزہد امام احمد (منہ)

فرشتوں کے سامنے جوان عبادت گزاروں پر فخر

ابو حبیب القاضیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے نوجوان عبادت گزاروں پر فخر فرماتے ہیں۔[۳]

زیادہ درود پڑھنے والوں کے نام لکھنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِذَا کَانَ یَوْمُ الْخَمِیْسِ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَائِکَۃً مَعَھُمْ صُحُفٌ مِنْ فِضَّۃٍ وَاَقْلَامٌ مِنْ ذَھَبٍ یَکْتُبُوْنَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَلَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ اَکْثَرَ النَّاسِ صَلَاۃً عَلَی النَّبِیِّ ﷺ".[۱]

(ترجمہ) جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے بھیجتے ہیں جن کے پاس چاندی کے اوراق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں، یہ جمعرات کے دن اور شب جمعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ درود پیش کرنے والے حضرات (کے نام) درج کرتے ہیں۔

دمشق شہر کے شب جمعہ کے فرشتے

جمعرات کا درود لکھنے والے فرشتے

حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں۔ فرشتے تمہارے اس دمشق شہر کو جمعہ کی رات کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پس جب صبح پھوٹتی ہے۔ تو یہ اپنے اپنے (چھوٹے) جھنڈوں اور بڑے جھنڈوں کے ساتھ دمشق کے مختلف دروازوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ ستر افراد ہوتے ہیں۔ (پھر یہ (آسمان کی طرف) چڑھ جاتے ہیں۔ اور یہ دعا کرتے (جاتے) ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اشْفِ مَرِیْضَھُمْ وَرُدَّ غَائِبَھُمْ (اے اللہ ان کے بیماروں کو شفاء عطاء فرما اور ان کے گھروں سے باہر گئے ہوئے لوگوں کو واپس لوٹا دے)۔[۲]

---

[۱] ابن عساکر (منہ) کنز العمال ۲۱۷۷

[۲] ابن عساکر (منہ)

جمعرات کا درود لکھنے والے

حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں جب جمعرات کو عصر کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کو آسمان سے زمین کی طرف بھیجتے ہیں ان کے ساتھ چاندی کے اوراق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں اور اس دن اور اس رات کا صبح سے لیکر سورج غروب ہونے تک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جانے والا درود شریف لکھتے ہیں۔[1]

جمعہ اور شب جمعہ کا درود لکھنے والے

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی مَلَائِکَۃً خُلِقُوْا مِنَ النُّوْرِ لَا یَهْبِطُوْنَ اِلَّا لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِاَیْدِیْهِمْ اَقْلَامٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَدُوِیٌّ مِنْ فِضَّۃٍ، وَقَرَاطِیْسُ مِنْ نُوْرٍ، لَا یَکْتُبُوْنَ اِلَّا الصَّلَاۃَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ"۔[2]

(ترجمہ) اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور شب جمعہ اور جمعہ کے دن کے علاوہ (کسی اور دن میں) نہیں اترتے ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کے دوات اور نور کے کاغذات ہوتے ہیں جو صرف اور صرف حضورؐ پر (شب جمعہ اور روز جمعہ میں) پڑھا جانے والا درود شریف لکھتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کو ان کے قبولیت حج کی اطلاع دی

حضرت محمد بن کعبؒ سے روایت ہے جب حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو فرشتوں نے کہا اے آدم آپ کا حج قبول ہو چکا، ہم نے اس گھر کا طواف آپ سے دو ہزار سال قبل کیا تھا۔[3]

(فائدہ) یہ حدیث اس کتاب میں پہلے بھی گزر چکی ہے۔ حوالہ حاشیہ میں ملاحظہ

---

[1] شعب الایمان بیہقی (منہ)

[2] دیلمی (منہ) جمع الجوامع ۶۹۷۶، کنز العمال ۲۲۳۸، مسند الفردوس (۶۸۸)۔

[3] ابوالشیخ (منہ) کتاب الام امام شافعی، دلائل النبوۃ بیہقی، حبائک حدیث نمبر ۵۶۶، ۶۰۹۔

فرمائیں۔

ایک دعا جس پر ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں جو آدمی نماز کے لئے چلا اور یہ کہا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا لَمْ اَخْرُجْہُ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَۃً خَرَجْتُہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ وَاتِّقَاءَ سُخْطِکَ اَسْاَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ '

اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتے ہیں جب تک کہ وہ نماز کا سلام نہیں پھیرلیتا' اور اس آدمی کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔[1]

(فائدہ) اس دعا کا ترجمہ یہ ہے

''اے اللہ میں آپ سے سائلین کے حق کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے اس چلنے کے حق کے وسیلہ سے میں نہیں چلا ہوں غرور میں اترا کر دکھلاوے کے لئے شہرت کے لئے' بلکہ میں آپ کی خوشنودی کی تلاش میں اور آپ کی ناراضگی سے بچنے کی غرض سے نکلا ہوں' میں آپ سے التجاء کرتا ہوں کہ مجھے دوزخ سے بچا لیجئے اور میری خطائیں معاف کر دیجئے' کیونکہ آپ کے سوا خطاؤں کو معاف کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

شیاطین سے حفاظت

حضرت کعبؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مرد اپنے گھر سے نکلتا ہے تو شیاطین اس کا پیچھا کرتے ہیں پس جب وہ ''بسم اللہ'' کہہ لیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں تو نے

---

[1] ابن ابی شیبہ (منہ) ابن ماجہ ۷۷۸، مسند احمد ۳/۲۱، کنز العمال ۴۹۷۷، اتحاف السادۃ ۵/۸۹، ۹۰، عمل الیوم واللیلہ ابن سنی ۸۳، میزان الاعتدال ۴۳۸۴، در منثور ۲/۳۶، مغنی عن حمل الاسفار ۱/۳۲۶، ترغیب و ترہیب ۲/۴۵۸،

[2] مصنف ابن ابی شیبہ، مکارم اخلاق خرائطی (منہ)

درست کیا' اور جب "توکلت علی اللہ" کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں تو نے (اپنے آپ کو شیاطین سے) بچالیا' اور جب "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہتا ہے تو فرشتے کہتے تو (شیاطین کے شر سے پوری طرح سے) محفوظ ہو گیا' تو اس وقت شیاطین ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارا اس پر کوئی بس نہیں چلے گا جو کفایت بھی کیا گیا' ہدایت بھی دیا گیا اور محفوظ بھی کر دیا گیا۔ ۲

حفاظت کی دعا اور فرشتے کا جواب

(حدیث) حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهٖ اَوْ اَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ قَالَ الْمَلَكُ كُفِيتَ وَهُدِيتَ وَوُقِيتَ". ۱

(ترجمہ) جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلتا ہے یا کسی سفر کا ارادہ کرتا ہے اور

بِسْمِ اللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

پڑھ لیتا ہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے تو کفایت کیا گیا ہدایت دیا گیا اور (آفات سے) محفوظ کر دیا گیا۔

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهٖ اَوْ مِنْ بَابِ دَارِهٖ كَانَ مَعَهٗ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهٖ فَاِذَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ قَالَا: هُدِيتَ وَاِذَا قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَا: وُقِيتَ وَاِذَا قَالَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ قَالَا : كُفِيتَ فَتَلَقَّاهُ قَرِينَاهُ فَيَقُوْلَانِ مَا تُرِيْدَانِ مِنْ رَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ . ۲

(ترجمہ) جب کوئی مرد اپنے کمرہ کے دروازہ سے نکلتا ہے یا اپنے گھر کے

---

۱ ابن صصری (منہ) جمع الجوامع ۱۶۵۶، کنز العمال ۱۷۵۳۲، تفسیر قرطبی (۱۰/۴۰) حلیہ ابونعیم (۱۲۵۴/۷)

۲ ابن ماجہ (منہ) کنز العمال ۴۱۵۳۸، ابن ماجہ ۳۸۸۶،

دروازہ سے تو اس کے ساتھ دو فرشتے مقرر ہوتے ہیں جب وہ "بسم الله" کہتا ہے تو یہ دونوں کہتے ہیں تو ہدایت دیا گیا' اور جب وہ "لاحول ولا قوة الا بالله" کہتا ہے تو یہ دونوں کہتے ہیں تو (اپنے گھر اور ذات کے بارہ میں آفات اور شرارتوں سے) بچا دیا گیا' اور جب وہ کہتا ہے "توکلت علی الله" تو یہ دونوں کہتے ہیں تو (اپنے دشمنوں اور آفات کے بارے میں) کفایت کر دیا گیا (یعنی اب حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے فرشتوں پر ہوگی)۔

فرشتے آمین کہتے ہیں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا اٰمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ". [1]

(ترجمہ) جب امام (اونچی آواز کی قراءت والی نماز میں) آمین کہے تو تم (آہستہ آواز میں) آمین کہو کیونکہ جس کی آمین (عاجزی اور انکساری کے ساتھ) فرشتوں کی آمین کے مطابق ہو جائے تو اس کے تمام سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

---

[1] بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (منہ) بخاری ۱/ ۱۹۸، فتح الباری ۲/ ۲۶۲، مسلم صلوۃ باب ۱۸ حدیث ۷۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۰، نسائی افتتاح باب ۳۲، ابو داود حدیث نمبر ۹۳۶، سنن بیہقی ۲/ ۵۵، ۵۷، ابن خزیمہ ۵۷۰، شرح السنہ ۳/ ۶۰، مشکوۃ حدیث نمبر ۸۲۵، نصب الرایہ ۱/ ۳۶۸، جمع الجوامع ۱۳۹۲، درمنثور ۱/ ۱۷، کنز العمال ۱۹۷۱۴، تفسیر قرطبی ۱/ ۱۲۷، تفسیر ابن کثیر ۱/ ۴۸، الحاوی للفتاوی ۲/ ۲۵۵، بحوالہ صحاح ستہ و موطا مالک و مسند شافعی۔ ابن ابی شیبہ ۱۴/ ۲۴۴، بدایہ والنہایہ ۱/ ۵۳۔

[2] نسائی، ابن ماجہ (منہ) بخاری ۸/ ۱۰۶ بلفظہ، نسائی کتاب الافتتاح باب ۱۳، ابن ماجہ حدیث ۸۵۱، سنن الکبری بیہقی ۲/ ۵۵، مسند احمد ۲/ ۲۳۸، ابن خزیمہ حدیث ۵۶۹، مشکوۃ شریف حدیث ۸۲۵، جمع الجوامع حدیث ۱۳۹۳، کنز العمال حدیث ۱۹۷۱۱۔

(فائدہ) اس حدیث میں فرشتوں کا آمین کہنا ثابت ہے۔ اس مذکورہ روایت کے ہم معنی ایک اور روایت بھی ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس معنی میں روایت کیا ہے کہ جب تلاوت کرنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے تمام سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ [3]

فرشتوں کی صفیں مسلمانوں کی صفوں کی طرح ہیں

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں رہنے والوں کی صفیں آسمان میں رہنے والوں کی صفوں کی طرح ہیں جب زمین کی آمین آسمان کی آمین کے موافق ہو جائے تو (اس آمین کہنے والے) بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ [1]

فرشتے کب آمین کہتے ہیں؟

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں جب جماعت کھڑی ہوتی ہے اور زمین والے آسمان والوں کی صف کی طرح صف بنا لیتے ہیں، اور زمین کا قاری (امام) ولا الضالین کہتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں تو جب زمین والوں کی آمین آسمان والوں کی آمین کے موافق ہو جاتی ہے تو زمین والوں (یعنی اس نماز کی جماعت میں شریک ہونے والوں) کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ [2]

---

[1] مصنف عبدالرزاق (منہ)

[2] مصنف عبدالرزاق (منہ)

[3] موطا مالک، بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی (منہ) موطا امام مالک باب التامین خلف الامام ص ۸۸، بخاری فضل اللھم ربنا لک الحمد (۱/۲۰۱ و ۴//۱۳۹)، مسلم باب التسمیع والتحمید حدیث نمبر ۷۱، نسائی باب ۱۰۹، ترمذی ۲۶۷، ابن ماجہ ۸۷۶، ۸۷۷، مسند احمد ۲/۱۶۲، موارد الظمآن ۵۰۵، بیہقی ۲/۹۶، دارقطنی ۱/۳۰۰، شرح السنہ ۳/۱۱۲، مشکوۃ ۸۷۴، نصب الرایہ ۱/۳۷۷، جمع الجوامع ۲۲۶۱/ ۲۲۶۶، ۱۰/ ۲۲۷، کنز العمال ۱۹۷۴۵، ۲۰۴۷۱، ۲۰۴۷۲،

فرشتے ربنا لک الحمد کہتے ہیں

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

"اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلَائِکَۃِ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ". ۳

(ترجمہ) جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہا کرو پس جس کی بات (یعنی اللھم ربنا لک الحمد) فرشتوں کے قول (یعنی اللھم ربنا لک الحمد کے موافق ہو جائے تو اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فرشتوں کی صف

(حدیث) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلصَّفُّ الْاَوَّلُ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِکَۃِ". ۱

(ترجمہ) (جماعت کی) پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہونی چاہیے۔

(فائدہ) جس طرح اللہ کے فرشتے خوف خداوندی اور نہایت اطاعت شعاری کے ساتھ پوری صف بندی کے ساتھ سلیقہ سے صف بناتے ہیں اور مل کر کھڑے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی آگے کوئی پیچھے کو نکلا ہوا نہیں ہوتا' نماز باجماعت میں شامل ہونے والے بھی اسی طرح سے پہلی صف بنائیں اور جماعت کا امام صف کے درست کرنے پر توجہ دے جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اہتمام

---

۱ سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ (منہ) نسائی کتاب الامامہ باب ۴۵/۱۰۴، بیہقی ۳/۶۸، الحاوی للفتاوی ۲/۲۵۵

فرماتے تھے۔

فرشتے کس طرح صف باندھتے ہیں

(حدیث) حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا

"اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ". [1]

(ترجمہ) کیا تم اس طرح سے صفیں نہیں بناتے جس طرح کہ فرشتے اپنے رب کے پاس صف بناتے ہیں (پھر آپؐ نے ان کے صفیں بنانے کے متعلق) بتلایا کہ وہ اگلی صفوں کو (پہلے) پُر کرتے ہیں اور صف میں باہم مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

روز جمعہ پگڑی باندھ کر جمعہ میں حاضر ہونے والوں اور پگڑی والوں سے سلام کرتے ہیں

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں فرشتے جمعہ کے روز پگڑیاں باندھ کر (نماز جمعہ میں) حاضر ہوتے ہیں اور پگڑی والوں کو سورج کے غروب ہونے تک سلام کہتے ہیں۔ [2]

(فائدہ) اس حدیث میں پگڑی باندھنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

---

[1] مسلم (منہ) مسلم شریف کتاب الصلوۃ باب ۲۷ حدیث ۱۱۹، ابن ماجہ حدیث ۹۹۲، ابوداود کتاب الصلوۃ باب ۹۴، نسائی کتاب الامامۃ باب ۲۸ نحوہ، بیہقی ۳/۱۰۱، مسند احمد، ۵/۱۰۱، شرح السنۃ ۳/۳۶۶، تفسیر قرطبی ۱۵/۱۳۷، ۱۸/۲۹۳، طبرانی کبیر ۲/۲۱۹/۲۱۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۵۵۵ بحوالہ احمد و مسلم ۴۳۰ نسائی وابن ماجہ۔

[2] تاریخ ابن عساکر (منہ)

طالب علم کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں

(حدیث) حضرت صفوان بن عسالؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًى بِالطَّلَبِ". [1]

(ترجمہ) ملائکہ کرام اپنے پر بچھاتے ہیں اس طالب علم کے لئے اس کی طلب اور جستجو کی خوشنودی میں۔

(فائدہ) حضرت مصنف علام نے اس حدیث کو ابوداود طیالسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے جبکہ ابوداود طیالسی کے مطبوعہ نسخوں میں رِضًى بِالطَّلَب کے بجائے رِضَا بِمَا یَطْلُبُ ہے اور علامہ سیوطی کی ایک دوسری تالیف الجامع الصغیر میں بھی "رِضَا بِمَا یَطْلُبُ" شاید کہ ناقلین سے تصحیف ہوئی ہے۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مذکورہ معنی میں ایک روایت امام بیہقی نے ذکر فرمائی ہے۔[3]

فرشتے گھڑ دوڑ اور تیر اندازی میں شریک ہوتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَاتَشْهَدُ الْمَلَائِکَةُ مِنْ لَهْوِکُمْ اِلَّا الرِّهَانَ وَالنِّضَالَ". [4]

(ترجمہ) فرشتے تمہارے مقابلہ میں شریک نہیں ہوتے مگر گھڑ دوڑ اور تیر اندازی میں

---

[1] طیالسی (منہ) ابوداود کتاب العلم باب ۱-۳۹۴۱ نحوہ، ابن ماجہ ۲۲۳، مسند احمد ۴/۲۳۹، کنز العمال ۲۸۷۴۷، جمع الجوامع ۵۹۲۰، تفسیر ابن کثیر ۶/۵۵۳۶، تفسیر بغوی ۷/۵۲، تفسیر قرطبی ۱/۲۸۸، ۲۸۹، جمع الجوامع ۵۹۲۰، مغنی عن حمل الاسفار ۱/۹، شرح مشکل الآثار ۱/۴۲۹، الترغیب والترهیب ۱/۹۴، اتحاف السادۃ ۱/۹۵، ۶/۲۸۴، ۷/۹۵، ابن عساکر ۷/۱۲۳، بدایہ والنہایہ ۱/۵۴، جامع بیان العلم و فضلہ ۱/۳۲، مسند ربیع بن حبیب ۱/۹

[2] ابوداود طیالسی حدیث ۱۱۶۵ صفحہ ۱۶۰۔

[3] شعب الایمان بیہقی (منہ) مستدرک حاکم ۱/۱۰۰ با ختلاف الالفاظ، جمع الجوامع ۵۹۳۷، کنز العمال ۲۷۴۴۲۔

[4] طبرانی (منہ) کنز العمال ۴۰۶۱۵، کامل ابن عدی ۵/۱۷۹۶۔

(فائدہ) اس وقت آلات جنگ میں جو چیزیں گھڑ دوڑ اور تیر اندازی کی جگہ لے چکی ہیں وہ بھی اس حدیث کے مفہوم میں شریک ہوں گی۔

فرشتے تہبند کہاں تک باندھتے ہیں؟

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِئْتَزِرُوْا. كَمَا رَاَيْتُ الْمَلَائِكَةَ تَاْتَزِرُ عِنْدَ رَبِّهَا اِلٰى اَنْصَافِ سُوْقِهَا. [1]

(ترجمہ) تم اسی طرح سے تہبند (شلوار چادر وغیرہ) باندھا کرو جس طرح سے میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے وہ اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے پاس اپنی پنڈلیوں کے درمیان تک تہبند باندھتے ہیں۔

(فائدہ) تہبند کو ٹخنوں سے اوپر اور گھٹنوں کے نیچے کسی جگہ تک بھی رکھ سکتے ہیں اگر کوئی ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکائے گا تو جسم کا اتنا حصہ دوزخ میں جلے گا اور اگر گھٹنوں سے اوپر باندھا تو اس نے اپنا ننگ ظاہر کیا یہ بھی گناہ ہے بلکہ اپنی شلوار، جبہ، چادر وغیرہ گھٹنوں اور ٹخنوں کے درمیان تک رکھے۔

جنگ بدر اور جنگ حنین میں فرشتوں نے پگڑیاں پہن رکھی تھیں

(حدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن مجھے عمامہ باندھا جس کا ایک سرا میری پشت پر لٹکا دیا اور فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے روز بدر اور روز حنین میں ان فرشتوں کے ساتھ میری مدد فرمائی جنہوں نے یہ عمامے (پگڑیاں) پہن رکھے تھے“۔ [2]

---

[1] دیلمی (منہ) دیلمی حدیث نمبر ۲۸۸، مجمع الزوائد ۱۲۳/۵ (بحوالہ معجم اوسط طبرانی)، کنز العمال ۴۰۹۴، الجامع الصغیر حدیث نمبر ۳۵، فیض القدیر ۷۰/۱

[2] ابو داود طیالسی، سنن الکبری بیہقی (منہ) بیہقی ۱۴/۱۰، بلفظہ، جامع کبیر ۵۱/۲، جمع الجوامع ۴۷۰۴، المطالب العالیہ ۲۱۵۸، منحۃ الفتاح حدیث نمبر ۱۱۸۱۔

(فائدہ) پگڑی باندھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور پگڑی نہ باندھنا بھی آپؐ سے منقول ہے اگر پگڑی باندھ کر نماز پڑھی جائے بلکہ نماز جمعہ میں شمولیت اختیار کی جائے تو بڑی فضیلت کی بات ہے۔ بعض مساجد میں ائمہ کرام پر یہ ضروری قرار دیا جارہا ہے کہ پگڑی باندھ کر امامت کرائیں یہ اصرار قابل ترک ہے۔

غدیر خم مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع سے واپسی پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور اس میں کتاب اللہ کے بعد اپنی عترت کے بارے میں وصیت فرمائی تھی اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا تھا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔[1]

تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا اے ابن ابو طالب! آپ کو مبارک ہو آپ نے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کا ولی بن کر صبح وشام کی ہے۔

(فائدہ) علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ اور الصارم المسلول میں اس حدیث موالاۃ پر کلام کیا ہے۔[2]

جبکہ علامہ جلال الدین سیوطی اس حدیث کو متواتر کہتے ہیں۔[3]

بہر حال یہ روایت درجہ حسن سے کم میں نہیں ہے موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی میں اس روایت کو انتیس کتب حدیث سے تقریباً ڈیڑھ صد حوالہ جات سے نقل فرمایا ہے۔

اکثر فرشتوں کو حضورؐ نے پگڑیوں میں دیکھا

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"رَأَيْتُ أَكْثَرَ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُتَعَمِّمِيْنَ".[4]

---

[1] مسند احمد، ابن ماجہ، ترمذی، نسائی، ضیاء (جامع الصغیر حدیث نمبر ۹۰۰۰)

[2] غماری حاشیہ الحبائک ص ۱۳۱

[3] فیض القدیر ج ۶ ص ۲۱۸

[4] ابن عساکر (منہ) تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ۶/۳۲۲ فی ترجمہ سلمہ بن صالح الجعفی۔ کنز العمال ۲۲۸۹۳۔

(ترجمہ) میں نے جن فرشتوں کو دیکھا ہے ان میں اکثر کو پگڑیوں میں دیکھا ہے۔

پگڑی فرشتوں کا نشان ہے

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"عَلَيْكُمْ بِالْعَمَائِمِ فَإِنَّهَا سِيمَا الْمَلَائِكَةِ وَارْخُوا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِكُمْ". [1]

(ترجمہ) تم پر ضروری ہے کہ پگڑیاں باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کا نشان ہیں اور ان کو اپنی پشت پر ڈھیلا چھوڑ دیا کرو۔

(فائدہ) اس حدیث میں ایک تو آپ نے پگڑی باندھنے کا حکم فرمایا ہے دوسرے یہ کہ پگڑی کا کچھ حصہ (شملہ) اپنی پشت پر لٹکا دیا جائے۔

فرشتوں کے گھوڑے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنوبی ہوا سے فرمایا میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہوں جو میرے دوستوں کے لئے عزت کا باعث ہوگی' میرے دشمنوں کے لئے ذلت کا باعث ہوگی اور میرے فرمانبرداروں کے لئے زینت کا سامان ہوگی۔ تو اس نے عرض کیا آپ پیدا کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے اس سے گھوڑے کو پیدا کیا اور فرمایا میں نے تیرا نام "فرس" (گھوڑا) رکھا ہے۔ تو فرشتوں نے عرض کیا آپ نے ہمارے لئے کیا پیدا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سیاہ وسفید نشان والا گھوڑا پیدا فرمایا جس کی گردن بڑے اونٹ کی گردن کی طرح تھی اس قسم کے گھوڑوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے جن انبیاء اور رسولوں کی مدد کرنا چاہی مدد فرمائی۔ [2]

---

[1] طبرانی (منہ) الحاوی للفتاوی ۱/۷۰ ،۴ اللآلی المصنوعہ ۲/۱۴۰، تذکرۃ الموضوعات ص ۲۵۵، طبرانی کبیر ۱۲/۳۸۳، کنز العمال ۱۵/۴۱۱۴۰، الجامع الصغیر ۵۵۴۱، فیض القدیر ۴/۳۴۴، مجمع الزوائد، دار قطنی فی العلل، کامل ابن عدی ۱/۴۰۶، تذکرۃ الموضوعات ۱۵۵،

[2] ابو الشیخ (منہ) شفاء الصدور، مرفوعاً بلفظ آخر، تاریخ نیشاپور امام حاکم در حالات ابو جعفر حسن بن محمد بروایت حضرت علیؓ (غماری)

جنگ بدر میں فرشتوں نے پیلے عمامے باندھے ہوئے تھے

حضرت عروہؓ (بن زبیرؓ) فرماتے ہیں کہ جو فرشتے جنگ بدر میں نازل ہوئے تھے وہ سیاہ وسفید نشانات کے گھوڑوں پر سوار تھے اور پیلے رنگ کے عمامے (پگڑیاں) باندھے ہوئے تھے۔[1]

(فائدہ) اس کے متعلق کچھ تفصیل قریب میں گزر چکی ہے۔

مریض سے متعلقہ فرشتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَا مَرِضَ مُسْلِمٌ قَطُّ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ لَا يُفَارِقَانِهٖ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْهِ بِاِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ اِمَّا بِمَوْتٍ وَاِمَّا بِحَيَاةٍ فَاِذَا قَالَ لَهُ الْعُوَّادُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَحْمَدُ اللّٰهَ اَجِدُنِيْ وَاللّٰهِ بِخَيْرٍ ، قَالَ لَهُ الْمَلَكَانِ اَبْشِرْ بِدَمٍ هُوَ خَيْرٌ مِنْ دَمِكَ وَبِصِحَّةٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ صِحَّتِكَ، فَاِذَا قَالَ لَهُ الْعُوَّادُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِيْ مَجْهُوْدًا مَكْرُوْبًا فِيْ بَلَاءٍ قَالَ لَهُ الْمَلَكَانِ اَبْشِرْ بِدَمٍ هُوَ شَرٌّ مِنْ دَمِكَ وَبَلَاءٍ هُوَ اَطْوَلُ مِنْ بَلَائِكَ".[2]

(ترجمہ) کوئی مسلمان بھی بیمار نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کے سپرد کر دیتا ہے جو اس سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق دو اچھائیوں میں سے ایک کا فیصلہ فرما دے (یعنی) موت کا یا زندگی کا۔ پس جب کوئی عیادت کرنے والا مریض سے کہتا ہے تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کہتا ہے الحمد للہ میں اپنے آپ کو قسم بخدا بہتر پاتا ہوں تو فرشتے اسے کہتے ہیں اس خون کے بدلہ میں خوش ہو جا جو تیرے خون سے بہتر ہے اور تجھے صحت کی خوشخبری ہو جو تیری (اس) صحت سے بہتر ہوگی۔ اور جب مریض سے عیادت کرنے والا پوچھتا ہے (تیرا کیا حال ہے)

---

[1] عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر (منہ)

[2] شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ (اور) وہ جواب دیتا ہے میں اپنے آپ کو مرض کی مشقت میں دکھیا پاتا ہوں تو اسے فرشتے کہتے ہیں خوش ہو جا تیرے لئے ایسا خون ہے جو تیرے (موجودہ) خون سے بدترین ہے اور ایک مصیبت ہے جو تیری (اس) مصیبت سے زیادہ طویل ہے۔

(فائدہ) اگر کوئی دکھ کی حالت میں بھی صبر کرے اور اللہ کی تعریف کا کلمہ زبان سے نکالے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ صحت اور سلامتی عطاء فرماتے ہیں اور جو بے صبری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شکایت کرتا ہے اس کی مرض بڑھ جاتی ہے اور دکھ بھی طویل ہو جاتا ہے۔

مسلمان کیلئے موت اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے ایک حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ مومن کیلئے موت تحفہ ہے اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے مسلمان کیلئے موت کا فیصلہ فرمایا تو یہ بھی اس کیلئے خیر ہے۔ اور زندگی کا فیصلہ بھی مومن کیلئے خیر ہے کیونکہ فطرت انسانی زندگی کی طلبگار ہے اور زندگی کی طوالت سے مسلمان کو اعمال خیر کا مزید موقع مل جاتا ہے۔

ایک حدیث میں مذکورہ روایت کی مختصر طور پر کچھ تفصیل بھی موجود ہے جس کا علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔

مریض کی رپورٹ پہنچاتے ہیں

(حدیث) حضرت عطاء بن یسارؒ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَيَقُوْلُ انْظُرَا مَا يَقُوْلُ لِعُوَّادِهٖ فَاِنْ هُوَ اِذَا جَاؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ لِعَبْدِيْ عَلَيَّ اِنْ تَوَفَّيْتُهٗ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ اَنَا شَفَيْتُهٗ اَنْ اُبَدِّلَهٗ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهٖ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ".

(ترجمہ) جب کوئی انسان بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیج دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اس کی نگرانی کرو یہ اپنے عیادت کرنے والوں کو کیا جواب

دیتا ہے۔ پس جب وہ اس کے پاس آتے ہیں اور یہ اللہ کی تعریف اور اس کی ثناء بیان کرتا ہے تو یہ فرشتے اس کی رپورٹ لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے (اس) بندے کے لئے انعام (یہ) ہے کہ اگر میں نے اسے وفات دی تو اسے جنت میں داخل کردوں گا اور اگر شفا بخشی تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت میں تبدیل کروں گا اور اس کے خون کو بہتر خون سے تبدیل کردوں گا اور اس کے گناہ بھی مٹادوں گا۔

(فائدہ) چونکہ حضرت عطاء بن یسار تابعی ہیں اس لئے یہ روایت مرسل ہے علامہ سیوطیؒ نے اس کے بعد امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے حضرت عطاء کے بعد حضرت ابوسعید خدریؓ کا طریق بیان کر کے اس روایت کا موصول ہونا بھی واضح فرمادیا ہے۔ جس کو تکرار مضمون کی وجہ سے ترک کردیا گیا ہے۔ [1]

چھینک کا جواب کیسے دیتے ہیں؟

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" فَاِذَا قَالَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَكَ اللّٰهُ". [2]

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی چھینکتا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے تو فرشتے (اس کی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو مکمل کرنے کے لئے) "رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کہتے ہیں اور جب چھینکنے والا (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو) رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سمیت) کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں رَحِمَكَ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے)۔

---

[1] موطا مالک، بیہقی (منہ) اتحاف السادۃ المتقین ۶/۲۰۰، ۹/۵۳۷، ۵۳۸، کتاب التمہید ابن عبدالبر، الاتحافات السنیہ ص ۱۱۶، کنز العمال (۶۷۰۴)، جمع الجوامع (۲۶۵۱)، امالی الشجری ۲/۲۰۸، اللآلی المصنوعہ ۲/۲۱۲، لسان المیزان ۴/۶۹۰، الاحکام النبویہ فی الصناعات الطبیہ ۱/۱۳۱، مجمع الزوائد ۸/۵۷ (بحوالہ طبرانی کبیر واوسط) جمع الجوامع ۲۱۹۹، کنز العمال ۲۵۵۲۱۔

[2] طبرانی ابن سنی (منہ) طبرانی ۱۱/۴۵۱۔

(فائدہ) اپنی چھینک پر فرشتوں کا جواب اور دعا لینے کے لئے پورا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' پڑھا جائے۔

شیطان فرشتوں کی باتیں چراتے ہیں

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعِنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ''۔ [1]

(ترجمہ) فرشتے جب بادلوں میں اترتے ہیں تو آسمان میں جس امر کا فیصلہ کیا گیا ہوتا ہے اس کا تذکرہ کرتے ہیں جس کو شیاطین چوری چھپے سن لیتے ہیں اور کاہنوں (جادوگروں اور نجومیوں وغیرہ) کو آ کر بتلاتے ہیں تو جادوگر اور نجومی اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا کر (آگے) بیان کر دیتے ہیں۔ تو انہوں نے اس (ایک سچ) کے ساتھ سو جھوٹ بھی اپنی طرف سے ملائے ہوتے ہیں۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ نجومیوں اور جادوگروں کے پاس غیب کا علم نہیں ہوتا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص ہے ان جادوگروں وغیرہ کا ایسی باتوں کی اطلاع دینا ان شیاطین کے بتلانے سے بھی ہوتا ہے اور کچھ اٹکل وغیرہ سے بھی، حدیث شریف میں جادوگروں نجومیوں کی بات کی تصدیق کرنے والے پر بہت سخت وعید ہے کہ وہ اس کی تصدیق کر کے حضور کے دین کا کفر کر بیٹھتا ہے۔ یہ وباء پورے پاکستان اور ہندوستان میں عام ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔

فرشتوں کے ہاتھ میں انسان کے سر کی ذلت اور بلندی کی لگام

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول

---

[1] بخاری (منہ) مغازی ۴/ ۱۳۵، مشکوۃ ۴۵۹۴، جمع الجوامع ۵۹۲۹، کنز العمال ۱۷۶۷۳، تفسیر قرطبی ۷/، تفسیر طبری ۲۳/ ۲۶، تفسیر بغوی ۴/ ۶۰، تغلیق التعلیق ۱۰۲۴۔

للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مَامِنْ آدَمِيِّ اِلَّا فِيْ رَأْسِهٖ حَكَمَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ فَاِذَا تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ ارْفَعْ حَكَمَتَكَ وَاِذَا تَكَبَّرَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ ضَعْ حَكَمَتَكَ". ١

(ترجمہ) ہر آدمی کے سر میں (مخفی طور پر ایک) لگام ہے جسے ایک فرشتے نے پکڑا ہوا ہے جب انسان تواضع کرتا ہے تو اس کو حکم ہوتا ہے اس کی لگام کو بلند کر دے، اور جب تکبر کرتا ہے تو اسے حکم ہوتا ہے اس کی لگام پست کر دے۔

(فائدہ) مذکورہ حدیث کی مثل حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی ایک حدیث میں مروی ہے کہ اگر کوئی تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عظمت عطا فرماتے ہیں اور جو کوئی تکبر اور بڑائی دکھلاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیچا کر دیتے ہیں۔ ٢ پس معلوم ہوا کہ لگام کا بلند کرنا یا پست کرنا عظمت اور ذلت کے معنی میں ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی بددعا پر فرشتوں کی آمین

(حدیث) حضرت جمانہ باہلیؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"لَمَّا اَذِنَ اللّٰهُ لِمُوْسٰى فِي الدُّعَاءِ عَلٰى فِرْعَوْنَ اَمَّنَتِ الْمَلَائِكَةُ". ٣

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے لئے بددعا کرنے کی اجازت عطاء فرمائی تو (ان کی دعا پر) فرشتوں نے آمین کہی تھی۔

ساتویں آسمان کے ایک فرشتے کی منادی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عرش کے دائیں جانب ایک فرشتہ ساتویں آسمان پر ہے یہ دعا کرتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو باقی رہنے والا خوب دے۔ اور

١ طبرانی بسند حسن (منہ) درمنثور ۴/۱۴۴ بحوالہ بیہقی بلفظہ، مجمع الزوائد ۸/۸۲، طبرانی کبیر ۱۲/۲۱۹، ترغیب وترہیب ۳/۵۶۱ اتحاف السادۃ المتقین ۸/۳۵۱ و ۳۵۴، حاکم ۲/۲۹۱۔

٢ مسند بزار، شعب الایمان بیہقی (منہ

٣ الصحابہ لابی الفتح ازدی (منہ) کنز العمال ۱۰۶۶۵، ذیل ابی موسیٰ۔

روکنے والے (بخیل صدقہ خیرات نہ کرنے والے) کو ضائع ہونے والا ذخیرہ عطا فرما۔[1]

خدا کے محبوب سے فرشتے بھی محبت رکھتے ہیں

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا قَذَفَ حُبَّهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمَلَائِكَةِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْداً قَذَفَ بُغْضَهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ يَقْذِفُه فِيْ قُلُوْبِ الْاٰدَمِيِّيْنَ".[2]

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ جس کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس کی محبت فرشتوں کے دلوں میں پیوست کر دیتے ہیں، اور جب کسی بندے سے بغض رکھتے ہیں تو اس کا بغض فرشتوں کے دلوں میں پیوست کر دیتے ہیں پھر اس کا بغض انسانوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں۔

بچہ کی پیدائش پر اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا وُلِدَتِ الْجَارِيَةُ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكاً يَزِفُّ الْبَرَكَةَ زَفًّا يَقُوْلُ ضَعِيْفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِيْفَةٍ اَلْقَيِّمُ عَلَيْهَا مُعَانٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَاِذَا وُلِدَ الْغُلَامُ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكاً مِنَ السَّمَاءِ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ: اَللّٰهُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ".[3]

(ترجمہ) جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس پر بہت زیادہ برکت اتارتا اور کہتا ہے کمزور ہے کمزور سے پیدا ہوئی ہے، اس کی

---

[1] مکارم الاخلاق خرائطی (منہ)

[2] حلیہ ابونعیم (منہ) جمع الجوامع ۱۰۱۰، الجامع الصغیر ۳۵۶، فیض القدیر ۱/ ۲۴۶، حلیہ ۳/ ۷۷، کنز العمال ۳۰۷۵۹، دیلمی حدیث ۹۶۷ ص ۲۵۰ ج ۱، صحیح بخاری ۴/ ۱۳۵، سنن ترمذی ۳۱۶۱ (ہولاء الثلاثۃ بلفظہم)

[3] معجم اوسط طبرانی (منہ) کنز العمال ۴۵۳۷۹، جمع الجوامع ۲۷۸۴، مجمع الزوائد ۸/ ۱۵۶، مسند الفردوس دیلمی ۱۳۳۰،

کفالت کرنے والے کی قیامت تک معاونت کی جاتی ہے اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف آسمان سے ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے "اللہ تعالیٰ تجھے سلام کہتے ہیں"

(فائدہ) کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو یا بیٹا ہر ایک کی اپنی خصوصیات ہیں بیٹی پیدا ہونے سے برکت نازل ہوتی ہے اور اس کے کفیل (والد والدہ وغیرہ کی ضروریات وغیرہ) کی کفالت ہوتی ہے جو لوگ بیٹی کے اپنے ہاں پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوتے ہیں وہ اس فضیلت کو مدنظر رکھیں۔

(حدیث) حضرت فبیط بن شریطؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا وُلِدَ لِلرَّجُلِ ابْنَةٌ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَائِكَةً يَقُوْلُوْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ يَكْنُفُوْنَهَا بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيَمْسَحُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى رَأْسِهَا وَيَقُوْلُوْنَ ضَعِيْفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِيْفَةٍ الْقَيِّمُ عَلَيْهَا مُعَانٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ". [1]

(ترجمہ) جب کسی انسان کے بیٹی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس فرشتے بھیجتے ہیں جو کہتے ہیں اے گھر والو تم پر سلامتی ہو (پھر) اس بچی کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ضعیف ہو ضعیف سے پیدا ہوئی ہو۔ قیامت تک اس کے کفیل کی مدد کی جائے گی۔

سونے والے کا محافظ فرشتہ

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا آوَى الرَّجُلُ اِلٰى فِرَاشِهِ اَتَاهُ مَلَكٌ وَشَيْطَانٌ فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ اَخْتِمْ بِخَيْرٍ وَيَقُوْلُ الشَّيْطَانُ اَخْتِمْ بِشَرٍّ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ ثُمَّ نَامَ ذَهَبَ الشَّيْطَانُ وَبَاتَ يَكْلَأُهُ الْمَلَكُ فَاِذَا اسْتَيْقَظَ

---

[1] معجم صغیر طبرانی (منہ) جمع الجوامع ۲۷۸۳، مجمع الزوائد ۱۵۶/۸، طبرانی صغیر ۳۰/۱۔

اِبْتَدَرَهُ مَلَکٌ وَشَیْطَانٌ قَالَ الْمَلَکُ افْتَحْ بِخَیْرٍ وَقَالَ الشَّیْطَانُ افْتَحْ بِشَرٍّ". ۱

(ترجمہ) جب کوئی آدمی اپنے بستر پر سونے لگتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ اور ایک شیطان آتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے (اپنا یہ دن) خیر پر ختم کر۔ اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کر۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا اور سو جاتا ہے تو شیطان چلا جاتا ہے اور فرشتہ ساری رات اس کی حفاظت میں لگا رہتا ہے۔ پھر جب ہی (انسان) بیدار ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس جا پہنچتے ہیں فرشتہ کہتا ہے خیر کے ساتھ (دن کا یا بیداری کا) افتتاح کر اور شیطان کہتا ہے (اپنا یہ دن) شرارت سے شروع کر۔

(فائدہ) یعنی اگر کوئی سوتے وقت خدا کو یاد کرلے تو وہ فرشتے کی حفاظت میں رات گزارتا ہے اور اللہ کی یاد میں ذکر اللہ تسبیح تلاوت قرآن استغفار سب شامل ہیں اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا بھی ذکر اللہ ہے غفلت کو ختم کرتا ہے اگر کسی نے یہ نہ کیا تو شیطان سے تکلیف پہنچ سکتی ہے اور اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کا ذکر اور وظائف کرے گا تو سارا دن آفات سے محفوظ رہے گا اس طرح کے وظائف امام جزریؒ کی کتاب حصن حصین اور امام نووی کی کتاب الاذکار اور امام نسائی کی کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں جو بڑے دینی کتب خانوں میں کثرت سے ملتی ہیں۔ اور ایک دعائے خیر اگلی روایت میں آرہی ہے جس کے پڑھنے سے بھی انسان شیاطین کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

کونسی دعا پڑھنے سے فرشتہ دن میں انسان کی حفاظت کرتا ہے

(حدیث) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا اسْتَیْقَظَ الْاِنْسَانُ مِنْ مَنَامِهٖ ابْتَدَرَهُ مَلَکٌ وَشَیْطَانٌ فَیَقُوْلُ الْمَلَکُ افْتَحْ بِخَیْرٍ وَیَقُوْلُ الشَّیْطَانُ افْتَحْ بِشَرٍّ فَاِنْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَا

۱ کتاب الصلوٰۃ محمد بن نصر، ابویعلی، ابن حبان، حاکم (منہ) موارد الظمآن ۲۳۶۲ باختلاف اللفظ، الترغیب والترہیب ۱/۴۱۵، جمع الجوامع ۱۴۴۴ بحوالہ فضائل محمد بن نصر، ابویعلی، ابن حبان، حاکم، ضیاء، کنز العمال ۴۱۳۰۶۔

نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى طَرَدَ الْمَلَكُ الشَّيْطَانَ وَظَلَّ يَكْلَاهُ"۔ [1]

(ترجمہ) جب ہی کوئی آدمی اپنی نیند سے بیدار ہوتا ہے اس کے پاس ایک فرشتہ اور ایک شیطان پہنچ جاتے ہیں، فرشتہ اسے کہتا ہے کسی نیک کام سے دن کی ابتداء کر اور شیطان کہتا ہے کسی برے کام سے دن کا افتتاح کر تو اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَا نَفْسِیْ بَعْدَ مَوْتِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِکُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی"

تو فرشتہ شیطان کو ہٹا دیتا ہے اور سارا دن اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(فائدہ) اس دعا کا ترجمہ یہ ہے "تمام تعریفات اسی ذات کے لئے ہیں جس نے میری روح کو اس کی موت (جسم سے نکل جانے) کے بعد زندہ کیا (یعنی واپس لوٹایا) تمام تعریفات اسی ذات کی ہیں جس نے آسمان کو اپنے حکم سے زمین پر گرنے سے تھام رکھا ہے۔ سب تعریفات اسی ذات کی ہیں جو روک لیتا ہے ان جانوں (روحوں) کو جن پر موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے اور باقی چھوڑ دیتا ہے دوسری جانوں (روحوں) کو ایک مدت مقرر تک۔

رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کا ثواب لکھنے میں فرشتوں کی سبقت

(حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز پڑھائی جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا تو ایک آدمی آپ کے پیچھے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ کہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو پوچھا (تم میں سے) ابھی (یہ کلمہ) بولنے والا کون تھا؟ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تھا،

[1] کتاب الثواب ابوالشیخ (منہ) جمع الجوامع ۱۲۳۴، کنز العمال ۲۱۳۴۷۔

تو آپ ؐ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ۳۳ سے ۳۹ کے لگ بھگ فرشتوں کو دیکھا جو اس میں سبقت لے جا رہے ہے کہ سب سے پہلے اس کلمہ کو کون لکھے۔[1]

(فائدہ) یہ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ نفل نمازوں میں اور غیر موکدہ سنتوں میں قومہ میں پڑھا جا سکتا ہے اور نماز سے باہر جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔

ایک تکبیر کو لینے والے فرشتے

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے (نماز شروع کرتے ہوئے یوں) تکبیر کہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اور اس کے علاوہ اور بھی کچھ کلمات کہے جسے حضرت عطاء (ابن ابی رباح) یاد نہ رکھ سکے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل فرمائی تو پوچھا یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں تھا فرمایا میں نے فرشتوں کو دیکھا جنہوں نے اس کو لیا اور ایک دوسرے سے (اس کے) لینے میں لگے ہوئے تھے۔[2]

(فائدہ) اس روایت میں مذکورہ کلمہ کے ثواب اور درجہ کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے جس کی عظمت کے پیش نظر فرشتے ان کو وصول کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے تھے۔

چھینک کا جواب لکھنے والے

(حدیث) حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کے قریب چھینک ماری اور یہ کلمات پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ حَتّٰی یَرْضٰی رَبُّنَا وَبَعْدَ الرِّضٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

[1] طبرانی، (منہ)

[2] طبرانی (منہ)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا لی تو پوچھا یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ اس نے کہا میں ہوں اے اللہ کے رسول، تو آپ نے ارشاد فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا تھا جو اس میں سبقت کر رہے تھے کہ ان کو کون لکھے۔[1]

سربراہی اور تجارت میں فائدہ سے ہٹانے والا فرشتہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی تجارت یا سربراہی کا معاملہ طلب کرتا ہے پھر اس پر قادر ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں سے اوپر اس کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی طرف ایک فرشتہ مبعوث فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے اس کام سے باز رکھ اگر میں نے اسے عطاء کر دیا تو اس کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دوں گا تو وہ اسے اس سے الگ کر دیتا ہے۔[2]

(فائدہ) تجارت میں منافع نہ ملنے یا سربراہی سے ہٹانے میں اللہ تعالیٰ انسان کی آخرت کا فائدہ سوچتے ہیں ورنہ اگر اسے اس کی تجارت میں اور سربراہی میں کامیاب کر دے تو یہ دونوں چیزیں اس کے لئے دوزخ میں جانے کا سبب بن جائیں کیوں کہ جب کسی کو ان دو میں سے کوئی ایک یا دونوں چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں تو عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ وہ دنیا داری میں مشغول، یادِ خداوندی سے غافل اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں گناہ کرنے کا بڑا سبب بھی ہیں اور پاکدامنی کا ایک سبب یہ ہے کہ وہ نادار ہو اور بے اختیار ہو جیسا کہ ایک روایت میں ہے اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ لَا تَجِدَ اس لیے اللہ تعالیٰ انسان کی اس فطرت کے پیش نظر ایسا کرتے ہیں اور اس لیے بھی کہ جہاں جہاں دولت اور سربراہی میں سرکشی اور نافرمانی پائی جائے انسان کو اس کی خیر خواہی کے طور پر اس سے باز رکھتے ہیں اور یہ باز رکھنا اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے دولت اور سربراہی سے۔ ہاں اگر اس کی خیر خواہی مطلوب نہ ہو تو بعض اوقات اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اپنی کوئی نصرت نہیں کرتے اس طرح سے وہ گمراہی میں خود پھنستا چلا جاتا

---

[1] طبرانی (منہ) مسند عبدالرزاق ۳۴۰۶، کنز العمال ۲۰۰۸۳۔

[2] شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

ہے اور اگر اس کے کسی بہت بڑے جرم کی بطور انتقام سزا دینا منظور ہو تو مال دیکر بھی سرکش بنا دیتے ہیں اور وہ مال اس کے لیے ہلاکت اور گمراہی کا سبب بن جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو انسان کے مستقبل کے کاموں کا اور ان کے نتائج کا بخوبی علم ہے۔

مال کے ذریعہ سرکش بنانے والا فرشتہ

حضرت علی بن عِثام (عظیم محدثؒ) فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتے ہیں تو اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کو مال کے ذریعہ سرکش بنا دے تو جب وہ اسے (مال کی فراہمی میں تعاون کر کے) آسودہ حال بنا دیتا ہے تو وہ (انسان خدا کے سامنے) عاجزی اور دعا کرنا بھول جاتا ہے۔

(فائدہ) یہ اللہ تعالیٰ کا کسی سے بغض رکھنا انسان کے کسی بہت بڑے گناہ اور معصیت کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے لہذا انسان کو ہر وقت اللہ کی نافرمانی سے بچنا ضروری ہے کہ کوئی معلوم نہیں جس گناہ کو انسان معمولی سمجھ کر کر گزرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے درجہ کا گناہ ہو جس کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے غضب کا مستحق بن جائے (اعاذنا اللہ منہ) [1]

بندے پر مصیبت ڈالنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ لِلْمَلَائِکَۃِ انْطَلِقُوْا اِلٰی عَبْدِیْ فَصُبُّوْا عَلَیْہِ الْبَلَاءَ صَبًّا فَیَاتُوْنَہٗ فَیَصُبُّوْنَ عَلَیْہِ الْبَلَاءَ صَبًّا فَیَحْمَدُ اللّٰہَ فَیَرْجِعُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ صَبَبْنَا عَلَیْہِ الْبَلَاءَ صَبًّا کَمَا اَمَرْتَنَا فَیَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَ صَوْتَہٗ". [1]

---

[1] بیہقی (منہ)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرے (فلاں) بندے کے پاس جاؤ اور اس پر یہ سخت مصیبت پلٹ دو تو وہ اس کے پاس آتے ہیں اور اس پر اچھی طرح سے مصیبت ڈال دیتے ہیں تو وہ اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے تو یہ لوٹ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ہم نے اس پر اچھی طرح سے مصیبت ڈال دی تھی جس طرح کہ آپ نے ہمیں حکم دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں واپس لوٹ جاؤ (اور اس سے مصیبت ہٹا دو کیونکہ) میں پسند کرتا تھا کہ اس کی آواز سنوں (کہ وہ حالت مصیبت میں مجھے کس طرح سے یاد کرتا اور میری تعریف کرتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ جانتے ہیں کہ وہ میری تعریف ہی بجالائے گا لیکن اس حالت میں اس کی زبان سے کلمہ شکر کہلانا اور اس کا سننا مقصود ہوتا ہے)۔

داڑھی کے خضاب سے فرشتے خوش ہوتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِخۡضِبُوۡا لُحَاكُمۡ فَاِنَّ الۡمَلَائِكَةَ تَسۡتَبۡشِرُ بِخِضَابِ الۡمُؤۡمِنِ". [2]

اپنی ڈاڑھیوں کو (مہندی سے) خضاب کیا کرو کیونکہ فرشتے مومن کے خضاب سے خوش ہوتے ہیں۔

(فائدہ) اس خضاب سے کالا خضاب مراد نہیں یہ صرف دارالحرب میں جنگ میں اور اپنی بیوی کو خوش رکھنے کے لئے جائز ہے اور اسلام دشمن ملکوں میں کالے خضاب کرنے کا ثواب بھی ہوگا کیونکہ یہ بڑھاپے کو چھپاتا ہے جس سے دشمن خدا خوف کھاتا ہے اگر کوئی اسلامی ملک میں اپنا بڑھاپا چھپاتا ہے تو یہ اس کے لئے درست نہیں کیونکہ یہ انسان کا وقار ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1] طبرانی، بیہقی (منہ) طبرانی کبیر ۸/۱۹۵، شرح السنہ ۵/۲۳۶، اتحاف السادۃ المتقین ۵/۴۸، جمع الجوامع ۵۳۱۸، احیاء علوم الدین ۱/۳۰۸، امالی الشجری ۲/۲۸۲، الاتحافات السنیہ ص ۱۴۵، مغنی عن حمل الاسفار ۱/۳۰۸۔

[2] ابن عدی (منہ) جمع الجوامع ۸۳۳، الاحکام النبویہ فی الصناعۃ الطبیہ ۲/۲۶، کامل فی الضعفاء ابن عدی ۳/۱۲۰۵

زبانی بہت سے انعامات کا وعدہ فرمایا ہے داڑھی کے سفید ہونے کا انعام سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطاء فرمایا گیا تھا۔

ایک محافظ فرشتہ کی حکایت

حضرت عکرمہ بن خالدؒ (عظیم محدث) بیان فرماتے ہیں ایک آدمی بہت عبادت گزار تھا اس کے پاس شیطان اس لئے آیا کہ اسے تباہ کردے لیکن اس نے اور زیادہ عبادت کرنا شروع کردی۔ تو شیطان اس کے پاس ایک آدمی کی شکل اختیار کر کے آیا اور کہا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں جس کو اس عابد نے منظور کرلیا اور وہ اس طرح سے اس کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی تاک میں رہتا اور اس کے اردگرد گھومتا رہتا' تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ نازل فرمایا جس کو شیطان تو پہچان گیا لیکن وہ عابد نہ پہچان سکا تو جب شام ہوئی تو شیطان اس کی تاک میں تھا کہ فرشتہ نے اپنا ہاتھ شیطان کی طرف بڑھایا اور اسے قتل کردیا' تو اس نیک آدمی نے (فرشتہ سے) کہا میں نے آج جیسا واقعہ نہیں دیکھا تو نے اسے قتل کرڈالا حالانکہ وہ اپنے ایسے ایسے حال میں تھا' پھر وہ دونوں (نیک آدمی اور فرشتہ) چل پڑے حتی کہ وہ ایک بستی میں جار کے تو بستی والوں نے ان کو بٹھلایا اور ان کی مہمانی کی۔ تو فرشتہ نے ان کا چاندی ایک برتن اٹھالیا اور دونوں چل پڑے اور ایک اور بستی میں جا اترے تو انہوں نے ان کو نہ تو بیٹھنے کو جگہ دی اور نہ ان کی مہمانی کی تو فرشتہ نے ان کو وہ برتن دے دیا' تو اس نیک آدمی نے فرشتہ سے کہا جو ہماری ضیافت کرتے ہیں تو ان کا برتن اٹھالیتا ہے اور جو ضیافت نہیں کرتے ان کو دوسروں کا برتن دیدیتا ہے تو ہرگز میری صحبت میں نہیں رہ سکے گا۔ تو فرشتہ نے کہا وہ جس کو میں نے قتل کیا تھا وہ (شیاطین میں سے ایک) شیطان تھا جس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ تمہیں گمراہ کرے۔ اور وہ جن کا میں نے برتن اٹھایا تھا وہ نیک قوم تھی ان کے لئے چاندی (کے برتن کا رکھنا اور استعمال کرنا) درست نہیں تھا (کیونکہ یہ سونے چاندی کے برتن گناہگاروں اور متکبروں کے برتن ہیں) اور یہ (جن کو میں نے برتن دیا ہے) فاسق قوم ہے یہ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت عکرمہ بن خالدؒ فرماتے ہیں اس کے بعد

فرشتہ آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور آدمی دیکھتا رہ گیا[1] (اس وقت اسے معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ تھا جو میری حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجا تھا)۔

فرشتوں پر انسان کی فضیلت

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ وَذُرِّيَّتَهُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا خَلَقْتَهُمْ يَأْكُلُوْنَ وَيَشْرَبُوْنَ وَيَنْكِحُوْنَ وَيَرْكَبُوْنَ ' وَفِي لَفْظٍ وَيَرْكَبُوْنَ الْخَيْلَ ' فَاجْعَلْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةَ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا اَجْعَلُ مَنْ خَلَقْتُهُ بِيَدِيْ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ كَمَنْ قُلْتُ لَهٗ "كُنْ" فَكَانَ". [2]

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! آپ نے ان کو پیدا کیا یہ کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں نکاح بھی کرتے ہیں گھوڑوں پر سوار بھی ہوتے ہیں آپ دنیا ان کیلئے مخصوص کر دیں اور آخرت ہمارے لئے۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا "جس (انسان) کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اس کو اس (فرشتہ) جیسا نہیں کر سکتا جس کو صرف "کُنْ" کہا اور وہ (پیدا) ہو گیا۔

(فائدہ) اس حدیث میں انسان کی فرشتہ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتہ کو کن کہہ کر کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔ لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوگا تو اس سے اس کی یہ فضیلت چھین لی جائے گی اور وہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں انسانیت کے شرف کے ساتھ

---

[1] مصنف عبدالرزاق، شعب الایمان امام بیہقی (منہ)

[2] الاسماء والصفات بیہقی، ابن عساکر (منہ) درمنثور ۴/۱۹۳، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۷۳۲، کنز العمال (حدیث نمبر ۳۴۶۲۰ بحوالہ دیلمی وابن عساکر وشعب الایمان بیہقی) الاتحافات السنیہ ص ۲۵۷، مسند الفردوس حدیث ۵۲۸۹، الاسماء والصفات ۳۱۷۔

اپنی اطاعت میں تادم مرگ قائم رکھے (آمین) مذکورہ مضمون کی ایک حدیث حضرت ابن عمرؓ سے[1] اور ایک حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے۔[2]

فرشتوں کے نام نہ رکھے جائیں

(حدیث) حضرت حراءؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"سَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا تُسَمُّوْا بِاَسْمَاءِ الْمَلَائِكَةِ". [3]

(ترجمہ) (اپنے بچوں کے نام) حضرات انبیائے کرامؑ کے ناموں پر رکھو فرشتوں کے ناموں پر مت رکھو۔

(فائدہ) یہ روایت حضرت عبداللہ بن جرادؓ سے مروی ہے کہ حراء کتابت کی غلطی ہوگی جیسا کہ تاریخ بخاری، کنز العمال اور جامع صغیرہ وغیرہ میں ہے۔

حضرت عثمانؓ سے فرشتے حیا کرتے تھے

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے کپڑے درست فرمالئے جب حضرت عثمانؓ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ". [4]

(ترجمہ) کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

---

[1] طبرانی (منہ) دارمحا مرفوعا وموقوفا، درمنثور ۴/۱۹۳۔

[2] ابن عساکر، شعب الایمان امام بیہقی (منہ) کنز العمال ۳۴۶۱۸۔

[3] شعب الایمان بیہقی، ابن عساکر (منہ) کنز العمال ج۱۶ص۴۲۱ (حدیث ۴۵۲۱۸، ۴۵۲۲۵) جامع الصغیر ۴۷۱۷ بحوالہ تاریخ کبیر امام بخاری وقال البیہقی قال البخاری فی اسنادہ نظر فیض القدیر مناوی ۴/۱۱۳، سنن الکبری بیہقی ۹/۳۰۶، تاریخ کبیر بخاری ۵/۳۵، ابن عساکر ۷/۳۲۷۔

[4] بخاری، مسلم (منہ) فتح الباری ۷/۵۵، مسلم فضائل الصحابہ ب ۳ حدیث ۲۶، شرح السنہ ۱۴/۱۰۵، مسند احمد ۶/۶۲، مسانید الجامع الکبیر ۲/۲۸۰ و ۲۵۰ و ۵۰۴ و ۳۵۵ و ۲۰۷، کنز العمال ۳۶۲۴۸

(فائدہ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت حیادار واقع ہوئے تھے ان کے حیاء کو دیکھ کر خدا کے فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے چنانچہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو آپ نے اپنی پنڈلی کو کپڑے سے نہ ڈھانپا' پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے تب بھی نہ ڈھانپا جب حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو آپؐ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلی مبارک کو چادر سے ڈھانپ لیا (رضی اللہ عنہم)۔

فرشتے اللہ کے گواہ ہیں

(حدیث) حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''اَنْتُمْ شَهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ وَالْمَلَائِكَةُ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي السَّمَاءِ''. [1]

(ترجمہ) تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث میں مسلمانوں کے اللہ کے گواہ ہونے کی فضیلت بھی ارشاد فرمائی گئی ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ حضورؐ ایک جنازہ میں شریک ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے اس میت کی بہت تعریف فرمائی اور ایک اور جنازہ لایا گیا تو صحابہ کرامؓ نے اس کی برائی بیان فرمائی' تو حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو تم نے جس میت کے بارہ میں جو گواہی دے دی اللہ تعالیٰ تمہاری گواہی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرمائیں گے' اسی طرح اب بھی یہ حکم باقی ہے کہ اگر میت کے حق میں تعریف کریں گے وہ جنت میں جائے گی اور اگر مذمت کریں گے تو دوزخ میں جائے گی اس لئے میت کی تعریف کرنی چاہئے تا کہ اسے جنت نصیب ہو برائی نہ کی جائے۔

---

[1] طبرانی (منہ) بیہقی ۴/۷۵، طبرانی کبیر ۷/۲۵، الترغیب والترھیب ۴/۳۴۶، مجمع الزوائد ۳/۵، اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۳۷۵، کنز العمال ۴۲۷۰۸، شرح مشکل الآثار ۴/۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ابن ابی شیبہ ۳/۳۶۸۔

قاضی کے رہنما فرشتے

(حدیث) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَامِنْ قَاضٍ مِنْ قُضَاةِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا وَمَعَهٗ مَلَكَانِ يُسَدِّدَانِهٖ اِلَى الْحَقِّ مَالَمْ يُرِدْ غَيْرَهٗ فَاِذَا اَرَادَ غَيْرَهٗ وَجَارَ مُتَعَمِّدًا تَبَرَّءَ ا مِنْهُ الْمَلَكَانِ وَوَكَّلَاهُ اِلٰى نَفْسِهٖ". [1]

(ترجمہ) ہر مسلمان قاضی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو قاضی (جج) کو حق کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ خلاف حق کا ارادہ نہ کرے اور اگر اس نے خلاف حق کا ارادہ کیا اور جان بوجھ کر ظلم اور زیادتی کی تو اس سے یہ دونوں فرشتے دور ہو جاتے ہیں اور اس کو اس کے نفس کے سپرد کر جاتے ہیں۔

(فائدہ) حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) ایک مسلمان اور یہودی دونوں حضرت عمرؓ کے پاس اپنا جھگڑا لیکر آئے تو حضرت عمرؓ نے حق یہودی کا دیکھا تو اس کیلئے فیصلہ فرما دیا۔ تو یہودی نے کہا قسم بخدا تورات میں یہ بات موجود ہے کہ کوئی قاضی حق کا فیصلہ نہیں کرتا مگر اس کے داہنی جانب بھی ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں جانب بھی ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ حق کا لحاظ کرتا رہے اور جب وہ حق کو ترک کر دے تو یہ دونوں فرشتے بھی اس کو چھوڑ دیتے اور (آسمان پر) چلے جاتے ہیں۔ [2]

بندے پر رحمت بھیجنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

---

[1] طبرانی (منہ) کنز العمال ۱۴۹۹۳، مجمع الزوائد ۴/۱۹۴، ورواہ الطبرانی والبزار، بضعف عن ابی ہریرہ (غماری)، طبرانی کبیر ۱۳/۲۴۰۔

[2] بحوالہ موطا مالک (غماری)۔

"مَامِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَادَامَ يُصَلِّيْ عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذٰلِكَ اَوْلِيُكْثِرْ". ۱

(ترجمہ) جو بندہ بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجے۔ پس چاہئے کہ آدمی درود شریف کم (مقدار) میں پڑھے یا زیادہ میں (لیکن پڑھے ضرور تاکہ رحمت کے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں)۔

جنتیوں کو سلام پیش کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اَوَّلُ ثُلَّةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ يُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ اِذَا اُمِرُوْا سَمِعُوْا وَاَطَاعُوْا وَاِنْ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ حَاجَةٌ اِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ حَتّٰى يَمُوْتَ وَهِيَ فِيْ صَدْرِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَاْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا فَيَقُوْلُ اَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ وَتَاْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَسْجُدُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ آثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : هٰؤُلَاءِ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ". ۲

(ترجمہ) سب سے پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی فقرائے مہاجرین کی ہوگی جو ممنوعات سے بچتے رہے، جب انہیں حکم دیا گیا انہوں نے اسے (مکمل طور پر) سنا

---

۱ مسند احمد، ابن ماجہ (منہ) اتحاف السادہ ۵/ ۴۸ بحوالہ طیالسی و مسند احمد وعبد بن حمید وطبرانی کبیر وحلیہ، مختارہ ضیاء الدین۔ کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۰۴، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۱۸۰۔

۲ طبرانی، مستدرک حاکم، شعب الایمان بیہقی (منہ) مسند الفردوس الی: فی صدرہ (حدیث نمبر ۷۳)، مسند احمد ۲/ ۱۶۸، ترغیب اصبہانی (۸۱۰) البدور السافرۃ حدیث نمبر ۵۱۵، مسند بزار ۳۶۶۵، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۵۹، البعث والنشور (۴۵۸)

اور (پوری پوری) اطاعت کی' اور اگر ان میں سے کسی کی کوئی ضرورت بادشاہ سے متعلق تھی تو وہ پوری نہ ہوئی یہاں تک کہ اس پر موت آ گئی اور اس کی ضرورت اس کے سینے میں دھری رہ گئی' پس روز قیامت اللہ تعالی جنت کو بلائیں گے تو وہ اپنے زیب و زینت سمیت حاضر ہو جائے گی تو اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا میرے راستے میں محنت اور مشقت جھیلی (تو وہ سب حاضر ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالی انہیں ارشاد فرمائیں گے) جنت میں بلا حساب و کتاب اور بلا عذاب داخل ہو جاؤ' تو فرشتے (اللہ کے دربار میں) حاضر ہو کر سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم تیری رات دن تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جن کو آپ نے ہم پر ترجیح دی؟ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائیں گے یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں جہاد کیا اور میرے راستے میں تکالیف میں مبتلا کئے گئے' تو فرشتے ان کے سامنے (جنت کے) ہر دروازہ سے یہ کہتے ہوئے آئیں گے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

(تم پر سلامتی ہو اس کے بدلہ میں جو تم نے (مصیبتوں پر) صبر کیا سو یہ آخرت کا گھر بہت خوب ہے)

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت حضرت ابن عمروؓ سے بھی مروی ہے۔[1] اختصار اور تکرار کی وجہ سے ترجمہ ترک کر دیا گیا ہے۔

فرشتوں کے سامنے اللہ تعالی کا بندوں پر فخر

(حدیث) حضرت ابن عمروؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی کچھ لوگ تو لوٹ گئے اور کچھ رہ گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ جلدی جلدی تشریف لائے کہ آپؐ کا سانس بھی چڑھ گیا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مسند احمد، ابونعیم، شعب الایمان بیہقی (منہ) موارد الظمآن ۲۵۶۵، اتحافات السنیہ ص ۲۰۲، الدر المنثور ۴/۵۸، تفسیر ابن کثیر ۴/۳۷۳، کنز العمال ۱۶۶۳۶، مسند احمد ۱۶۸۰، ترغیب و ترہیب اصبہانی ۱۸۰، مسند بزار ۳۶۶۵، مجمع الزوائد ۱۰/۲۵۹، البعث والنشور ۴۵۸، ابن حبان (۹/۲۵۴، الاحسان) بدور سافرہ ۲۱۵۶

"اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْفَتَحَ بَاباً مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى". ؂۱

(ترجمہ) تمہیں بشارت ہو تمہارے پروردگار نے آسمان کے دروازوں سے ایک دروازہ کھولا ہے اور فرشتوں کے سامنے آپ حضرات پر فخر فرمارہے ہیں (اور فرشتوں سے) کہہ رہے ہیں دیکھو میرے بندوں کی طرف جنہوں نے ایک فریضہ (نماز مغرب) ادا کرلیا ہے اور دوسرے (نماز عشاء) کی انتظار میں لگے بیٹھے ہیں۔

رمضان المبارک میں خدا کا فرشتوں کے سامنے بندوں پر فخر

(حدیث) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ بَرَكَةٍ فِيْهِ خَيْرٌ يُغْشِيْكُمُ اللّٰهُ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيُحِطُّ فِيْهِ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيْبُ فِيْهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى تَنَافُسِكُمْ وَيُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ". ؂۲

(ترجمہ) تمہارے پاس ایک برکت کا مہینہ ماہ رمضان آیا ہے اس میں خیر ہی خیر ہے' اللہ تعالیٰ تمہیں (اپنی عنایات میں) ڈھانپ لیتا ہے' رحمت نازل فرماتا ہے' اس میں گناہ مٹاتا ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے' اللہ تعالیٰ تمہاری ایک دوسرے پر سبقت کو بھی دیکھ رہا ہے اور تم پر فرشتوں کے سامنے فخر بھی کررہا ہے۔

(فائدہ) یہ فضیلت صحابہ کرامؓ کے بعد تمام امت کیلئے بھی ثابت ہے جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

؂۱ ابن ماجہ (منہ) ابن ماجہ ۸۰۱، مجمع الزوائد، ترغیب وترہیب ۱/۲۸۲، کنز العمال ۱۸۹۶۱۔

؂۲ طبرانی (منہ) جمع الجوامع ۲۱۶ (بحوالہ ابن نجار وطبرانی)، کنز العمال ۲۳۶۶۱، ۲۳۶۹۱، ۲۳۶۹۲، ۲۳۶۹۲، ۳۴۲۶۹، ترغیب وترہیب ۲/ ۹۸

اللہ کا فرشتوں کے سامنے صحابہؓ پر فخر

(حدیث) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں اور اس کی اس بات پر تعریف کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی اور اس کا ہم پر احسان فرمایا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا (واقعی) تمہیں اس (مقصد) کے علاوہ کسی اور چیز نے نہیں بٹھلایا' پھر فرمایا میں نے تم پر الزام لگانے کیلئے حلف نہیں اٹھوایا (بس یہ معلوم کرنا تھا کہ تم کونسا نیک عمل کر رہے ہو) کہ میرے پاس حضرت جبرائیل آئے اور بتلایا کہ اللہ عزوجل تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہے ہیں۔[1]

فرشتے حجاج کی مغفرت کے گواہ

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَةَ یَنْزِلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا لِیُبَاهِیَ بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ فَیَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ شُعْثاً غُبْرًا ضَاجِّیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ.[2]

(ترجمہ) جب نویں ذوالحجہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتے ہیں تاکہ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کریں چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو (کس طرح سے) میرے پاس (حج کرنے کیلئے) پراگندہ غبار آلود بلند آواز سے تلبیہ کہتے ہوئے دور دراز سے آئے ہیں تم گواہ ہو جاؤ میں نے ان سب کی مغفرت فرمادی۔

---

[1] مسند احمد، مسلم، ترمذی، نسائی (منہ) نسائی آداب القضاۃ ب ۳۶ ص ۲۴۹، دارمی ۳۹۵، ریاض الصالحین ص ۵۵۳، احیاء العلوم ۳۵۲/۴، الدر المنثور ۱۵۱/۱

[2] مسند بزار، ابن جریر، شعب الایمان بیہقی (منہ) شرح السنہ ۱۵۹/۷، جمع الجوامع (۴۴۶۷)، الاتحافات السنیہ ص ۱۱۰، تفسیر ابن جریر ۲۱۲۷۹، ابن حبان ۱۰۰۶، مسلم ۱۳۴۸۔

(فائدہ) اس حدیث کی مکمل تفصیل حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب "قوت الحجاج فی عموم المغفرۃ للحجاج" میں ملاحظہ ہو۔

نوجوان عابد کیلئے فرشتوں پر اللہ کا فخر

(حدیث) حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبَاھِیْ بِالشَّابِّ الْعَابِدِ الْمَلَائِکَۃَ یَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ تَرَکَ شَھْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ اَیُّھَا الشَّابُّ اَنْتَ عِنْدِیْ کَبَعْضِ مَلَائِکَتِیْ. [1]

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ نوجوان عبادت گزار پر (بھی) فرشتوں کے سامنے فخر کرتے اور فرماتے ہیں (اے فرشتو!) دیکھو میرے بندے کی طرف اس نے میری وجہ سے اپنی خواہش کو چھوڑ رکھا ہے' (پھر اس نوجوان سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ) اے نوجوان تو میرے نزدیک میرے بعض فرشتوں کی مانند ہے۔

(فائدہ) عبادت گزار کو فرشتے سے ایک قسم کی یہ مشابہت ہوتی ہے کہ وہ بھی اپنی خواہش کو ترک کر کے اللہ کی عبادت کرنے کو ترجیح دیتا اور اسی کی عبادت میں مصروف رہتا ہے جبکہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں مصروف رہتے ہیں اگرچہ ان کو انسانی عوارضات پیش نہیں آتے اور یہ عابد اپنی انسانی ضروریات کو بقدر کفایت پورا کر لیتا ہے' اور اس کا پورا کرنا بھی اس کے ذمہ لازم ہے تو گویا کہ اگر اس پر اس کی پابندی نہ ہوتی اور انسانی ضروریات اس سے منسلک نہ ہوتیں تو یہ بھی فرشتوں کی طرح کا عبادت گزار ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نزدیک بعض فرشتوں کا مقام عطاء فرمادیتے ہیں۔

انسانوں اور فرشتوں کے درمیان فضیلت کی تفصیل اس کتاب کے خاتمہ کی ابتداء میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] دیلمی (منہ) ولم اجدہ فیہ مترجم۔ جمع الجوامع ۵۱۵۷، اتحاف السادۃ المتقین ۴/۱۹۳، کنز العمال ۴۳۰۵۷، جامع الصغیر ۱۸۴۱، ابن سنی عمل الیوم واللیلہ (مناوی ج ۲ ص ۲۸۰)

حجاج پر فرشتوں کے سامنے فخر

(حدیث) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِاَھْلِ عَرَفَاتٍ مَلَائِکَۃَ السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ لَھُمْ اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ ھٰؤُلَاءِ جَاءُوْنِیْ شُعْثاً غُبْراً". [1]

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان کے فرشتوں کے سامنے (میدان) عرفات میں موجود حجاج کرام پر فخر کرتے ہیں اور ان سے فرماتے ہیں میرے ان بندوں کی طرف دیکھو جو میرے پاس پراگندہ حال اور غبار آلود ہو کر کے آئے ہیں۔

(فائدہ) یہ عرفات مکہ معظّمہ کے قریب ایک بہت بڑا میدان ہے جہاں پر حجاج کرام ایام حج میں نو ذی الحجہ کو جا کر ٹھہرتے اور اللہ کی عبادت اور دعائیں کرتے ہیں تو چونکہ آدمی دور دراز کا سفر کر کے وہاں پہنچتا ہے اس لئے غبار آلود فرمایا گیا ہے اور اس لئے بھی کہ جہازوں موٹروں اور کاروں کے زمانہ سے پہلے جب لوگ قافلہ در قافلہ اونٹوں پر گدھوں پر گھوڑوں پر اور پیدل دور دراز سے حج کا سفر کر کے آتے تھے تو وہ غبار آلود اور پراگندہ حال ہوتے تھے۔

اس مذکورہ روایت کے ہم معنی ایک روایت حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔ [2] جس کو تکرار الفاظ اور تکرار معنی کی وجہ سے ترک کر دیا گیا ہے۔

طواف کرنے والوں پر فخر

(حدیث) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا:

---

[1] ابن حبان، حاکم، سنن بیہقی (منہ) حاکم ۱/۴۶۵، موارد الظمآن ۱۰۰۷، جمع الجوامع ۵۱۶۰، کنز العمال ۱۲۰۷۴، الدر المنثور ۱/۲۲۷، اتحاف السادۃ المتقین ۴/۳۶۶، ترغیب وترہیب ۲/۵۱۶، ۲۰۴، الاتحافات السنیہ ص ۱۳۷، ابن حبان ۱۰۰۷، مجمع الزوائد ۳/۲۵۲، کتاب التمہید ابن عبدالبر ۱/۱۲۱، ابن خزیمہ ۲۸۳۹، الاسماء والصفات ص ۲۱۰،

[2] مسند احمد، طبرانی (منہ) جمع الجوامع ۵۱۶۱، ۵۱۶۲، درمنثور ۱/۲۲۷ کنز العمال ۱۲۰۷۳، ۱۲۰۹۹، اتحاف السادۃ المتقین ۴/۳۶۶، اتحافات سنیہ ص ۱۳۷۔

"إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ بِالطَّائِفِينَ". ١

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالی فرشتوں کے سامنے (بیت اللہ شریف کا) طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔

مجاہدین پر فخر

(حدیث) حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبَاهِي بِالْمُتَقَلِّدِ سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَلَائِكَتَهُ وَهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ مَادَامَ مُتَقَلِّدَهُ". ٢

(ترجمہ) اللہ تبارک وتعالی جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی تلوار لٹکانے والے پر اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور فرشتے اس کیلئے اس وقت تک طلب رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اس تلوار کو (اپنے گلے ہاتھ پہلو وغیرہ میں) لٹکائے رکھے۔

(فائدہ) آج جو چیزیں تلوار کے قائم مقام سمجھی جاتی ہیں جیسے پستول ریوالور بندوق کلاشنکوف وغیرہ ان کے لٹکانے یا پاس رکھنے سے بھی مذکورہ فضیلت حاصل ہوگی۔

سجدہ میں سونے والے پر فخر

(حدیث) حضرت حسن (بصریؒ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"إِذَا نَامَ الْعَبْدُ وَهُوَ سَاجِدٌ يُبَاهِي اللّٰهُ بِهِ الْمَلَائِكَةَ يَقُولُ انْظُرُوا إِلٰى

---

١ کامل ابن عدی، حلیہ ابونعیم، شعب الایمان بیہقی (منہ) کنز العمال ۱۲۰۰۱/۵، الجامع الصغیر ۱۸۳۹، خطیب بغدادی (فیض القدیر مناوی ج ۲ ص ۲۷۹)۔

٢ تاریخ بغداد (منہ) ابن عساکر ۲۵۳/۵ در حالات ھیثم بن خلف، تاریخ بغداد ۳۸۶/۸، کنز العمال ۲۷۸۷، جمع الجوامع ۱۸۵۸، تذکرۃ الموضوعات ص ۱۲۰

٣ زہد امام احمد (منہ) اتحاف السادۃ المتقین ۴۲۰/۱۔

عَبْدِيْ رُوْحُهٗ عِنْدِيْ وَهُوَ سَاجِدٌ لِيْ". ۳

(ترجمہ) جب کوئی بندہ سجدہ کرتے ہوئے (نیند کے غلبہ سے) سو جاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر کرتے اور فرماتے ہیں میرے بندے کی طرف دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور وہ (پھر بھی) میرے لئے سجدہ میں پڑا ہے۔

(فائدہ) صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی سو جاتا ہے تو اس کی روح جسم سے نکل کر عرش خداوندی کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہوتی ہے وہاں اگر سونے والا حالت جنابت میں ہو تو اسے سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ ۱

شب قدر میں جبرائیل کا فرشتوں سمیت نزول اور عمل

عید الفطر میں انسانوں پر فرشتوں کے سامنے فخر خداوندی

(حدیث) حضرت ابو سعید (خدریؓ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ بَاهٰى بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَقَالَ يَامَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاؤُهٗ اَنْ يُوَفّٰى اَجْرُهٗ". ۲

(ترجمہ) جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں جو ہر کھڑے اور بیٹھے اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتے اور فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! اس مزدور کا کیا

---

۱ ابن قیم، المصالح العقلیہ ج ۱ ص ۵۷، کنز العمال

۲ شعب الایمان امام بیہقی (منہ) مشکوۃ المصابیح ۲۰۹۶ بزیادۃ طویلۃ بحوالہ شعب الایمان بیہقی از حضرت انسؓ۔ جمع الجوامع ۲۴۸۷، درمنثور ۶/ ۳۷۷۔

حق ہے جو اپنا کام پورا کر چکے؟ وہ عرض کرتے ہیں اے باری تعالیٰ اس کا حق اور انعام یہ ہے کہ اس کو پوری پوری مزدوری عنایت فرمادی جائے۔

(فائدہ) اس مضمون کو آئندہ حدیث میں تفصیل سے ذکر فرمایا گیا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی : یَارِضْوَانُ اِفْتَحْ اَبْوَابَ الْجِنَانِ یَامَالِکُ اَغْلِقْ اَبْوَابَ الْجَحِیْمِ عَنِ الصَّائِمِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ یَاجِبْرِیْلُ اھْبِطْ اِلَی الْاَرْضِ فَصَفِّدْ مَرَدَۃَ الشَّیَاطِیْنِ فَاِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ یَاْمُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی جِبْرِیْلَ فَیَھْبِطُ فِیْ کَبْکَبَۃٍ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ اِلَی الْاَرْضِ وَمَعَہٗ لِوَاءٌ اَخْضَرُ فَیَرْکُزُہٗ عَلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ وَلَہٗ سِتُّمِائَۃِ جَنَاحٍ مِنْھَا جَنَاحَانِ لَا یَنْشُرُھُمَا اِلَّا فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَیَنْشُرُھُمَا فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ فَیُجَاوِزَانِ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ وَیَبُثُّ جِبْرِیْلُ الْمَلَائِکَۃَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ فَیُسَلِّمُوْنَ عَلٰی کُلِّ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ وَمُصَلٍّ وَذَاکِرٍ وَیُصَافِحُوْنَھُمْ وَیُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِھِمْ حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ نَادٰی جِبْرِیْلُ یَامَعْشَرَ الْمَلَائِکَۃِ الرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَا جِبْرِیْلُ مَا صَنَعَ اللّٰہُ فِیْ حَوَائِجِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی نَظَرَ اِلَیْھِمْ وَعَفَا عَنْھُمْ فَاِذَا کَانَ غَدَاۃُ الْفِطْرِ یَبْعَثُ اللّٰہُ الْمَلَائِکَۃَ فِیْ کُلِّ الْبِلَادِ فَیَھْبِطُوْنَ اِلَی الْاَرْضِ وَیَقُوْمُوْنَ عَلٰی اَفْوَاہِ السِّکَکِ فَیُنَادُوْنَ بِصَوْتٍ یَسْمَعُہٗ جَمِیْعُ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اُخْرُجُوْا اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَغْفِرُ الْعَظِیْمَ فَاِذَا بَرَزُوْا فِیْ مُصَلَّاھُمْ یَقُوْلُ اللّٰہُ لِلْمَلَائِکَۃِ یَامَلَائِکَتِیْ مَا جَزَاءُ الْاَجِیْرِ اِذَا عَمِلَ عَمَلَہٗ فَیَقُوْلُوْنَ جَزَاؤُہٗ اَنْ تُوَفِّیَہٗ اَجْرَہٗ". [1]

(ترجمہ) جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

---

[1] بیہقی (منہ)

اے رضوان (جنت کا ذمہ دار بڑا فرشتہ) سب جنتوں کے دروازے کھولدے' اے مالک (دوزخ کے سب فرشتوں کا رئیس) امت محمد یہ کے روزہ داروں کیلئے دوزخ کے سب دروازے بند کردے۔ اے جبرائیل زمین پر جا اور تمام سرکش جنات کو باندھ دے۔ پس جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل کو (اترنے کا) حکم فرماتے ہیں تو وہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر نازل ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک سبز رنگ کا جھنڈا ہوتا ہے جس کو وہ کعبہ شریف کی پشت پر گاڑ دیتا ہے اس کے چھ سو پر ہیں ان میں سے وہ دو پروں کو شب قدر کے علاوہ کبھی نہیں کھولتا جب ان کو اس رات میں کھولتا ہے تو وہ مشرق و مغرب سے بھی آگے نکل جاتے ہیں' حضرت جبرائیل (اپنے ساتھ نازل ہونے والے) فرشتوں کو اس امت میں پھیلا دیتے ہیں جو ہر حالت قیام' حالت قعود' حالت نماز اور حالت ذکر میں خدا کی عبادت اور ذکر میں مشغول مسلمانوں کو سلام کرتے' ان سے مصافحہ کرتے اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ پس جب صبح طلوع ہوتی ہے حضرت جبرائیل منادی کرتے ہیں کہ اے فرشتو! کوچ کرو کوچ کرو تو وہ حضرت جبرائیل سے پوچھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین کی حاجات کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دیکھا بھی ہے اور ان کی مغفرت بھی فرما دی ہے۔ جب عید الفطر کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ (بہت سے) فرشتوں کو تمام شہروں اور علاقوں میں روانہ فرماتے ہیں تو وہ زمین پر اتر کر راستوں کے سروں پر کھڑے ہوتے اور بلند آواز سے منادی کرتے ہیں جس کو سوائے جنات اور انسانوں کے اللہ کی سب مخلوقات سنتی ہیں یہ کہتے ہیں اے امت محمدؐ! اپنے رب کریم کی طرف نکلو وہ (آج تمہیں) بہت بڑا اجر عطاء فرمائے گا' تمہارے بہت بڑے گناہوں کو معاف کرے گا۔ پس جب (روزہ رکھنے والے' رمضان میں عبادت کرنے والے) عیدگاہ کی طرف جاتے ہیں تو اللہ کریم فرشتوں سے فرماتے ہیں اے میرے فرشتو مزدور کا کیا انعام ہے جب وہ اپنا ذمہ کا کام مکمل کردے وہ عرض کرتے ہیں اس

کی جزا اور انعام یہ ہے کہ آپ اس کو پوری پوری مزدوری عطاء فرما دیں۔

حجاج سے مصافحہ اور معانقہ

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَتُصَافِحُ رُکْبَانَ الْحُجَّاجِ وَتُعْتَنِقُ الْمُشَاۃَ ۔ [۱]

(ترجمہ) جو حضرات سوار ہو کر حج کرنے جاتے ہیں ان سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں اور جو لوگ پیدل حج کرنے جاتے ہیں ان سے بغل گیر ہوتے ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث میں پیدل حج کرنے والوں کی سواری پر جا کر حج کرنے والوں پر فضیلت بیان کی گئی ہے کیونکہ پیدل سفر کر کے حج پر جانے میں مشقت بہت زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو حج میں زیادہ مشقت ہوگی اس کو حج کا ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

ہتھیار سونتنے والے پر لعنت کرنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَتَلْعَنُ اَحَدَکُمْ اِذَا اَشَارَ اِلٰی اَخِیْہِ بِحَدِیْدَۃٍ وَاِنْ کَانَ اَخَاہُ لِاَبِیْہِ وَاُمِّہٖ"۔ [۲]

(ترجمہ) فرشتے تم (مسلمانوں) میں سے اس آدمی پر لعنت کرتے ہیں جو اپنے بھائی پر لوہا (ہتھیار) سونتے اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی کیوں نہ ہو۔

(فائدہ) کسی بھی صورت میں کسی مسلمان پر ہتھیار نہ سونتا جائے نہ مذاق میں

---

[۱] بیہقی (منہ) جمع الجوامع ۵۹۳۹، مسند الفردوس حدیث نمبر ۱۷۷، کنز العمال ۱۱۷۹۰، درمنثور ۴/۳۵۵

[۲] مسند احمد (منہ) جمع الجوامع (۵۹۴۰) بحوالہ مسلم، احمد، ابونعیم)، مسند الفردوس ۷۶۹، کنز العمال ۴۰۱۱۹، سنن الکبری بیہقی ۸/۲۳، حلیہ ۶/۱۲۴، اتحاف السادۃ ۹/۲۸۔

نہ حقیقت میں ایسا نہ ہو کہ اس کو لگ جائے اور تکلیف ہو یا مر جائے۔ ہاں جنگی ضروری مشقیں اور حاکم کی طرف کی سزائیں وغیرہ دوسرے دلائل کی رو سے مستثنیٰ ہیں۔

فرشتے کس دن پیدا ہوئے؟

فرشتے جنات سے جنگ کرتے تھے

حضرت ابو العالیہؒ (تابعی مفسر) فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے روز پیدا کیا' جنات کو جمعرات کے روز اور حضرت آدم کو جمعہ کے روز۔ جنات کی ایک قوم کافر ہو گئی تھی جن کی طرف فرشتے اترتے تھے اور ان سے جنگ کرتے تھے جس سے زمین میں خون بہتا اور فساد ہوتا تھا اسی بات کو دیکھ کر فرشتوں نے انسان کی پیدائش پر کہا تھا۔

﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾

(کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اس میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی)۔[1]

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت جو فرشتوں نے انسان کے زمین میں فساد کرنے اور قتل و خون کرنے کے متعلق کہا تھا وہ جنات پر قیاس کر کے کہا تھا۔

فرشتوں کا دوزخ سے خوف اور انسان کی پیدائش پر سوال

حضرت ابن زید (مشہور مفسر تابعی) فرماتے ہیں جب اللہ جل شانہ نے دوزخ کو پیدا کیا تو اس سے فرشتے بہت دہشت زدہ ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! آپ نے اسے کیوں پیدا فرمایا؟ ارشاد فرمایا اپنی مخلوق میں سے نافرمان کیلئے اس روز فرشتوں کے علاوہ اللہ کی کوئی (مکلّف) مخلوق نہیں تھی انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! کیا ہم پر ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے جس میں ہم آپ کی نافرمانی کریں

[1] ابن جریر، ابن ابی حاتم، کتاب العظمۃ ابو الشیخ (منہ) در منثور ۱/۴۵۔

گے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں زمین میں ایک مخلوق (انسان) پیدا کروں اور اس میں ایک خلیفہ مقرر کروں جو خون بھی بہائیں گے اور زمین میں فساد بھی کریں گے۔ فرشتوں نے عرض کیا کیا آپ اس میں ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو اس میں فساد کرے گی آپ ہمیں اس پر بھیج دیں ہم آپ کی حمد کے ساتھ تسبیح (بھی) بیان کریں گے اور آپ کی تقدیس بھی بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ ۱

فرشتوں کی سب سے پہلی لبیک

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِنَّ اَوَّلَ مَنْ لَبّٰى الْمَلَائِكَةُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ فَرَادُّوْهُ فَاَعْرَضَ عَنْهُمْ فَطَافُوْا بِالْعَرْشِ سِتَّ سِنِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اِعْتِذَارًا اِلَيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ". ۲

(ترجمہ) سب سے پہلے جس نے "لبیک" کہی وہ فرشتے ہیں اللہ نے (ان سے) ذکر کیا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں' انہوں نے عرض کیا آپ اس میں اس (مخلوق) کو پیدا کریں گے جو اس میں خون بہائے گی اور اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں تکرار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اعراض فرمالیا تو فرشتوں نے چھ سال تک عرش کا طواف کیا۔ اور لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اِعْتِذَارًا اِلَيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ کہتے رہے۔

(فائدہ) مذکورہ لبیک کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں' ہم آپ سے اپنے قصور کی معافی

۱ ابن جریر (منہ) درمنثور ۱/۴۵

۲ کتاب التوبہ ابن ابی الدنیا (منہ) درمنثور ۱/۴۶ وعندہ (فزادوہ) غیر (فرادوہ)

مانگتے ہیں اور آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

کعبہ کا پہلا طواف فرشتوں نے کیا

ساری زمین کو بیت اللہ سے پھیلایا گیا

(حدیث) حضرت ابن سابطؒ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

دُحِيَتِ الْاَرْضُ مِنْ مَكَّةَ وَكَانَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَهِيَ اَوَّلُ مَنْ طَافَ بِهِ. [1]

(ترجمہ) ساری زمین کو مکہ سے پھیلایا گیا جبکہ فرشتے (اس وقت) بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور یہی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کرنے والے تھے۔

(فائدہ) یعنی ساری زمین کو مکہ سے پھیلایا گیا جب کہ زمین کے پھیلنے سے پہلے صرف بیت اللہ شریف موجود تھا اسی کا حضرات ملائکہ کرام طواف کیا کرتے تھے چونکہ اس وقت کوئی مخلوق نہیں تھی صرف یہی بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اس لئے سب سے پہلے طواف کرنے والے بھی یہی تھے۔

امور خداوندی سے متعلق فرشتے پہلے کعبہ کا طواف کرتے ہیں

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی فرشتہ کو کسی امر کیلئے جہاں بھی روانہ فرماتے ہیں وہ پہلے بیت اللہ کا طواف کرتا ہے پھر وہاں جاتا ہے جہاں کا اسے حکم دیا گیا۔ [2]

(فائدہ) اس روایت کو امام جندی نے فضائل مکہ میں روایت کیا ہے اور اس روایت پر یہ عنوان قائم کیا ہے کہ "اللہ کے پیغام رساں فرشتے بیت اللہ کے اردگرد اس کی عظمت کی وجہ سے طواف کرتے ہیں" (منہ)۔

---

[1] درمنثور ۱/۴۶، تفسیر ابن کثیر ۱/۱۰۰، تفسیر قرطبی ۱/۲۶۳

[2] فضائل مکہ علامہ جندی (منہ) تاریخ مکہ علامہ ازرقی

بوقت طواف فرشتے کون سے کلمات کہتے ہیں

فرشتوں نے حضرت آدمؑ سے دو ہزار سال قبل حج کیا تھا

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

"قَدِمَ آدَمُ مَكَّةَ فَلَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ فَقَالُوْا بَرَّ حَجُّكَ يَا آدَمُ لَقَدْ حَجَجْنَا هٰذَا الْبَيْتَ قَبْلَكَ بِأَلْفَيْ عَامٍ قَالَ فَمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ حَوْلَهُ؟ قَالُوْا كُنَّا نَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَكَانَ آدَمُ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ"۔ ١

(ترجمہ) حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو ان سے فرشتوں نے ملاقات کی اور کہا اے آدم! آپ کا حج قبول ہو گیا ہم نے آپ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا ہے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا تم طواف کرتے ہوئے کیا (کلمات) پڑھتے تھے؟ عرض کیا ہم یہ پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

تو حضرت آدم علیہ السلام جب بھی بیت اللہ کا طواف کرتے یہی کلمات پڑھا کرتے تھے۔

کعبہ کا شان ورود

اور فرشتوں کے کعبہ کا طواف کرنے کا سبب

حضرت علی بن حسینؒ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے اس طرح سے طواف کرنے کی صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ذکر کیا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا اے رب کیا آپ ہمارے علاوہ ان سے کوئی خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کریں گے آپس میں حسد کریں گے آپس میں بغض

١ فضائل مکہ جندی (منہ) شفاء الغرام باخبار البلد الحرام علامہ تقی فاسی ١/١٨١

رکھیں گے ایک دوسرے پر سرکشی کریں گے۔ اے رب وہ خلیفہ ہم سے بنا دے ہم زمین میں فساد نہیں کریں گے' خون نہیں بہائیں گے' آپس میں بغض نہیں رکھیں گے' ایک دوسرے سے حسد نہیں کریں گے ایک دوسرے پر سرکشی نہیں کریں گے ہم آپ کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کریں گے اور آپ کی تقدیس پیش کریں گے آپ کی اطاعت کریں گے نافرمانی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ تو حضرت ملائکہ کرام نے سمجھا کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے سب اللہ عزوجل کے فرمان کو ٹھکرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے اس جواب سے ناراض ہو گئے ہیں تو وہ عرش کے گرد طواف کرنے لگے اور اپنے سر اٹھا لئے اور اپنی انگلیوں سے اشارے کرنے لگے اور عاجزی کرتے اور خدا کے ڈر سے روتے تھے اس طرح سے انہوں نے تین گھڑیاں عرش کا طواف کیا تب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دیکھا اور ان پر رحمت نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے زبرجد (موتی) کے چار ستونوں پر ایک گھر مقرر کیا اور ان ستونوں کو سرخ یاقوت سے ڈھانپا اور اس کا نام ضراح رکھا فرشتوں سے فرمایا عرش کے بجائے اس گھر کا طواف کرو تو فرشتوں نے اس کا طواف شروع کر دیا اور عرش سے ہٹ گئے اور یہ طواف کرنا ان کیلئے آسان ہو گیا۔ (کیونکہ بیت المعمور بیت اللہ کے برابر ایک گھر ہے اور عرش خداوندی بہت ہی بڑا ہے جس کے گرد طواف کرنا بہت ہی مشکل ہے) اور وہ یہی بیت المعمور ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) ذکر فرمایا ہے' اس میں رات دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں لوٹ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا اور حکم دیا میرے لئے اس (بیت المعمور) کے مطابق اتنا ہی زمین میں ایک گھر بناؤ' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جو زمین میں رہتے ہیں حکم فرمایا کہ وہ اس گھر کا طواف کریں جس طرح کہ آسمان والے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

(فائدہ) بیت المعمور کی بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں یہاں ان کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

پندرہ بیت اللہ

(حدیث) حضرت لیث بن معاذ (تابعی) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"هٰذَا الْبَيْتُ خَامِسُ خَمْسَةَ عَشَرَ بَيْتاً سَبْعَةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَسَبْعَةٌ مِنْهَا اِلٰى تُخُوْمِ الْاَرْضِ السُّفْلٰى وَاَعْلَاهَا الَّذِيْ يَلِي الْعَرْشَ : اَلْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، لِكُلِّ بَيْتٍ مِنْهَا حَرَمٌ كَحَرَمِ هٰذَا الْبَيْتِ لَوْسَقَطَ مِنْهَا بَيْتٌ لَسَقَطَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ اِلٰى تُخُوْمِ الْاَرْضِ السُّفْلٰى، وَلِكُلِّ بَيْتٍ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَمِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ مَنْ يُعَمِّرُهُ كَمَا يُعَمِّرُ هٰذَا الْبَيْتَ". [1]

(ترجمہ) (اللہ تعالیٰ کے) پندرہ گھروں میں سے یہ بیت اللہ پندرھواں گھر ہے۔ان گھروں میں سات آسمان میں ہیں اور سات آخری زمین تک ہیں ان سب سے اوپر بیت المعمور ہے جو عرش کے قریب ہے۔ ہر بیت اللہ کا ایک حرم ہے جس طرح سے اس بیت اللہ کا حرم ہے۔اگر ان میں سے کوئی گھر (مثال کے طور پر) گر پڑے تو آخری زمین تک ایک دوسرے کے اوپر گرے گا (یعنی تمام گھر ایک دوسرے کے اوپر نیچے بالکل سیدھ میں ہیں) ہر گھر کیلئے اہل سماوات اور اہل ارض سے کچھ حضرات ایسے ہیں جو ان کو آباد رکھتے ہیں جیسا کہ اس بیت اللہ کو آباد رکھتے ہیں۔

طواف کعبہ کی اجازت پر تہلیل پڑھتے ہوئے اترنا

حضرت عثمان بن یسار مکیؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب ارادہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں میں سے کسی ایک کو زمین میں اپنے کسی کام کیلئے روانہ کریں تو وہ فرشتہ اللہ عزوجل سے اس بیت اللہ کے طواف کی اجازت طلب کرتا ہے (اور اس کو اجازت عنایت فرمائی جاتی ہے تو وہ اس کے شکرانے اور خوشی کے طور پر آسمان سے) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے ہوئے نیچے اترتا ہے۔[2]

(فائدہ) اس طرح کی ایک روایت قریب ہی گزر چکی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمالیا

---

[1] ازرقی (منہ) کتاب مکہ فاکھی (غماری) درمنثور ۱/ ۱۲۸

[2] ازرقی (منہ)

جائے۔

کعبہ کی تعمیر کیسے ہوئی؟

حضرت عبید بن ابی زیادؒ بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تھا تو (انہیں) حکم دیا تھا اے آدم! میرے لئے (زمین میں) ایک گھر تعمیر کر میرے اس گھر کی سیدھ میں جو آسمان میں ہے جس میں تو بھی عبادت کرے گا اور تیری اولاد بھی جس طرح سے میرے فرشتے میرے عرش کے گرد عبادت کرتے ہیں، تو اس مقام پر فرشتے بھی اترے جنہوں نے اس مقام کو کھودا یہاں تک کہ ساتویں زمین تک جا پہنچے پھر فرشتوں نے اس جگہ پر ایک چٹان پھینک دی جو زمین کی سطح تک ظاہر ہوگئی۔[1]

کعبہ کا سب سے پہلے فرشتوں نے طواف کیا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا وہ فرشتے تھے۔[2]

حضرت آدم کے زمانہ میں بیت اللہ کتنا تھا

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"كَانَ مَوْضِعُ الْبَيْتِ فِيْ زَمَنِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِبْرًا اَوْ اَكْثَرَ عَلَمًا فَكَانَتِ الْمَلَائِكَةُ تَحُجُّ اِلَيْهِ قَبْلَ آدَمَ ثُمَّ حَجَّ آدَمُ فَاسْتَقْبَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ قَالُوْا: يَا آدَمُ مِنْ اَيْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: حَجَجْتُ الْبَيْتَ، فَقَالُوْا قَدْ حَجَّتْهُ الْمَلَائِكَةُ قَبْلَكَ بِاَلْفَيْ عَامٍ". [3]

---

[1] ازرقی (منہ)

[2] طبرانی (منہ)

[3] مصنف ابن ابی شیبہ، شعب الایمان بیہقی (منہ) کنز العمال ۱۷/۳۴۷، درمنثور ۱/۱۳۱

(ترجمہ) حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت اللہ شریف کی جگہ ایک بالشت برابر تھی یا اس سے کچھ زائد تھی، حضرت آدم سے قبل فرشتے اس کا حج کیا کرتے تھے، پھر حضرت آدم نے حج کیا تو فرشتے ان کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا اے آدم آپ کہاں سے آ رہے ہیں فرمایا بیت اللہ شریف کا حج کر کے تو فرشتوں نے بتلایا کہ فرشتے آپ سے دو ہزار سال قبل اس کا حج کر چکے ہیں۔

رکن یمانی پر ملائکہ کا ہجوم

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرائیلؑ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے ان پر ایک سبز رنگ کی پگڑی تھی جس پر غبار چڑھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ غبار کس چیز کا ہے؟ فرمایا میں کعبہ کی زیارت کو حاضر ہوا تھا تو فرشتوں نے رکن (یمانی) پر رش کر رکھا تھا یہ غبار جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان کے پروں سے اڑ کر بیٹھا ہے۔[1]

عیب دار شے فروخت کرنے پر فرشتوں کی لعنت

(حدیث) حضرت واثلہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
مَنْ بَاعَ عَيْباً لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ۔[2]
(ترجمہ) جو آدمی کوئی عیب دار چیز خریدار کو بتلائے بغیر فروخت کرتا ہے تو وہ اللہ کی بیزاری میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں (یہاں تک کہ اس کو اپنی شئے کا عیب بتلا دے)۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ عیب دار مال خریدار کو بتلائے بغیر فروخت کرنا گناہ ہے ہاں اگر یوں کہے کہ میرا یہ مال جیسا ہے خوبی یا عیب کے ساتھ میں فروخت کرتا ہوں اور خریدار کہے کہ میں تمہاری چیز جیسی بھی ہے میں اسکا خریدنا منظور کرتا ہوں تو پھر گناہ نہ ہوگا۔

---

[1] ازرقی (منہ)

[2] ابن ماجہ (منہ) حدیث نمبر ۲۲۴۷، مجمع الزوائد، مشکوٰۃ ۲۸۷۴، علل الحدیث ۱۱۷۳، کنز العمال ۹۴۵۱

ختم قرآن پر استغفار

(حدیث) حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ اَوَّلَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ خَتَمَهُ آخِرَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُصْبِحَ". [1]

(ترجمہ) جو شخص قرآن کریم کو شروع دن کے وقت ختم کرتا ہے اس کیلئے خدا کے فرشتے شام تک رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور جو اس کو آخر دن میں ختم کرتا ہے اس پر فرشتے صبح ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

(فائدہ) ان فرشتوں سے مراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو ہر انسان کے ساتھ بطور محافظ مقرر کئے گئے ہیں یا وہ فرشتے ہیں جو قرآن اور اس کے سننے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ تفصیل احقر مترجم کی کتاب فضائل حفظ القرآن ص ۱۰۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

غلط نام سے بلانے پر فرشتوں کی لعنت

(حدیث) حضرت عمیر بن سعدؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مَنْ دَعَا رَجُلاً بِغَيْرِ اسْمِهِ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ". [2]

(ترجمہ) جو کسی آدمی کو اس کے نام کے علاوہ (کسی اور نام سے یا نام بگاڑ کر کے) بلاتا ہے تو اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

بے علم فتوی دینے والے پر فرشتوں کی لعنت

(حدیث) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] حلیہ ابونعیم (منہ) کنز العمال ۲۳۱۹، جامع صغیر مع شرح مناوی ۶/۱۲۳، حلیہ ۵/۲۶، اتحاف السادۃ ۳/۲۹۳
[2] ابن سنی (منہ) عمل الیوم واللیلہ ص ۸/۳، کنز العمال ۱/۴۵۲، فیض القدیر ۸۶۶۶، دیلمی ۵۷۲۷

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِکَةُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ". ؎۱

(ترجمہ) جو آدمی بغیر علم کے (جہالت پر اور اپنے ڈھکو سلے سے) فتوی دیتا ہے اس پر آسمان اور زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

ناتمام نماز منہ پر مارنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَامِنْ مُصَلٍّ اِلَّا مَلَکٌ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَمَلَکٌ عَنْ یَسَارِهٖ فَاِنْ اَتَمَّهَا عَرَجَا بِهَا وَاِنْ لَمْ یُتِمَّهَا ضَرَبَا بِهَا وَجْهَهٗ". ؎۲

(ترجمہ) ہر نماز پڑھنے والے کے داہنے ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں (بھی) ایک فرشتہ ہوتا ہے پس اگر (نمازی نے) اپنی نماز (صحیح طور پر) مکمل کی تو (یہ فرشتے) اس کو لیکر کے اوپر کو پرواز کر جاتے ہیں اور اگر اس کو ناتمام ادا کیا تو اس کو (پرانے کپڑے میں لپیٹ کر) اس کے منہ پر مار دیتے ہیں۔

(فائدہ) نماز کو پورے آداب و مسائل کے ساتھ خالص اللہ تعالی کی رضا جوئی کیلئے پڑھا جائے تو انشاء اللہ ہماری نماز ضرور قبول ہوگی اور اس کو فرشتے ضرور بارگاہ خداوندی میں پیش کریں گے۔

قبر میں قرآن حفظ کرانے والا فرشتہ

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

؎۱ ابن عساکر (منہ) کنز العمال ۲۹۰۱۸

؎۲ کتاب الافراد دار قطنی (منہ) ترغیب وترہیب ۱/ ۳۳۸ بحوالہ ترغیب اصبہانی۔ دیلمی ۶۰۹۱، زہر الفردوس ۴/ ۱۷، فیض القدیر ۸۱۱۱

"مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَظْهِرَهُ اَتَاهُ مَلَكٌ فَعَلَّمَهُ فِيْ قَبْرِهٖ فَلَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَقَدِ اسْتَظْهَرَهُ". [1]

(ترجمہ) جس نے قرآن پاک پڑھا اور حفظ کرنے سے پہلے (حفظ کے ارادہ سے یا دوران حفظ مکمل حفظ کرنے سے پہلے) موت آ گئی اس کے پاس ایک فرشتہ آئے گا جو اسے اس کی قبر میں قرآن پاک کو حفظ کرا دے گا۔ پھر وہ (متعلم حفظ) اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ قرآن پاک مکمل طور پر حفظ کر چکا ہوگا۔

(فائدہ) ناظرہ قرآن پاک پڑھنے والوں کو حفظ کی نیت ضرور کرنی چاہئے اور اس نیت سے روزانہ کم از کم ایک آیت حفظ کرنے کا معمول بنا لینا چاہئے اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں گے تو دنیا ہی میں حافظ قرآن بن کر حفظ کے فضائل کے مستحق بن جائیں گے اور اگر دوران حفظ یا قبل از ابتداء صرف پختہ نیت سے یا قبل از تکمیل موت واقع ہوگئی تو پھر فرشتے کے قبر میں حفظ کرانے سے روز قیامت حافظ بن کر اٹھیں گے۔ [2]

فرشتے حضرت عثمانؓ سے حیا کرتے ہیں

(حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَسْتَحْيِيْ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ كَمَا تَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ . [3]

(ترجمہ) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے فرشتے (حضرت) عثمان بن عفانؓ سے اسی طرح سے حیا کرتے ہیں جس طرح سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے حیا کرتے ہیں۔

(فائدہ) حضرت عثمانؓ سے حیاء کرنے کے متعلق چند اوراق پہلے بھی ایک

---

[1] فوائد ابوالحسن بشران جلد اول، تاریخ ابن نجار (منہ) کنز العمال ۲۴۴۹

[2] فضائل حفظ القرآن ص ۱۹۶ از تالیف احقر مترجم غفر اللہ لہ ولابلہ

[3] ابویعلی موصلی (منہ) طبرانی، جامع کبیر ۲/۵۰۴، مجمع الزوائد ۸۲/۹

روایت گزر چکی ہے۔

تلاوت قرآن والے گھر میں فرشتوں کی کثرت

(حدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اَلْبَیْتُ اِذَا قُرِیَٔ فِیْهِ الْقُرْآنُ حَضَرَتْهُ الْمَلَائِکَةُ وَتَنَکَّبَتْ عَنْهُ الشَّیَاطِیْنُ وَاتَّسَعَ عَلٰی اَهْلِهٖ وَکَثُرَ خَیْرُهٗ وَقَلَّ شَرُّهٗ وَاِنَّ الْبَیْتَ اِذَا لَمْ یُقْرَاْ فِیْهِ الْقُرْآنُ حَضَرَتْهُ الشَّیَاطِیْنُ وَتَنَکَّبَتْ عَنْهُ الْمَلَائِکَةُ وَضَاقَ عَلٰی اَهْلِهٖ وَقَلَّ خَیْرُهٗ وَکَثُرَ شَرُّهٗ"۔ [1]

(ترجمہ) جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں، یہ اہل خانہ افراد کیلئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں بھلائی کی بہتات اور شر کی قلت ہو جاتی ہے۔ اور جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کی جائے اس میں شیاطین جمع ہو جاتے ہیں فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے باسیوں پر تنگ ہو جاتا ہے۔ خیر کم اور شر بہت بڑھ جاتا ہے۔

(فائدہ) گھر کو مبارک کرنے، آفات سے دور رکھنے اور فرشتوں کی آمد ورفت سے مزین کرنے کیلئے اس میں تلاوت قرآن بہت ضروری ہے اس حدیث پر عمل کر کے اپنے گھروں کو فرشتوں سے اور قرآن پاک کی برکات سے مزین فرمائیں۔

سورہ بقرہ کی ہر آیت کے ساتھ اَسی فرشتے نازل ہوتے تھے

(حدیث) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلْبَقَرَةُ سَنَامُ الْقُرْآنِ وَذِرْوَتُهٗ وَنَزَلَ مَعَ کُلِّ آیَةٍ مِنْهَا ثَمَانُوْنَ مَلَکًا۔ [2]

---

[1] کتاب الصلوٰۃ محمد بن نصر (منہ) ابن ابی شیبہ موقوفا، کنز العمال ۱/۵۴۴، احیاء العلوم ۴/۴۶۶ جمع الجوامع ۱۰۳۲۲، فضائل حفظ القرآن از مترجم غفر اللہ ولاہلہ اجمعین

[2] احمد، طبرانی (منہ) مسند احمد ۵/۲۶، مجمع الزوائد ۶/۳۱۱، کنز العمال ۲۵۴۸، جمع الجوامع ۱۰۳۱۱ ترغیب وترہیب ۲/۳۶۹، تفسیر ابن کثیر ۱/۲۰-۶،۵۱/۵۴۷۔

(ترجمہ) سورہ بقرہ قرآن پاک میں بڑا اور اعلیٰ مقام رکھتی ہے اس کی ہر آیت اترنے کے وقت اسی فرشتے نازل ہوتے تھے۔

سورہ انعام کے ساتھ ستر ہزار فرشتوں کا نزول

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نَزَلَتْ عَلَيَّ سُورَةُ الْاَنْعَامِ جُمْلَةً وَاحِدَةً يُشَيِّعُهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَهُمْ زَجَلٌ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ". ۱؎

(ترجمہ) سورہ انعام ایک ہی مرتبہ مکمل طور پر نازل ہوئی اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے (جو اس کے نزول کی خوشی میں) زور زور سے تسبیح اور تحمید ادا کر رہے تھے۔

(حدیث) حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سورہ انعام نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح بیان فرمائی پھر فرمایا اس سورت کے ساتھ اتنے فرشتے نازل ہوئے ہیں جنہوں نے آسمان تک کا کنارہ بھر رکھا ہے۔ ۲؎

فرشتوں کو امور خداوندی کا علم کیسے ہوتا ہے؟

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا قَضٰى رَبُّنَا اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوَاتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَيَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ وَيَرْمُوْنَ فَمَا جَاؤُوْا بِهٖ

۱؎ طبرانی، ابن مردویہ (منہ) درمنثور ۲/۳، مجمع الزوائد ۱۹/۷، معجم صغیر طبرانی ۸۱/۱، (وللحدیث بقیۃ) امالی الشجری ۱۱۴/۱، حلیہ ۴۴/۳۔

۲؎ حاکم، شعب الایمان بیہقی (منہ) حاکم ۳۱۵/۲، درمنثور ۲/۳۔۳، کنز العمال ۲۵۸۰، تفسیر ابن کثیر ۲۳۳/۳

عَلٰی وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْذِفُوْنَ فِيْهِ فَيَزِيْدُوْنَ . [1]

(ترجمہ) جب ہمارے پروردگار کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو عرش بردار فرشتے (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر اس آسمان والے تسبیح بیان کرتے ہیں جو ان کے قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ اس آسمان دنیا تک تسبیح آن پہنچتی ہے (اور یہ بھی تسبیح عرض کرتے ہیں)۔ پھر وہ فرشتے جو عرش بردار فرشتوں کے قریب ہوتے ہیں ان عرش برداروں سے کہتے ہیں آپ کے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو وہ انہیں بتلاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہوتا ہے، پھر (اسی طرح) ہر آسمان والے دوسرے آسمان والوں سے معلوم کر لیتے ہیں یہاں تک کہ یہ خبر اس پہلے آسمان تک آ پہنچتی ہے تو کچھ جنات (بعض امور) چرا لیتے ہیں اور جلدی سے اپنے دوستوں کی طرف پھینک دیتے ہیں پس جو بات وہ پوری نقل کرتے ہیں تو حق ہوتی ہے لیکن وہ اس میں جھوٹ ملاتے اور اضافے کر دیتے ہیں۔

نزول وحی کے وقت فرشتوں کی حالت

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَاناً لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْتَمِعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ". [2]

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ فرماتے ہیں تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے احترام میں عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے پر مارتے ہیں گویا کہ

---

[1] مسند احمد، مسلم، ترمذی (منہ) مسند احمد ۱/ ۲۱۸ بنحوہ

[2] بخاری، ترمذی، ابن ماجہ (منہ) فتح الباری ۸/ ۳۸۰۔ ۵۳۷ بنحوہ، ترمذی ۳۲۲۳، بخاری ۶/ ۱۰۰، ۱۵۲، ابن ماجہ حدیث ۱۹۴، مشکوۃ ۴۶۰۰، جمع الجوامع ۲۳۵۶، کنز العمال ۱۷۶۷۲، درمنثور ۵/ ۲۳۲، حمیدی ۱۱۵۱، تفسیر بغوی ۴/ ۶۰، تفسیر قرطبی ۱۴/ ۲۹۶، تفسیر ابن کثیر ۴/ ۴۴۶، ۶/ ۱۸۳۔ ۵۰۳۔

یہ وحی خداوندی زنجیر (کی آواز کی طرح ہے جب وہ) کسی چکنے پتھر پر (ہلائی جاتی یا ماری جاتی) ہو۔ پس جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو فرشتے اس فرشتہ سے پوچھتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہوتی ہے کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ بتاتا ہے کہ (جو کچھ فرمایا) حق فرمایا وہ بہت ہی بلند ہے بہت ہی بڑا ہے۔ تو اس وحی کو باتیں چرانے والے (جنات) سن لیتے ہیں (اور اس کے ساتھ بہت سے جھوٹوں کی آمیزش کر کے اپنے دوستوں اور سرکردہ شرارتیوں کو بتلاتے ہیں)۔

نیک و بدروح سے فرشتوں کا عمل

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْعَبْدِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ بِهَا يَصْعَدَانِ فَذُكِرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا وَتَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتَ تَعْمُرِيْنَهٗ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ، وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ فَذُكِرَ مِنْ نَتْنِهَا وَتَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَاءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَاءَ تْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فَيُقَالُ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى آخِرِ الْاَجَلِ". [1]

(ترجمہ) جب مؤمن بندے کی روح نکلتی ہے تو اسے دو فرشتے لے لیتے ہیں اور اس کو لیکر کے اوپر کو جاتے ہیں اور اس کی پاکیزہ خوشبو کا تذکرہ کیا جاتا ہے اہل سماوات کہتے ہیں (کتنی) پاکیزہ روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے اور مغفرت کرے اور اس جسم پر بھی جسے تو نے آباد کیا، پھر اس کو رب کریم کی طرف لے جایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسے اس کے آخری اجل (قیامت) کی طرف لے جاؤ (یعنی قیامت تک کیلئے اس کے بڑے انعام کو

---

[1] مسلم (منہ) جمع الجوامع ۷۰۵، اتحافات سنیہ ص ۱۰۴، کنز العمال ۴۲۱۷۰، مسلم کتاب الجنۃ ۷۲ ۱۲۸ اتحاف السادۃ ۴۰۲/۱۰، ابن کثیر ۴۱۸/۴، مشکوۃ ۱۶۲۸۔

مؤخر کردو) اور جب کافر کی روح نکلتی ہے تو اس کی بدبو کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اہل آسمان کہتے ہیں یہ خبیث روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کو اس کے آخری اجل (قیامت) تک لے چلو (اس کو جرموں کی بڑی سزا قیامت کے دن سے دیں گے)۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کیلئے دو اجل ہیں ایک موت ایک قیامت۔[1]

نوجوان عبادت گزار پر فرشتوں کے سامنے فخر خداوندی

(حدیث) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ اَحَبَّ الْخَلَائِقِ اِلَى اللّٰهِ شَابٌّ حَدَثُ السِّنِّ فِيْ صُوْرَةٍ حَسَنَةٍ جَعَلَ شَبَابَهُ وَجَمَالَهُ لِلّٰهِ، وَفِيْ طَاعَتِهِ لِلّٰهِ، ذٰلِكَ الَّذِى يُبَاهِيْ بِهِ الرَّحْمٰنُ مَلَائِكَتَهُ يَقُوْلُ هٰذَا عَبْدِيْ حَقًّا". [2]

(ترجمہ) تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک کم عمر کا نوجوان ہے جس کی شکل وشباہت بھی خوبصورت ہو اور وہ اپنا شباب اور جمال اللہ کے لئے اور اللہ کی فرمانبرداری میں مصروف کر رہا ہو۔ یہی وہ جوان ہے جس کے متعلق اللہ تعالی اپنے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے اور فرماتے ہیں یہ واقعی میرا بندہ ہے۔

(فائدہ) اس کے ہم معنی ایک روایت کچھ احادیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

فرشتے آسمان پر زمین کی اذان سنتے ہیں

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ اَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَسْمَعُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلَّا الْاَذَانَ". [3]

---

[1] مجمع بحار الانوار ۱/۲۵

[2] تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر (منہ) ۴/۳۴۹، جمع الجوامع ۶۰۸۱، کنز العمال ۴۳۱۰۳، ۱، اتحافات سنیہ ص ۱۵۹

[3] کتاب الاذان ابو الشیخ (منہ) مسند ابن عمر ص ۲۲، جمع الجوامع ۶۳۰۹، کنز العمال ۲۰۸۹۸، ۲۰۹۳۴، المطالب العالیہ ص ۲۳۵، الضعفاء والمجروحین ۲/۶۳، دیلمی ۸۸۲، تذکرۃ الموضوعات ابن قیسرانی ۲۵۱۔

(ترجمہ) آسمان والے زمین والوں کی کوئی بات نہیں سنتے صرف اذان سنتے ہیں۔

تلاوت والے گھر ساتوں آسمان والوں کو منور نظر آتے ہیں

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ بُیُوْتَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَمَصَابِیْحُ اِلَی الْعَرْشِ یَعْرِفُھَا مُقَرَّبُوا السَّمٰوٰتِ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا النُّوْرُ مِنْ بُیُوْتَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّتِیْ یُتْلٰی فِیْھَا الْقُرْآنُ". [1]

(ترجمہ) بے شک مومنوں کے گھر عرش تک روشن ہیں ان گھروں کو ساتوں آسمانوں کے مقرب (اولوالعزم) فرشتے پہچانتے (اور یہ) کہتے ہیں کہ یہ نور مومنوں کے گھروں سے آرہا ہے جن میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(فائدہ) اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں (۱) مؤمنین کے گھر عرش تک روشن نظر آتے ہیں (۲) ساتوں آسمانوں کے مقرب فرشتے ان کو پہچانتے ہیں (۳) اور یہ کہتے ہیں کہ نور ان مومنوں کے گھروں کا ہے جن میں تلاوت قرآن ہوتی ہے۔ [2]

تلاوت قرآن والا گھر فرشتوں کو ستاروں کی طرح نظر آتا ہے

(حدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اَلْبَیْتُ الَّذِیْ یُقْرَأُ فِیْهِ الْقُرْآنُ یَتَرَایَا لِاَھْلِ السَّمَاءِ کَمَا تَتَرَایَا النُّجُوْمُ لِاَھْلِ الْاَرْضِ". [3]

(ترجمہ) وہ گھر جس میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے آسمان والوں کو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو ستارے دکھائی دیتے ہیں۔

---

[1] نوادر الاصول حکیم ترمذی (منہ) کنز العمال ۱/۵۵۴، جمع الجوامع ۲۴۳۵

[2] فضائل حفظ القرآن از مؤلف کتاب ہذا غفر اللہ لہ ولاہلہ اجمعین

[3] شعب الایمان بیہقی (منہ) شعب الایمان ۲/۳۴۱، الجامع الصغیر ۳۲۲۲، مصنف عبد الرزاق ۳/۰۰۰۰، جمع الجوامع ۱۰۳۲۵، کنز العمال ۵۹۹۹، ۲۲۹۲۔

حدیث اختصام ملا اعلیٰ

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا ، فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ کَتِفَيَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَهَا فِيْ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ نَعَمْ فِي الْکَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ . وَالْکَفَّارَاتُ: اَلْمُکْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوَاتِ وَالْمَشْيُ عَلَی الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَاِسْبَاغُ الْوَضُوْءِ فِي الْمَکَارِهِ ، وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ". [1]

(ترجمہ) آج رات میرے پاس (خواب میں) جناب باری تعالیٰ خوبصورت ترین صورت میں نظر آئے اور پوچھا اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں مقرب فرشتے کس بات میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی میں نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا اس کا علم ہوگیا۔ پھر پوچھا اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں مقرب فرشتے کس بارے میں بحث کررہے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کفارات اور درجات کے بارے میں، کفارات یہ ہیں نمازوں کے بعد مساجد میں ٹھہرے رہنا، جماعت کی طرف قدموں سے چلنا، تکلیف کی حالت میں بھی اچھی طرح سے وضو کرنا اور درجات یہ ہیں سلام کو پھیلانا، کھانا کھلانا، رات کو (تہجد کی) نماز ادا کرنا جب کہ لوگ نیند میں ہوں۔

(فائدہ) حضرات انبیائے کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں چنانچہ جو کچھ

---

[1] مسند احمد، ترمذی (منہ) اختیار الاولی فی شرح حدیث اختصام ملأ اعلی ابن رجب، کنز العمال ۴۳۵۴۴ (بحوالہ عبدالرزاق، عبد بن حمید)، ترمذی کتاب التفسیر ۳۲۳۳، حکیم ترمذی، اتحاف السادة المتقین ص ۹۳، جمع الجوامع ۳۲۰، مشکوۃ ص ۷۲۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب میں دیکھا وہ بھی حق ہے جناب باری تعالی کا خواب میں دیدار بھی حق ہے۔ بعض حضرات اس روایت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خواب کے بعد تمام کائنات کا علم عطاء فرمادیا گیا ہے' اولاتو یہ بات اس لئے درست نہیں کیونکہ اس میں صرف آسمانوں اور زمین کے علم کا ذکر ہے حالانکہ اللہ تعالی کی اور بھی بہت سی کائنات پیدا کردہ ہے جو اس روایت میں مذکور نہیں ہے دوسرے یہ کہ آسمانوں اور زمین کی بھی وہ بات جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آئی جس کے بارے میں اللہ تعالی نے آپؐ سے سوال فرمایا تھا ورنہ قرآن پاک میں جو یہ ارشاد ہے مَا کَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْاَعْلٰی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ. (مجھے کچھ علم نہیں عالم بالا کی بحث و گفتگو کا جب وہ کسی معاملہ میں گفتگو کرتے ہیں) اس کے خلاف ہے۔ مزید تفصیل حافظ ابن رجب حنبلیؒ کی کتاب ''اختیار الاولی فی شرح حدیث اختصام ملا اعلی'' میں ملاحظہ فرمائیں جو عرب ممالک سے چھپ چکی ہے۔ (امداد اللہ)

مدینہ کے ہر گھر پر ایک محافظ فرشتہ

فرشتے دجال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے

(حدیث) حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''اِنَّ طَیْبَۃَ الْمَدِیْنَۃِ وَمَا بَیْتٌ مِنْ اَبْیَاتِھَا اِلَّا عَلَیْہِ مَلَکٌ شَاھِرٌ سَیْفَہٗ لَا یَدْخُلُھَا الدَّجَّالُ اَبَداً''۔ [1]

(ترجمہ) مدینہ طیبہ کی شان یہ ہے کہ اس کے گھروں میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس پر کوئی فرشتہ اپنی تلوار نہ لہرا رہا ہو۔ مدینہ میں دجال کبھی بھی داخل نہ ہو سکے گا۔

---

[1] طبرانی (منہ) ورواہ ایضا عن عمران بن حصین بلفظہ وفی الاوسط مثلہ من حدیث محجن بن الادرع باسنادین صحیحین بل ثبت ہذا فی الصحیحین من حدیث ابی بکرۃ وابی ہریرۃ وانس وفیھا، زیادۃ مکۃ المکرمۃ ایضا۔ کنز العمال ۳۴۸۹۳، مجمع الزوائد ۳/ ۳۰۹، طبرانی کبیر ۲/ ۴۳۔

(فائدہ) بخاری اور مسلم وغیرہ میں بھی اس مضمون کی روایات موجود ہیں ان میں مدینہ کے ساتھ مکہ کا ذکر بھی ہے اور اس طرح کی روایات کو امام طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بھی اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت مصنف علام نے ان کا حوالہ نہیں دیا۔ قرب قیامت علامات قیامت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دجال اکبر کا ظہور ہوگا جو بہت تھوڑے وقت میں ساری دنیا کا چکر لگا لے گا اور بہت سے لوگوں کا ایمان غارت کرے گا سب انبیاء اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے اپنی اپنی امتوں کو تاکید کرتے چلے آئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

خاوند کا بستر چھوڑ کر سونے والی پر لعنت کرنے والے

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تَرْجِعَ، وَفِي لَفْظٍ حَتّٰى تُصْبِحَ". [1]

(ترجمہ) جب کوئی عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر (نافرمانی کرتے ہوئے) الگ سوتی ہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ (اس کے بستر پر) لوٹ آئے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

میت کے حق میں انسان کے کلمات پر فرشتے آمین کہتے ہیں

(حدیث) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مسند احمد ۲/۲۸۶، ۵۱۹، سنن الکبریٰ بیہقی ۷/۲۹۲، سنن دارمی ۲/۱۵۰، ابن کثیر ۱/۲۵۷، کنز العمال ۴۵۰۰۰۔

"اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ". ا

(ترجمہ) جب تم میت کے پاس آؤ تو اس کے حق میں تعریف کرو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

(فائدہ) میت کی تعریف کرنے سے میت کے بارے میں آپ کی نیک شہادت ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شہادت کے بڑے قدر دان ہیں چاہے میت ویسی نہ ہو لیکن ان مسلمانوں کی شہادت کا لحاظ فرماتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مردہ کی مغفرت ہو کر اس کو جنت نصیب ہوتی ہے اور اگر مردہ کی مذمت کی جائے گی تو فرشتے اس پر بھی آمین کہتے ہیں جس کی وجہ سے مردہ کو دوزخ میں جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو اذیت پہنچانا بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کتنا نیک ہو یہ وجہ اس کے دوزخی ہونے کیلئے کافی ہے۔ اس لئے میت کے حق میں کلمہ خیر کہو کلمہ شرمت کہو۔ اگر کسی پر ظلم اور زیادتی بھی کی ہو تب بھی نیکی کا برتاؤ کرو اس کو جنت مل جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے انشاء اللہ تمہارا حق چکا دے گا۔

ختم قرآن پر ساٹھ ہزار فرشتوں کا استغفار

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرْآنَ صَلّٰى عَلَيْهِ عِنْدَ خَتْمِهٖ سِتُّوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ". ۲

(ترجمہ) جب بندہ قرآن مجید ختم کرتا ہے تو بوقت ختم (اس کیلئے) ستر ہزار فرشتے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

ا احمد، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ (منہ) مسند احمد ۶/ ۲۹۱، بیہقی ۳/ ۳۸۴-۴/ ۶۵، ترغیب وترہیب ۴/ ۳۴۷، الطب النبوی ص ۱۴۵-۱۴۷، امالی الشجری ۱/ ۲۵۲، ابوداود ۳۱۱۵، تمہید ۳/ ۱۸۱

۲ دیلمی (منہ) کنز العمال ۱/ ۵۱۰، جامع الشمل ۱/ ۱۶۵، جمع الجوامع ۱۶۸۶، الفوائد المجموعہ ص ۳۱۰ تجرید التمہید ۵۵۶، تذکرۃ الموضوعات فتنی ص ۷۸۔

مرغ فرشتہ کو دیکھ کر اذان دیتا ہے

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكاً وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحَمِيْرِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَاناً". ۱

(ترجمہ) جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالی سے اس کا فضل طلب کرو کیونکہ یہ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے۔ اور جب گدھے کی رینک سنو تو اللہ تعالی کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔

مسلمان پر تلوار لہرانے والے پر فرشتوں کی لعنت

(حدیث) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلٰی اَخِيْهِ سَلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ تَلْعَنُهٗ حَتّٰی يُشِيْمَهٗ عَنْهُ. ۲

(ترجمہ) جب کوئی مسلمان اپنے (مسلمان) بھائی پر ہتھیار لہراتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ اس کو میان میں نہیں کر لیتا۔

(فائدہ) اس مضمون کی ایک روایت قریب میں گزر چکی ہے۔

---

۱ مسند احمد، بخاری، مسلم (منہ) بخاری ۴/۱۵۵، مسلم کتاب الذکر والدعاء ۲ حدیث ۸۲، ابو داود کتاب الادب ب ۱۱۵، ترمذی حدیث ۳۴۵۹، مسند احمد ۲/۳۰۶، شرح السنہ ۵/۱۲۶، مشکوۃ المصابیح ۲۴۱۹، الاذکار النوویہ ص ۲۶۴، الاسرار المرفوعہ ۴۳۱، کشف الخفاء ۱/۴۹۸ تفسیر ابن کثیر ۶/۳۴۲، الادب المفرد ۱۲۳۶۔

۲ بزار (منہ) کنز العمال ۳۹۸۸۶، جمع الجوامع ۲۰۴۴، مجمع الزوائد ۷/۳۹۱۔

نماز سے فراغت کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھنے والے پر فرشتوں کا استغفار

(حدیث) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا صَلَّى الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الصَّلَاةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَادَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَصَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ". [۱]

(ترجمہ) جب کوئی مسلمان نماز سے فارغ ہو کر (اسی جگہ) نماز کے بعد بیٹھا رہتا ہے تو اس پر فرشتے اس وقت تک صلوۃ پڑھتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز پر رہے اور ان کی صلوۃ یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

(اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما)۔

افضل فرشتوں کا انتخاب

(حدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِصْطَفُوْا وَلْيَتَقَدَّمْكُمْ فِي الصَّلَاةِ اَفْضَلُكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمِنَ النَّاسِ". [۲]

(ترجمہ) (اپنی پیشوائی کیلئے) انتخاب کرو، چاہئے کہ نماز میں تمہارا امام تمہارا افضل آدمی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی فرشتوں اور بندوں سے اچھے حضرات کا انتخاب فرماتے ہیں۔

---

[۱] شعب الایمان بیہقی (منہ) جمع الجوامع ۲۰۴۶، کنز العمال ۱۹۰۷۲

[۲] تاریخ بغداد (منہ) مجمع الزوائد ۲/۶۴ (بحوالہ طبرانی کبیر)، کنز العمال ۲۰۵۲۶

روزہ دار کے سامنے کھانا کھانے پر فرشتوں کی دعا

(حدیث) حضرت ام عمارہ بنت کعبؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ لَمْ تَزَلْ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ طَعَامِهٖ". ا

(ترجمہ) جب کسی روزہ دار کے پاس کوئی کھانا کھاتا ہے تو روزہ دار کیلئے اس وقت تک فرشتے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں جب تک کہ اس کے پاس کھانے والا کھانے سے فارغ نہ ہو جائے۔

(فائدہ) کیونکہ جب روزہ دار کے سامنے کوئی کھانا کھائے تو اس کی کھانے کی خواہش بھی بھڑکتی ہے لیکن وہ اپنی خواہش کا قلع قمع کرتا اور اپنے نفس کو اللہ کے حکم کی پیروی میں روکتا ہے تو اسی صورت کو دیکھ کر فرشتے تعجب کرتے ہیں اور اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ ۲ حضورؐ نے ایک مرتبہ حضرت بلالؓ سے بھی فرمایا کہ اے بلال ہمارے ساتھ کھاؤ انہوں نے عرض کیا میں روزہ دار ہوں تو آپؐ نے فرمایا ہم تو اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں محفوظ ہے اے بلال! میں سمجھتا ہوں کہ روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح پڑھتی ہیں اور اگر کوئی اس کے پاس کھائے تو فرشتے روزہ دار کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ ۳

بروز جمعہ درجات لکھنے والے فرشتے

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

۱ مسند احمد، ترمذی وصححہ، ابن حبان، (شعب الایمان) بیہقی (منہ) نسائی، ابن ماجہ (مناوی ۱/۳۵۹)، مسند احمد ۶/۳۶۵، دارمی ۲/۱۷، بیہقی ۴/۳۰۵، موارد الظمآن ۹۵۳، شرح السنہ ۶/۳۷۶، مشکوۃ ۲۰۸۱، درمنثور ۱/۱۸۱، کنز العمال ۲۳۵۷۷، جمع الجوامع ۵۶۵۱۔۵۶۵۲، حلیہ ۲/۶۵، ابن سعد ۱/۱۰۸

۲ مناوی (۱/۳۵۹)

۳ سنن الکبری بیہقی، ابن ماجہ (عماری ص ۱۵۰)

"اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ کَانَ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِکَةٌ یَکْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِهِمُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُ وْا یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ". [1]

(ترجمہ) جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ہر مسجد کے دروازوں میں سے ہر دروازہ پر فرشتے آتے ہیں جو لوگوں کے ثواب ان کے سفر کے حساب سے لکھتے ہیں جو پہلے آتا ہے اس کا ثواب زیادہ لکھتے ہیں اور جو اس کے بعد لیکن باقیوں سے پہلے آنے والا ہے اس کا ثواب لکھتے ہیں۔ پس جب امام (منبر پر) بیٹھ جائے تو وہ ان (ثواب اور درجات کے) اوراق کو لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

(فائدہ) یہ ثواب لکھنے والے فرشتے کراما کاتبین فرشتوں کے علاوہ ہیں جو صرف یہی عمل اپنے پاس موجود اوراق میں تحریر کرتے ہیں لیکن جب امام خطبہ دینے کیلئے منبر پر بیٹھتا ہے تو پھر یہ کسی کی آمد کا ثواب نہیں لکھتے بلکہ خطبہ سننے میں لگ جاتے ہیں لیکن کراما کاتبین اپنے متعلقہ حضرات کے اعمال ان کے اعمالناموں میں لکھتے رہتے ہیں۔ [2]

(حدیث) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ غَدَتِ الشَّیَاطِیْنُ بِرَایَاتِهَا اِلَی الْاَسْوَاقِ فَیَرْمُوْنَ النَّاسَ بِالرَّبَائِثِ. وَیُثَبِّطُوْنَهُمْ عَنِ الْجُمُعَةِ وَتَغْدُو الْمَلَائِکَةُ فَتَجْلِسُ عَلٰی اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَیَکْتُبُوْنَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَیْنِ حَتّٰی یَخْرُجَ الْاِمَامُ". [3]

---

[1] احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ (منہ) جامع الصغیر ۸۰۴، بخاری نحوہ ۴/۱۳۶، مسلم کتاب الجمعہ ب ۸ حدیث ۲۴، نسائی کتاب الجمعہ ب ۱۳، ابن ماجہ ۱۰۹۲، مسند احمد ۲/۲۳۹، بیہقی ۲/۲۲۶، ۵/۲۲۹، ۱۰/۸۴، ابن خزیمہ ۱۷۶۹، شرح السنہ ۴/۲۳۲، اتحاف السادۃ ۳/۲۵۶، جمع الجوامع ۲۴۶۹، کنز العمال ۲۱۱۷۱، نور اللمعہ فی خصائص الجمعہ

[2] فیض القدیر شرح جامع صغیر مناوی (۱/۴۲۲)

[3] مسند احمد، ابوداود، بیہقی سنن الکبری (منہ) فتح الباری ۲/۳۶۹ نحوہ، ابوداود کتاب الجمعہ ب ۳ حدیث نمبر ۱۰۳۸، بیہقی ۳/۲۲۰، جامع کبیر ۲/۶۳، جمع الجوامع ۲۴۸۴، کنز العمال ۲۱۱۶۸

(ترجمہ) جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیاطین صبح صبح اپنے اپنے جھنڈے لیکر کے بازاروں میں نکل آتے ہیں اور لوگوں کے سامنے (ضروریات وغیرہ کی) رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں اور نماز جمعہ سے روکتے ہیں۔ اور (اسی طرح سے) فرشتے (بھی صبح) صبح مسجد کے دروازوں پر آ بیٹھتے ہیں اور اول وقت میں آنے والے (کے ثواب) کو بھی لکھتے ہیں اور دوسرے وقت میں آنے والے کے ثواب کو بھی لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے ثواب لکھتے رہتے ہیں) یہاں تک کہ امام خطبہ کیلئے نکلے (اور منبر پر بیٹھ جائے تو یہ ثواب لکھنا روک دیتے ہیں اور امام کا خطبہ سننا شروع کر دیتے ہیں)۔

(فائدہ) اس روایت میں مزید اضافہ یہ بھی ہے کہ جو شخص جمعہ کیلئے سب سے پہلے مسجد میں آتا ہے اس کو ایک اونٹ قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے' پھر جو آتا ہے اس کو گائے قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے' پھر جو آتا ہے اس کو مینڈھا قربان کرنے کا ثواب ملتا ہے' پھر جو آتا ہے اس کو مرغی صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے پھر جو آتا ہے اس کو انڈا صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے ہے۔[1] بقیہ فوائد گذشتہ حدیث کے ماتحت ملاحظہ فرمائیں۔ مذکورہ بالا روایت کی طرح کی ایک مختصر حدیث حضرت مصنف علام نے اور بھی بیان فرمائی ہے۔[2]

بروز جمعہ بعض فرشتوں کے اعمال

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَتِ الرَّايَةُ اِلَى الْمَلَائِكَةِ اِلٰى كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيْهِ فَيَحْضُرُ جِبْرِيْلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَمَعَهُ مَلَائِكَةٌ مَعَ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ كِتَابٌ وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مَعَهُمْ قَرَاطِيْسُ فِضَّةٍ وَاَقْلَامُ ذَهَبٍ يَكْتُبُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَرَاتِبِهِمْ فَمَنْ جَاءَ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ كُتِبَ مِنَ

---

[1] جامع صغیر ۸۰۴، فیض القدیر ۱/۴۲۲

[2] احمد، ابویعلی، طبرانی (منہ) جمع الجوامع ۵۹۱۸، کنز العمال ۲۱۰۵۴، طبرانی کبیر ۳۳۹/۸

السَّابِقِيْنَ وَمَنْ جَاءَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْإِمَامِ كُتِبَ : شَهِدَ الْخُطْبَةَ وَمَنْ جَاءَ بَعْدُ، كُتِبَ : شَهِدَ الْجُمُعَةَ فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ تَصَفَّحَ الْمَلَكُ وُجُوْهَ الْقَوْمِ فَإِذَا فَقَدَ الرَّجُلَ مِمَّنْ كَانَ يَكْتُبُهُ فِيْمَا خَلَا مِنَ السَّابِقِيْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ فُلَانٌ نَكْتُبُهُ فِيْمَا خَلَا مِنَ السَّابِقِيْنَ لَا نَدْرِيْ مَا خَلَّفَهُ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مَرِيْضًا فَاشْفِهِ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا فَأَحْسِنْ صَحَابَتَهُ وَإِنْ كَانَ قَبَضْتَهُ فَارْحَمْهُ وَيُؤَمِّنُ الَّذِيْنَ مَعَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔ [1]

(ترجمہ) جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ہر جامع مسجد کیلئے فرشتوں کو ایک ایک جھنڈا دیدیا جاتا ہے' حضرت جبرائیل مسجد حرام (بیت اللہ شریف) میں تشریف لاتے ہیں اور ان کے ساتھ بہت سے فرشتے ہوتے ہیں اور ہر ایک فرشتے کے ساتھ ایک کتاب ہوتی ہے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوتے ہیں ان کے پاس (مذکورہ کتاب کے) چاندی کے اوراق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کے اجر و ثواب کو ان کے مراتب کے اعتبار سے لکھتے ہیں پس جو امام کے منبر پر آنے سے پہلے (مسجد میں) آ گیا اسے سابقین میں درج کرتے ہیں' اور جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد آیا اس کیلئے لکھا جاتا ہے کہ یہ خطبہ کے وقت شریک ہوا' اور جو خطبہ کے بعد آیا اسے لکھا جاتا ہے کہ یہ نماز جمعہ میں شریک ہوا' پھر جب امام سلام پھیر لیتا ہے تو ایک فرشتہ حاضری کا پتہ لگانے کیلئے قوم کے چہروں کو غور سے دیکھتا ہے تو اگر وہ کسی ایسے آدمی کو موجود نہیں پاتا جو پہلی پہلے جمعہ میں شریک ہوتے تھے تو کہتا ہے ہم نہیں جانتے کہ وہ کیوں رہ گیا اور یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ اگر یہ مریض ہو گیا ہے تو اس کو شفاء عطاء فرما دے' اور اگر یہ غائب ہے تو اس کی مجلس بہتر فرما دے' اور اگر آپ نے اس کو موت دیدی تو اس پر رحمت کر۔ اور اس کے ساتھ والے فرشتے جو اس فرشتے (کے ماتحت ہوتے ہیں وہ اس) کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

---

[1] ابوالشیخ کتاب الثواب (منہ) کنز العمال ۲۳۳۴۰۔ ۳۷۸/۸

عیدالفطر کے روز فرشتوں کا عمل

(حدیث) حضرت اوس انصاریؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اِذَا کَانَ یَوْمُ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ فِیْ اَفْوَاہِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اغْدُوْا اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یَمُنُّ بِالْخَیْرِ وَیُثِیْبُ عَلَیْہِ الْجَزِیْلَ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّھَارِ فَصُمْتُمْ وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَکُمْ فَاِذَا صَلُّوا الْعِیْدَ نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنِ ارْجِعُوْا اِلٰی مَنَازِلِکُمْ رَاشِدِیْنَ فَقَدْ غُفِرَلَکُمْ ذُنُوْبُکُمْ وَیُسَمّٰی ذٰلِکَ الْیَوْمُ فِی السَّمَاءِ یَوْمُ الْجَوَائِزِ"۔ [1]

(ترجمہ) جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے شروع راستوں میں کھڑے ہو کر کے ندا کرتے ہیں اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی طرف جلدی سے نکلو وہ بہترین احسان کرنے والا ہے اور بہت بڑا اجر عطا کرنے والا ہے۔ تمہیں رات میں تراویح پڑھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے تراویح پڑھی۔ تمہیں دن کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزہ رکھا، تم اپنے رب کی اطاعت کے انعامات وصول کرو۔ تو جب وہ عید کی نماز ادا کر لیتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اب اپنے گھروں کو خوشی سے لوٹ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دئے گئے۔ اس دن کا نام آسمان میں "یوم الجوائز" (انعامات کا دن) رکھا گیا ہے۔

فقراء مومنین پر فرشتوں کا ترس

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

---

[1] مسند حسن بن سفیان، باوردی، طبرانی (منہ) طبرانی کبیر ۱/۱۹۶، مجمع الزوائد ۲/۲۰۱، کنز العمال ۲۳۷۴۰، جمع الجوامع ۲۴۶۴، امالی الشجری ۲/۴۷

"اِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَفْرَحُ بِذَهَابِ الشِّتَاءِ رَحْمَةً لِمَا يَدْخُلُ عَلٰى فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ مِنَ الشِّدَّةِ". ؎۱

(ترجمہ) مومنین فقراء پر جو سردی کی تکلیف ہوتی ہے اس پر ترس کھاتے ہوئے سردی کے جانے پر فرشتے خوش ہوتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا

(حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ الْمَلَائِکَةَ صَلَّتْ عَلٰى آدَمَ فَکَبَّرَتْ عَلَيْهِ اَرْبَعاً". ؎۲

(ترجمہ) حضرت آدم علیہ السلام کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا تھا اور (ان کے) جنازہ پر چار تکبیریں کہی تھیں۔

(فائدہ) ہم جو نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس میں بھی چار تکبیریں کہتے ہیں مذکورہ حدیث ہمارے حنفی مذہب کی دلیل ہے آج کل ہمارے ملک میں جو لوگ جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتے ہیں وہ اس حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کا جنازہ حضرت جبرائیلؑ نے مسجد خیف میں پڑھایا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور مسجد خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے جنازہ پڑھایا۔ ؎۳

(محدث) ابن عساکر نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ "اس دن دیگر فرشتوں پر حضرت جبرائیل کی فضیلت معلوم ہوئی۔" ؎۳

؎۱ طبرانی (منہ) مجمع الزوائد ۱/۲۳۷ بحوالہ طبرانی کبیر ۱۰۰، میزان الاعتدال ۱۰۰، لسان المیزان ۶/۲۵۲، کنز العمال ۳۵۲۱۲، جمع الجوامع ۵۹۲۲، کامل ابن عدی ۶/۲۳۶۸۔

؎۲ الالقاب شیرازی (منہ) دارقطنی ۲/۷۱، تفسیر قرطبی ۸/۲۲، جمع الجوامع ۵۹۲۳، کنز العمال ۴۲۲۸۲، تاریخ بغداد ۳/۲۷۲، ابن عدی ۵/۱۰۱۷، ۱۵۱۷

؎۳ سنن دارقطنی، ابن عساکر (منہ)

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدمؑ کا جنازہ فرشتوں نے پڑھا تھا امامت حضرت جبرائیل نے کی تھی جنازہ میں چار تکبیریں کہی گئیں اور نماز جنازہ مسجد خیف میں ادا کی گئی جو میدان عرفات مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔

گانے باجے سے اجتناب کرنے والے روز قیامت فرشتوں سے تسبیح سنیں گے

(حدیث) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَیْنَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُنَزِّهُوْنَ اَسْمَاعَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ عَنْ مَزَامِیْرِ الشَّیْطَانِ مَیِّزُوْهُمْ فَیَتَمَیَّزُوْنَ فِیْ کُثُبِ الْمِسْکِ وَالْعَنْبَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلَائِکَةِ اَسْمِعُوْهُمْ تَسْبِیْحِیْ وَتَمْجِیْدِیْ فَیَسْمِعُوْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ یَسْمَعِ السَّامِعُوْنَ بِمِثْلِهَا قَطُّ. [1]

(ترجمہ) جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے وہ حضرات کہاں ہیں جو اپنے کان اور آنکھیں شیطان کے گانے باجے سے محفوظ رکھتے تھے؟ ان سب کو الگ کردو، تو ان کو کستوری اور عنبر کے ٹیلوں پر نمایاں کر دیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے تم ان کو میری تسبیح و تمجید سناؤ تو یہ (نیک لوگ) ایسی (خوبصورت) آوازوں میں (تسبیحات و تمجیدات) سنیں گے کہ ایسی آوازیں کبھی بھی سننے والوں نے نہیں سنی ہونگی۔

روز جمعہ کا درود حضورؐ تک فرشتے پہنچاتے ہیں

(حدیث) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ یَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِکَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُهٗ حِیْنَ یَفْرُغُ مِنْهَا قِیْلَ

[1] دیلمی (منہ) درمنثور ۵/۱۵۳، جمع الجوامع ۲۴۱۱، کنز العمال ۴۰۶۶۵۔

بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ ." ۱؎

(ترجمہ) جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں کوئی ایک بھی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ عرض کیا گیا آپ کی وفات کے بعد بھی ہمارا درود آپ کو پہنچایا جائے گا؟ فرمایا ہاں موت کے بعد بھی کیونکہ اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرامؑ کے اجسام کو کھائے۔

(فائدہ) اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الوفات ثابت ہوتی ہے کیونکہ حضورﷺ کی زندگی تک تو درود شریف کے پہنچنے کا حضرات صحابہؓ کو یقین تھا لیکن آپؐ کی وفات کے بعد تردد تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اس شبہ کا دفعیہ فرمادیا کہ حضرات انبیائے کرامؑ اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں ان کے اجسام قبر میں محفوظ رہتے ہیں۔ تفصیل کے لیے اس موضوع پر لکھی جانے والی کتب مثلاً تسکین الصدور، آب حیات، مقام حیات، حیات انبیاء کرامؑ ملاحظہ فرمائیں۔

مساجد میں رہنے والوں کے ساتھ فرشتوں کے اعمال

(حدیث) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَادًا وَالْمَلَائِكَةُ جُلَسَاؤُهُمْ فَاِنْ غَابُوْا افْتَقَدُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ وَاِنْ كَانُوْا فِيْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ". ۲؎

۱؎ ،ابن ماجہ (منہ) (قال الدمیری رجالہ ثقات فیض القدیر ۲/ ۸۷) جامع الصغیر، مسند الشافعی للامام الرافعی (ابو داود بلفظہ ۱/ ۱۵۰، ۲۱۴، سنن نسائی ۱/ ۱۵۴، سنن دارمی صفحہ ۱۹۵، متدرک حاکم ۱/ ۲۷۸، بیہقی ۳/ ۲۴۸، طبرانی، نیل الاوطار ۳/ ۲۱۰، ۲۱۱، مسند احمد، ابن کثیر ۳/ ۵۱۴، ابن خزیمہ، ابن حبان، سنن سعید بن منصور، مصنف ابی شیبہ کمافی شرح العلامہ البوسنوی ۸ مصر) اس بریکٹ کے سب "حوالے مقام حیات،، علامہ استاذیم پروفیسر خالد محمود صاحب زید حیاتہ سے ماخوذ ہیں)۔

۲؎ ابن نجار (منہ) کنز العمال ۲۰۳۵۰، درمنثور ۳/ ۲۱۶، مجمع الزوائد ۲/ ۲۲ بحوالہ مسند احمد۔

(ترجمہ) کچھ لوگ مساجد کو لازم پکڑنے والے ہیں فرشتے ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں اگر یہ لوگ غائب ہو جائیں تو ان کو تلاش کرتے ہیں اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر کسی ضرورت میں پڑتے ہیں تو ان کی اعانت کرتے ہیں۔

(فائدہ) اس طرح کی ذیل کی روایت اور بھی کتب حدیث میں موجود ہے جس کو علامہ سیوطی نے مذکورہ روایت کی تقویت کے طور پر بیان فرمایا ہے۔

(حدیث) حضرت عطاء خراسانی (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ لِلْمَسَاجِدِ اَوْتَاداً جُلَسَاؤُهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَتَفَقَّدُوْنَهُمْ فَاِنْ كَانُوا فِيْ حَاجَةٍ اَعَانُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ وَاِنْ خَلِفُوْا افْتَقَدُوْهُمْ وَاِنْ حَضَرُوْا قَالُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذَكَرَكُمُ اللّٰهُ"۔ [1]

(ترجمہ) کچھ لوگ مساجد کو لازم پکڑنے والے ہیں ان کے ساتھ فرشتے بیٹھتے ہیں اگر یہ لوگ غائب ہو جائیں تو ان کی تلاش کرتے ہیں۔ اگر کسی حاجت میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ ان کی اعانت اور مدد کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہوتے ہیں تو ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر (مسجد میں) حاضری سے رہ جائیں تو ان کو تلاش کرتے ہیں اور اگر موجود رہیں تو ان سے کہتے ہیں تم اللہ کو یاد کرو اللہ تمہیں یاد کرے گا۔

تمام فرشتوں، انبیاء اور اولیاء کی دعا

(حدیث) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مصنف عبدالرزاق، شعب الایمان بیہقی (منہ) مسند احمد ۲/ ۳۱۸، مصنف عبدالرزاق ۲۰۵۸۵، مجمع الزوائد ۲/۲۲، ترغیب وترہیب ۱/۲۲۰، درمنثور ۳/۲۱۶، جمع الجوامع ۷۰۳۴، کنزالعمال ۲۰۳۵۱، شعب الایمان ۲۰۳۵۰

”اِنَّـهٗ لَمْ يَدَعْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا عَبْدٌ صَالِحٌ اِلَّا كَانَ مِنْ دُعَائِهٖ: اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ عَلَى الْغَيْبِ وَبِقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِيْ وَاَسْاَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَكَلِمَةَ الْحُكْمِ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضٰى وَالْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَاَسْاَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْاَلُكَ النَّظْرَ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءٍ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِيْنَ“۔ [1]

(ترجمہ) کوئی فرشتہ‘ نبی مرسل اور نیک بندہ ایسا نہیں جس نے یہ دعا نہ مانگی ہو۔ اے اللہ! اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کے مطابق مجھے اس وقت تک زندہ رکھیو جب تک کہ آپ میرے لیے زندگی کو بہتر سمجھیں اور اس وقت موت دید یجیو جب آپ میرے لئے وفات کو بہتر جانیں۔ میں آپ سے پوشیدہ حالت میں اور ظاہری حالت میں آپ کا ڈر غصہ اور خوشی کے وقت دانائی کی بات‘ غربت اور تونگری (کی حالتوں) میں میانہ روی طلب کرتا ہوں۔ اور ایسی نعمت طلب کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو۔ آنکھ کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور مرنے کے بعد اطمینان کی زندگی چاہتا ہوں۔ آپ سے آپ کے چہرے کی طرف نظر رکھنے کا سوال کرتا ہوں‘ آپ سے ملاقات کا شوق مانگتا ہوں جو ضرر پہنچانے والی حالت سے اور گمراہ کرنے والے فتنہ سے خالی ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہدایت یافتہ رہنما بنا۔

(فائدہ) جو حضرات یہ دعا پڑھتے رہنے کا شوق فرمائیں وہ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ سے اخیر تک پڑھ لیا کریں ہم نے علامت کے طور پر اللھم کو نئے پیرے سے کتابت کرادیا ہے تا کہ عوام کے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

---

[1] ابن عساکر (منہ) کنز العمال ۳۸۴۱، بخوہ مع اختلاف الالفاظ وعزاہ لابن عساکر عن عمار بن یاسر

ایک فرشتہ کے ذریعہ دعا کی تلقین

(حدیث) حضرت حذیفہ بن یمانؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک بولنے والے سے یہ دعا سنی ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ایک فرشتہ تھا جو تمہیں تمہارے پروردگار کی تعریف سکھلانے کے لیے آیا تھا۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهٗ وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهٗ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ عَلَانِيَتُهٗ وَسِرُّهٗ اَهْلٌ اَنْ تُحْمَدَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جَمِيْعَ مَا مَضٰى مِنْ ذُنُوْبِيْ وَاعْصِمْنِيْ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِيْ وَارْزُقْنِيْ عَمَلاً زَاكِيًا تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ ۔ [1]

(فائدہ) مذکورہ حمد خداوندی کا ترجمہ یہ ہے۔

(ترجمہ) اے اللہ تمام تعریف آپ کے لئے ہے، ساری حکومت آپ کے لیے ہے تمام بھلائیاں آپ کے اختیار میں ہیں، تمام امور ظاہر اور پوشیدہ کو آپ جانتے ہیں آپ ہی اس لائق ہیں کہ آپ کی حمد بیان کی جائے آپ ہر شئے پر قدرت والے ہیں۔ اے اللہ! میرے جتنے گناہ میری گذشتہ عمر میں سرزد ہوئے ان سب کو معاف کر دے اور میری جتنی عمر باقی ہے اس میں مجھے گناہوں سے محفوظ فرما، مجھے پاکیزہ عمل کی توفیق عطاء فرما، جس کے سرانجام دینے سے آپ مجھ سے راضی ہوں۔

مذکورہ واقعہ اور دعا کے مطابق ایک روایت امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الذکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مسجد میں داخل ہو کر ضرور نماز پڑھونگا اور اللہ تعالی کی ایسی ایسی تعریفات بجالاؤنگا کہ ایسی تعریف کسی نے نہیں کی ہوگی پھر جب انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ کی تعریف کرنے کے لئے بیٹھے تو ان کے پیچھے سے بلند آواز

---

[1] محمد بن نصر مروزی کتاب الصلوۃ (منہ) مسند احمد ۵/۳۹۶، مجمع الزوائد ۱۰/۹۶، حاوی للفتاوی، ۲/۴۵۶، ترغیب وترہیب ۲/۴۴۱۔

سے کسی نے یہ مذکورہ دعا پڑھی۔ تو حضرت ابی بن کعبؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔'' (غمازی)

اس طرح کی ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی مروی ہے۔[1] ہوسکتا ہے کہ مذکورہ دعا مذکورہ تینوں صحابہ کرامؓ کو فرشتوں کے ذریعہ تلقین کی گئی ہو۔

بندوں پر رحمت کی فرشتوں کو اطلاع

(حدیث) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الْعَبْدَ لَیَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَا یَزَالُ کَذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ یَا جِبْرِیْلُ اِنَّ عَبْدِیْ فُلَاناً یَلْتَمِسُ اَنْ یُرْضِیَنِیْ اَلَا وَاِنَّ رَحْمَتِیْ عَلَیْهِ فَیَقُوْلُ جِبْرِیْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی فُلَانٍ، وَیَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ، وَیَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰی یَقُوْلَهَا اَهْلُ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ ثُمَّ یَهْبِطُ اِلَی الْاَرْضِ''.[2]

(ترجمہ) بندہ جب اللہ کی رضا کی جستجو کرتا ہے اور اسی میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں اے جبرائیل! میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کی جستجو میں ہے سن لو میں اس پر رحمت کرتا ہوں۔ تو حضرت جبرائیل فرماتے ہیں اللہ کی فلاں بندے پر رحمت (نازل ہو رہی) ہے تو یہی بات عرش بردار فرشتے بھی کہتے ہیں اور جو ان کے آس پاس ہیں وہ بھی، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی یہی کہتے ہیں پھر یہ بات زمین پر نازل ہو جاتی ہے۔

---

[1] محمد بن نصر کتاب الصلوۃ (منہ)

[2] احمد، اوسط طبرانی (منہ) مسند احمد ۵/۲۷۹، مشکوۃ المصابیح ۲۳۷۹، تفسیر ابن کثیر ۵/۲۶۳، درمنثور ۴/۲۸۷، کنز العمال ۵۸۵۸، جمع الجوامع ۵۶۹۸، مجمع الزوائد ۱۰/۲۰۲۔۲۷۲، اتحافات سنیہ صفحہ ۱۵۲

بیت المقدس میں دعا کے لیے فرشتوں کا اجتماع

ایسی دعا جس کے پڑھنے سے زندگی میں جنت نظر آتی ہے

حضرت ابو الظاہر یہ (تابعی) فرماتے ہیں میں بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نیت سے آیا اور مسجد (بیت المقدس) میں داخل ہوا اور میں مسجد میں تھا کہ ایک اترنے والے کی آواز سنی جس کے دو پر بھی تھے وہ اس حال میں (میری طرف) متوجہ ہوا کہ یہ کہہ رہا تھا۔

"سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ سُبْحَانَ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى."

پھر ایک اور اترنے والا یہی پڑھتا ہوا میرے سامنے اترا پھر ایک کے بعد دوسرا اترنے لگا اور یہی پڑھنے لگا یہاں تک کہ مسجد (بیت المقدس) بھر گئی۔ ایک ان میں سے جو میرے قریب تھا مجھے پوچھنے لگا تم آدمی ہو؟ میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا تم گھبرانا مت یہ فرشتے ہیں۔ میں نے کہا میں تم سے اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمہیں اس (تسبیح کے ادا کرنے) کی توفیق بخشی جو میں دیکھ رہا ہوں' (تم میں سب سے) پہلے نازل ہونے والا کون ہے؟ کہا جبرائیل۔ میں نے کہا وہ کون ہے جو اس کے بعد اترا؟ کہا مکائیل' میں نے کہا ان کے بعد کون اترے ہیں؟ کہا فرشتے' میں نے کہا میں تم سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تمہیں اس کی توفیق بخشی جو میں دیکھ رہا ہوں اس تسبیح کے پڑھنے والے کو کتنا ثواب اور اجر ملے گا؟ کہا جس نے اس کو روزانہ ایک ایک مرتبہ ایک سال تک پڑھا وہ اس وقت تک فوت نہ ہوگا جب تک اپنا مقام جنت میں نہ دیکھ لے گا۔[1]

(فائدہ) اس روایت کے بعد کا واقعہ اتحاف الاخصاء میں اس طرح ہے کہ حضرت ابو الظاہر یہ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا سال کی تو بڑی مدت ہے شاید میں

[1] ابن عساکر، فضائل بیت المقدس ابو بکر واسطی (منہ) اتحاف الاخصاء بفضائل المسجد الاقصی (غماری)

ایک سال تک زندہ نہ رہوں میں نے ایک ہی دن میں سال کے ایام کے برابر (۳۶۰ مرتبہ) کہہ ڈالا تو (اس کی برکت سے) میں نے جنت میں اپنا مقام اور ٹھکانا دیکھ لیا۔
ابو الظاہریہ کا اسم حدیر بن کریب ہے تابعی ہیں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانہ خلافت میں انتقال فرمایا۔[۱]

۲۷ ویں شب رمضان میں فرشتوں کا طوافِ کعبہ

حضرت ابو یحیی بن ابی مرۃؒ فرماتے ہیں میں نے ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو مجھے فرشتوں کی زیارت ہوئی وہ بھی فضاء میں بیت اللہ شریف کے ارد گرد طواف کر رہے تھے۔[۲]

شب قدر میں فرشتے سلام کرتے ہیں

فرمان باری تعالی مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ کی تفسیر میں امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ شب قدر میں فجر طلوع ہونے تک مساجد میں بیٹھنے والے حضرات (اور اپنی جائے نماز پر بیٹھنے والی خواتین) پر فرشتے سلام پیش کرتے ہیں۔[۳]

شب قدر میں فرشتے سب مومنوں کو سلام کہتے ہیں

حضرت منصور بن زاذان (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ اس رات (شب قدر) میں غروب آفتاب کے وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں اور طلوع فجر تک رہتے ہیں ہر مومن سے گزرتے ہوئے کہتے ہیں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُؤْمِنُ" اے مومن تم پر سلام ہو۔[۴]

شب قدر میں سلام اور رحمت کی دعا کرتے ہیں

فرمان باری تعالی "سَلَامٌ" کی تفسیر میں حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں

۱۔ اتحاف الاخصاء، فضائل المسجد الاقصی (غماری)
۲۔ شعب الایمان بیہقی (منہ)
۳۔ سعید بن منصور، ابن منذر، بیہقی (منہ)
۴۔ سعید بن منصور، ابن منذر (منہ)

جب شب قدر ہوتی ہے تو فرشتے اپنے پروں کے بل اللہ کی طرف سے سلام اور رحمت لیکر کے زمین پر نماز مغرب سے لیکر نماز فجر تک رہتے ہیں۔[1]

شب قدر میں کتنے فرشتے نازل ہوتے ہیں؟

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ سَابِعَةٍ اَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِیْنَ اِنَّ الْمَلَائِکَةَ تِلْکَ اللَّیْلَةَ فِي الْاَرْضِ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصَا"۔[2]

(ترجمہ) شب قدر ستائیسویں یا انتیسویں (ماہ رمضان) کو ہوتی ہے اس رات میں زمین پر سنگریزوں سے بھی زیادہ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

(فائدہ) طبرانی شریف کی حدیث میں سنگریزوں کی بجائے ستاروں کا ذکر ہے۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں یہ رات سال کی تمام راتوں سے افضل ہے۔[3]

فرشتوں کی نماز کا وقت

(حدیث) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ یَکْتُبَ عَلٰی اُمَّتِیْ سُبْحَةَ الضُّحٰی فَقَالَ تِلْکَ صَلَاةُ الْمَلَائِکَةِ مَنْ شَاءَ صَلَّاهَا وَمَنْ شَاءَ تَرَکَهَا وَمَنْ صَلَّاهَا فَلَا یُصَلِّیْهَا حَتّٰی تَرْتَفِعَ"۔[4]

(ترجمہ) میں نے اللہ جل شانہ سے عرض کیا کہ وہ میری امت پر چاشت کی

---

[1] ابن منذر (منہ)

[2] مسند احمد (منہ) کنز العمال ۲۴۰۵۰، جامع الصغیر ۷۷۲۶

[3] فیض القدیر امام مناوی ۵/ ۳۹۵۔ ۳۹۶

[4] دیلمی (منہ) کنز العمال ۲۱۴۹۲، مسند الفردوس دیلمی ۳۴۰۶ (۲/ ۳۱۱)

نماز فرض قرار دیدے تو ارشاد فرمایا یہ فرشتوں کی نماز ہے جو (آدمی) چاہے ادا کرے اور جو چاہے ترک کردے۔ جو اس کو ادا کرنا چاہے تو سورج چڑھنے کے بعد ادا کرے۔

تانبے کی بو سے پرہیز

(حدیث) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تانبے کے ایک بت کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے اس کی پشت پر اپنے ہاتھ کی پشت ماری اور فرمایا وہ نقصان اور خسارہ میں جا پڑا جس نے اللہ کو چھوڑ کر تیری عبادت کی۔ پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل ایک فرشتے کی معیت میں تشریف لائے تو وہ فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور چلا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو کیا ہوا کیوں دور ہو گیا؟ تو حضرت جبرائیل نے عرض کیا اس نے آپ سے تانبے کی بو پالی ہے جبکہ ہم اس کی بو کے متحمل نہیں ہیں۔[1]

اولی اجنحة کی تفسیر

فرمان خداوندی

﴿ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ﴾

کی تفسیر میں حضرت قتادہ (مشہور تابعی مفسر) فرماتے ہیں ان فرشتوں میں سے بعض کے دو پر ہیں، بعض کے تین پر ہیں اور بعض کے چار پر ہیں۔[2]

---

[1] اوسط طبرانی (منہ) مجمع الزوائد ۵/۱۷۴

[2] عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم (منہ)

مذکورہ آیت کی ایک اور تفسیر

اُولِیْ اَجْنِحَةٍ کی تفسیر میں حضرت ابن جریج (مشہور تابعی مفسر) فرماتے ہیں فرشتوں کے پروں کی تعداد دو سے تین اور بارہ تک ہے (یعنی) پروں کی طاق تعداد ہے (یعنی) تین پروں والے بھی ہیں اور پانچ والے بھی اور وہ فرشتے جو موازین پر مقرر ہیں وطران (____) ہیں اور موازین والوں کے پر دس دس ہیں اور فرشتوں کے پر روئیں دار ہیں۔ جبرائیلؑ کے چھ پر ہیں ایک مشرق میں ہے ایک مغرب میں اور دو اس کی آنکھوں پر ہیں اور دو پردہ ہیں جن کے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کی پشت پر ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے ان دونوں کو لپیٹ کر لباس بنایا ہوا ہے۔[1]

(فائدہ) مذکورہ لفظ ''وطران'' کا ترجمہ حل نہیں ہوا اس لئے ہم نے ترجمہ میں اس کو ذکر کر کے اس کے آگے بطور علامت جگہ خالی چھوڑ دی ہے اہل علم اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں یا اس لفظ کا معنی اس مقام کی مناسبت سے خود حل کر لیں۔

---

[1] ابن المنذر (منہ)

خاتمہ

مسائل متفرقہ متعلقہ ملائکہ کرام علیہم السلام

(حضرت علامہ سیوطی فرشتوں سے متعلق احادیث و آثار کو بیان فرمانے کے بعد فرشتوں کے متعلق علم عقائد وغیرہ کے مسائل بیان کرتے ہیں فرشتوں کے حالات کے ضمن میں ان عقائد کا معلوم کرنا زیادہ اہم ہے۔ مترجم)۔

فرشتے اور انسانوں کے درمیان فضیلت کا بیان

اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت

انبیاء کرام اور ملائکہ کرام کے مابین افضلیت کے بارے میں ہے اس میں تین اقوال ہیں۔

۱۔ حضرات انبیائے کرام افضل ہیں اکثر اہل سنت کا یہی مذہب ہے، امام فخر الدین (رازی) نے (اپنی کتاب) الاربعین اور المحصل میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

۲۔ فرشتے افضل ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ اہلسنت کے ائمہ میں سے استاد ابو اسحاق اسفرائنی، قاضی ابوبکر باقلانی، حاکم، حلیمی، امام فخر الدین نے معالم میں اور ابوشامہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

۳۔ اس میں توقف ہے اسی کو امام الکیا الھر اسی ہم سبق امام غزالی نے اختیار فرمایا ہے۔

یہ سب اختلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیائے کرام اور ملائکہ کرام میں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا اختلاف تمام حضرات کے نزدیک افضل الخلق ہیں نہ تو ان پر کسی مقرب فرشتہ کو فضیلت حاصل ہے اور نہ کسی اور کو شیخ تاج الدین ابن سبکی نے منع الموانع میں، شیخ سراج الدین بلقینی نے منہج

الاصلین میں اور شیخ بدرالدین زرکشی نے شرح جمع الجوامع میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے۔ اور شیخ بدرالدین نے فرمایا کہ (امہ اہلسنت نے بلا خلاف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ فرمایا ہے اور امام فخر الدین (رازی) نے اپنی تفسیر میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

(فائدہ) لیکن علامہ زمخشری نے حضرت جبرائیلؑ کو آنحضرت پر فضیلت دی ہے اور ابن حزم کہتے ہیں کہ سب فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں لیکن یہ دونوں قول خلاف قیاس ہیں۔ (غماری)

دوسری صورت

حضرات انبیائے کرامؑ کے علاوہ خاص فرشتوں اور اولیائے بنی آدم میں کس کو فضیلت حاصل ہے؟ اس صورت میں ہم کسی کا اختلاف نہیں پاتے کہ خاص فرشتے افضل ہیں۔ شیخ سعدالدین تفتازانی نے شرح عقائد میں اس پر اجماع نقل فرمایا ہے لیکن حضرات حنابلہ کے ایک گروہ کو دیکھا ہے جو اولیائے بنی آدم کو خاص فرشتوں پر فضیلت دیتے ہیں جبکہ ان کے ائمہ میں سے ابن عقیل نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کی بات میں حضرات ملائکہ پر بڑی قباحت لازم آتی ہے۔

تیسری صورت

اولیائے بشر اور عام فرشتوں کے بارہ میں افضلیت کی ہے۔

اس میں دو مذہب ہیں ایک یہ کہ تمام فرشتے اولیائے بشر سے افضل ہیں ابن سبکی نے جمع الجوامع اور منظومہ میں اسی پر فیصلہ کیا ہے۔ علامہ بلقینی نے منہج مین ذکر کیا ہے کہ یہ اکثر علماء کا مذہب ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ اولیائے بشر اولیائے ملائکہ سے افضل ہیں اسی پر احناف کے ائمہ میں سے امام صفار نے کتاب الاسئلہ میں قطعی فیصلہ فرمایا ہے اور علامہ نسفی (حنفی) نے بھی عقائد (نسفیہ) میں (یہی فیصلہ کیا اور) علامہ بلقینی نے ذکر کیا (ہے) کہ یہی ائمہ احناف کا مختار ہے اور بعض (مسئلہ) میں ان کی طرف میلان بھی

کیا کہ اولیائے بشر میں کچھ ایسے بھی ہیں جو عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔

(فائدہ) برصغیر پاک و ہند اور افغانستان وغیرہ دنیا میں اکثریت اہل سنت والجماعت احناف کی ہے کثر اللہ سوادہم اس لیے اپنے احناف کا مکمل مذہب فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار سے مذکورہ صورتوں کی تفصیل میں بیان کیا جاتا ہے فرماتے ہیں۔

اَلْمُخْتَارُ اَنَّ خَوَاصَ بَنِیْ آدَمَ وَھُمُ الْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ الْمَلَائِکَۃِ وَعَوَامُّ بَنِیْ اٰدَمَ وَھُمُ الْاَتْقِیَاءُ أَفْضَلُ مِنْ عَوَامِّ الْمَلَائِکَۃِ وَالْمُرَادُ بِالْاَتْقِیَاءِ مَنِ اتَّقَی الشِّرْکَ فَقَطْ کَالْفَسَقَۃِ کَمَا فِی الْبَحْرِ عَنِ الرَّوْضَۃِ وَاَقَرَّہُ الْمُصَنِّفُ قُلْتُ وَفِیْ مَجْمَعِ الْاَنْھُرِ تَبَعاً لِلْقُھُسْتَانِیِّ خَوَّاصُ الْبَشَرِ وَاَوْسَاطُہٗ اَفْضَلُ مِنْ خَوَاصِ الْمَلَائِکَۃِ وَاَوْسَاطِہٖ عِنْدَ اَکْثَرِ الْمَشَایِخِ۔ [1]

یعنی احناف کا مختار مذہب یہ ہے کہ خواص بنی آدم یعنی حضرات انبیائے کرام تمام فرشتوں سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم یعنی اتقیاء عوام فرشتوں سے افضل ہیں یہاں اتقیاء سے بھی وہ مراد ہیں جو فقط شرک سے بچتے ہوں جیسا کہ گناہ گار۔ یہ مذہب روضہ کے حوالے سے البحر الرائق میں نقل کیا گیا ہے اور مصنف (علامہ ابن نجیم) نے اسے جوں کا توں ذکر کیا ہے (کوئی حذف و اضافہ اور ترمیم و تبدیلی نہیں فرمائی)۔ میں (مصنف درمختار) کہتا ہوں کہ مجمع الانہر میں علامہ قہستانی کی اتباع کرتے ہوئے (یہ مسئلہ) یوں مذکور ہے کہ اکثر مشائخ کے نزدیک خواص اور درمیانہ درجہ کے انسان خواص اور درمیانہ درجہ کے فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس کی مزید تفصیل فتاوی شامی صفحہ ۵۲۷ جلد اول میں ملاحظہ فرمائیں۔

(تنبیہ) فرشتوں پر انبیاء کی فضیلت کے متعلق علامہ سیوطی نے امام بیہقی سے (کتاب الاعتقاد کے حوالہ سے ___) اور امام رازی سے کتاب الاربعین کے حوالہ سے ___ اور شیخ عزالدین ابن عبدالسلام (شافعی نے کتاب

---

[1] درمختار صفحہ ۱/ ۲۸۸ مع الشامی

القواعد الکبری میں جو دلائل ذکر فرمائے ہیں) ہم مذکورہ ائمہ کرام کے بیان کردہ دلائل میں سے عام فہم چند دلائل کا ترجمہ کرتے ہیں جو حضرات تفصیل کے طلبگار ہوں وہ اصل الحبائک فی اخبار الملائک ملاحظہ فرمالیں۔ (مترجم)

(فائدہ) کتاب الاربعین والے سب دلائل تفسیر کبیر کی دوسری جلد میں وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کے تحت بیان کئے ہیں اور اعتراضات کے جوابات بھی ذکر فرمائے ہیں۔

فرشتوں پر انبیاء کرامؑ کی فضیلت کے دلائل

پہلی دلیل = آدم مسجود ملائکہ

حضرت آدم مسجود ملائکہ ہیں اور مسجود ساجد سے افضل ہوتا ہے۔

اعتراض

اگر یہ اعتراض کریں کہ (۱) سجدہ تو اللہ تعالی کو کیا گیا تھا حضرت آدم تو قبلہ تھے۔
(۲) سجدہ تو حضرت آدم کو کیا گیا تھا مگر یہ سجدہ تواضع اور استقبال کے طور پر ہوگا۔
(۳) سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے لیکن ہم اس کو غایت تواضع تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ عرف پر محمول ہے اور عرفی معاملات اختلاف زمانہ سے مختلف ہوتے رہتے ہیں ہوسکتا ہے اس وقت کسی کو سلام کرنے کا طریقہ زمین پر پیشانی رکھ کر ہو لیکن کامل کا غیر کامل کو سلام کرنا ایک عادی امر ہے (تو ان فرشتوں نے بھی حضرت آدمؑ کو صرف مروجہ طریقہ کے طور پر سجدہ کر کے سلام کیا ہوگا)۔

جواب

ان تینوں اعتراضات کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ سجدہ مسجود کے منصب کے اضافہ کے لئے نہ تھا تو ابلیس نے یہ کیوں کہا تھا اَرَاَیْتَکَ هٰذَا الَّذِیْ کَرَّمْتَ عَلَیَّ ____ (میں دیکھتا ہوں آپ نے اس کو مجھ پر فضیلت بخشی ہے۔) اس کے علاوہ تو کوئی وجہ

نہ تھی جس نے شیطان کو سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ پس معلوم ہوا کہ یہ سجدہ مسجود کے مرتبہ کو ساجد کے مرتبہ پر ترجیح دے رہا ہے۔

دوسری دلیل

حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے زیادہ عالم تھے اور زیادہ عالم افضل ہوتا ہے۔ زیادہ عالم ہونے کی دلیل یہ فرمان خداوندی ہے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ اَنْبِئُوْنِيْ بِاَسْمَاءِ هٰؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ. (سورة بقرة)

(ترجمہ آیات مذکورہ) (اللہ تعالیٰ نے) حضرت آدم کو سب چیزوں کے نام سکھلائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا۔ مجھے ان چیزوں کے اسماء بتلاؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے عرض کیا پاک ہیں آپ ہمیں علم نہیں مگر جتنا آپ نے ہمیں سکھلایا بلاشبہ آپ ہی خوب جاننے والے بڑی حکمت والے ہیں۔

اور بڑے عالم کے افضل ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے **هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون.**

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہیں۔

تیسری دلیل

(۱) انسان کی عبادت بہت مشقت والی ہے اور مشقت والی عبادت افضل ہے۔ کیونکہ انسان میں شہوت، حرص، غضب اور خواہش موجود ہیں جو اطاعت میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں جو فرشتوں میں نہیں، تو ان صفات کی موجودگی میں (انسان کا) عبادت کرنا بڑا مشکل ہے (لہذا جس کی عبادت مشکل ہے وہ غیر مشکل عبادت والے سے افضل ہوا۔)

(۲) فرشتوں کی مشقت نصوص پر مبنی ہے فرمان باری تعالیٰ ہے لا

یسبقونہ بالقول ___ (وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے) جبکہ تکالیف شرعیہ کچھ تو نصوص پر مبنی ہیں اور کچھ استنباط پر جیسا کہ ارشاد ہے **فاعتبروا یا اولی الابصار** ___ اور ارشاد ہے **لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم** ___ (تو جانتے وہ لوگ جو ان میں سے صاحب استنباط ہیں) پس کسی چیز کی معرفت اجتہاد اور استنباط سے حاصل کرنا نص پر عمل کرنے سے بہت مشکل ہے۔

(۳) انسان وسوسہ میں مبتلا ہو جاتا ہے جبکہ یہ آفت فرشتوں پر نہیں ہے۔ نیز جہان کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ موجود ہو اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرات انبیائے بنی اسرائیل کے وقت میں موجود نہ تھے (اس لئے آپؐ پر ان انبیاء کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔

(۴) بشر کے شبہات اکثر ہیں من جملہ شبہات قویہ میں سے ایک حوادثات ارضیہ کا اتصالات فلکیہ اور مناسبات کوکبیہ کے ساتھ ربط ہے جبکہ ملائکہ کو اس قسم کا کوئی شبہ نہیں ہے کیونکہ یہ آسمانوں کے رہنے والے ہیں ان کے احوال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں وہ لازمی طور پر جانتے ہیں کہ سمٰوات نہ تو زندہ ہیں اور نہ بولتے ہیں بلکہ یہ تدبیر کے محتاج ہیں جس طرح سے زمینیں تدبیر کی محتاج ہیں۔

پس ان سب وجوہات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان کی عبادت بہت اشق ہے اور اشق کا افضل ہونا نص اور قیاس سے ثابت ہے نص تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ اَحْمَزُھَا** سب سے افضل عبادت زیادہ مشقت والی ہے۔ اور آنجنابؐ نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا **اَجْرُکِ عَلٰی قَدْرِ نَصْبِکِ** تیرا اجر و ثواب تیری مشقت اور تھکاوٹ کے حساب سے ہے۔ اور قیاس یہ ہے کہ آسان اور مشکل عبادتیں اگر ثواب میں برابر ہو جائیں تو قدر مشقت زائد فائدہ سے خالی ہو اور فائدہ سے خالی محنت اٹھانا بالکل ممنوع ہے اس کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ محنت والی طاعتیں عمل میں نہ آئیں گی۔ تو جب یہ صورت نہ ہو تو ہم نے یہ جان لیا کہ زیادہ مشقت والا کام زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

علی العالمین اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت عمران علیہم السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت بخشی ہے اور جہان کا اطلاق تمام ماسوی اللہ پر ہوتا ہے اور آل سے خود انسان کی ذات مراد ہے تو معلوم ہوا کہ یہ آیت حضرات انبیائے کرام کی باقی تمام مخلوقات پر فضیلت بیان فرما رہی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس سے حضرات انبیاء کرامؑ کی فضیلت کا ثابت کرنا مشکل ہے کیونکہ فرمان خداوندی انی فضلتکم علی العالمین میں تمام انبیائے بنی اسرائیل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فضیلت ثابت ہوگی۔

جواب یہ ہے کہ ایک آیت میں تخصیص کا تحمل باقی آیات میں تحمل کو واجب نہیں کرتا۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اللّٰہ اصطفی آدم ونوحا و آل ابراھیم و آل عمران عالم کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ موجود ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء بنی اسرائیل کے وقت موجود نہیں تھے' ایک فرشتے اس وقت موجود تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے پس فرق ظاہر ہوگیا۔

پانچویں دلیل

فرشتوں میں عقل ہے اپنی ضروریات اور خواہشات نہیں' جانوروں میں اپنی ضروریات کی خواہشات ہیں عقل نہیں۔ اور انسان میں اپنی ضروریات کی خواہش بھی ہے اور عقل بھی۔ پھر اگر عقل پر شہوت اور ضروریات غالب ہو جائیں تو وہ جانوروں سے بھی بدتر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اولئک کالانعام بل ھم اضل ــــ (یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی برے ہیں)' اسی قیاس کے مطابق اگر کسی کی عقل اس کی شہوت اور خواہشات پر حاوی ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ فرشتہ سے افضل ہو۔

یہ ملائکہ پر انبیاء کرامؑ کی فضیلت کے دلائل کا خلاصہ ہے۔

(نوٹ) علامہ سیوطی نے امام رازی سے مخالفین فرشتوں پر انبیاء کرام کی فضیلت کے متعلق بائیس دلائل اوران کے جوابات ذکر کئے ہیں اہل ذوق تفسیر کبیر جلد دوم آیت ''خلافت حضرت آدم'' کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ یا اسی جگہ ''الحبائک'' کو ملاحظہ فرمائیں۔ یا امام رازی کی کتاب الاربعین ملاحظہ فرمائیں۔ (امداداللہ انور)

جنات اور فرشتے الگ الگ مخلوق ہیں

علامہ حلیمی کتاب المنہاج میں امام بیہقی شعب الایمان میں اور علامہ قونوی الابہتاج میں فرماتے ہیں کہ بعض حضرات فرماتے ہیں بولنے والے عقلمند دو فریق ہیں انسان اور جنات۔ پھران میں سے ہرایک کے دوفریق ہیں اخیار اور اشرار پس انسانوں میں سے اخیار رسول (اور نبی) بھی ہیں اور دوسرے (نیک حضرات) بھی۔ اوران (انسانوں) میں کے اشرار فاجر ہیں ان میں سے بعض کافر ہیں بعض کافرنہیں ہیں۔ اور جنات میں جواخیار ہیں وہ فرشتے ہیں ان میں سے رسول بھی ہیں اور غیر رسول بھی اوران کے اشرار شیاطین ہیں۔ یہ قسم اس کا احتمال رکھتی ہے کہ جنات میں سے کچھ آسمان کے ساکنین ہیں جوملااعلی کہلاتے ہیں ان کوان کی رسالت کی صلاحیت کی وجہ سے فرشتے کہا جاتا ہے۔ اوران میں سے کچھ زمین پر رہنے والے ہیں ان کو بالاطلاق جن کہا جاتا ہے جونیک وبد پر تقسیم ہوتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ ابلیس بھی فرشتوں میں سے تھا فرشتوں سے اس کے استثناء کرنے کی وجہ سے' لیکن جب اس نے نافرمانی کی تو ملعون ہوا اور زمین کی طرف اتارا گیا اور جنات میں شامل ہوگیا پس وہ اس انسان کی طرح ہے جوگناہ کرتا ہے تو فاسق بنتا ہے اور اسلام چھوڑتا ہے تو کافر ہوتا ہے بعد اسکے کہ اس کا سابقہ نام مسلمان تھا یا مؤمن جو یہ کہتا ہے فرشتے اخیار جنات ہیں وہ اس ارشاد خداوندی سے استدلال کرتا ہے ﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ اس سے مراد کفار کی بات ہے جووہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ سبحانہ وتعالی کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی اس سے بہت بلند و بالا ہے تو یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ فرشتے (دراصل) جنات ہیں نیز اس لئے بھی کہ انسان ظاہر ہیں اور جن مخفی ہیں اور فرشتے بھی مخفی ہیں اس لئے فرشتوں

پر بھی جن کا اطلاق درست ہے۔ نیز جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَّارٍ﴾

(انسان کو بجتی ہوئی پکی مٹی سے پیدا کیا اور جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا)۔تو اگر فرشتے کوئی تیسری مخلوق ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس اشرف الخلائق کا ذکر بھی کبھی نہ چھوڑتے اور اپنی قدرت پیدائش کی وصف میں اس کو چھوڑ کر کم درجہ والوں کا ذکر نہ کرتے۔

(یہ مذہب درست نہیں نہ اس کے دلائل درست ہیں ان کے جواب ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔امداداللہ)

جو حضرات مذکورہ قول کے مخالف ہیں (اور صحیح مذہب کے حامل ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ باشندگان زمین انسان اور جنات پر تقسیم ہوتے ہیں جو اس حد سے خارج ہوگا نہ تو اس کو انسان کا نام دیا جائے گا نہ جن کا۔ وہ دلائل جو فرشتوں کے جنات نہ ہونے کی وضاحت کرتے ہیں ایک یہ فرمان خداوندی ہے ﴿اِلَّا اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ﴾ ___ (مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا کیونکہ وہ جنات میں سے تھا) یہ آیت وضاحت کر رہی ہے کہ ملائکہ الگ جنس ہے اور جن الگ جنس ہے اور یہ الگ الگ دو فریق ہیں۔اور ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ ___ (مذکورہ بالا) آیت میں فرشتوں کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کیونکہ کسی مقدم مخلوق سے پیدا نہیں کیا بلکہ ان کو "كُوْنُوْا" کے حکم سے پیدا فرمایا تو وہ پیدا ہو گئے جیسا کہ اس اصل کے لئے اللہ تعالیٰ نے "كُنْ" کا حکم فرمایا جس سے جن کو پیدا فرمایا' یا جس سے انسان کو پیدا فرمایا یعنی مٹی پانی آگ اور ہوا کو تو وہ پیدا ہو گئیں' تو حضرات ملائکہ کرام اختراع کے اعتبار سے جنات اور انسانوں کی اصل کی طرح ہیں نہ کہ خود انسان اور جن کی طرح اسی لئے ان کو جنات اور انسانوں کی پیدائش کے ساتھ ذکر نہیں فرمایا امام بیہقیؒ فرماتے ہیں اس تمام گفتگو سے زیادہ واضح مسلم شریف کی حدیث ہے جس میں وضاحت ہے کہ فرشتے جنات کے

علاوہ ایک اور مخلوق ہیں۔

"خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ".

(فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں' جنات شعلہ زن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور انسان اس سے پیدا کیا گیا جو تمہیں (اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں) بیان فرمایا ہے)۔ پس اس حدیث میں جنات اور فرشتوں کو الگ الگ ذکر کیا گیا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا جس نور سے فرشتے پیدا کئے گئے وہ آگ کا نور نہیں ہے۔ امام حلیمی' امام بیہقی' امام قونوی رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں ایک دلیل جو جنات اور فرشتوں میں فرق ظاہر کرتی ہے یہ فرمان خداوندی بھی ہے[1]

﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ﴾ (سورہ سبا: ۴۰، ۴۱)

(ترجمہ) اور جس روز ہم ان سب کو (میدان قیامت میں) جمع فرمائیں گے پھر فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ (فرشتے) عرض کریں گے کہ آپ (شریک سے) پاک ہیں ہمارا تو (محض) آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے بلکہ یہ لوگ شیاطین و جنات کو پوجا کرتے تھے۔

حضرات روحانیون کی حقیقت اور وجہ تسمیہ

حضرات ملائکہ کرام کا ایک نام "رُوْحَانِيُوْن" را کے زبر اور پیش کے ساتھ' پیش کے ساتھ تو اس لئے کہ یہ روحیں ہیں نہ تو ان کے ساتھ پانی ہے نہ آگ نہ مٹی' جو لوگ یہ بات کہتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح جوہر ہے (جو اعراض کی محتاج نہیں)' یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ارواح کو جمع کر کے جسم عطاء فرمائے اور ان سے ایسی مخلوق تیار کرے جو بولنے والی عاقل ہو تو ان کی روح تو اختراعی ہو گی لیکن

---

[1] یہ امام ورش کی قراءت ہے امام حفص کی قراءت میں یوم یحشرھم جمیعا ثم یقول ہے۔

اس کے بعد اس کا جسم اور اس کے ساتھ نطق اور عقل کا لزوم حادث ہوگا۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ فرشتوں کے اجسام جیسا کہ آج تک ہیں سب اختراعی ہوں جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت صالحؑ کی اونٹنی اختراعی تھی۔

اور (اگر روح کی راپر) زبر پڑھی جائے تو پھر معنی یہ ہوگا کہ وہ عمارات اور سائبانوں میں محصور نہیں ہیں بلکہ وہ کشادہ جگہوں اور وسیع وعریض زمینوں میں رہتے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رحمت کے فرشتوں کو روحانیون کہتے ہیں اور عذاب کے فرشتوں کو کروبیون کہتے ہیں (کروبیون) کَرُبَ سے (مشتق) ہے۔[1]

کروبیون فرشتوں کے سردار ہیں

کروبیون سردار فرشتوں کو کہتے ہیں جن میں حضرت جبرائیلؑ حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیل (علیہم السلام) شامل ہیں یہ مقرب فرشتے ہیں اور کروبیون کَرُبَ سے مشتق ہے جبکہ وہ قَرُبَ کے معنی میں ہو۔[2]

حضرات ابوالخطاب ابن دحیہ سے کروبیون کے بارہ میں سوال کیا گیا کیا کہ کروبیون کا لفظ لغت میں آتا ہے یا نہیں؟

فرمایا کروبیون راء کی تخفیف کے ساتھ ہے یہ فرشتوں کے سردار ہیں اور مقربان (بارگاہ خداوندی) بھی ہیں' (کروبیون) کرب سے مشتق ہے جبکہ وہ قرب کے معنی میں ہوابوعلی بغدادی نے یہ مصرعہ کہا ہے۔

کَرُوْبِيَّةٌ مِنْهُمْ رَكُوْعٌ وَسُجَّدٌ

کوئی کروبی رکوع میں ہے تو کوئی سجدہ میں ہے۔[3]

اس لفظ میں تین مبالغے ہیں (ا) جب کرب کو کاد کی جگہ استعمال کیا جائے تو یہ قرب سے ابلغ ہوتا ہے جیسے کوئی کہے کَرُبَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ یہاں کادت

---

[1] حلیمی، بیہقی، قونوی (منہ)

[2] کتاب الفائق (منہ)

[3] تذکرۃ الشیخ تاج الدین ابن مکتوم (منہ)

سے زیادہ اَبْلَغ ہے (۲) یہ فَعُوْلٌ کے وزن پر ہے جو کہ مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۳) اس میں یاء کا اضافہ ہے جو مبالغہ کو اور بڑھا دیتی ہے جیسے "اَحْمَرِی" (بہت ہی زیادہ سرخ) [1]

کروبیون راء کی تخفیف کے ساتھ ہے مراد اس سے بڑے درجہ کے فرشتے ہیں۔ [2]

ایمان لانے کا فرشتوں کو اختیار ہے۔ ان سے کفر نہیں ہوتا

(امام) ابواسحاق اسماعیل الصفار بخاریؒ جو احناف کے بڑے ائمہ میں سے ہیں ان سے فرشتوں کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا وہ توحید میں مختار ہیں یا مجبور ہیں؟ اور کیا ان سے کفر کا صدور ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے حضرت حسن بصریؒ کی بات جواب میں ارشاد فرمائی کہ وہ ایمان میں مجبور ہیں ان سے کفر کا صدور نہیں ہوسکتا۔ عام (اکثر ائمہ) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو صاحب اختیار بنایا ہے وہ اپنے رب کو جانتے ہیں اس کی دلیل یہ فرمان خداوندی ہے۔

﴿وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْ اِلٰهٌ مِنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ﴾ [3]

وقال ﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ [4]

(ان میں سے جس (فرشتہ) نے (بالفرض) یوں کہا کہ (نعوذ باللہ) خدا کے علاوہ میں معبود ہوں تو ہم اس کو دوزخ کی سزا دیں گے۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہی کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے) پس اگر وہ مجبور ہوتے اور ان سے کفر متصور نہ ہوتا تو اللہ تعالی فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ (کہ ہم اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے) نہ فرماتے' کیونکہ سزا گناہ کے بدلہ میں ہوتی ہے اور اگر وہ توحید اور اطاعت میں صاحب اختیار نہ ہوتے تو اللہ تعالی ان کی تعریف میں یہ نہ فرماتے کہ وہ

---

[1] طیبی (منہ)

[2] قاموس (منہ)

[3] سورۃ انبیاء آیت ۲۹

[4] سورۃ تحریم آیت ٦

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔[1]

امام سیوطی فرماتے ہیں کہ (مذکورہ قول میں امام) حسن بصری نے (اس) حدیث سے استدلال فرمایا ہے (کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان سے بہتر کوئی نہیں عرض کیا گیا اے رسول اللہ! فرشتے بھی نہیں؟ فرمایا فرشتے سورج اور چاند کی طرح مجبور ہیں۔ مترجم)۔[2]

فرشتے گناہوں سے پاک ہیں

حضرت قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ (فرشتے) اونچے درجہ کے مؤمن ہیں اور مسلمانوں کے تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ فرشتوں میں جو رسول (پیغامبر) ہیں وہ عصمت کے معاملہ میں نبیوں کی طرح ہیں اور نبیوں کی عصمت پر (ہم گزشتہ صفحات میں اپنی کتاب الشفاء میں) بحث کر چکے ہیں (جو حضرات اس کی تفصیل کے خواہش مند ہوں وہ حضرت قاضی عیاضؒ کی کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰؐ کی آخری جلد کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے) فرشتے انبیاء اور ان کے حقوق کے معاملہ میں ان انبیاء کی طرح ہیں جو اپنے امتیوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ ہاں وہ فرشتے جو پیغامبر نہیں ہیں ان کی عصمت کے بارہ میں اختلاف ہے بعضے لوگ تمام فرشتوں کو بلالحاظ پیغامبر مانتے ہیں ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں۔

﴿لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾[3]

(ترجمہ) وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جن باتوں کا انہیں حکم دیا جاتا ہے (ان کو) انجام دیتے ہیں۔

---

1. اسئلۃ الصفار ابو اسحاق اسماعیل صفار بخاری (منہ)
2. بیہقی (شعب الایمان اور کتاب الاعتقاد) کنز العمال ۳۴۶۲۱ و قال الصحیح الوقف
3. سورۃ تحریم آیت ۶

﴿وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ [1]

(ترجمہ) اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا مقام معلوم نہ ہو اور بے شک ہم صف بستہ ہیں اور تسبیح پڑھنے والے ہیں۔

﴿وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ.﴾ [2]

(ترجمہ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے منہ نہیں موڑتے اور نہ تھکتے ہیں رات دن اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں (اس میں) سستی نہیں کرتے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ. [3]

(ترجمہ) جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں بر بنائے تکبر اللہ تعالیٰ کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے۔

كِرَامٍ بَرَرَةٍ [4] لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ. [5]

(ترجمہ) وہ (فرشتے) عزت والے نیکوکار ہیں۔ اسے (قرآن پاک کو) پاک لوگوں (یعنی فرشتوں) کے سواء کوئی نہیں چھو سکتا۔

اور اس طرح کے منقول دلائل سے یہ ثابت ہے کہ فرشتے معصوم ہیں۔

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ آیتیں خصوصیت کے ساتھ ان فرشتوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں جو پیغام لاتے ہیں اور ملائکہ مقربین میں سے ہیں اور وہ ہاروت ماروت اور ابلیس کے قصوں سے احتجاج پکڑتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ تمام فرشتے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ان کے مراتب گناہوں سے بہت بلند ہیں جن سے ان کا رتبہ کم ہو اور وہ اپنے منصب جلیل سے گر جائیں۔

ہاروت ماروت کے واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] سورۃ صافات آیت ۱۶۴ تا ۱۶۶

[2] سورۃ انبیاء آیت ۱۹ تا ۲۰

[3] سورۃ اعراف آیت ۲۰۶

[4] سورۃ عبس آیت ۱۶

[5] سورۃ واقعہ آیت ۷۹

سے نہ تو کوئی صحیح روایت مروی ہے نہ ضعیف اور ابلیس کے قصہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ اکثر علمائے اسلام اس کے فرشتوں سے ہونے کی نفی کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ ابو الجنات ہے جس طرح سے حضرت آدمؑ ابوالبشر ہیں۔ اھ۔[1]

(فائدہ) ہاروت ماروت کے متعلق سابقہ احادیث میں کافی تفصیل بیان کی گئی ہے یہاں اس کو بھی ملحوظ رکھیں۔

علامہ صفوی ارموی فرماتے ہیں تمام فرشتے گناہوں سے معصوم ہیں اس کی دلیل کئی وجوہ سے ہے۔

(۱) اللہ تبارک وتعالی ان کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

﴿وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ ﴿وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾

(وہ وہی کام بجالاتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں)۔

یہ دونوں ارشادات امور کے بجالانے اور منہیات کو چھوڑنے پر مشتمل ہیں کیونکہ نہی (بھی) نہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ تعریف کے مقام میں بیان کیا گیا ہے جو ان دونوں کے مجموعہ سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲) ارشاد خداوندی ہے **یسبحون اللیل والنهار لا یفترون**

(یہ فرشتے رات دن اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اس میں وقفہ نہیں کرتے)۔

یہ ارشاد عبادت میں مشغولیت کے مبالغہ کامل کا اظہار کر رہا ہے جو (ان کی عصمت کی دلیل ہے) اور یہاں مطلوب ہے۔

(۳) ملائکہ اللہ تعالی کے پیغامبر ہیں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿جَاعِلُ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا﴾ (اللہ نے فرشتوں سے رسول بنائے ہیں) اور رسول معصوم ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی ان کی تعظیم ارشاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَاتِهٖ﴾[2] (اللہ خوب جانتا ہے کہ رسالت کی ذمہ داری کسے سونپی

---

[1] (کتاب الشفاء) قاضی عیاض (منہ) ترجمہ کتاب الشفاء مولانا متین ہاشمی صفحہ ۳۰۷

[2] یہ امام ورش کی قراءت میں ہے امام حفص کی قرات میں رسالۃ ہے۔

جائے) یہ ارشاد ان کی تعظیم میں کامل مبالغہ کا اظہار کر رہا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرات ملائکہ کرام لوگوں سے زیادہ متقی ہیں۔

مخالف نے ہاروت ماروت کے قصہ اور حضرت آدمؑ کے ساتھ ابلیس کے قصہ سے احتجاج پکڑا ہے اور ان کا حضرت آدمؑ کی تخلیق میں ﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا﴾ (کیا اے اللہ آپ اس زمین میں اس کو پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اس میں فساد برپا کرے گا) سے اعتراض کرنے سے بھی استدلال کیا ہے۔

اس کا اجمالی طریقہ پر تو یہ جواب ہے کہ تم نے یہ سب کچھ جو بیان کیا ہے قریب اور بعید دونوں صورتوں کا احتمال رکھتا ہے ان دونوں صورتوں میں عصمت کے صریح اور ظاہر دلائل کے مقابلہ میں یہ اعتراض کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور یہ جواب ہاروت ماروت کے قصہ میں بہت خوب ہے پہلے جواب سے (جو اسی عنوان کے تحت گزر چکا ہے)[1] کیونکہ (اس قصہ کی) احادیث (صحیح ہونے کے باوجود) صریح اور ظاہر نصوص کے مخالف ہیں) لہذا یہ درایتاً ضعیف اور ناقابل استدلال ہوں گی۔)

ہاروت ماروت کے گناہ سے سزا کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم

امام قرافی فرماتے ہیں جس نے ہاروت ماروت کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ وہ ہندوستان میں ہیں ان کو زہرہ کے ساتھ گناہ کرنے پر سزا دی جا رہی ہے تو وہ کافر ہے۔ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے رسول اور خواص ہیں ان کی تعظیم توقیر اور تنزیہ ہر اس بات سے واجب ہے جو ان کی عظمت مقام میں خلل انداز ہو۔ جو ایسا نہ کرے گا اس کی گردن مارنا (حکومت اسلام کے ذمہ) واجب ہے۔[2]

انبیاء اور ملائکہ کے لئے عصمت لازم ہے

علامہ بلقینی فرماتے ہیں صفت نبوت اور صفت ملکیت کے لئے عصمت لازم ہے ان کے علاوہ کے لئے جائز ہے۔ اور جس کے لئے عصمت لازم ہو جائے اس سے نہ تو کبیرہ گناہ سرزد ہوتا ہے نہ صغیرہ، اسی لئے ہم فرشتوں کی عصمت کا اعتقاد رکھتے ہیں

---

[1] رسالہ امام صفوی ارموی (منہ)

[2] قرافی (منہ)

چاہے وہ مرسل ہوں یا غیر مرسل ہوں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿لا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾

(وہ اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے وہ وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم دیا جاتا ہے)

اس مسئلہ کے متعلق اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

اور ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا بلکہ جنات میں سے تھا اسی لئے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تھی (فرشتوں سے ہوتا تو نافرمان نہ بنتا)

اور ہاروت ماروت کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔[1] (جس سے فرشتوں کے گناہگار ہونے پر استدلال کیا جاسکے)۔

ابن حزمؒ کے نزدیک ہاروت ماروت جن ہیں

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں ہاروت ماروت جن تھے فرشتے نہیں تھے۔[2] اگر (ابن حزمؒ کی) یہ بات درست ہو تو ان کے گناہ کے قصہ سے کسی قسم کے جواب دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ جیسے ابلیس فرشتوں سے نہیں تھا بلکہ جنات میں سے ایک جن تھا (اور اس کے گناہ کرنے سے فرشتوں کی عصمت پر حرف نہیں آیا)۔

ہاروت ماروت کے سوا سب فرشتے عبادت کے لئے پیدا کئے گئے

امام ابو منصور ماتریدیؒ جو اعتقادات میں حنفیہ کے امام ہیں جس طرح شیخ ابوالحسن اشعری شافعیہ کے امام ہیں وہ (امام ابو منصور ماتریدیؒ) اپنی عبارت میں یہ عقیدہ بیان فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ کُلُّھُمْ مَعْصُوْمُوْنَ خُلِقُوْا لِلطَّاعَۃِ اِلَّا ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ.[3]

(تمام فرشتے معصوم ہیں، عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، مگر ہاروت و

---

[1] امام بلقینی کتاب منہج الاصلین (منہ)

[2] کتاب الجامع من المحلی لابن حزم (منہ)

[3] السیف المشہور عن شرح عقیدۃ الامام ابی منصور علامہ قاضی تاج الدین سبکی (منہ)

ماروت) (یعنی یہ ہاروت ماروت نہ تو معصوم ہیں اور نہ صرف عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں) اس عقیدہ کی قاضی تاج الدین سبکی نے ایک باریک جلد میں شرح لکھی ہے جس کا نام ''السیف المشہور عن شرح عقیدہ الامام ابی منصور'' رکھا ہے۔

فرشتوں کو گالی دینے کا حکم

امام سحنونؒ فرماتے ہیں جو شخص کسی فرشتہ کو سب وشتم کرے اسے قتل کر دیا جائے۔[1] اور حضرت ابوالحسن قابسی فرماتے ہیں جو آدمی دوسرے کے بارہ میں یہ کہے کہ اس کا چہرہ مالک (داروغہ دوزخ) کی طرح غصہ آلود ہے اگر معلوم ہو کہ اس نے اس بات سے فرشتہ کی مذمت کا ارادہ کیا تھا تو اسے قتل کر ڈالا جائے۔[2]

قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ (مذکورہ حکم) اس (فرشتہ) کے بارہ میں ہے (جس پر اس نے اعتراض کیا) جو واقعتہً فرشتوں میں سے ہو یا ان مخصوص ملائکہ میں سے ہو جن کی ہم نے تحقیق کر دی ہے کہ وہ فرشتوں میں سے ہے جس کے فرشتہ ہونے کی صراحت اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہو یا اس کا علم ہمیں یقینی طور پر خبر متواتر کے ذریعہ سے پہنچا ہو' جو فرشتہ مشہور ہے اور اس پر قطعی اجماع وارد ہے جیسے حضرت جبرائیل حضرت میکائیل' حضرت مالک' جنت وجہنم کے داروغے' زبانیہ (دوزخ کے فرشتے)' حاملین عرش خداوندی' حضرت عزرائیل حضرت اسرافیل' حضرت رضوان' محافظین انسان فرشتے' منکر نکیر علیہم السلام (ان کی توہین وانکار کفر ہے) اور وہ فرشتے جن کی تعیین احادیث (قطعیہ) سے ثابت نہیں ہے اور نہ اس پر فرشتہ ہونے کا اجماع ہوا ہے جیسا کہ ہاروت ماروت۔ لیکن ان کے فرشتہ ہونے سے انکار کرنے کا حکم یہ ہے کہ اگر تو کوئی اہل علم میں سے یہ کلام کرتا ہے تو پھر تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اگر کوئی عوام الناس میں سے ہے تو اسے اس قسم کی باتوں میں غور وخوض سے منع کیا جائے گا اگر

---

[1] شفاء قاضی عیاض (منہ)

[2] ابوالحسن قابسی (منہ)

دوبارہ کرے تو تادیب کی جائے کیونکہ ان کو اس طرح کے مسائل میں کلام کرنے کا حق نہیں ہے[1]

امام قرافی فرماتے ہیں کہ ہر مکلّف کو تمام انبیاء کرامؑ کی تعظیم کرنا واجب ہے اسی طرح تمام فرشتوں کی بھی، جس نے ان کی شان میں کمی کی اس نے کفر کیا' چاہے اشارہ کر کے یا واضح طور پر' پس جس نے کسی کو مضبوط پکڑ والا دیکھ کر یوں کہا کہ یہ داروغہ جہنم (حضرت) مالک (علیہ السلام) سے بھی زیادہ سخت دل ہے یا اس آدمی کے متعلق جس کو بھیانک شکل میں دیکھا یہ کہا کہ یہ منکر نکیر (علیھما السلام) سے بھی زیادہ خوفناک ہے تو وہ کافر ہوگا جبکہ اس نے اس بات میں وحشت اور سخت دلی کو عیب کے انداز میں ذکر کیا ہو[2]

(علامہ سیوطی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں جو کچھ اس مسئلہ میں اور گزشتہ مسئلہ میں دلائل قطعیہ بیان کئے گئے ہیں یہ فرشتوں کی صحابہ اور اولیاء بشر پر فضیلت کی دلیل ہیں ۔ (کیونکہ علماء کرام نے ان عبارات میں اس شخص کے کفر کا فیصلہ بیان کیا ہے اور یہ بھی کہ جو صحابہ کرام اور اولیاء کرام کے حق میں گستاخی کرے اس کا قتل کرنا جائز نہیں)۔

(فائدہ) حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کا مذکورہ اقوال سے حضرات ملائکہ کرام کا صحابہ و اولیاء پر فضیلت کا استدلال کرنا محل نظر ہے کیونکہ حضرات ملائکہ کرام کی عصمت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے ان کی شان میں عیب لگانا ان دلائل قطعیہ (قرآن و اجماع اور متواترات) کا انکار ہے۔ اس لئے یہ عیب لگانے والا کافر ہوگا اور چونکہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی عصمت دلائل قطعیہ سے ثابت نہیں اس لئے ان کی شان میں عیب لگانے والا کافر نہ ہوگا لیکن جو شخص مطلقاً تمام صحابہ کو یا جن کے ایمان کی شہادت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے ان کو کافر کہے گا یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے گا وہ تمام اہل سنت کے نزدیک کافر اور مرتد ہوگا اس کی سزا بھی قتل ہوگی بہر حال عصمت کی قطعیت اور عدم قطعیت سے فضیلت کی قطعیت ثابت نہیں ہوتی فضیلت کا معیار امام رازی رحمتہ اللہ علیہ

---

[1] کتاب الشفاء قاضی عیاض (منہ)

[2] امام قرافی (منہ)

کے ان دلائل میں گزر چکا ہے جو انہوں نے ملائکہ پر انبیاء کرامؑ کی فضیلت میں بیان کئے ہیں۔ واللہ اعلم (مترجم غفرلہ)

فرشتوں کے نام بیت الخلاء میں نہ لیکر جائے

''امام الحرمین اور امام غزالی'' فرماتے ہیں قضائے حاجت کی جگہ اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ رکھے جس میں کوئی عظمت والا اسم مبارک ہو۔ علامہ اسنوی فرماتے ہیں (مذکورہ) عبارت میں تمام انبیاء اور فرشتوں کے اسماء مبارکہ داخل ہیں اور علامہ زرکشی نے ''الخادم'' میں یہ اضافہ فرمایا ہے کہ (یہ حکم تب ہے) جب ان انبیاء اور ملائکہ کی رسالت دلائل قطعیہ سے ثابت ہو بخلاف ولی کے اسم کے (اس کو قضائے حاجت کے وقت آدمی اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔) میں (علامہ سیوطیؒ) کہتا ہوں یہ بھی ان دلائل میں سے ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے (اور وہ اشارہ فرشتوں کا صحابہ اور اولیاء پر افضل ہونا ہے)۔

صیغہ صلوۃ انبیاء اور فرشتوں کے لئے مخصوص ہے

امام نوویؒ فرماتے ہیں معتبر علماء کرام کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ اور تمام ملائکہ کرامؑ کے لئے مستقلاً صلوۃ (یعنی علیہ الصلوۃ والسلام اور صلی اللہ علیہ وسلم) کا استعمال جائز اور مستحب ہے لیکن ان کے علاوہ دیگر حضرات کے لئے اکثر علماء کے نزدیک یہ ''صلوۃ'' ابتداءً درست نہیں اس لئے حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جائے گا۔ اور اس ممانعت میں اختلاف کیا گیا ہے ہمارے بعض فقہاء اس کو حرام قرار دیتے ہیں جبکہ صحیح مسلک وہ ہے جس پر اکثر فقہاء ہیں کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اھ[1] (علامہ سیوطی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں یہ بھی اس کے دلائل میں سے ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا۔

---

[1] کتاب الاذکار امام نووی (منہ)

فرشتے مکلّف ہیں

شیخ عزالدین ابن جماعہ فرماتے ہیں مکلفین کی تین قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جو پیدائش کے وقت سے مکلف بنائی گئی وہ فرشتے' آدم' حضرت حواء (علیہم السلام) ہیں۔ اور ایک قسم وہ ہے اول پیدائش سے قطعا مکلف نہیں ہیں اور یہ اولاد آدم ہیں اور ایک قسم جس میں نزاع ہے جبکہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اول پیدائش سے مکلّف ہیں اور یہ جنات ہیں۔ اھ(۱)

کتب حنابلہ میں سے کثیر الفوائد ''کتاب الفروع'' میں ہے ابو حامد اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں جنات تکلیف اور عبادات کے لحاظ سے انسانوں کی طرح ہیں اور علماء کے مذاہب فرشتوں کو تکلیف' وعد اور وعید سے خارج کرنے کے متعلق ہیں۔ (۲) پھر ایک ورق بعد خالی جگہ میں اپنے ستر کھولنے کے متعلق فرشتوں اور جنات سے پردہ کرنے کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ فقہائے حنابلہ کا ظاہر مذہب جنات سے پردہ کرنے کا ہے کیونکہ وہ مکلّف اور اجنبی ہیں اسی طرح فرشتے بھی باوجود عدم تکلیف کے' کیونکہ آدمی تو (اپنے ستر کی حفاظت کرنے کا) مکلّف ہے۔ اھ

(ابو حامد کے) ظاہر کلام سے مراد حضرات ملائکہ کرامؑ کو اس تکلیف سے خارج کرنا ہے جس کے ہم مکلّف قرار دئے گئے ہیں نہ کہ مطلق (تکلیف کا حکم لگایا ہے جو فرشتوں انسانوں اور جنات سب کو شامل ہو) ورنہ فرشتے تو قطعی طور پر مکلّف ہیں ہی جیسا کہ ابن جماعہ کے کلام میں سابق میں گزر چکا ہے۔

(فائدہ) فرشتوں کے مکلّف ہونے کے یہ دلائل ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایومرون

(وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ وہی کرتے ہیں جس کے وہ مکلّف ہیں)۔

اور ارشاد فرمایا ہے۔

لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون

۱۔ شرح بدء الامالی شیخ عزالدین بن جماعۃ (منہ)

۲۔ کتاب الفروع فقہ حنبلی (منہ)

(فرشتے اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہیں)۔

اور کئی احادیث میں مختلف الفاظ سے گزر چکا ہے کہ فرشتے جب اللہ تعالی کو دیکھیں گے تو کہیں گے آپ کی ذات پاکیزہ ہے ہم نے آپ کی اس طرح سے عبادت نہیں کی جس طرح سے کرنے کا حق تھا۔ اور چونکہ عبادت بغیر تکلیف کے نہیں ہوتی اس لئے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی مکلّف ہیں (مترجم)

آنحضرتؐ فرشتوں کے نبی ہیں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرشتوں کی طرف معبوث ہونے کے متعلق حضرات علمائے کرام کے دو مذہب ہیں۔

(پہلا مذہب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث نہیں کئے گئے ہمارے حضرات (شوافع) میں سے امام حلیمی اور بیہقی نے اور محمود بن حمزہ کرمانی نے اپنی کتاب العجائب والغرائب میں اسی کا فیصلہ کیا ہے۔ اور برہان نسفی اور امام فخر الدین رازی نے اپنی تفاسیر میں اس پر اجماع نقل فرمایا ہے اور متاخرین میں سے حافظ زین الدین عراقی نے النکت علی ابن الصلاح میں اور شیخ جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں مذکورہ مذہب پر قطعی فیصلہ ظاہر کیا ہے۔

(دوسرا مذہب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف بھی نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

اس مذہب کو قاضی شرف الدین بارزی اور شیخ تقی الدین سبکی نے راجح قرار دیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے اس مسئلہ میں میری (علامہ سیوطیؒ کی) ایک تالیف ہے جس کا نام "**تزیین الارائک فی ارسال النبی ﷺ الی الملائک**" ہے۔

حضورؐ کی زیارت کرنے والے فرشتے صحابی ہیں؟

حافظ ابن حجر (عسقلانی) الاصابہ میں تحریر فرماتے ہیں فرشتوں کا شرف صحابیت

میں داخل ہونا محل نظر ہے۔

اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کا شرف صحابیت میں داخل ہونا اس بات پر بنی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث بھی ہیں یا نہیں؟

اور امام رازی نے (تفسیر) اسرار التنزیل (تفسیر کبیر) میں اس پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث نہیں کئے گئے جبکہ ہم اس (مسئلہ میں ان کے اجماع کے دعوی) کو تسلیم نہیں کرتے ۔کیونکہ شیخ تقی الدین سبکی نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے ہیں بہت سے دلائل سے استدلال بھی کیا ہے جنکی شرح طوالت کی طالب ہے جبکہ شرف صحابیت کے حصول کی بنیاد اس بات پر رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف مبعوث بھی ہوں' یہ بات واضح طور پر قابل غور ہے۔

(فائدہ) قابل غور کی تشریح یہ ہے کہ شرف صحابیت کے لئے علماء نے یہ شرط بیان کی ہے کہ جس وقت کسی نے آنحضرتؐ کو اپنے مومن ہونے کی حالت میں دیکھا تو وہ صحابی ہوگا۔[1] (تو جب فرشتوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو وہ بھی صحابی ہوگئے یہ بات کہ فرشتوں کی طرف آپؐ مبعوث ہیں یا نہیں اس بحث کا شرف صحابیت کے حصول سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صحابی کی تعریف میں محدثین نے یہ شرط نہیں لگائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مبعوث بھی ہوں)

(فائدہ دوم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرشتوں کے لئے رسول ہونا تشریف اور تکلیف خاص کے طور پر ہے۔[2]

اس مسئلہ میں علامہ زرقانی نے بھی علامہ سیوطی کی تائید فرمائی ہے۔[3]

---

[1] مجمع بحار الانوار ۳/۲۹۲، الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث ابن کثیر صفحہ ۹۴ تدریب الراوی ۲/۲۰۹

[2] حاشیہ تدریب الراوی صفحہ ج ۲/۲۱۰ (بحوالہ تزیین الارائک)

[3] زرقانی شرح المواہب اللدنیہ (حاشیہ تدریب الراوی ۲/۲۱۰)

حضرت آدمؑ فرشتوں کے لئے کس قسم کے رسول تھے؟

علامہ ابن عمادؒ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کی طرف اس قسم کا رسول بنایا گیا تھا کہ وہ ان اسماء کا علم بتلائیں جو ان کو سکھلایا گیا تھا۔

فرشتوں کے حق میں آپؐ کی رسالت خاص قسم کی ہے

علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں اصل ایمان اور ہر شئے میں جنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو فرشتوں کے حق میں کہا جائے تو ان کے حق میں شریعت محمدیہ کی تمام تکالیف لازم نہیں ہیں بلکہ وہ تمام احکام کے تابع بھی ہو سکتے ہیں اور ان کی طرف آپؐ کی مخصوص قسم کی رسالت کا بھی احتمال ہے۔

(فائدہ) احناف کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی طرف بھی رسول بنا کر معبوث فرمائے گئے ہیں [1]

فرشتوں کے ساتھ نماز باجماعت کا حصول

حضرت علامہ سبکیؒ فرماتے ہیں جس طرح انسانوں کے ساتھ جماعت درست ہے اسی طرح (اکیلا آدمی اگر جماعت کا ثواب حاصل کرنا چاہے یا اپنے ذمہ سے وجوب جماعت اتارنا چاہے تو) فرشتوں (کے مقتدی ہونے کی نیت سے اذان و اقامت کہے اور نماز کی امامت کرے تو فرشتوں سے بھی جماعت حاصل ہو جاتی ہے۔
علامہ سبکی فرماتے ہیں یہ بات میں نے اپنی تحقیق سے کہی تھی بعد میں میں نے اس کو اپنے (شافعی المذہب) حضرات میں سے ایک کے فتاوی الحناطی میں منقول بھی دیکھا کہ

جو آدمی کسی میدان میں اذان اور تکبیر کے ساتھ (اکیلے) نماز ادا کرے پھر وہ قسم اٹھائے کہ اس نے جماعت سے نماز ادا کی تو کیا اس کی قسم ٹوٹے گی یا باقی رہے گی؟ جواب یہ دیا کہ اس کی قسم درست ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں کیونکہ جناب نبی کریم

[1] شامی جدید ۲/ ۲۴۸

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا۔

"مَنْ اَذَّنَ وَاَقَامَ فِيْ فَضَاءٍ مِنَ الْاَرْضِ وَصَلّٰى وَحْدَهٗ صَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ خَلْفَهٗ صُفُوْفاً".

جس آدمی نے اذان اور اقامت بیابان میں کہیں اور اکیلے نماز پڑھی تو اس کے پیچھے فرشتے صف باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔

پس اگر کوئی اس معنی کے حساب سے حلف اٹھائے تو اس کا حلف نہیں ٹوٹے گا۔ امام سبکی فرماتے ہیں۔

مذکورہ بات کی بنا اس پر ہے کہ اس نے جماعت کو عذر کی بنا پر ترک کیا ہو ہم کہتے ہیں کہ جماعت فرض عین ہے تو کیا ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی قضا بھی واجب ہے جس طرح فاقد الطهورین (پانی اور تیمّم نہ پانے والے) کی نماز واجب الاعادہ ہے پس اگر تو اسی طرح سے ہے تو فرشتوں کی نماز کے بارہ میں اگر ہم یہی کہیں کہ ان کی نماز انسانوں کی نماز کی طرح ہے تو ان سے جماعت منعقد ہو جائے گی اور کہا جائے گا کہ وہ سقوط قضا میں کفایت کرے گی انتھی۔

اور کتب حنابلہ میں سے کتاب الفروع میں ہے کہ نوادر میں ہے کہ جماعت اور جمعہ فرشتوں اور مسلمان جنات کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتا ہے اور وہ زمانہ نبوت میں موجود تھے اور ہمارے مذہب کے امام ابو البقاءؒ سے بھی اس طرح مذکور ہے کہ یہ دونوں (صاحب نوادر اور ابو البقاء) یہی فرماتے ہیں۔ یہاں جمعہ میں وہ شخص مراد ہے جس پر جمعہ واجب ہو جیسا کہ ابو حامدؒ کے مذکورہ کلام سے ظاہر ہے کیونکہ مذہب یہ ہے کہ جمعہ ایسے آدمی سے منعقد نہیں ہوتا جس پر لازمی نہ ہو جیسے مسافر اور بچہ تو یہاں بھی بطریق اولیٰ نہیں ہوگا' اس کے بعد انہوں نے حدیث سلمان فارسیؓ کو مرفوعا اور اثر سعید بن المُسَیَّبْ کو ذکر کیا جو پہلے ذکر کئے جا چکے ہیں۔

(فائدہ) حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث سنن نسائی شریف میں اس طرح سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی بیابان میں ہو اور وضو کرنا ہو اور اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کرے پھر نماز کے لئے اذان دے اور اقامت کہے اور نماز پڑھے تو اللہ کے

لشکروں (فرشتوں) میں سے ایک لشکر (اس کے پیچھے) صف باندھتا ہے جو اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتا ہے اور اس کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتا ہے' اور محدث عبدالرزاق اور محدث ابن ابی شیبہ نے اپنی اپنی مُصَنَّف میں مذکورہ حدیث جن الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے (جب کوئی آدمی بیابان میں ہو اور نماز کا وقت آجائے تو یہ وضو کرلے پس اگر پانی نہ پائے تو تیمم کرلے پھر اگر اس نے اقامت کہی تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان بھی کہی اور اقامت بھی تو اس کے پیچھے اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر نماز ادا کرتا ہے جس کے دونوں کنارے نہیں دیکھے جاسکتے۔) اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے مرفوع بھی روایت کیا ہے اور حضرت سلمانؓ سے موقوف بھی اور موقوف کو مرفوع پر ترجیح دی ہے' اور اس روایت کو محدث ابونعیم نے حلیہ میں حضرت کعب احبار کے کلام سے روایت کیا ہے۔

اور اثر حضرت سعید بن المُسَیَّب کو امام مالک نے موطا میں حضرت یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے حضرت سعید بن المُسَیَّب سے روایت کیا ہے کہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی بیابان میں نماز پڑھے تو اس کے دائیں بھی ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اور اس کے بائیں بھی ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے۔ اور اگر اس نے اذان دی اور اقامت کہی تو اس کے پیچھے پہاڑوں کی تعداد کے برابر فرشتے نماز ادا کرتے ہیں' اس حدیث کو حضرت لیث بن سعد نے حضرت یحییٰ بن سعید کے واسطہ سے حضرت سعید بن المُسَیَّب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاذ بن جبلؓ کے کلام سے اس کو نقل کرتے تھے امام دارقطنیؒ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ یہی صحیح ہے (غماری)

نماز کا سلام پھیرتے وقت فرشتوں کو بھی سلام کرنے کی نیت کریں

امام رافعیؒ فرماتے ہیں نماز پڑھنے والا اگر امام ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ پہلے سلام کے وقت دائیں طرف کے فرشتوں' مسلمان جنات اور انسانوں کے سلام کی نیت کرے اور دوسرے سلام کے وقت اپنے بائیں طرف کے حضرات (ملائکہ' مسلمان جنات اور انسانوں) کی نیت کرے۔ اور مقتدی بھی ایسی ہی نیت کرے۔

لیکن منفرد (اکیلی نماز ادا کرنے والا) دونوں طرف سلام کہتے وقت اپنے دونوں طرف کے فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر سے قبل بھی چار رکعات (سنتیں) پڑھتے تھے اور اس کے بعد بھی چار رکعات (سنتیں) پڑھتے تھے اور نماز عصر سے قبل چار رکعات (سنت) پڑھا کرتے تھے ہر دوگانہ کے بعد ملائکہ مقربین' انبیاء کرام اور ان کے مؤمنین متبعین پر سلام کہتے تھے۔[1]

یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے تخریج کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

حضرات ملائکہ کو قرآن کی فضیلت حاصل نہیں

حافظ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں (حدیث میں) یہ بات وارد ہوئی ہے کہ حضرات ملائکہ کرام کو قرآن پاک کی فضیلت عطاء نہیں فرمائی گئی یہ حضرات انسانوں سے قرآن پاک سننے کے حریص ہیں۔[2]

بنائے کعبہ سے کوئی نہ کوئی جن یا انسان یا فرشتہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں حدیث مبارک میں وارد ہے اس بیت اللہ سے وعدہ فرمایا گیا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ افراد اس کا حج کریں گے۔ اگر اس (تعداد) سے کم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو فرشتوں سے پورا کر دیتے ہیں۔

فرمایا حافظ ابن صلاحؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب سے کعبہ کو پیدا کیا گیا ہے (تب سے) وہ کسی جن یا انسان یا فرشتے کے طواف سے خالی نہیں رہا۔[3]

---

[1] امالی امام رافعی (منہ)

[2] فتاویٰ ابن صلاح (منہ)

[3] احکام مساجد زرکشی (منہ)

قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پشت اور پیٹھ نہ کرنے کی ایک وجہ

شیخ ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں (قضائے حاجت کے وقت) نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرے نہ پشت کرے لیکن یہ عمارت میں جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اس لئے بھی کہ صحراء میں فرشتے یا جنات بیٹھتے اور نماز پڑھتے ہیں تو یہ (قضائے حاجت کرنے والا) ان کی طرف اپنا ننگ ظاہر کرتا ہے جبکہ عمارت (بیت الخلاء) میں ایسی بات نہیں۔

امام رافعیؒ فرماتے ہیں کہ صحراء میں (قبلہ کی طرف پشت کرنے کی) ممانعت اس لئے وارد ہوئی ہے جیسا کہ ہمارے حضرات (فقہائے شافعیہ) نے ذکر فرمایا ہے کہ صحراء کسی نمازی فرشتہ، جن اور انسان سے خالی نہیں ہوتا تو بسا اوقات اس (نمازی) کی نظر (قضائے حاجت کرنے والے کے) ننگ پر پڑ جاتی ہے لیکن عمارتوں اور قضائے حاجت کے مقامات میں داخل نہیں ہوتے مگر شیاطین تو جو آدمی عمارتوں سے خارج میں نماز ادا کرتا ہے اس کے اور نمازی کے درمیان عمارت حائل ہو جاتی ہے (جب کہ سامنے کوئی دیوار ہو تب)۔

میں کہتا ہوں امام بیہقی حضرت عیسٰے الخیاط سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام شعبیؒ سے عرض کیا میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے اختلاف میں حیران ہوں حضرت نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں میں (اپنی بہن حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ) حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالی عنہا) کے گھر گیا اور اچانک قریب سے مڑا تو جناب رسول اللہ ﷺ کے پیشاب خانہ کو قبلہ رخ دیکھا اور حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں (جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا) تم میں سے کوئی ایک جب قضائے حاجت کو جائے تو نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے۔ تو حضرت امام شعبیؒ نے ارشاد فرمایا۔ دونوں حضرات (حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ) نے درست فرمایا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث صحرا پر

محمول ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ کے بندے فرشتے اور جنات (میدانوں میں) نماز ادا کرتے ہیں اس لئے کوئی ان کی طرف پیشاب کرتے وقت منہ بھی نہ کرے اور پشت بھی نہ کرے۔ لیکن یہ بیت الخلاء تو تعمیر شدہ کمرے ہیں ان کے لئے قبلہ کا اعتبار نہیں۔

(فائدہ) اہل سنت والجماعت احناف کے نزدیک میدان اور عمارتوں وغیرہ ہر جگہ میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا درست نہیں اس کی دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی مذکورہ حدیث ہے جس میں قضائے حاجت کے موقعہ پر قبلہ کی طرف رخ کرنا یا پشت کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اگر بیت الخلاء کی دیوار کو پیشاب کرنے والے اور بیت اللہ شریف کے درمیان پردہ تسلیم کیا جائے اور کعبہ کی حرمت میں کوئی فرق نہ آئے تو حضرات شوافع کو چاہئے کہ جہاں نمازی کے سامنے دیوار حائل ہو وہاں نماز ادا نہ کیا کریں کیونکہ قبلہ کے سامنے تو دیوار آ گئی اور قبلہ تو سامنے نہ رہا۔

حضرت ابن عمرؓ کی مذکورہ بالا حدیث کے متعلق محدثین احناف فرماتے ہیں کہ یہ روایت ممانعت سے قبل کی ہے یا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی عذر ہو گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے دوسرے بعض احکام کی طرح مستثنیٰ ہوں گے۔ اور عمارت کے اندر اور میدانوں وغیرہ میں قبلہ کی طرف رخ کر کے قضائے حاجت کی ممانعت قبلہ کے احترام کی وجہ سے بھی ہے۔ مترجم

خوابوں میں صورتیں دکھانے والا فرشتہ

علامہ قرطبی المفہم (شرح مسلم) میں بعض اہل علم سے نقل فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جو دکھائی دینے والی اشیاء کو سونے والے کے سامنے مقام ادراک میں پیش کرتا ہے اور اس کے سامنے محسوس صورتوں کی تمثیلات ظاہر کرتا ہے کبھی تو یہ تمثیلات واقع میں موجودات کے موافق ہوتی ہیں، اور کبھی معانی معقولہ کی طرح ہوتی ہیں، دونوں حالتوں میں یہ صورتیں خوشخبری بھی ہوتی ہیں اور انجام کی تنبیہ بھی کرتی ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں یہ بات جو نقل کی گئی ہے شریعت سے اس کے ثبوت کی ضرورت ہے۔[1]

---

[1] فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ عسقلانی (منہ)

مسئلہ کی دلیل بیان کرنے والا فرشتہ

امام ابوبکر ابن فورک اپنی کتاب مسمّی بہ ''النظامی'' میں اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ''اللہ تعالیٰ خالق اور ایک ہیں اس کے سواء کوئی اور خالق نہیں ہوسکتا'' لکھا ہے اس کے متعلق میں نے بہت سے دلائل سے استدلال کیا جس کے بعد میں نے دیکھا جیسے ہر آدمی دیکھتا ہے جبکہ میں وہ دلائل لکھ چکا تھا اور اس کا متعلقہ حصہ اپنے ہاتھ سے رکھ دیا تھا اور ٦ ربیع الثانی کی منگل کی شب ۴۶۵ھ میں سو گیا تھا تو ایک شخص مجھے کہتا ہے اس مسئلہ کے بارہ میں تو فرمان باری تعالیٰ ہے

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

(اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں جلائے گا کیا تمہارے شرکاء (معبودان باطلہ) میں سے کوئی ہے جو ان کاموں سے کچھ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور بلند و بالا ہے اس سے جس کو شریک ٹھہراتے ہیں)

اس آیت سے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ رزق اسی کی طرف سے ملتا ہے اور رزق کا اطلاق ہر اس شئے پر ہوتا ہے جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا ہر وہ شئے جو بندے کے پاس پہنچے جس سے بندہ بے نیاز نہ ہو سکے اور جو کچھ ضرورت ہو اس سے بندہ کچھ لے لے۔ اور بندے کے تمام کام اس (رزق) کے ماتحت (آتے) ہیں۔ اور یہ بھی (اللہ تعالیٰ نے) بیان فرمایا کہ کسی کی قدرت میں نہیں کہ وہ اس میں سے کچھ نہ کچھ کر سکے اور وہ ہرگز کر بھی نہیں سکے گا تو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی خالق ہی نہیں ہوسکتا۔ پس مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے تمام کاموں کا خالق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

اور اس آیت میں ایک اور صورت استدلال بھی ہے چنانچہ فرمایا ''اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ'' اس میں ''خَلَقَكُمْ'' (جس نے تمہیں پیدا کیا) ہمیں ہماری تمام

صفات سمیت مشتمل ہے اگر اس نے ہمیں ہمارے اوصاف سمیت پیدا نہ کیا ہوتا تو یوں فرماتے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ اَجْسَامَکُمْ (اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے اجسام پیدا فرمائے)' جب تخلیق ہمارے (تمام اجسام مع صفات) پر مشتمل ہوئی جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا کہ اس نے ہمارے اجسام اور اوصاف کو پیدا فرمایا ہے اور ہمارے اوصاف میں سے ہمارے کسب اور کام بھی داخل ہیں تو مجھے علم ہوا کہ ہمارے کسب سب کے سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔

ابن فورک فرماتے ہیں یہ استدلال اس صورت پر جیسا کہ میں نے کہنے والے سے سنا ہے ممکن ہے جبکہ میں نے اس آیت سے اپنے اہل مذہب میں سے کسی کی کتاب میں یہ استدلال نہیں دیکھا اور نہ سنا۔ اس استدلال کا میں نے اس خواب سے استفادہ کیا ہے اور اس کو (اپنی کتاب نظامی میں) بطور تبرک ذکر کیا ہے کیونکہ یہ فرشتہ کے القاء سے ہے۔

مسجد میں وضو توڑنے والا فرشتوں کی دعا سے محروم

ارشاد نبویؐ ہے ''فرشتے تم میں سے ہر ایک پر اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز پر باوضو بیٹھا رہے'' (فرشتے دعا میں یہ کہتے ہیں) اے اللہ اس کو معاف فرمادے اس پر رحم کردے۔[1] اس کا امام مہلب یہ مطلب بیان فرماتے ہیں مسجد میں ہوا خارج کرنا گناہ ہے وضو توڑنے والا ملائکہ کے استغفار اور دعا سے جن کی برکت کی امید ہے محروم رہ جاتا ہے۔

گناہ بخشوانے کا ایک طریقہ

حضرت ابن بطالؒ فرماتے ہیں جس کے گناہ بہت ہوں اور بغیر مشقت کے اپنے سارے گناہ معاف کرانا چاہتا ہے تو ان کو چاہئے کہ اپنے مقام نماز پر نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھ جایا کرے تاکہ وہ اپنے لئے فرشتوں کی دعا اور استغفار کثرت سے حاصل کرلے کیونکہ اس کی قبولیت کی بہت امید ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

---

[1] بخاری ۱/۱۲۱، ۶۶۸، ۳/۸۶، مسند احمد ۲/۴۸۶، ابوداؤد کتاب الصلوۃ ب ۲۰، بیہقی ۲/۱۸۶، احیاء العلوم ۱/۱۵۱، کنز العمال ۸۹۵۵۔

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾

(فرشتے کسی کے لئے رحمت اور مغفرت وغیرہ کی سفارش نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ جس کے لئے ان کی اس سفارش کو پسند فرمائیں)۔

فرشتوں کا غسل میت کے لئے کافی ہے؟

ائمہ حنابلہ میں سے صاحب الفروع فرماتے ہیں۔

اکثر (ائمہ حنابلہ) کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ فرشتوں کا دیا ہوا غسل میت کے لئے کافی نہیں ہے اور (کتاب) الانتصار میں ہے اگر ان کے غسل دینے کا علم ہو جائے تو کافی ہے۔ (میت کو دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے) تعلیق القاضی میں بھی اسی طرح سے ہے' انہوں نے اس کی دلیل فرشتوں کے حضرت حنظلہؓ کو اور حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دینے سے لی ہے' جب کہ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو ان کو دوبارہ غسل دینے کا حکم نہیں کیا۔ اور اس لئے بھی کہ جب حضرت سعد (ابن معاذ انصاری قبیلہ اوس کے سرادر) فوت ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف جانے میں جلدی فرمائی جب ان سے عرض کیا گیا تو فرمایا اس لئے کہ فرشتے ہم سے پہلے ان کو غسل دینے میں سبقت نہ لے جائیں جیسا کہ حضرت حنظلہؓ کو غسل دینے میں سبقت لے گئے۔ (قاضی موصوف) فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ اگر فرشتے حضرت حنظلہؓ کو غسل دینے میں سبقت نہ کرتے تو حضور ﷺ ان کو ضرور غسل دیتے لیکن ان کا غسل دینا انسانوں کے غسل دینے کے قائم مقام ہو گیا' اور اسی طرح اگر فرشتے حضرت سعدؓ کے غسل دینے میں سبقت لے جاتے تو غسل کی فرضیت ساقط ہو جاتی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے غسل دینے کی سعی نہ فرماتے کیونکہ اگر فرشتوں کے غسل دے چکنے کے بعد غسل دینا ممکن ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے صاحب المحررؒ وغیرہ نے بھی اسی کے ہم معنی دلائل کو بیان فرمایا ہے۔

(فائدہ) فقہ حنفیہ کے مطابق فرشتوں کا میت کو غسل دینا کافی ہے اگر علامات ظاہرہ سے اس کا معمول ہونا نظر آ رہا ہو تفصیل کے لئے علامہ شامی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔[1]

---

[1] شامی ۲/۲۰۰،۲/۲۴۸

فرشتوں کو اپنی شکل بدلنے کا اختیار ہے؟

حضرت قاضی ابویعلی حنبلیؒ فرماتے ہیں جنات کو اپنی شکل تبدیل کرنے اور مختلف صورتوں میں منتقل ہونے کی قدرت نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات اور کسی قسم کے اعمال سکھلائے ہوں ان میں سے جب کوئی یہ عمل کرے یا کوئی کلام پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل کر دیتے ہوں۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ جنات صورت تبدیل کرنے اور خیالات کا القاء کرنے پر اس معنی میں قادر ہیں کہ جب وہ اسی (مخصوص) بات کو بولیں یا عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس صورت سے دوسری صورت میں بطور عادت منتقل کر دیں۔ لیکن جنات کا خود بخود اپنے آپ کو دوسری شکل میں بدلنا محال ہے۔ کیونکہ ان کا ایک صورت سے دوسری صورت میں انتقال کرنا ان کی نفس تخلیق کے خلاف ہے اور اس میں اجزاء میں تفریق (بھی) ہے۔ اور جب اصل بنیاد اور تخلیق ہی بگڑ گئی تو حیات باطل ہو گئی اور من جملہ فعل کا وقوع اور اپنی ذوات کی کیفیت نقل محال ہو گئی۔

اور فرشتوں کا مختلف شکلیں اختیار کرنا بھی اسی طرح سے ہے (جس طرح کا قول جنات کے بارہ میں مذکور ہوا)۔ اور یہ جو ابلیس کے بارہ میں آیا ہے کہ وہ سُراقہ کی شکل میں ظاہر ہوا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دِحیہ (کلبی) کی صورت میں آتے تھے یہ اسی بات پر محمول ہے جو ہم نے ذکر کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے قول پر ان کو قدرت بخشی ہے جس کے کہنے سے اللہ تعالیٰ ایک صورت سے دوسری صورت تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اھ

اور امام الحرمین (ابن الجوینی) فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنحضرت ﷺ کے پاس انسان کی شکل میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کی خلقت سے زائد کو زائل کر دیا ہو گا بعد میں اعادہ کر دیا ہو گا۔ اھ

(فائدہ) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کسی میں طاقت نہیں کہ وہ اللہ کی پیدا کردہ

صورت کو تبدیل کر سکے لیکن انسانوں کے جادوگروں کی طرح جنات کے بھی جادوگر ہوتے ہیں جب تم ان کو دیکھو تو اذان دیا کرو۔[1]

سوال

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلامؒ فرماتے ہیں اگر کہا جائے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جرائیلؑ حضرت دِحیہؓ کی صورت میں آئے اس وقت ان کی روح کہاں تھی؟ کیا اس جسم میں تھی جو حضرت دِحیہؓ کے جسم کے مشابہ تھا یا اس جسم میں تھی جس کے چھ سو پر ہیں پس اگر جسم اعظم میں تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جرائیل نہ تو روح کے اعتبار سے آئے تھے اور نہ ہی جسم کے اعتبار سے آئے تھے۔ اور اگر حضرت دحیہؓ کے مشابہ جسم میں تھی تو کیا وہ جسم جس کے چھ سو پر ہیں اس پر موت آ گئی تھی جس طرح سے باقی اجسام ارواح کے علیحدہ ہونے سے فوت ہو جاتے ہیں؟ یا روح حضرت دِحیہؓ کے مشابہ جسم میں رہی اور (بڑا جسم) خالی ہونے کے باوجود زندہ رہا؟

جواب

میں (شیخ عزالدین) کہتا ہوں یہ بات بعید نہیں کہ روح کا انتقال جسم اول سے اس کی موت کو لازم نہیں کیونکہ ارواح کی علیحدگی سے اجسام کی موت عقلا واجب نہیں ہے اور ارواح بنی آدم میں عادت اللہ اس طرح سے جاری ہے کہ بدن (خروج روح سے) زندہ رہتا ہے اس کے معارف اور طاعات میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور دوسرے جسم کی طرف روح کا انتقال شہداء کی ارواح کی طرح ہے جو سبز پرندوں کے گھونسلوں میں رہتی ہیں۔ اھ

شیخ سراج الدین بلقینیؒ اپنی کتاب الفیض الجاری علی صحیح البخاری میں فرماتے ہیں یہ بات جائز ہے کہ حضرت جرائیل اپنی اصل صورت میں آتے ہوں مگر یہ کہ سمٹ کر ایک انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہوں اور جب اس حالت سے باہر ہوں تو اپنی

---

[1] مکائد الشیطان ابن ابی الدنیا صفحہ ۲۴، لقط المرجان صفحہ ۱۴۱، آکام المرجان صفحہ ۳۳۔

اصلی شکل میں لوٹ جاتے ہوں اس کی مثال روئی ہے جب بکھری ہوئی کو جمع کیا جائے کیونکہ بکھری ہوئی حالت میں روئی کی صورت بہت بڑی ہوتی ہے اور اس کی ذات بگڑتی نہیں یہ مثال سمجھانے کے لئے قریب الفہم ہے۔اھ

علامہ علاء الدین قونوی شارح الحاوی اپنی کتاب ''الاعلام بالمام الارواح بعد الموت علی الاجسام'' میں فرماتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہؓ کی صورت میں اور حضرت مریم کے لئے کامل انسان کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ بندوں کو حالت حیات میں ان کی ذات کے لئے خاصیت ملکیت قدسیہ اور قوت عطاء فرمائی ہو جس سے اپنے بدن سے دوسرے متعین بدن میں پہلے بدن میں تصرف کے باوجود تصرف کی قدرت ہو (جیسا کہ) حضرات ابدال کے متعلق کہا گیا ہے ان کا نام ابدال اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک جگہ سے رحلت کرتے ہیں اور اس جگہ اول میں ایک شکل میں مقیم بھی رہتے ہیں جو ان کی اصلی شکل کے علاوہ اور اس سے مبدل ہوتی ہے۔

اور حضرات صوفیائے کرام نے عالم اجساد اور عالم ارواح کے درمیان ایک اور جہان ثابت کیا ہے (جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ کی ابتداء میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کو دلائل سے بھی ثابت فرمایا ہے) اور اس (جہان) کا نام عالم مثال رکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ جہان عالم اجساد سے لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہے اور اسی پر ارواح کے تجسم اور مختلف صورتوں میں عالم مثال میں ظاہر ہونے کی بنیاد رکھی ہے اس بنیاد کی خوشبو قرآن پاک میں ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ میں پائی جاتی ہے تو روح واحد حضرت جبرائیلؑ کی روح کی طرح اپنے اصلی جسم سے متعلق ہے اور جسم مثالی میں ظاہر ہے' اور اسی سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے جو بعض ائمہ سے مشہور ہے کہ بعض اکابر نے حضرت جبرائیل کے جسم کے بارہ میں سوال کیا اور کہا کہ ان کا پہلا جسم جو افق کو اپنے پروں سے پر کرتا تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اصلی صورت میں دیکھا تھا وہ حضرت دحیہؓ کی صورت میں ظاہر ہونے کے وقت کہاں گیا تھا؟ تو بعض اکابر نے اس کے جواب میں تکلف اختیار فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت جبرائیلؑ کا بعض جسم بعض میں سمٹ گیا

ہو یہاں تک کہ اس کا حجم چھوٹا ہو کر کے حضرت دحیہؓ کی صورت میں آ گیا ہو اس کے بعد اسی پہلی حالت میں لوٹ آئے اور پھول گئے ہوں۔ جو بات حضرات صوفیہ کرام نے فرمائی ہے وہ زیادہ بہتر ہے وہ یہ کہ حضرت جرائیل کا جسم اصلی تو اپنی حالت میں بغیر تبدیلی کے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک اور جثہ تیار کیا ہو اور حضرت جرائیل کی روح دونوں میں بیک وقت متصرف ہوئی ہو۔ اھ

علامہ شمس الدین ابن قیم کتاب الروح میں فرماتے ہیں روح کی حالت بدن کی حالت سے کچھ دوسری طرح کی ہے روح بلند ترین مقامات پر ہونے کے باوجود میت کے بدن کے ساتھ متصل ہوتی ہے اور جب کوئی مسلمان اس صاحب روح پر سلام کہتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتی ہے حالانکہ وہ وہاں پر اپنے مقام میں ہوتی ہے۔ یہ جرائیل جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ سو پروں کے ساتھ دیکھا ان میں سے دو پروں نے افق کو بھر رکھا تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے اور انکے گھٹنوں پر اپنے گھٹنے اور ان کی رانوں پر اپنے ہاتھ رکھے تھے اور مخلصین کے دل ایمان کے اعتبار سے وسیع ہیں کہ یہ ممکنات میں سے ہے کہ حضرت جرائیل آنحضرتؐ کے اتنا قریب (ضرور) بیٹھے ہیں حالانکہ وہ آسمان میں اپنے مقام پر تھے۔ ایک حدیث میں حضرت جرائیلؑ کے دیدار کے متعلق ہے کہ "میں نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت جرائیلؑ آسمان اور زمین کے درمیان اپنے قدموں سے صف آراء کہہ رہے تھے اے محمدؐ! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میں جرائیلؑ ہوں میں جس طرف بھی نظر ڈالتا جرائیلؑ کو ہی دیکھتا تھا"۔ یہاں پر غائب کا حاضر پر غلط قیاس کرنا سامنے آتا ہے اور یہ اعتقاد کیا جاتا ہے کہ روح اجسام سے متعلقہ ایک قسم ہے جو ایک جگہ مستقل ہے اس کا اپنے جسم کے علاوہ کسی جگہ ہونا ممکن نہیں حالانکہ یہ بات غلط محض ہے۔

فرشتہ کی صورت کی تبدیلی کے احکام

شیخ محی الدین ابن عربی صوفیؒ (اپنی کتاب) محکم میں فرماتے ہیں جب کوئی فرشتہ کوئی شکل بدلتا ہے تو جس صورت میں چاہے آ سکتا ہے اس پر صورت کا حکم لگایا

جائے گا اور اس پر اس کے احکام جاری ہونگے اور جب بات کرے گا تو جو اس صورت کے لائق ہوگی وہی کہے گا اس کی پاکیزگی باقی رہے گی اور اپنی روحانیت سے خالی بھی نہ ہوگا۔

اور انسان جب کوئی شکل (کسی وظیفہ یا جادو یا کرامت کے طور پر) تبدیل کرے گا تو جس صورت میں چاہے ظاہر ہو اس پر صورت کا حکم نہ لگایا جائے گا اس صورت میں جو بات کرے گا جس زبان میں چاہے کر سکے گا اور یہ اپنی حقیقت انسانیت پر باقی رہے گا کیونکہ یہ اپنی صورت سے تبدیل ہوا ہے۔

اور جب جن کوئی صورت اختیار کرتا ہے وہ اپنی حقیقت سمیت اس میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اس پر صورت کا حکم لگایا جاتا ہے اور اسی پر احکام کا اجراء ہوتا ہے لیکن جب اس صورت کو قتل کیا جائے تو جن اس صورت سمیت مر جاتا ہے۔

فرشتوں کے اجسام لطیف ہونے کی وجہ سے آپس میں نہیں ٹکراتے

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ فرماتے ہیں روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جس نے کائنات کی تہائی کو پر کر رکھا ہے اور ایک فرشتہ ایسا ہے جس نے کائنات کی دو تہائیوں کو پر کر رکھا ہے اور ایک فرشتہ ایسا ہے جس نے ساری کائنات کو پر کر رکھا ہے۔ فرمایا کہ جب اس فرشتہ نے ساری کائنات کو پر کر رکھا ہے تو باقی دو فرشتے کہاں ہیں؟ پھر فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ لطائف آپس میں نہیں ٹکراتے اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک کمرہ میں ایک دیا روشن کیا جاتا ہے تو اس کی روشنی اس کمرے کو پر کر دیتی ہے جب اسمیں اور دیئے روشن کئے جاتے ہیں تو ان کی روشنی آپس میں نہیں ٹکراتی۔ (فیض القدیر شرح جامع صغیر ۱/ ۱۰۵)

فرشتے کھاتے پیتے نہیں نکاح نہیں کرتے

امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں تمام امت کا اتفاق ہے کہ فرشتے نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں۔ لیکن جنات کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں اور نکاح بھی کرتے ہیں اور نسل کشی بھی کرتے ہیں۔

فرشتے نہیں سوتے

مجھ (یعنی علامہ جلال الدین سیوطی) سے بہت پہلے سوال کیا گیا کہ فرشتے سوتے ہیں یا نہیں؟ تو میں نے جواب دیا کہ میں نے اس میں کوئی منقول حل نہیں دیکھا لیکن فرمان خداوندی ﴿یُسَبِّحُوْنَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ﴾ (وہ رات دن تسبیح ادا کرتے ہیں وقفہ نہیں کرتے) سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہیں سوتے۔ پھر میں نے یہ جواب امام فخر الدین رازی کے کلام میں منقول دیکھا ہے۔

روز قیامت ملک الموت سے نہیں ڈریں گے

ائمہ احناف میں کے امام صفارؒ سے سوال کیا گیا کہ جس طرح دیگر فرشتوں کو (میدان قیامت میں) جمع کیا جائے گا تو ملک الموت کو بھی جمع کیا جائے گا؟ فرمایا ہاں ان سے کہا گیا کیا لوگ اس سے ڈریں گے نہیں؟ فرمایا نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت میں سلامتی اور موت اور زوال سے امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور یہ اس میں پہلی موت کے بعد دوسری موت نہیں پائیں گے۔

فرشتے جنت میں داخل ہوں گے

یہ بھی حضرت صفارؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرشتے بھی جنت میں ہونگے؟ فرمایا ہاں یہ وہاں توحید (خداوندی) بیان کرتے ہونگے اور بعض عرش کے گرد اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہونگے اور بعض اللہ کی طرف سے مومنین کو سلام پیش کریں گے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِنْ کُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ﴾

اور فرشتے ان کے پاس (جنت میں) ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہونگے (اور یہ کہتے ہونگے) کہ تم (ہر آفت اور خطرہ سے) صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے؟

حضرت صفار سے ہی سوال کیا گیا کہ فرشتے اپنے رب تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہونگے؟ فرمایا میرے شہید والد کا اعتماد اس صورت پر ہے کہ سوائے حضرت جبرائیل کے کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھے گا اور حضرت جبرائیل بھی اپنے پروردگار کو ایک مرتبہ دیکھیں گے اس کے بعد کبھی نہیں دیکھیں گے۔

سوال کیا گیا کہ جب وہ موحد ہیں تو اپنے پروردگار کو کیسے نہیں دیکھیں گے؟

فرمایا یہ دیدار اللہ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اپنا فضل عطاء فرماتے ہیں اللہ بہت بڑے فضل کے مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں احناف کے ائمہ میں سے حضرت ابوالحسن ہروی نے بھی ارجوزہ میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور ہمارے (شافعی) ائمہ میں سے شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے بھی ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔

لیکن زیادہ راجح یہ ہے کہ (سب) فرشتے اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہونگے امام اہل سنت و الجماعت شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب ''الابانۃ (فی اصول الدیانۃ)'' میں اسی کی صراحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

جنت کی سب سے افضل لذت جناب باری تعالیٰ کا دیدار ہے پھر آنحضرت ﷺ کا دیدار ہے اسی لیے اللہ عز وجل نے اپنے انبیاء مرسلین، ملائکہ مقربین، جماعت مومنین اور صدیقین حضرات کو اپنے چہرہ اقدس کی زیارت سے محروم نہیں فرمایا۔

امام بیہقیؒ نے بھی اسی کی پیروی میں فرشتوں کے لیے دیدار خداوندی کا باب قائم کر کے وہ حدیث ذکر کی ہے جو اس کتاب (الحبائک) کے شروع میں ذکر کی گئی ہے اور حضرت ابن عمرؓ کا موقوف اثر بھی روایت کیا ہے جو باب جامع اخبار ملائکہ میں (شروع میں) مذکور ہے اور اس اثر کے لیے مرفوع ہونے کا حکم ہے کیونکہ یہ بات مدرک بالقیاس نہیں) اور وہ متاخرین حضرات جنہوں نے فرشتوں کے متعلق حضرت باری تعالیٰ کی زیارت کو تسلیم کیا ہے شمس الدین ابن قیم اور قاضی القضاۃ

حضرت جلال الدین بلقینی ہیں اور یہی زیارت کا قول بلاشبہ زیادہ راجح ہے۔

مقام اعراف پر فرشتے ہوں گے؟

فرمان باری تعالیٰ ﴿وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ﴾ (اور اعراف پر کچھ آدمی ہونگے) کی تفسیر میں حضرت ابومجلزؒ (تابعی مفسر) فرماتے ہیں یہ لوگ فرشتے ہوں گے عرض کیا گیا اے ابومجلزؒ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں رجال (انسان) ہیں اور آپ فرماتے ہیں فرشتے ہیں؟ فرمایا یہاں رجال سے مراد مذکر ہونا ہے اور فرشتے مذکر ہیں مؤنث نہیں ہیں۔

امام حلیمی منہاج میں پھر امام قونوی مختصر المنہاج میں فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ مقام اعراف پر رہنے والے فرشتے ہونگے جو جنتیوں سے محبت اور دوزخیوں سے نفرت کرتے ہونگے یہ بات دو وجہ سے بعید ہے ایک تو یہ کہ فرمان خداوندی میں ہے ﴿وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ﴾ (مقام اعراف پر آدمی ہونگے) رجال عقلمند مذکروں کا نام ہے جبکہ فرشتے نہ تو مذکروں کی طرف تقسیم ہو سکتے ہیں نہ مؤنثوں کی طرف۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بھی جنت میں داخل ہونے کی طمع کرتے ہیں فرشتوں کو جنت سے حجاب نہیں ہوگا اور حجاب ہو بھی کیسے کیوں کہ طمع کرنے والے اور اس کی طمع کے درمیان پردہ بھی عذاب دینا ہے جبکہ اس دن کسی فرشتہ پر عذاب نہیں ہوگا۔

فرشتوں کا حساب و کتاب ہوگا؟

جزاء و سزا ہوگی؟

علامہ حلیمیؒ پھر حضرت قونویؒ فرماتے ہیں سوال جواب، حساب کتاب جنت اور دوزخ میں داخل ہونے میں جنات انسانوں کی طرح ہیں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ جنت میں ان کے درمیان ایسی میل جول نہ ہو جو ان کے پڑوس کا تقاضا کرتی ہو بلکہ وہ جنت میں بھی ایسے ہوں جس طرح دنیا میں (الگ الگ) تھے اور یہی ان کی نعمتوں کے لائق ہے کیونکہ باہمی اضداد کا پڑوس اور ایک دوسرے سے میل جول میں

وحشت اور بدمزگی ہے وہ چیز جوان دونوں میں باہمی تضاد کو مقتضی ہے جنات کا آگ سے پیدا ہونا ہے اور انسانوں کا پانی اور مٹی سے' لیکن فرشتوں کے متعلق زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے کیونکہ فرشتے ہی تو اعمال کو لکھتے ہیں اس طرح سے تو ہر فرشتہ دوسرے کا محتاج ہوگا' ان کا حساب بھی نہیں ہوگا کیونکہ ان کے گناہ نہیں ہیں اور یہ سب اس کمترین انسان کے درجہ میں بھی نہیں ہیں جس سے کم از کم حساب لیا جائے' لیکن انعام واکرام کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان کا انعام تکلیف شرعی کو دور کرنا ہے کیونکہ یہ کھانے پینے اور نکاح کرنے والی مخلوق سے نہیں ہیں کہ ان کو جنت میں انسانوں کے درجات تک پہنچایا جائے' اور یہ بھی محتمل ہے کہ ان سے تکلیف ہٹانے کے بعد کوئی اور انعام بھی دیا جائے جوان کے لیے اللہ تعالی نے تیار کر رکھا ہو جس تک ہماری عقلیں رسائی نہ رکھتی ہوں جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ''میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا' کسی کان نے نہیں سنا اور کسی انسان کے دل سے اس کا خیال تک نہیں گزرا۔[1]

فرشتے آسمان کو لپیٹیں گے؟

علامہ حلیمی اور ان کے بعد علامہ قونوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آسمانوں کے لپیٹنے میں احتمال ہے کہ جب آسمان پھٹیں گے ان میں شگاف پڑیں گے تو ان کو مضبوط کر کے فرشتے لپیٹ دیں گے' جس طرح سے طے شدہ فیصلہ کے مکتوب کو بکھرنے سے حفاظت کرنے کے لیے مبالغہ کے طور پر لپیٹا جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے ''بیمینہ'' (اپنے داہنے ہاتھ میں) ارشاد فرمایا اور داہنے ہاتھ سے قوت

---

[1] فتح الباری ۸/ ۵۱۵، مسند احمد ۲/ ۴۳۸، ۴۶۶، تفسیر قرطبی ۱۴/ ۱۰۴، مسند دارمی ۲/ ۲۴۱، تفسیر ابن کثیر ۶/ ۳۶۷، تفسیر طبری ۲۱/ ۶۶، درمنثور ۵/ ۱۷۶، کنز العمال ۴۳۰۲۹، احیاء علوم الدین ۴/ ۳۲، ۵۳۳، مجمع الزوائد ۱۰/ ۴۱۲، اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/ ۵۶۸۱۸، ۵۳۵، ۵۵۰، ریاض الصالحین صفحہ ۶۹۱، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ ابن عساکر ۵/ ۴۶۲، ترغیب وترہیب ۴/ ۵۲۱، ۵۵۷، اتحاف السادۃ ۸/ ۵۶۸، کشاف صفحہ ۱۳۱، حمیدی ۱۱۳۳، الاسماء والصفات بیہقی صفحہ ۲۰۸

کی طرف اشارہ ہے جس سے لپیٹنے کی مضبوطی کی مثال بیان فرمائی ہے جب بھی کوئی آسمان لپیٹا جائے گا اس آسمان پر رہنے والے فرشتے زمین پر اتر آئیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾

(اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور (اس بدلی کے ساتھ آسمان سے) فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے)

اس روز انسان بھی فرشتوں کو دیکھتے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ﴾

(اس روز یہ کافر لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے جس میں ان مجرموں کو کوئی خوشی کی بات نصیب نہ ہوگی) انتہی۔

میں عرض کرتا ہوں حضرت حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے (اپنی تفسیر میں) روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین کو چمڑے کی طرح پھیلا دیا جائے گا اور اس کی کشادگی میں اتنا اور اتنا (یعنی بہت) اضافہ کر دیا جائے گا اور سب مخلوق جنات اور انسانوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے گا جب قیامت کا دن ہوگا تو یہ آسمان دنیا اپنے باسیوں سے پھٹ کر زمین کے سامنے سے ٹوٹ جائے گا اور صرف اس آسمان والے (فرشتے) ساری زمین کے رہنے والے جنات اور انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہیں تو جب یہ (فرشتے) زمین پر اتریں گے تو یہ (جنات اور انسان) ان سے گھبرا جائیں گے پھر دوسرا آسمان شق کیا جائے گا اور صرف اس آسمان والے آسمان دنیا کے فرشتوں اور زمین کے تمام جنات اور انسانوں سے کئی گنا زائد ہیں۔ پھر اسی طرح ایک ایک (آسمان) شق کیا جائے گا جب بھی کوئی آسمان اپنے متعلقین سے ہٹے گا تو وہ اپنے نچلے آسمانوں والوں سے اور زمین والوں سے کئی گنا زائد ہونگے یہاں تک کہ ساتواں آسمان شق کیا جائے گا تو اس ساتویں آسمان والے چھ آسمانوں اور سب زمین والوں سے کئی گنا زائد ہونگے۔

کتا، تصویر اور بیت الخلاء اور جہاں جہاں فرشتے نہیں آتے وہاں کے اعمال کیسے سرانجام دیتے اور لکھتے ہیں

علامہ حلیمیؒ اور ان کے بعد علامہ قونویؒ فرماتے ہیں بعض بے دینوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ملائکہ اعمال کیسے لکھتے اور روحیں کیسے قبض کرتے ہیں جبکہ تم نے روایت کیا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو اور نہ ہی اس جماعت کے ساتھ ہوتے ہیں جس میں کتا یا گھنٹی ہو اور تم یہ بھی پڑھتے ہو۔

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ﴾ (سورہ سجدہ آیت ۱۱)

(آپ فرما دیجئے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر (اللہ کی طرف سے) مقرر ہے)۔

تو ہونا تو یہ چاہئے کہ وہ آدمی نہ مرے جس کے پاس کتا یا تصویر یا گھنٹی ہو اور نہ ہی اس کے اعمال لکھے جائیں۔

اور جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہوتا ہے تو کیا کراماً کاتبین اس کے ساتھ ہوتے ہیں یا نہیں اور وہ کہاں بیٹھتے ہیں اور کس شئے پر بیٹھتے ہیں اور کس چیز سے لکھتے ہیں؟

جواب

یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ یہ فرشتے اس گھر میں صاحب گھر کے اکرام دعا اور برکت کے طور پر داخل نہیں ہوتے جس میں ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی شئے ہو، یہ اس کی ممانعت نہیں کرتی کہ فرشتے کتابت اعمال اور قبض ارواح کے لیے داخل نہیں ہو سکتے اور یہ بات ہمارے درمیان قابل تسلیم ہے۔ کیونکہ صاحب گھر کا بگاڑ نیک لوگوں کے دخول سے تو مانع ہو سکتا ہے جو اس کے دوست ہوں اور اس میں آ کر پریشان ہوں لیکن وہ لوگ جو اس کے مخالف بگاڑ پیدا کرنے والے اور کوئی حق واجب وصول کرنے والے ہوں ان کو یہ صورتیں نہیں روک سکتیں کتے میں دو وجہیں ہیں جو حضرات اخیار کو ان کے اختیار سے مانع ہیں ایک تو یہ ظالم درندہ ہوتا ہے دوسرے نجس ہوتا ہے اس سے بے خوفی نہیں ہوتی کہ وہ برتن کو پلید کر دے

یا بستر کو یا کھانے کو کہ اس کے مالک کو اس کا علم نہ ہو یا ہو جائے' اور مصور اپنی تصویر سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا مقابلہ کرتا ہے جو بہت بڑا جرم ہے اسی وجہ سے مصور لوگ روز قیامت سخت ترین عذاب میں ہونگے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے' اور حضرات ملائکہ کرام ایسی اشیاء (کی صحبت) پر صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ خائف ہوتے ہیں اسی لئے وہ ایسے گھر سے واپس ہو جاتے ہیں جس میں تصویر ہو۔

اور گھنٹی کے متعلق کہا گیا ہے کہ جنات اس کا میلان رکھتے اور اس کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور اونٹ میں جنات کی مشابہت ہے اور حدیث شریف میں (بھی) ہے کہ "یہ (اونٹ) جنات سے پیدا کئے گئے ہیں"۔ اسی وجہ سے یہ بہت سے اوقات میں بلا سبب ظاہری بھاگنے لگتے ہیں ان کے اس بھاگنے کو اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ شیاطین ان سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں جس کے سبب یہ بھاگنے لگتے ہیں پس ان پر گھنٹیوں کا لٹکانا شیاطین کو دعوت دینے کی طرح اور ان کے سبب حاضری کی تاکید ہے تو جس نے اپنے لئے خدا تعالیٰ کے دشمنوں کو بلانے کی ترجیح دی یا جن یا کتے کو سفر میں اپنی حفاظت کرنے کا اعتقاد رکھا تو وہ اس لائق ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور دوستوں کو متعین نہ کرے لیکن یہ کتابت اعمال سے متعلق فرشتوں کو منع نہیں کرتے بلکہ یہ حالت اطاعت کی بجائے حالت معصیت میں زیادہ اولیٰ ہے۔

رہا حضرات کراما کاتبین کا بیت الخلاء میں داخل ہونے کا سوال تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں علم نہیں اور ہمارا عدم علم ہمارے دین میں عیب نہیں لگاتا۔ مجمل جواب یہ ہے کہ یہ دخول کے پابند ہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں ان پر اکرام فرمایا اور ان کو داخلی حالات کی اطلاع فرمائی ہو اور وہ اس کو ایسی ہی حالت میں کتابت کریں۔ واللہ اعلم۔

رہا کراما کاتبین کے بیٹھنے کا مقام تو (اس کے متعلق) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ﴾ (وہ داہنے اور بائیں ہوتے ہیں) یہ بھی محتمل ہے کہ حقیقی طور پر بیٹھنا مراد ہو یا بیٹھنے کو استعارۃ استعمال کیا گیا ہو اس بارے

میں ان کے حال کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔

اور یہ سوال کہ یہ کیا لکھتے ہیں اور کس شئے پر لکھتے ہیں تو ہمیں اس کا بھی علم نہیں اتنا ضرور ہے کہ وہ ایسی شے پر لکھتے ہیں جو لپیٹنے اور پھیلانے کا احتمال رکھتی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَاباً يَلْقَاهُ مَنْشُوْرًا﴾

(ہم اس کے سامنے روز قیامت ایسی کتاب پیش کریں گے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا)

وہ ذات جس نے ان کو پیدا کیا اور دوسروں کو بھی وہ اس سے عاجز نہیں کہ ان کے لکھنے کے لیے اوراق چمڑے اور ان چیزوں کے علاوہ کوئی شئے پیدا فرمادے جس پر لوگ لکھا کرتے ہیں یا تو وہ ایسے قلم سے لکھتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان (دنیاوی) قلموں کے علاوہ پیدا کیا ہے اور وہ یا تو سیاہی سے لکھتے ہیں یا بغیر سیاہی کے لکھتے ہیں اس کی حقیقت سے اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔

میں کہتا ہوں حدیث "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ" [1]

(جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے)

کے متعلق امام خطابی (معالم السنن میں) فرماتے ہیں اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت لے کر نازل ہوتے ہیں محافظین مراد نہیں ہیں کیونکہ وہ (انسان سے) علیحدہ نہیں ہوتے۔

اور کراما کاتبین کے بیت الخلاء میں جانے کے متعلق حضرت زید بن ثابتؓ کی مرفوع روایت گزر چکی ہے۔

"اِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ فِيْ نَوْمٍ وَيَقْظَةٍ اِلَّا حِيْنَ يَاتِيْ اَحَدُكُمْ اَهْلَهُ اَوْ حِيْنَ يَاتِيْ خَلَاءَهُ" [2]

---

[1] ابن ماجہ (منہ) سنن دارمی ۲/۲۸۴، ابن ماجہ حدیث ۳۶۵۰، طبرانی کبیر، ۸/۳۴۴، کنز العمال ۴۱۵۶۷، ۴۱۵۶۸، جمع الجوامع ۵۹۲۵، بخاری ۴/ ۱۳۸، ۱۵۸، ۵/ ۱۰۵، ۷/ ۲۱۵، مسلم کتاب اللباس ب ۲۶ حدیث ۸۳، ۸۴، نسائی ۷/ ۱۷۵، ۸/۲۱۲، مسند احمد ۴/ ۲۸، مصنف ابن ابی شیبہ ۵/ ۴۱۰، ۸/ ۲۹۰، طبرانی کبیر ۵/ ۹۵، ۹۶، ترغیب والترہیب ۴/ ۴۵، فتح الباری ۷/ ۳۱۵، ۱۰/ ۳۸۶، مغنی عن حمل الاسفار امام عراقی ۱/ ۴۰۹، الحبائک حدیث نمبر ۵۸۴۔

[2] بیہقی (منہ) نصب الرایہ ۱/ ۴۳۴ بنحوہ، ابن کثیر ۴/ ۳۵۹، الحبائک صفحہ ۸۱،

(تمہارے ساتھ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو تم سے نینداور بیداری کی حالتوں میں بھی علیحدہ نہیں ہوتے مگر جس وقت تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے یا قضائے حاجت کے لیے جاتا ہے (تو الگ ہوجاتے ہیں)۔

اور حضرات ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

"اِسْتَحْيُوْا مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ مَعَكُمُ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُفَارِقُوْنَكُمْ اِلَّا عِنْدَ اِحْدٰى ثَلَاثِ حَاجَاتِ الْغَائِطِ وَالْجَنَابَةِ وَالْغُسْلِ". [1]

(تم حضرات ملائکہ سے حیا کیا کرو تمہارے ساتھ کراما کاتبین ہوتے ہیں جو تم سے علیحدہ نہیں ہوتے مگر تین مواقع پر قضائے حاجت کے وقت' جنابت کے وقت اور غسل کے وقت)

اور حضرت مجاہد کا اثر ہے کہ "فرشتہ انسان سے دو جگہ الگ ہوتا ہے قضائے حاجت کے وقت اور جماع کے وقت"۔

اور حضرت عطاء کا اثر ہے "جب تو قضائے حاجت میں ہو تو فرشتے پاس نہیں ہوتے" ان دونوں آثار کا حکم مرفوع کا ہے۔

یہ صریح بات ہے کہ کراما کاتبین بیت الخلاء میں داخل نہیں ہوتے اور کتب حنفیہ میں سے مقدمہ ابو اللیث میں ہے کہ "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنی چادر بچھا دیتے اور فرماتے اے محافظ فرشتو! یہاں اس پر تشریف رکھو کیونکہ میں نے اللہ تعالی سے معاہدہ کیا ہے کہ میں بیت الخلاء میں کوئی بات نہیں کرونگا" مجھے اس کا استحضار نہیں ہے کہ اس روایت کو کس محدث نے ذکر فرمایا ہے۔

رہا کراما کاتبین کے بیٹھنے کا مقام اور کس شئے سے لکھتے ہیں تو حدیث شریف میں گزر چکا ہے۔

"اِنَّ النَّاجِذَيْنِ وَجَعَلَ لِسَانَهُ قَلَمَهُمَا وَرِيْقَهُ مِدَادَهُمَا". [2]

---

[1] مستدرک ۴/۱۳۵، تفسیر ابن کثیر ۸/۳۶۶، اتحاف السادہ ۹/۱۰، درمنثور ۶/۳۲۳

[2] درمنثور ۶/۱۰۳، بحوالہ دیلمی وابونعیم۔ جمع الجوامع ۴۹۵۰، کنز العمال ۳۸۹۸۱،

اللہ تعالیٰ نے دونوں محافظ فرشتے (کراما کاتبین) کو لطیف بنایا ہے حتی کہ ان کو (انسان کی) دونوں ڈاڑھوں پر بٹھلایا ہے' اس کی زبان کو ان کا قلم اور اس کی لعاب کو ان کی سیاہی بنایا ہے۔ اس حدیث میں ''ناجذین'' کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد آخری ڈاڑھیں ہیں اور حدیث میں ہے۔

''نَقُّوْا اَفْوَاهَكُمْ بِالْخِلَالِ فَاِنَّهَا مَجْلِسُ الْمَلَكَيْنِ الْكَرِيْمَيْنِ الْحَافِظَيْنِ وَاَنَّ مِدَادَهُمَا الرِّيْقُ وَقَلَمَهُمَا اللِّسَانُ''[1]

(اپنے مونہوں کو خلال (مسواک) سے صاف رکھو کیونکہ یہ باعزت محافظ فرشتوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے (انسان کا) لعاب ان کی سیاہی ہے اور (انسان کی) زبان ان کا قلم ہے) اور حضرت سفیان (بن عیینہ) کا فرمان ہے ''دو فرشتے انسان کی ڈاڑھوں کے درمیان رہتے ہیں'' اور حضرت علیؓ سے پہلے گزر چکا ہے ''انسان کی زبان فرشتے کا قلم ہے اس کا لعاب اس کی سیاہی ہے'' اس موقوف کا حکم بھی مرفوع کا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

اگر کوئی تاویل کرے کہ زبان کا ان کی قلم ہونے سے مراد زبان کا سبب کتابت ہونا ہے' اس لئے یہ ان کا آلہ ہوئی کیونکہ یہ وہی کچھ لکھتے ہیں جو وہ بولتی ہے۔

اس کا جواب دو طرح سے ہے (۱) کتابت صرف اقوال سے مخصوص نہیں کیونکہ یہ افعال' اعتقادات اور نیتیں بھی لکھتے ہیں۔ (۲) یہ تاویل زبان کے متعلق بہت بعید طور پر آ سکتی ہے لیکن لعاب کے ان کی سیاہی بننے پر لاگو نہیں ہو سکتی جیسا کہ ظاہر ہے۔

اعمالنامہ کس پر لکھتے ہیں؟

رہا یہ مسئلہ کہ فرشتے کس شئے پر لکھتے ہیں تو اس کے متعلق کوئی حدیث یا اثر وارد نہیں ہوا۔ لیکن امام غزالی کی طرف منسوب کتاب ''الدرۃ الفاخرۃ فی کشف

---

[1] یہ روایت اس کتاب میں عنوان ''انسان کی زبان کراما کاتبین کے قلم اور اس کی لعاب ان کی سیاہی ہے''، کے تحت بھی گزر چکی ہے۔

علوم الآخرۃ'' میں ہے کہ مومن کا اعمالنامہ زعفران کے پتے کا ہوگا اور کافر کا اعمالنامہ بیری کے پتے کا ہوگا واللہ اعلم۔

منکر نکیر تمام اموات کو کیسے خطاب کرتے ہیں

علامہ قرطبی تذکرہ میں فرماتے ہیں سوال کیا گیا ہے کہ منکر اور نکیر تمام اموات کو دور دراز مقامات پر بیک وقت کس طرح سے خطاب کرتے ہیں؟

جواب:۔ ان کا جثہ عظیم اسی کا تقاضا کرتا ہے پس یہ ایک ہی خطاب سے ایک ہی مرتبہ ایک جہت میں بہت سی مخلوق کو مخاطب ہو جاتے ہیں جس سے ہر مخاطب یہ خیال کرتا ہے کہ صرف اسے خطاب کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو باقی اموات کے جواب سننے کی قوت نہیں دیتے۔[1]

اور علامہ حلیمی (کتاب) المنہاج میں فرماتے ہیں وہ بات جو قرین قیاس ہے وہ یہ ہے کہ سوال کرنے والے فرشتوں کی جماعت بہت زیادہ ہے ان میں سے بعض کا نام منکر اور بعض کا نکیر ہے ان میں سے ہر میت کی طرف دو فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے جس طرح کہ اعمال کی کتابت کے ذمہ دار دو فرشتے ہوتے ہیں۔

(فائدہ) مزید تفصیل کتاب کے درمیان میں منکر نکیر کے احوال میں ملاحظہ فرمائیں۔

فرشتوں کی زیارت اب بھی ممکن ہے

فرشتوں کی زیارت اب بھی ممکن ہے اور یہ ایک ایسا شرف ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں میں سے جس کو چاہتے ہیں عطاء فرماتے ہیں، حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں اور ان کے شاگرد قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی ائمہ میں سے ایک امام نے اپنی کتاب "قانون التاویل" میں اور امام قرطبی نے "تذکرہ" میں اور دیگر حضرات نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت کے سامنے (بھی) یہ واقعہ پیش آ چکا ہے۔ میں نے اس کے متعلق اپنی کتاب "تنویر الحلک فی امکان رویتہ النبی والملک" میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

---

[1] التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ قرطبی ۱/۱۳۱

کیا جبرائیل کی زیارت سے بینائی جاتی ہے؟

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب میں نے حضرت جبرائیل کی زیارت کی تو مجھ سے جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لَمْ یَرَهُ خَلْقٌ اِلَّا عَمِيَ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ نَبِیًّا وَلَکَ اَنْ تُجْعَلَ ذٰلِکَ فِيْ آخِرِ عُمُرِکَ". [1]

(ترجمہ) کوئی مخلوق اس کو نہیں دیکھتی مگر اندھی ہو جاتی ہے ہاں اگر نبی ہو (تو وہ محفوظ رہتا ہے) تیرے لئے یہ ہے کہ اپنی آخری عمر میں ایسا ہی کر دیا جائے گا۔

حالانکہ یہ بات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو حاصل ہوئی جیسے حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت جبرائیل کو ایک کثیر جماعت نے بھی دیکھا جب وہ ایمان' اسلام' اور احسان کے متعلق سوال کرنے کے لئے تشریف لائے لیکن ان کو یہ حالت لاحق نہ ہوئی۔ پس اس حدیث کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ جو آدمی حضرت جبرائیل کو بطور شرف کے تنہا دیکھے گا وہی مراد ہوگا۔ بہت سے صحابہ کرامؓ کا سوال کے لیے تشریف لانے کے وقت حضرت جبرائیل کو دیکھنا عموم میں داخل ہے کوئی دوسرے سے ممتاز نہیں ہوسکتا۔

(فائدہ) علامہ غماری الحبائک کے حاشیہ میں لکھتے ہیں یہ حدیث منکر اور غیر صحیح ہے حضرت ابن عباسؓ اس وجہ سے (آخر عمر میں) نابینا نہیں ہوئے بلکہ یہ ایک ایسی بات تھی جس کا اللہ تعالی نے (ان کے حق میں) فیصلہ فرمایا تھا۔ اور یہ بات بھی ثابت نہیں کہ حضرت عائشہؓ نابینا ہوئی ہوں یا ان کے علاوہ جنہوں نے حضرت جبرائیل کو دیکھا ہے نابینا ہوا ہو جیسے حضرت حارثہ بن نعمان' حضرت تمیم بن سلمہ' دو انصاری صحابی اور محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہم)

اور حضرت جبرائیل کی زیارت شرف کی بات ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالی یہ شرف دیکر پھر اسکی وجہ سے نابینا کر دیں۔

---

[1] تفسیر در منثور ج ۱/۹۳

کیا صور پھونکنے سے فرشتوں پر موت طاری ہوگی؟

مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرشتے پہلا صور پھونکتے وقت مریں گے؟ اور دوسرے نفخہ کے وقت زندہ ہونگے؟

میں نے جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰاتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ﴾

(ترجمہ) اور قیامت کے دن صور میں پھونک ماری جائے گی جس سے تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے۔ (زندہ تو مر جائیں گے اور مردوں کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی) مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس بے ہوشی اور موت سے محفوظ رہے گا)

اس کتاب کے شروع میں حضرت ملک الموت کے ذکر میں حدیث گزر چکی ہے جن فرشتوں پر صور پھونکنے سے موت طاری نہ ہوگی وہ حاملین عرش' حضرت جبرائیل' حضرت اسرافیل' حضرت میکائیل اور حضرت ملک الموت ہیں یہ اس (نفخہ اُولی) کے بعد وفات پائیں گے اور حضرت وھب سے ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ چار فرشتے (حضرت جبرائیل' میکائیل' اسرافیل' ملک الموت علیہم السلام) سب سے پہلے پیدا کئے گئے اور سب سے آخر میں وفات پائیں گے اور سب سے پہلے زندہ کئے جائیں گے۔

اور حدیث صور میں جس کو امام ابو یعلی نے ''مسند'' میں' امام ابو الشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں اور امام بیہقی نے ''البعث'' میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے یہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''ثُمَّ يَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ فَيَنْفُخُ نَفْخَةَ الصَّعْقِ فَيَصْعَقُ اَهْلُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ مَلَكُ الْمَوْتِ قَدْ مَاتَ اَهْلُ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شِئْتَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ فَمَنْ بَقِيَ؟ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ بَقِيْتَ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا تَمُوْتُ وَبَقِيَتْ حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَبَقِيَ جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِلُ وَبَقِيْتُ اَنَا ' فَيَقُوْلُ اللّٰهُ : فَلْيَمُتْ جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِلُ فَيَمُوْتَانِ ثُمَّ

يَاتِي مَلَكُ الْمَوْتِ اِلَى الْجَبَّارِ فَيَقُوْلُ قَدْ مَاتَ جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ فَلْتَمُتْ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، فَيَمُوْتُوْنَ وَيَاْمُرُ اللّٰهُ الْعَرْشَ فَيَقْبِضُ الصُّوْرَ مِنْ اِسْرَافِيْلَ ثُمَّ يَاتِي مَلَكُ الْمَوْتِ اِلَى الْجَبَّارِ ، فَيَقُوْلُ: رَبِّ قَدْ مَاتَ حَمَلَةُ عَرْشِكَ فَيَقُوْلُ وَهُوَ اَعْلَمُ فَمَنْ بَقِيَ فَيَقُوْلُ بَقِيْتَ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا تَمُوْتُ وَبَقِيْتُ اَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَنْتَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِي خَلَقْتُكَ لِمَا رَأَيْتُ فَمُتْ فَيَمُوْتُ" الی ان قال "ثُمَّ يَاْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ اَنْ تَمْطُرَ اَرْبَعِيْنَ يَوْماً ثُمَّ يَاْمُرُ اللّٰهُ الْاَجْسَادَ اَنْ تَنْبُتَ حَتّٰى اِذَا تَكَامَلَتْ اَجْسَادُهُمْ فَكَانَتْ كَمَا كَانَتْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِيَحْيٰى حَمَلَةُ عَرْشِي فَيَحْيَوْنَ وَيَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ فَيَاْخُذُ الصُّوْرَ فَيَضَعُهُ عَلٰى فِيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ لِيَحْيٰى جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ فَيَحْيَيَانِ ثُمَّ يَدْعُو اللّٰهُ بِالْاَرْوَاحِ فَيُلْقِيْهَا فِي الصُّوْرِ ثُمَّ يَاْمُرُ اللّٰهُ اِسْرَافِيْلَ اَنْ يَنْفُخَ نَفْخَةَ الْبَعْثِ فَيَنْفُخُ فَتَخْرُجُ الْاَرْوَاحُ كَاَنَّهَا النَّحْلُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لِيَرْجِعَنَّ كُلُّ رُوْحٍ اِلٰى جَسَدِهٖ فَتَدْخُلُ الْاَرْوَاحُ فِي الْاَجْسَادِ" الحديث.

(ترجمہ) پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو حکم فرمائیں گے تو وہ پہلی مرتبہ پھونک مارے گا جس سے تمام آسمانوں اور زمین والے چیخ پڑیں گے (اور ان کی موت واقع ہو جائے گی) مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے (اس حالت سے مستثنیٰ کر لیں گے) پس حضرت ملک الموت عرض کریں گے تمام آسمانوں اور زمین والے مر چکے ہیں مگر آپ نے جن کو مستثنیٰ فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں اب کون بچا ہے؟ تو وہ عرض کریں گے اے پروردگار آپ باقی ہیں آپ زندہ رہنے والے ہیں جس پر موت نہیں آئے گی حاملین عرش بھی زندہ ہیں' جبرائیل اور میکائیل بھی زندہ ہیں اور میں بھی زندہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جبرائیل اور میکائیل بھی فوت ہو جائیں تو وہ بھی فوت ہو جائیں گے' پھر ملک الموت اللہ جبار کی خدمت میں حاضر ہوگا اور عرض کرے گا جبرائیل اور میکائیل بھی مر چکے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب عرش کو اٹھانے والے بھی مر جائیں تو وہ بھی مر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دیں گے تو وہ حضرت اسرافیل سے صور لے لے گا۔ پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے پروردگار! آپ

کے عرش بردار بھی مر چکے ہیں۔ تو اللہ تعالی فرمائیں گے حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں اب کون بچا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا آپ باقی ہیں آپ زندہ ہیں کبھی نہیں مریں گے اور میں زندہ ہوں۔ تو اللہ تعالی فرمائیں گے تو میری مخلوق میں سے ایک ہے میں نے تجھے پیدا کیا جب چاہا تو بھی مر جا تو وہ بھی مر جائیں گے ________ یہاں تک کہ فرمایا ________ پھر اللہ تعالی آسمان کو حکم دیں گے تو چالیس دن تک برستارہ، پھر اللہ تعالی اجسام کو حکم فرمائیں گے کہ تم اگنا شروع ہو جاؤ حتی کہ جب ان کے بدن کامل (طور پر اگ) جائیں گے اور جیسے (دنیا میں) تھے ویسے ہو جائیں گے تو اللہ تعالی حکم فرمائیں گے میرے عرش بردار زندہ ہوں تو وہ زندہ ہو جائیں گے اور اللہ تعالی حضرت اسرافیل کو حکم فرمائیں گے تو وہ صور کو لیں گے اور اسے اپنے منہ پر رکھیں گے، پھر اللہ تعالی حکم دیں گے جبرائیل اور میکائیل زندہ ہوں تو وہ دونوں زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالی سب ارواح کو بلائیں گے اور ان کو صور میں ڈالدیں گے، پھر اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ (اب) جی اٹھنے کا صور پھونک، تو وہ پھونک ماریں گے جس سے روحیں اس طرح سے نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں (اڑنے کے لیے) نکلتی ہیں۔ پھر اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! ہر ایک روح اپنے (اپنے) بدن میں لوٹے، تو سب روحیں (اپنے اپنے) جسموں میں داخل ہو جائیں گی۔ (الحدیث)۔

کیا موت کے بعد فرشتوں کی روحیں کسی خاص مقام میں رہیں گی؟

مجھ سے سوال کیا گیا کیا موت کے بعد فرشتوں کی ارواح کسی مخصوص مقام میں رہیں گی جیسا کہ انسانوں کے متعلق وارد ہے؟

(جواب) میں اس کے متعلق واقف نہیں ہوا۔

کیا فرشتے شفاعت عظمیٰ میں داخل ہونگے؟

اور مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرشتے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روز قیامت کی) شفاعت عظمیٰ میں شامل ہونگے؟

(جواب) ظاہر تو یہی ہے کہ شامل ہونگے کیونکہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَيَّ فِيْهِ الْخَلْقُ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ".

(اور میں نے تیسری دعا قیامت کے دن کے لئے مؤخر کردی جس میں (خدا کی) مخلوق (جس میں فرشتے بھی داخل ہیں) حتیٰ کہ (اولوالعزم رسول) حضرت ابراہیم (علیہ السلام بھی) رغبت فرمائیں گے۔

کیا روز قیامت سب لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی قیام میں شامل ہونگے؟

اور مجھ سے سوال کیا گیا کہ کیا فرشتے بھی بنی آدم کے ساتھ رب العالمین کے حضور پیش ہونگے؟

جواب: ہاں (پیش ہونگے) قریب میں حضرت ابن ابی اسامہؒ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث گزر چکی ہے۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ حضرات ملائکہ کرام میدان محشر میں سب انسانوں' سب جنوں اور سب مخلوقات کو گھیرے ہونگے۔

حضرت ابن عباسؓ نے

﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ [1]

---

[1] سورۃ فرقان آیت ۲۵ (ترجمہ آیت ہذا) جس دن آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور (اس بدلی کے ساتھ آسمان سے) فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے۔ (تفسیر بیان القرآن از حضرت تھانوی)۔

تلاوت کی تو فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت ایک ہی میدان میں جنات' انسان' جانور' درندے' پرندے اور ساری مخلوق کو جمع فرمائیں گے اور نچلا آسمان پھٹ جائے گا اور اس سے اس کے رہنے والے اتریں گے اور وہ زمین پر رہنے والے جنات' انسان اور ساری مخلوق سے زیادہ ہونگے تو یہ حضرات ملائکہ تمام جنات' انسانوں اور ساری مخلوق کو احاطہ میں کرلیں گے اس کے بعد دوسرے آسمان والے اتریں گے اور یہ پہلے آسمان والوں سے اور اہل زمین سے زیادہ ہونگے (الحدیث)۔

فرشتوں کا حساب کتاب ہوگا؟

مجھ سے پوچھا گیا کیا ان کا حساب ہوگا؟ اور کیا ان کے اعمال کا وزن ہوگا؟

جواب:۔ علامہ حلیمی کے کلام میں پہلے گزر چکا ہے کہ زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے اور ان کا حساب بھی نہیں ہوگا۔ یہ جواب تقاضا کرتا ہے کہ ان کے اعمال بھی وزن نہیں کئے جائیں گے کیونکہ حساب اور کتاب اعمال کی فرع ہے اور اعمالنامے ہی ترازو (ئے انصاف) میں رکھے جائیں گے۔

فرشتے شفاعت کریں گے

اور مجھ سے معلوم کیا گیا کہ علماء اور صلحاء حضرات کی طرح یہ بھی گناہگار انسانوں کی شفاعت کریں گے؟

جواب یہ ہے کہ ہاں کریں گے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ [1]

(یہ کسی کی سفارش نہیں کرتے مگر جس کیلئے اللہ کی ذات سفارش کو پسند کرے)

اور ارشاد فرمایا

﴿وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى﴾. [2]

---

[1] سورۃ انبیاء آیت ۲۸

[2] سورۃ نجم آیت ۲۶

(اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں ان کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آ سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہیں اجازت دیدیں اور (اس کے لیے شفاعت کرنے سے) راضی ہوں)۔

کیا فرشتے جنت الخلد اور جنت الجلال میں داخل ہونگے؟

اور مجھ سے پوچھا گیا یہ جو کسی نے کہا ہے کہ فرشتے دارالجنت میں ہونگے جس کا نام دارالخلد اور دارالجلال ہے کیا اس کی اصل کسی حدیث میں ہے یا نہیں؟

جواب:۔ میں کسی حدیث میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہوا۔

مومنین جنت میں فرشتوں کو دیکھیں گے

مجھ سے سوال کیا گیا کیا حضرات مومنین کرام جنت میں ان پر فرشتوں کے سلام پیش کرتے وقت دیدار سے بھی مشرف ہونگے یا نہیں؟

جواب:۔ جی ہاں ان کو (مومنین حضرات ضرور) دیکھیں گے۔

جبرائیلؑ افضل ہیں یا اسرافیلؑ

مجھ سے سوال کیا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام افضل ہیں؟ یا حضرت اسرافیل علیہ السلام؟

جواب:۔ میں اس کے متعلق کسی عالم کی نقل پر مطلع نہیں ہوا اور (شروع کتاب میں حضرت جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کے حالات میں) گذشتہ روایات باہم متعارض ہیں طبرانی شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

"آلا اُخبِرُکُم بِاَفضَلِ المَلائِکَۃِ جِبرِیلُ"۔ [1]

(کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ فرشتوں میں سے افضل حضرت جبرائیلؑ ہیں۔)

اور حضرت وہب کا اثر (فرمان) ہے فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے

---

[1] کنزالعمال ۱۲/۳۵۳۴۳، مجمع الزوائد ۳/۱۴۰، ۸/۱۸۸، درمنثور ۱/۹۲، طبرانی

احقر مترجم امداداللہ انور کی طرف سے الحبائک فی اخبار الملائک علامہ سیوطی کی تخریج بھی مکمل ہوئی۔ الحمدللہ۔

زیادہ نزدیک حضرت جبرائیلؑ ہیں پھر حضرت میکائیل ہیں۔ یہ (دونوں روایات) دلالت کرتی ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ افضل ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع حدیث

''اِنَّ اَقْرَبَ الْخَلْقِ مِنَ اللّٰهِ اِسْرَافِيْلُ''۔

(سب مخلوق میں اللہ کے قریب ترین حضرت اسرافیل ہیں)

اور حضرت ابن مسعودؓ کی مرفوع حدیث

''اِسْرَافِيْلُ صَاحِبُ الصُّوْرِ وَجِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِهٖ''۔

(حضرت اسرافیل صور والے ہیں ان کے دائیں میں حضرت جبرائیل اور ان کے بائیں میں حضرت میکائیل ہیں)

اور حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث

''اِسْرَافِيْلُ مَلَكُ اللّٰهِ لَيْسَ دُوْنَهٗ شَيْءٌ''۔

(حضرت اسرافیل اللہ کا فرشتہ ہے اس سے زیادہ مقرب کوئی شئے نہیں)۔

اور حضرت کعب (احبار) کا اثر (ارشاد) ہے ''فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب حضرت اسرافیل ہیں'' الخ اور حضرت ابوبکر ہذلیؒ کا اثر ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی شئے بھی حضرت اسرافیل سے زیادہ مقرب نہیں''۔

اور حضرت ابو جبلہؓ کی حدیث مع سندہ سب سے پہلے جس کو روز قیامت بلایا جائے گا وہ اسرافیل ہونگے اور حضرت ابن سابط کا اثر دنیا کا نظام چار فرشتے چلاتے ہیں حضرت جبرائیلؑ حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیلؑ اس روایت میں انہوں نے یہ بھی فرمایا اور یہ حضرت اسرافیل ان (تین) فرشتوں پر احکام (خداوندی) کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

اور حضرت عکرمہ بن خالدؓ کی مرفوع حدیث وَاَمَّا اِسْرَافِيْلُ فَاَمِيْنُ اللّٰهِ وَبَيْنَهٗ وَبَيْنَهُمْ (یہ حضرت اسرافیل اللہ کے درمیان اور ان (یعنی حضرت جبرائیل، میکائیل اور ملک الموت) کے درمیان امین ہیں۔

اور حضرت خالد بن ابی عمران کا اثر ''اور حضرت اسرافیل دربان (خداوندی)

کے مرتبہ پر ہیں'' یہ سب احادیث و روایات اور جوان کے مشابہ ہیں سب حضرت اسرافیل (علیہ السلام) کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

رسولوں پر جبرائیلؑ وحی لاتے تھے اور انبیاء پر دوسرے فرشتے

حضرت الامام ابو منصور ماتریدی (رحمتہ اللہ علیہ) اپنی کتاب ''العقیدہ'' میں ذکر فرماتے ہیں کہ حضرات مرسلین کرام کی طرف حضرت جبرائیل کے ذریعہ وحی نازل کی گئی اور حضرات انبیاء کرامؑ کی طرف دوسرے فرشتوں کے ذریعہ وحی نازل کی گئی۔

فرشتوں کی خوشبو کیسی ہے؟

میں نے کسی مجموعہ میں دیکھا ہے کہ حضرت (امام) جعفر (صادق) بن محمد نے فرمایا فرشتوں کی خوشبو گلاب کے پھول جیسی ہے اور انبیاء کرام کی خوشبو ناشپاتی جیسی ہے۔ لیکن میں اس بات کی سند سے واقف نہیں ہوا۔

لطیفہ

میں نے ابوالحسین احمد بن ابی الحسن علی بن زبیر کے مجموعہ میں دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حارث بن مسکین کے پاس آیا تو حارث نے اس سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ''جبرائیل'' تو حارث نے فرمایا کہ تجھ پر انسانوں کے نام تنگ ہو گئے تھے جو تو نے فرشتوں والا نام رکھا تو ان کو اس نے جواب دیا جس طرح تجھ پر دوسرے نام تنگ ہو گئے تھے حتی کہ تو نے اپنا نام شیطان کے نام پر رکھا (کیونکہ شیطان کا ایک نام حارث بھی ہے)۔

(تم) ترجمة کتاب ''الحبائک فی اخبار الملائک للامام جلا السیوطی بحمد اللہ وعونہ وحسن توفیقہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم.

☆..........☆..........☆

الحمدللہ حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب الحبائک فی اخبار الملائک کا ترجمہ مع اضافی فوائد اور تخریج احادیث اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری تمام دینی خدمات قبول فرمائیں اور اس ناچیز کا' اس کی اولاد اور جملہ متعلقین کا خاتمہ بالخیر فرمائے حضرت والدگرامی مولانا عزیز اللہ رحمانی دامت الطافہم کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور دولت ایمان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رکھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت' آپؐ کے حوض کوثر پر حاضری اور پانی پینا نصیب فرمائے۔ آمین

اسأل الله أن يجعله خالصالوجهه الكريم موجبا للفوز بجنات النعيم وأن يعم النفع به ببركة النبىّ العظيم والحمد لله وحده ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على حبيبه سيد الأولين والاخرين وعلى آله وأصحابه وعلماء أمته و أولياء زمرته أجمعين وعلينا معهم يا أرحم الراحمين ويا أكرم الأكرمين وأجود الأجودين وخير المسؤلين وياخير المعطين آمين يا رب العالمين .

امداد اللہ انور غفرلہ ولاہلہ

فراغت از ترجمہ شب سوموار
بوقت تین بج کر دس منٹ
مورخہ ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

دار المعارف عنایت پور تحصیل جلال پور پیروالہ۔ ملتان۔

حوالہ جات تخریج

۱۔	قرآن کریم	
۲۔	تفسیر کشاف	علامہ زمخشریؒ
۳۔	شعب الایمان	امام بیہقیؒ
۴۔	الترغیب والترہیب	المنذریؒ
۵۔	معجم کبیر	طبرانیؒ
۶۔	معجم اوسط	طبرانیؒ
۷۔	معجم صغیر	طبرانیؒ
۸۔	اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین	مرتضی زبیدیؒ
۹۔	الجامع الکبیر	علامہ سیوطیؒ
۱۰۔	صحیح مسلم	امام مسلمؒ
۱۱۔	سنن ابوداود	امام ابوداودؒ
۱۲۔	سنن ترمذی	امام ترمذیؒ
۱۳۔	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہؒ
۱۴۔	مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ
۱۵۔	مجمع الزوائد	علامہ ہیثمیؒ
۱۶۔	درمنثور	علامہ سیوطیؒ
۱۷۔	الجامع لاحکام القرآن	علامہ قرطبیؒ
۱۸۔	تفسیر ابن کثیر	امام ابن کثیرؒ
۱۹۔	کتاب العظمۃ	امام ابوالشیخؒ
۲۰۔	کتاب السنہ	امام عبداللہ بن احمدؒ
۲۱۔	مسند البزار	امام بزارؒ

۲۲۔	کتاب الرد علی الجہمیہ	محمد بن اسحاق بن مندہؒ
۲۳۔	تفسیر الماوردی	علامہ ماوردیؒ
۲۴۔	مستدرک حاکم	ابوعبداللہ حاکمؒ
۲۵۔	کتاب الصلوٰۃ	محمد بن نصر مروزیؒ
۲۶۔	جامع البیان	محمد بن جریر طبریؒ
۲۷۔	تفسیر القرآن العظیم	ابن ابی حاتمؒ
۲۸۔	تفسیر ابن مردویہ	ابن مردویہؒ
۲۹۔	اللآلی المصنوعہ	علامہ سیوطیؒ
۳۰۔	المختارۃ	ضیاء الدین مقدسیؒ
۳۱۔	کنز العمال	حضرت علی متقیؒ
۳۲۔	حسن بن سفیان	حسن بن سفیانؒ
۳۳۔	حلیۃ الاولیاء	ابونعیم اصبہانیؒ
۳۴۔	مشکل الآثار	امام طحاویؒ
۳۵۔	المجالسۃ	الدینوریؒ
۳۶۔	تاریخ دمشق	امام ابن عساکرؒ
۳۷۔	فیض القدیر	علامہ مناویؒ
۳۸۔	کتاب الضعفاء عقیلی	امام عقیلیؒ
۳۹۔	تفسیر ابن منذر	ابن منذرؒ
۴۰۔	تاریخ بغداد	خطیب بغدادیؒ
۴۱۔	الحاوی للفتاوی	علامہ سیوطیؒ
۴۲۔	الفقیہ والمتفقہ	خطیب بغدادیؒ
۴۳۔	عبد بن حمید	عبد بن حمیدؒ

۴۴۔	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابن ابی شیبہؒ
۴۵۔	زادالمسیر	امام ابن جوزیؒ
۴۶۔	کتاب العرش	ابوجعفر ابن ابی شیبہؒ
۴۷۔	العلو للعلی الغفار	امام ذہبیؒ
۴۸۔	مسند ابویعلی	امام ابویعلیؒ
۴۹۔	کشف الخفاء	العجلونیؒ
۵۰۔	المطالب العالیہ	ابن حجر عسقلانیؒ
۵۱۔	اخلاق النبوۃ	
۵۲۔	الکلم الطیب	
۵۳۔	صحیح ابن خزیمہ	امام ابن خزیمہؒ
۵۴۔	مشکوۃ المصابیح	خطیب تبریزیؒ
۵۵۔	الاسماء والصفات	امام بیہقیؒ
۵۶۔	البدایہ والنہایۃ	امام ابن کثیرؒ
۵۷۔	عمل الیوم واللیلہ	ابن سنیؒ
۵۸۔	الاذکار	امام نوویؒ
۵۹۔	شرح السنہ	امام بغویؒ
۶۰۔	فتح الباری شرح البخاری	ابن حجر عسقلانیؒ
۶۱۔	شرح رسالہ قیروانی مالکی	الجزولیؒ
۶۲۔	طبقات المحدثین باصفہان	
۶۳۔	اخبار اصبہان	ابونعیمؒ
۶۴۔	فتح القدیر شوکانی	محمد بن علی شوکانیؒ
۶۵۔	دلائل النبوۃ	ابونعیم اصبہانیؒ

۶۶۔	دلائل النبوۃ	امام بیہقیؒ
۶۷۔	کتاب الزہد	امام ابن مبارکؒ
۶۸۔	میزان الاعتدال	علامہ ذہبیؒ
۶۹۔	المائتین	الصابونیؒ
۷۰۔	نوادر الاصول	حکیم ترمذیؒ
۷۱۔	کتاب الزہد	امام احمد بن حنبلؒ
۷۲۔	الفریابی	
۷۳۔	التحبیر فی علم التفسیر	علامہ سیوطیؒ
۷۴۔	البعث والنشور	امام بیہقیؒ
۷۵۔	الشریعۃ	امام آجریؒ
۷۶۔	المغنی عن حمل الاسفار	علامہ عراقیؒ
۷۷۔	کتاب الخائفین	امام ابن ابی الدنیاؒ
۷۸۔	کتاب السنۃ	ابن شاہینؒ
۷۹۔	الجامع الصغیر	علامہ سیوطیؒ
۸۰۔	مسند الفردوس دیلمی	امام دیلمیؒ
۸۱۔	تذکرۃ الموضوعات	محمد طاہر پٹنویؒ
۸۲۔	تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ	ابن عراقؒ
۸۳۔	تاریخ ابن نجار	ابن نجارؒ
۸۴۔	لسان المیزان	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ
۸۵۔	موارد الظمآن	علامہ ہیثمیؒ
۸۶۔	مسند حمیدی	امام حمیدیؒ
۸۷۔	الروض الدانی	

۸۸۔	الکنیٰ للدولابی	دولابیؒ
۸۹۔	الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	ابن بلبانؒ
۹۰۔	سنن سعید بن منصور	امام سعید بن منصورؒ
۹۱۔	المصاحف ابن ابی داود	امام ابن ابی داودؒ
۹۲۔	مصنف عبدالرزاق	امام عبدالرزاق بن ہمامؒ
۹۳۔	تفسیر عبدالرزاق بن ھمام	امام عبدالرزاق بن ہمامؒ
۹۴۔	ذکرالموت ابن ابی الدنیا	امام ابن ابی الدنیاؒ
۹۵۔	التذکرہ فی احوال الموتی وامورالآخرۃ	امام قرطبیؒ
۹۶۔	المعرفۃ ابونعیم	امام ابونعیمؒ
۹۷۔	المعرفۃ ابن مندہ	محمد ابن اسحاق بن مندہؒ
۹۸۔	معجم الصحابہ ابن قانع	امام ابن قانعؒ
۹۹۔	جویبر (تفسیر)	جویبرؒ
۱۰۰۔	الاتحافات السنیہ	محمد عبدالرؤف المناویؒ
۱۰۱۔	التاریخ الکبیر	امام بخاریؒ
۱۰۲۔	کتاب الجنائز	محمد بن نصر مروزیؒ
۱۰۳۔	الموضوعات	ابن الجوزیؒ
۱۰۴۔	الفوائد المجموعہ	محمد بن علی شوکانیؒ
۱۰۵۔	رواۃ مالک	الخطیب بغدادیؒ
۱۰۶۔	الفوائد	ابوالحسن بن عریفؒ
۱۰۷۔	الفوائد	ابوالربیع مسعودیؒ
۱۰۸۔	الاھوال والایمان بالسوال	ابوالقاسم ابن مندہؒ
۱۰۹۔	تفسیر ابوالشیخ	ابوالشیخؒ

۱۱۰۔	المشیخۃ البغدادیۃ	السلفیؒ
۱۱۱۔	بیان القرآن	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۱۱۲۔	بدائع المنن	ساعاتیؒ
۱۱۳۔	الکامل	ابن عدیؒ
۱۱۴۔	نصب الرایہ	امام زیلعیؒ
۱۱۵۔	العلل المتناہیہ	
۱۱۶۔	تذکرۃ الموضوعات	ابن قیسرانیؒ
۱۱۷۔	معجم الصحابہ	امام بغویؒ
۱۱۸۔	الامالی	الشجریؒ
۱۱۹۔	مستخرج ابوعوانہ	ابوعوانہؒ
۱۲۰۔	مسند ابوداود طیالسی	ابوداود طیالسیؒ
۱۲۱۔	مسند اسحاق بن راہویہ	اسحاق بن راہویہؒ
۱۲۲۔	الہیئۃ السنیۃ	علامہ سیوطیؒ
۱۲۳۔	سنن دارمی	امام عبدالرحمٰن دارمیؒ
۱۲۴۔	کتاب الرد علی الجہمیہ	عثمان بن سعید الدارمیؒ
۱۲۵۔	المشیخۃ	ابراہیم بن طہمانؒ
۱۲۶۔	مجمع البحرین	علامہ ہیثمیؒ
۱۲۷۔	المنتقی من الاوسط	
۱۲۸۔	الفوائد	ابن شاہینؒ
۱۲۹۔	الامالی	ابن عساکرؒ
۱۳۰۔	کتاب الفاروق	شیخ الاسلام ہرویؒ
۱۳۱۔	الرد علی بشر المریسی	امام دارمیؒ

۱۳۲۔	حیاۃ الحیوان	دمیریؒ
۱۳۳۔	نفحات الازہار	امام یافعیؒ
۱۳۴۔	کتاب الاضداد	ابن الانباریؒ
۱۳۵۔	المتفق و المفترق	خطیب بغدادیؒ
۱۳۶۔	احیاء العلوم	امام غزالیؒ
۱۳۷۔	عیون الاخبار	القتبیؒ
۱۳۸۔	کتاب الزہد	ہناد بن سریؒ
۱۳۹۔	مناہل الصفا	
۱۴۰۔	فضائل بیت المقدس	ابوبکر واسطیؒ
۱۴۱۔	المشیخۃ	الخلیلیؒ
۱۴۲۔	کتاب العقوبات	ابن ابی الدنیاؒ
۱۴۳۔	عمل الیوم واللیلہ	امام نسائیؒ
۱۴۴۔	کتاب التوحید	محمد بن اسحاق بن مندہؒ
۱۴۵۔	عشرۃ النساء	امام نسائیؒ
۱۴۶۔	تحفۃ الاشراف	امام مزیؒ
۱۴۷۔	اسباب النزول	واحدیؒ
۱۴۸۔	کتاب المطر	ابن ابی الدنیاؒ
۱۴۹۔	الادب المفرد	امام بخاریؒ
۱۵۰۔	مسند العدنی	العدنیؒ
۱۵۱۔	فتوح مصر	ابن عبد الحکمؒ
۱۵۲۔	الودیک فی اخبار دیک	السیوطیؒ
۱۵۳۔	فضل الذکر	الفریابیؒ

۱۵۴۔	ریاض الصالحین	علامہ نوویؒ
۱۵۵۔	عذاب القبر	امام بیہقیؒ
۱۵۶۔	السلسلۃ الحدیثیۃ	
۱۵۷۔	القبور	ابن ابی الدنیاؒ
۱۵۸۔	الطّوالات	ابوالحسن القطانؒ
۱۵۹۔	کتاب السنہ	ابن ابی زمنینؒ
۱۶۰۔	کتاب التوبہ	ابن ابی الدنیاؒ
۱۶۱۔	کتاب الصمت	ابن ابی الدنیاؒ
۱۶۲۔	کتاب الاخلاص	ابن ابی الدنیاؒ
۱۶۳۔	تسدید القوس	
۱۶۴۔	مساوی الاخلاق	امام خرائطیؒ
۱۶۵۔	الافراد	الدار قطنیؒ
۱۶۶۔	صحیح ابن حبان	ابن حبانؒ
۱۶۷۔	علل الحدیث	عبدالرحمٰن بن ابی حاتمؒ
۱۶۸۔	الفتاوی الحدیثیہ	ابن حجر مکیؒ
۱۶۹۔	سنن الکبری	امام بیہقیؒ
۱۷۰۔	الاحکام النبویہ	
۱۷۱۔	الطب النبوی	امام ذہبیؒ
۱۷۲۔	الترغیب والترہیب	ابونعیم اصبہانیؒ
۱۷۳۔	الفوائد	سمویہؒ
۱۷۴۔	الطب النبوی	ابونعیم اصبہانیؒ
۱۷۵۔	الالقاب	الشیرازیؒ

۱۷۶۔	کتاب القدر	امام ابوداودؒ
۱۷۷۔	مکاید الشیطان	ابن ابی الدنیاؒ
۱۷۸۔	عیون الاخبار	ابوالفضل طوسیؒ
۱۷۹۔	التخویف من النار	ابن رجب حنبلیؒ
۱۸۰۔	حیاۃ الانبیاء	امام بیہقیؒ
۱۸۱۔	تاریخ مکہ	امام ازرقیؒ
۱۸۲۔	فضائل مکہ	جندی یمنیؒ
۱۸۳۔	المشیخۃ	ابوسعید السمانؒ
۱۸۴۔	تاریخ قزوین	امام رافعیؒ
۱۸۵۔	الوقف الابتداء	ابن الانباریؒ
۱۸۶۔	فضائل حفظ القرآن	امداداللہ انورؒ
۱۸۷۔	تاریخ حاکم	امام ابوعبداللہ حاکمؒ
۱۸۸۔	تہذیب تاریخ دمشق	
۱۸۹۔	الضعفاء والمجروحین	ابن حبانؒ
۱۹۰۔	مکارم الاخلاق	ابن لالؒ
۱۹۱۔	تقریب التہذیب	ابن حجر عسقلانیؒ
۱۹۲۔	مجمع بحار الانوار	محمد طاہر پٹنویؒ
۱۹۳۔	فضائل الصحابہ	ابونعیمؒ
۱۹۴۔	کتاب الرؤیۃ	امام بیہقیؒ
۱۹۵۔	خلق افعال العباد	امام بخاریؒ
۱۹۶۔	الردعلی الجہمیہ	امام ابی حاتمؒ
۱۹۷۔	کتاب الام	امام شافعیؒ

۱۹۸۔	فضائل القرآن	ابو عبیدؒ
۱۹۹۔	مسند ابن قانع	ابن قانعؒ
۲۰۰۔	حاشیۃ الغماری علی الحبائک	عبداللہ الصدیق الغماریؒ
۲۰۱۔	تغلیق التعلیق	ابن حجر عسقلانیؒ
۲۰۲۔	کتاب العجائب	ابوعبدالرحمٰن ہرویؒ
۲۰۳۔	لقط المرجان فی احکام الجان	امام سیوطیؒ
۲۰۴۔	الموطا	امام مالکؒ
۲۰۵۔	المسند	امام شافعیؒ
۲۰۶۔	جامع بیان العلم وفضلہ	امام ابن عبدالبرؒ
۲۰۷۔	مسند ربیع بن حبیب	امام ربیع بن حبیبؒ
۲۰۸۔	کتاب العلل	دار قطنیؒ
۲۰۹۔	کتاب التمہید	ابن عبدالبرؒ
۲۱۰۔	الاحکام النبویہ فی الصناعات الطبیہ	
۲۱۱۔	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ
۲۱۲۔	الصحابہ	ابوالفتح ازدیؒ
۲۱۳۔	فضائل	محمد بن نصرؒ
۲۱۴۔	کتاب الثواب	ابوالشیخؒ
۲۱۵۔	مسانید الجامع الکبیر	
۲۱۶۔	البدور السافرۃ	امام سیوطیؒ
۲۱۷۔	المصالح العقلیہ	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۲۱۸۔	شفاء الغرام باخبار البلد الحرام	تقی فاسیؒ
۲۱۹۔	کتاب مکہ	فاکہیؒ

۲۲۰۔	زہر الفردوس	ابن حجر عسقلانیؒ
۲۲۱۔	الفوائد	ابوالحسن بشرانؒ
۲۲۲۔	تفسیر بغوی (معالم التنزیل)	علامہ بغویؒ
۲۲۳۔	کتاب الاذان	ابوالشیخؒ
۲۲۴۔	اختیار الاولی فی شرح حدیث اختصام ملأ أعلی	ابن رجبؒ
۲۲۵۔	الاسرار المرفوعہ	علامہ ملا علی قاریؒ
۲۲۶۔	نو اللمعہ فی خصائص الجمعہ	علامہ سیوطیؒ
۲۲۷۔	حسن بن صفیان	
۲۲۸۔	نیل الاوطار	محمد بن علی شوکانیؒ
۲۲۹۔	اتحاف الاخصاء بفضائل المسجد الاقصیٰ	غماریؒ
۲۳۰۔	الدر مختار	علامہ حصکفیؒ
۲۳۱۔	تذکرۃ الشیخ تاج الدین ابن مکتوم	
۲۳۲۔	کتاب الفائق	
۲۳۳۔	حلیمی	
۲۳۴۔	قونوی	
۲۳۵۔	شرح مشکوۃ	طیبیؒ
۲۳۶۔	اسئلۃ الصفار ابواسحاق اسماعیل الصفار بخاری	
۲۳۷۔	کتاب الاعتقاد	امام بیہقیؒ
۲۳۸۔	کتاب الشفاء قاضی عیاضؒ	قاضی عیاضؒ
۲۳۹۔	الرسالہ	امام صفوی ارمویؒ
۲۴۰۔	قرافی	
۲۴۱۔	منہج الاصلین	بلقینیؒ

۲۴۲۔	الجامع من المحلی	ابن حزمؒ
۲۴۳۔	السیف المشہور عن شرح عقیدۃ الامام ابی منصور تاج الدین سبکیؒ	
۲۴۴۔	ابوالحسن قابسیؒ	
۲۴۵۔	شرح بدء الامالی	عز الدین بن جماعۃؒ
۲۴۶۔	کتاب الفروع (فقہ حنبلی)	
۲۴۷۔	مجمع بحار الانوار	محمد طاہر پٹنویؒ
۲۴۸۔	الباعث الحثیث فی اختصار علوم الحدیث	ابن کثیرؒ
۲۴۹۔	تدریب الراوی	علامہ سیوطیؒ
۲۵۰۔	تزیین الارائک	
۲۵۱۔	زرقانی شرح المواہب اللدنیہ	زرقانیؒ
۲۵۲۔	ردالمحتار شامی	ابن عابدین شامیؒ
۲۵۳۔	امام رافعی	
۲۵۴۔	فتاوی ابن صلاح	ابن صلاحؒ
۲۵۵۔	احکام مساجد	زرکشیؒ
۲۵۶۔	آکام المرجان	بدرالدین محمد شبلیؒ

تصانیف وتراجم مفتی امداد اللہ انور

کتاب	تالیف	قیمت
اسرار کائنات	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
اسم اعظم	مولانا مفتی امداد اللہ انور	80
اکابر کا مقام عبادت	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
جنت کے حسین مناظر	مولانا مفتی امداد اللہ انور	180
فضائل حفظ القرآن	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
لذت مناجات	مولانا مفتی امداد اللہ انور	150
مناجاۃ الصالحین (عربی)	مولانا مفتی امداد اللہ انور	100

نام کتاب	عربی	مصنف	مترجم	قیمت
آنسوؤں کا سمندر	بحر الدموع	امام ابن الجوزیؒ	امداد اللہ	120
استغفارات حضرت حسن بصریؒ	الاستغفارات	حضرت حسن بصریؒ	امداد اللہ	52
اوصاف ولایت	طبقات الصوفیه	ابوعبدالرحمن سلمیؒ	امداد اللہ	120
بادشاہوں کے واقعات	التبر المسبوک	امام غزالیؒ	امداد اللہ	100
تاریخ جنات وشیاطین	لقط المرجان	امام جلال الدین سیوطیؒ	امداد اللہ	140
فتاوی جدید فقہی مسائل	فتاوی محمودیہ (اردو)	مفتی محمود گنگوہیؒ	امداد اللہ	180
جواہر الاحادیث	کنوز الحقائق	محمد عبدالرؤف المناویؒ	امداد اللہ	220
جہنم کے خوفناک مناظر	التخویف من النار	امام ابن رجب حنبلیؒ	امداد اللہ	120
رحمت کے خزانے	المتجر الرابح	امام دمیاطیؒ	امداد اللہ	180
عشق مجازی کی تباہ کاریاں	ذم الهوی	امام ابن الجوزیؒ	امداد اللہ	100
فضائل شادی	الافصاح	ابن حجر مکیؒ	امداد اللہ	100
فرشتوں کے عجیب حالات	الحبائک	امام سیوطیؒ	امداد اللہ	140
قیامت کے ہولناک مناظر	البدور السافرة	امام سیوطیؒ	امداد اللہ	140

زیر طبع تصانیف وتراجم

کتاب	مؤلف	قیمت
ادعیۃ الصحابہؓ (عربی)	مولانا مفتی امداد اللہ انور	80

اسماء النبی الکریمؐ	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
اسلاف کے آخری لمحات	مولانا مفتی امداد اللہ انور	140
اکابر کی مجرب دعائیں	مولانا مفتی امداد اللہ انور	60
تاریخ علم اکابر	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
تصاویر مدینہ	مولانا مفتی امداد اللہ انور	300
جنت البقیع میں مدفون صحابہؓ	مولانا مفتی امداد اللہ انور	100
حکایات علم وعلماء	مولانا مفتی امداد اللہ انور	92
خدمت والدین	مولانا مفتی امداد اللہ انور	80
خشوع نماز	مولانا مفتی امداد اللہ انور	92
شرح وخواص اسماء حسنیٰ	مولانا مفتی امداد اللہ انور	100
صحابہ کرامؓ کی دعائیں	مولانا مفتی امداد اللہ انور	100
فضائل تلاوت قرآن	مولانا مفتی امداد اللہ انور	120
گنہگاروں کی مغفرت	مولانا مفتی امداد اللہ انور	100
مستند نماز حنفی	مولانا مفتی امداد اللہ انور	130
معارف الاحادیث	مولانا مفتی امداد اللہ انور	800

کتاب	ترجمہ	مصنف	مترجم	قیمت
ترجمہ قرآن پاک	=		امداد اللہ انور	
اکابر کی تمنائیں	المتمنین	ابن ابی الدنیاؒ	امداد اللہ انور	72
امتوں پر عذاب الٰہی کے واقعات	العقوبات	ابن ابی الدنیاؒ	امداد اللہ انور	100
بادشاہوں کے واقعات	الشفاء	امام ابن جوزیؒ	امداد اللہ انور	100
تیسیر المنطق		مولانا عبد اللہؒ	امداد اللہ انور	20
تفسیر ابن عباسؓ	صحیفہ علی بن ابی طلحہ	علی بن ابی طلحہؒ	امداد اللہ انور	360
تفسیر عائشہ الصدیقہؓ	مرویات ام المؤمنین	دکتور سعود	امداد اللہ انور	400
عبادت سے ولایت تک	بدایۃ الھدایہ	امام غزالیؒ	امداد اللہ انور	80
علم پر عمل کے تقاضے	اقتضاء العلم العمل	خطیب بغدادیؒ	امداد اللہ انور	80

فضائل شکر	الشكر لله عزوجل	ابن ابی الدنیاؒ	امداد اللہ انور	80
فضائل شہادت	ابواب السعادة	علامہ سیوطیؒ	امداد اللہ انور	72
فضائل صبر	الصبر والثواب عليه	ابن ابی الدنیاؒ	امداد اللہ انور	80
فضائل غربت	الجوع	ابن ابی الدنیاؒ	امداد اللہ انور	92
مشاہیر علماء اسلام	مشاهير علماء الامصار	امام ابن حبانؒ	امداد اللہ انور	

دیگر علماء کے زیر طبع تراجم

کتاب	عربی	مترجم یا مؤلف	اصلاح وتزئین	قیمت
حل قال بعض الناس	بعض الناس	؟ / عبدالمجید انورؒ	امداد اللہ انور	60
خواص القرآن الکریم	الدر النظيم	امام یافعیؒ / ؟	امداد اللہ انور	120
ساٹھ علوم	حدائق الانوار	امام رازی / احمد بخشؒ	امداد اللہ انور	140
سیلاب مغفرت	كتاب التوابين	ابن قدامہؒ / ریاض صادق	امداد اللہ انور	116
الصرف الجمیل		مولانا ریاض صادق	امداد اللہ انور	100
صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے	فتوح الشام	امام واقدیؒ / شبیر احمدؒ	امداد اللہ انور	150
قبر کے عبرتناک مناظر	شرح الصدور	امام سیوطیؒ / محمد عیسیٰؒ	امداد اللہ انور	120
کرامات اولیاء	روض الرياحين	امام یافعیؒ / جعفر علیؒ	امداد اللہ انور	120
محبوب کا حسن وجمال		محمد سلیمان منصور پوریؒ	امداد اللہ انور	100
معجزات رسول اکرمﷺ	الكلام المبين	مفتی عنایت احمدؒ	امداد اللہ انور	140
نفیس پھول	صيد الخاطر	ابن جوزیؒ / عبدالمجید انور	امداد اللہ انور	140

دیگر علماء کے غیر مطبوعہ تراجم

کتاب	مصنف	مترجم	تسہیل وتزئین	قیمت
آثار السنن	محمد بن علی شوق نیمویؒ	فضل الرحمٰن دھرم کوٹی	امداد اللہ انور	240
الادب المفرد	امام بخاریؒ	مولانا ریاض صادق	امداد اللہ انور	200
سنن دارمی	امام دارمیؒ		امداد اللہ انور	300
ہدیہ درود وسلام	یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ	مفتی ابوسالم زکریا	امداد اللہ انور	160